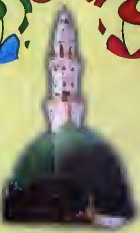

شیعہ مذہب

المعروف

تحفہ جعفریہ

محقق اسلام شیخ الحدیث علامہ

محمد علی نقشبندی رحمۃ اللہ علیہ

مکتبہ نوریہ حسینیہ جامعہ ...

بلال گنج لاہور

قال علیہ السلام من سبّ اصحابی فقد کفر ومن سبّ اصحابی فاجلدوہ

نبی علیہ السلام نے فرمایا

صحابہ کو گالی دینے والا کافر ہے اور

اسے کوڑے مارے جائیں جامع الاجزاء

المعروف

شیعہ مذہب

تحفۂ جعفریہ

محقق اسلام قاطع رفض وبدعت مناظر اسلام علامہ الحاج

محمد علی نقشبندی علیہ الرحمہ بانی جامعہ رسولیہ شیرازیہ بلال گنج لاہور

باب اول: حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ پر کیے گئے مطاعن کی تردید

باب دوم: حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا، حضرت طلحہ اور حضرت زبیر رضی اللہ عنہما پر قتل عثمان رضی اللہ عنہ کی تردید

باب سوم: چند مشہور مطاعن کے مزید تحقیقی جوابات

مکتبہ نوریہ حسنیہ

جامعہ رسولیہ شیرازیہ رضویہ

بلال گنج لاہور فون: 042-7227228

marfat.com

Marfat.com

جملہ حقوق بحق مصنف محفوظ

نام کتاب ——— تحفہ جعفریہ (جلد پنجم)

مصنف ——— محقق اسلام شیخ الحدیث علامہ محمد علی نقشبندی علیہ الرحمہ
بانی جامعہ رسولیہ شیرازیہ بلال گنج لاہور

کتابت ——— راجہ محمد صدیق کیلیانوالہ شریف گوجرانوالہ

ہدیہ ———

نوٹ

کتاب ہذا تحفہ جعفریہ میں ہم نے ہر موضوع پر اپنے دعویٰ کا اثبات واستدلال صرف اور صرف کتب شیعہ سے ہی کیا ہے جن چند مقامات پر سنی کتب سے استناد کیا گیا ہے وہاں کتب شیعہ سے اس کی مضبوط تائید بھی پیش کی گئی ہے اور یہی اس کتاب کا طرۂ امتیاز ہے۔

مکتبہ نوریہ حسینیہ

جامعہ رسولیہ شیرازیہ رضویہ

امیر روڈ بلال گنج لاہور فون: 7227228

marfat.com
Marfat.com

الانتساب

میں اپنی اس ناچیز تالیف کو قدوۃ السالکین حجۃ الواصلین
پیری و مرشدی حضرت قبلہ خواجہ سید نور الحسن شاہ صاحب رحمۃ
اللہ علیہ سرکار کیلیانوالہ شریف اور نگہدار ناموس اصحاب رسول
محب اولاد بتول سپر طریقت، راہبر شریعت حضرت قبلہ
پیر سید محمد باقر علی شاہ صاحب زیب سجادہ کیلیانوالہ شریف
کی ذات گرامی سے منسوب کرتا ہوں جن کے روحانی تصرف
نے ہر مشکل مقام پر میری مدد فرمائی۔

ان کے طفیل اللہ میری یہ سعی مقبول و مفید اور میرے لیے
ذریعہ نجات بنائے۔ آمین :

احقر العباد
محمد علی عفا اللہ عنہ

marfat.com
Marfat.com

الاھداء

میں اپنی یہ ناچیز تالیف زبدۃ العارفین، حجۃ الکاملین، میزبان مہمانانِ رحمۃ للعالمین حضرت قبلہ مولانا فضل الرحمٰن صاحب ساکن مدینہ منورہ، خلف الرشید شیخ العرب والعجم حضرت قبلہ مولانا ضیاءالدین صاحب رحمۃ اللہ علیہ مدفون جنت البقیع (مدینہ طیبہ) خلیفۂ اعلیٰ حضرت امام اہلسنت مولانا احمد رضا خانصاحب فاضل بریلوی رحمۃ اللہ علیہ کی خدمتِ عالیہ میں ہدیۂ عقیدت پیش کرتا ہوں جن کی دُعا سے فقیر نے اس کتاب کی تحریر کا آغاز کیا۔

ع ۔ گر قبول افتد زہے عز و شرف

محمد علی عفا اللہ عنہ

marfat.com
Marfat.com

تقریظ ۱

پیر طریقت شہباز شریعت حضرت علامہ الٰہی بخش صاحب لاہور

استاذ العلماء مناظر اسلام شیخ الحدیث حضرت علامہ مولانا الحاج

الحافظ محمد علی صاحب دامت برکاتہ العالیہ ناظم اعلیٰ جامعہ رسولیہ شیرازیہ

بلال گنج لاہور کا وجود اس قحط الرجال کے دور میں علمائے سلف کی ایک چلتی پھرتی تصویر ہے۔ آج سے چند سال پیشتر ہمارے تصور میں بھی یہ نہیں آسکتا تھا کہ قدرت اِن سے ایک عظیم الشان کام لینے والی ہے۔ تاریخ عالم کے واقعات اور شواہدات سے یہ بات ثابت ہوتی ہے کہ بعض اوقات بہت سے افراد مل کر ایک تاریخی کارنامہ سرانجام دیتے ہیں۔ لیکن بعض اوقات فردِ واحد ایک ایسا محیر العقول کارنامہ سرانجام دے دیتا ہے۔ کہ بہت سے افراد مل کر مدتوں تک بھی وہ کام مکمل نہیں کر سکتے۔ اور اس کا نام صدیوں تک زندہ و تابندہ رہتا ہے عقائد و مذاہب پر تحقیق و تدقیق کا سلسلہ شروع سے جاری ہے۔ بلکہ روز بروز وسیع سے وسیع تر ہو رہا ہے۔ اختلافات و اعتراضات کے دھارے ہمیشہ بہتے رہتے ہیں۔ دلائل و براہین کے ساتھ ان کے جوابات دیئے جاتے ہیں۔ اور یہ دلائل و براہین ہی کسی کی عظمت و شخصیت کا پتہ بتاتے ہیں۔ شیعہ مذہب ابتداء سے ہی تشریح طلب رہا ہے۔ شیعہ مذہب کا بانی کون تھا۔ اُس کے عقائد و نظریات کیا تھے۔ اور پھر شیعہ مذہب میں اللہ تعالیٰ اور اس کی کتاب اور اس کے رسول اور رسول کی اولاد و ازواج اور صحابہ کرام کے متعلق جو شیعہ لوگوں کے مذہبی عقائد تھے ان کے مدلل و مسکت جوابات خود ان کی کتابوں سے ہی دیئے جاسکتے تھے۔ اس عظیم کام کے لیے

marfat.com
Marfat.com

ایک عظیم محقق کی ضرورت تھی اللہ تعالیٰ نے یہ کام علامہ موصوف سے لیا۔ نہایت محققانہ انداز سے قلم اٹھایا! درتحقیق کا حق ادا کر دیا اس درویش صفت انسان نے گوشۂ تنہائی میں بیٹھ کر کتابوں کی دنیا میں سفر کرنا شروع کیا دمتقل دخرد کے پیمانوں سے علم و حکمت کے خزانوں کی تلاش شروع کی۔ نہایت کامیابی کے ساتھ قیمتی ذخائر کو تلاش کیا۔ شیعہ مذہب کی عمارت کے بڑے بڑے ستونوں کو اُن کی کتابوں سے اتنے مضبوط دلائل کے ساتھ گراتے چلے گئے ہیں۔ کہ شیعہ صاحبان بھی اگر دیانتداری سے اس کا مطالعہ کریں تو اُنہیں فاضل مصنف کا احسان مند ہو کر اپنے عقائد و نظریات پر نظر ثانی کرنے کی نہایت پاکیزہ دعوت دی گئی ہے۔ تحفہ جعفریہ کی پانچ ـــــ عقائد جعفریہ کی چھ ـــــ اور فقہ جعفریہ کی چار جلدیں ـــــ ہزاروں کتابوں کے مطالعے سے بے نیاز کر دیتی ہیں۔ یہ حقیقت بالکل بجا ہے۔ کہ اس سے پہلے بھی ایسی بڑی بڑی عظیم کوششیں کی گئیں۔ تحقیق کے بڑے بڑے خزانے ازالۃ الخفاء اور تحفۂ اثنا عشریہ کی صورت میں ہمارے سامنے آئے۔ مگر مجھے یہ کہنے میں کوئی باک نہیں ہے۔ کہ میرے خیال کے مطابق کسی زمانہ میں بھی اتنی محقق اور مفصل کتاب ردِ روافض میں نہیں لکھی گئی! اور میں یقیناً کہتا ہوں کہ اگر آج حضرت شاہ ولی اللہ صاحب اور حضرت شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی صاحب زندہ ہوتے تو یقیناً فاضل مصنف کو دعا اور مبارک باد دیتے۔ اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں دعا ہے۔ کہ قبلہ شیخ الحدیث علامہ حافظ محمد علی صاحب کو عمر دراز فرمائے۔ آن کا سایۂ اہل سنت وجماعت پر ہمیشہ سلامت رکھے۔ اور ہم سب کو اُن سے زیادہ سے زیادہ استفادہ کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ (آمین)

راقم الحروف بندہ عاصم الٰہی بخش قادری

marfat.com
Marfat.com

تقریظ

شیخ الحدیث والتفسیر جامع المعقول والمنقول استاذی المکرم حضرت مولانا
علامہ غلام رسول صاحب فیصل آباد

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الحمد للہ رب العالمین والصلوٰۃ والسلام علی سید الانبیاء وامام المرسلین وآلہ وصحبہ اجمعین :

اما بعد!

میں نے شیعہ مذہب (تحفہ جعفریہ) کا اہم مقامات سے بغور مطالعہ کیا فاضل مؤلف نے محنت شاقہ سے شیعہ کتب سے شیعہ مذہب کے عقائد بڑی تفصیل سے کتب کے مقتضی کے مطابق ذکر کیے۔ اپنی طرف سے ان میں کچھ افراط و تفریط نہیں کی اثنا عشریہ کے عقائد بڑی تفصیل سے باطل کیے اور ان کو بیت عنکبوت سے زیادہ کمزور ثابت کیا اور واضح کیا کہ ان لوگوں کے عقائد میں شدید تضاد ہے اور انہی کی کتب میں حضرات اہل بیت کرام علیہم السلام کی شان میں آداب سے تجاوز کیا گیا ہے اول سے آخر تک اس کے مطالعہ سے شمس نہار کی طرح شیعہ مذہب کی حقیقت کھل جاتی ہے۔ گویا اثنا عشریہ کی کتب ہی اس مسلک کے بطلان کی منادی ہیں مولیٰ کریم مؤلف کو احسن جزا دے کہ انہوں نے نہایت ہی عرق ریزی سے اہلسنت و جماعت کی اہم ضرورت کو پورا کیا اور عوام پر عظیم احسان فرمایا۔ آمین

غلام رسول رضوی

marfat.com
Marfat.com

تقریظ ۳

مفسرِ قرآن، علامۃ الدہر، شیخ الحدیث حضرت علامہ محمد فیض احمد اویسی مدظلہ

(بہاولپور)

شیعہ فرقہ کے رد میں جامع کتاب لکھنے کا پروگرام فقیر اویسی نے اس وقت بنایا جب سنی کانفرنس ٹوبہ ٹیک سنگھ (دارالسلام) کی ایک نجی محفل میں قمر الاسلام والملت حضرت خواجہ قمر الدین سیالوی رحمۃ اللہ علیہ سے فرماتے سُنا کہ کاش کوئی مرد میداں ہوتا جو شیعہ مذہب کے ایک ایک عقیدہ اور مسئلہ کی قلعی کھولتا، اس کے بعد اگرچہ میری چند کتب ورسائل اس موضوع پر منظرِ عام پر آئے مگر . . . . . افسوس! کہ فقیر اپنے پروگرام میں کما حقہ کامیاب نہ ہو سکا اور نہ حضرت خواجہ کی دلی تمنا بر آئی۔

لیکن شیعہ مذہب کے رد میں فقیر کی دیگر کتب کی اشاعت نہ ہونے پر اب کوئی قلق نہیں رہا جب فاضل جلیل شیخ الحدیث حضرت علامہ الحاج مولانا محمد علی دامت برکاتہم کو "تحفہ جعفریہ" کی تصنیف میں منہمک پایا، اب میں سمجھتا ہوں کہ علامہ موصوف نے خواجہ قمر الدین سیالوی رحمۃ اللہ علیہ کی آرزو اور میرے پروگرام کی تکمیل کر دی ہے کیونکہ علامہ موصوف نے تحقیقی اور مفصل کتاب لکھی ہے کہ جس میں ایک ایک شیعہ عقیدہ کے رد میں در جنوں شیعہ کتب سے تحقیق فرمائی ہے، اس کتاب کے کچھ اوراق فقیر نے پڑھے ہیں۔ الحمد للہ حضرت علامہ نے اپنے ہر دعوٰی کا اثبات قرآن اور صرف کتبِ شیعہ سے کیا ہے اور یوں اہلسنت کی ایک بڑی ضرورت کو پورا کر دیا گیا ہے۔ اللہ تعالیٰ مصنف کو اس کی بہتر جزا عطا فرمائے، آمین:

محمد فیض احمد الاویسی الرضوی غفرلہ (بہاولپور) — ۱۴ر شعبان ۱۴۰۲ھ

marfat.com
Marfat.com

تقریظ

محقق ابن محقق، شارح بخاری حضرت علامہ سید محمود احمد رضوی دامت برکاتہم
امیر مرکزی دارالعلوم حزب الاحناف گنج بخش روڈ لاہور

جامعہ رسولیہ شیرازیہ کے شیخ الحدیث حضرت مولانا محمد علی صاحب، فاضل درس نظامی ہیں۔ درس و تدریس اور تبلیغ و اشاعت دین ان کا مشغلہ ہے۔ مطالعہ بھی وسیع ہے اور مختلف مکاتب فکر کے عقائد و نظریات اور ان کے دلائل پر بھی ان کی نظر ہے۔ ان کی تالیف "تحفہ جعفریہ" ایک نہایت وقیع علمی مواد پر مشتمل ہے۔ میں نے اس کتاب کا ایک جزو "حضرت علی اور خلفاء ثلاثہ علیہم الرحمۃ والرضوان کے درمیان خوشگوار تعلقات" کے کچھ اوراق پر نظر ڈالی ہے جسے پڑھ کر اس کتاب کی عظمت، احادیث اور دلائل و براہین کی رفعت کا اندازہ ہوتا ہے۔ اس موضوع پر یہ کتاب ایک اچھی، منفرد جامع اور مدلل کوشش ہے۔

میری دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ فاضل مؤلف کی اس دینی خدمت کو قبول فرمائے اور عوام و خواص کے لیے یہ کتاب ہدایت و موعظت کا سبب بنے۔

سید محمود احمد رضوی
امیر مرکزی دارالعلوم حزب الاحناف
گنج بخش روڈ۔ لاہور۔ ۱۴ راگست ۱۹۸۴ء

marfat.com
Marfat.com

تقریظ مناظر اسلام مولانا عبدالتواب صدیقی اچھروی

اہل تشیع ایسا چالاک فرقہ ہے جو اسلام کا لبادہ اوڑھ کر شجر اسلام کی جڑیں کاٹنے کے درپے ہے۔ ہر دور میں علماء حق نے ان کی سرکوبی کے لیے نعرہ جہاد بلند کیا۔ آج کے دور میں اس فرقہ نے مکر و فریب کا نیا جال بچھایا ہے۔ اور طرح طرح کے جھوٹے دلائل سے عظمت صحابہ کو داغدار کرنا چاہا ہے۔ اہل سنت کی طرف سے ایک ایسی کتاب کا وجود میں آنا ضروری تھا جو شیعوں کی ایک ایک دلیل کو لے کر اس کی تردید کرتی۔ اور فی الوقت ان کے نئے نئے دلائل کا منہ توڑ جواب پیش کرتی۔ حضرت شیخ الحدیث مولانا علامہ محمد علی کا عوام و علماء اہل سنت پر عظیم احسان ہے کہ انہوں نے یہ کمی پوری کر دی۔ اور ایک کے بجائے تین کتابیں تالیف فرما دیں جن کی جلدیں مجموعی طور سے ۱۱ عدد ہیں۔ یقیناً یہ کتابیں طلباء سے لے کر مناظرین تک سب کے لیے ایک نعمت ثابت ہوئی ہیں۔
اللہ تعالیٰ مولانا کی تصانیف کو شرف قبولیت عطا فرمائے۔

وصلی اللہ علی حبیبہ محمد وآلہ واصحابہ اجمعین

محمد عبدالتواب صدیقی
خادم آستانہ عالیہ مناظر اعظم لاہور

marfat.com
Marfat.com

تاثرات ۲۰

پیر طریقت راہبر شریعت افتخار نقشبندیت

قبلہ سید محمد باقر علی شاہ صاحب سجادہ نشین

آستانہ عالیہ حضرت کیلیانوالہ شریف (گوجرانوالہ)

اس خادم اہل بیت و صحابہ (راقم الحروف سید محمد باقر علی) کی دیرینہ تمنا تھی کہ جھوٹے محبان اہل بیت المعروف شیعہ فرقہ کی تردید میں ایک مفصل اور عام فہم کتاب ہونی چاہیئے اس مقصد کے لیے میں نے چند بار علماء کی میٹنگ بلائی مگر کسی نے اس کام کی حامی نہ بھری۔ اچانک اللہ تعالیٰ نے ہمارے آستانہ کے خادم علامہ محمد علی صاحب کو اس طرف متوجہ کیا اور دیکھتے ہی دیکھتے ان کے قلم سے تین ضخیم کتابیں تحفہ جعفریہ، عقائد جعفریہ، فقہ جعفریہ ضبط تحریر میں آگئیں جن کی مجموعی تعداد ۱۶ جلدیں ہیں۔ اس میں کسی شخص کو کوئی شک نہیں کہ یہ کتابیں تحقیق کا انمول خزانہ ہیں۔ میرے تاثرات ان کتابوں کے متعلق اس قدر تشکر آمیز ہیں کہ لفظوں سے انہیں بیان نہیں کر سکتا۔ میرا تو اپنے سب ارادتمندوں کو حکم ہے کہ جس کے پاس بھی کچھ مالی گنجائش ہے وہ یہ کتابیں خریدے بلکہ تمام مسلمانوں کو میرا یہی مشورہ ہے۔ اللہ تعالیٰ مولانا کی محنت قبول فرمائے اور ہمارے آستانہ کے روحانی اجداد کی شفاعت فرمائے۔ آمین ثم آمین

سید محمد باقر علی سجادہ نشین آستانہ عالیہ
حضرت کیلیانوالہ شریف ضلع گوجرانوالہ

marfat.com
Marfat.com

تاثرات مشائخ عظام

شیخ العرب والعجم علامہ فضل الرحمان صاحب (مدینہ منورہ)

فضل الرحمن بن الشيخ ضياء الدين القادري

قال رسول الله صلى الله عليه وسلم
لأن يهدي الله بك رجلا واحدا خير لك من حمر النعم

الحمد لله الذي خص هذه الأمة المحمدية — بالعلماء العاملين وجعلها مرجعا للعباد — وحفظة للشريعة المطهرة من أهل الزيغ والفساد — ونوعهم إلى حفظة ونقاد — والصلاة والسلام على عبده ورسوله سيدنا وحبيبنا وشفيعنا محمد صلى الله عليه وسلم الذي اصطفاه من بين سائر خلقه ورسله عليهم الصلاة والسلام فقال صلى الله عليه وسلم إني تارك فيكم الثقلين كتاب الله ثم قال وعترتي أهل بيتي — أذكركم الله في أهل بيتي ثلاثا — واصطفى له قرابته وصحابته كالنجوم — بل كالشموس — ومنهم من شرفه الله بزيادة الفضل والكرامة كالخلفاء الراشدين — وباقي العشرة المبشرة وغيرهم — رضوان الله تعالى عليهم أجمعين — وبعد أقدم شكري الجزيل لفضيلة الأستاذ الكبير قدوة السالكين زبدة المحققين والمدققين مولانا محمد علي حفظه الله على إهدائه الكتب التي ألفها وصنفها المحرر هذه الأسطر — جزاه الله عني وعن الإسلام والمسلمين خير الجزاء — إني قد طالعت في مؤلفاته التي ذكرها من عدة أماكن وأسمعني قراءة بعض المحبين من أجزاء متفرقة من كتابه [تحفة الجعفرية] [وكذا التحفة الجعفرية من المجلد الأول والمجلد الثاني — — — — — — وغيرها من عقائدهم الفاسدة۔

marfat.com
Marfat.com

بسم الله الرحمن الرحيم

فضل الرحمن بن ضياء الدين القادري

المملكة العربية السعودية ص.ب ٩٢ - المدينة المنورة

والحقيقة أن فضيلته يستحق الشكر والتقدير في بذل مجهوداته القيمة الثمينة في سبيل إخراج هذه المجموعة الكبرى السالف ذكرها والحق يقال - إنها دائرة معارف دينية - في مؤلفاته الثمينة المتوالية والتي جعلها سهلة التناول - لكل من يسر له الله لمعرفة دينه الحنيف وسنة نبيه الهادي إلى أقوم سبيل - وقد أكبرت في شخصه الجليل هذه الهمة العظيمة - والإخلاص العميق - بما تلبده من سهر وتوكل وسعي حثيث في تحقيق مشروعه الذي هو الأول من نوعه بهذه السلسلة الذهبية - وبما بوبه ورتبه في كل كتاب منها من فصول وأصول - وبما زينه من آيات قرآنية كريمة - أدرجها في عبارة لطيفة مستفيضة من الأكابر العلماء في باب فضل أصحاب رسول الله صلى الله عليه وسلم وما يجب في حقهم من حسن الاعتقاد - ولزوم سبيل السداد - ومن أحسن القول في أصحاب رسول الله صلى الله عليه وسلم وأزواجه وذرياته - فقد برئ من النفاق - ومن ذكرهم بسوء فهو على غير سبيل ومن المعلوم أن فضل النبي صلى الله عليه وسلم سار منه في فضل أصحابه - الذي هو متفرع عن فضله - فكذلك الذرية الطاهرة فضلهم فرع عن فضله صلى الله عليه وسلم وبهذا يتضح أن أصل الفضلين - فضل الذرية - وفضل الصحابة هو رسول الله صلى الله عليه وسلم - وهما فرعان من أصل واحد

marfat.com
Marfat.com

بسم الله الرحمن الرحيم
هو القادر
فضل الرحمن بن الشيخ ضياء الدين القادري
المملكة العربية السعودية ص.ب ٩٢ المدينة المنورة

فمهما حصل لأحدهما من مدح أو ذم - لابد أن يتعدى على الآخر فلعنة الله على من فرّق بولاء بعضهم - ومعادات البعض فإن عادى أحدهما لم ينفعه ولاء الآخر وكان عدو الله ورسوله - وأعود فأقول لقد حظيت مؤلفات فضيلته - من تنسيق جميل - وفن بديع - علاوة على ما حظى به من تقاريظ جهابذة العلم والدين - وتقدير المشايخ والعلماء العاملين وقد بيّن فضيلة المؤلف ما ورد من الأدلة الواضحة أن خير هذه الأمة بعد نبيها أبو بكر الصديق ثم عمر الفاروق ثم عثمان ابن عفان ثم أسد الله على ابن أبي طالب ثم من بعد الثلاثة أصحاب الشورى الخمسة رضوان الله عليهم أجمعين هذا ما خطر على قلبي وجرى به لساني - حررته وقت السحر وأنا مسرور بما أطلعت عليه من السلسلة الذهبية المشار إليها - وهكذا يكون العلم والعمل إبتغاء وجه الله ورضوانه أسأل الله الكريم رب العرش العظيم أن يبارك في عمره - و أن يجزله المثوبة - بمحض فضله وكرمه ومنّه إنه ولي جميع الدعاء وصلى الله على سيدنا محمد خاتم النبيين وعلى آله وأصحابه أجمعين

حرر في ١٢ - ١٢ - ١٤٠٦ هـ
طابق ١٧ - ٨ - ١٩٨٦ م

الفقير إلى الله تعالى
فضل الرحمن بن فضيلة الشيخ
ضياء الدين القادري المدني
فضل الرحمن
عفا الله عنه آمين

ترجمہ تاثرات

شیخ العرب والعجم عُمدۃ الاتقیاء میزبانِ مہمانانِ مصطفےٰ علیہ التحیۃ والثنا

علامہ محمد فضل الرحمٰن صاحب مدظلہٗ

خلف الرشید شیخ الشیوخ حضرت مولینا ضیاء الدین صاحب رحمۃ اللہ علیہ ساکن
مدینہ شریف، زادھا اللہ شرفا

حضور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا "اگر تیری وجہ سے اللہ تعالیٰ کسی ایک شخص کو ہدایت عطا فرما دے تو یہ تیرے حق میں سرخ رنگ کے جانوروں کے حاصل ہونے سے کہیں بہتر ہے (یعنی یہ نعمت تمام نعمتوں سے بڑی ہے)۔"

تمام تر خوبیاں اس اللہ پاک کے لیے کہ جس نے اُمتِ محمدیہ کو باعمل علماء کے ساتھ مخصوص فرمایا۔ اور انہیں عام لوگوں کے لیے مرجع قرار دیا اور شریعت مقدسہ پر عمل پیرا اور اس کے دشمنوں کے لگاتار حملوں کے خلاف محافظ بن کر کھڑے ہوئے اور انہیں شریعت پاک کی حفاظت کھرے کھوٹے کی پرکھ کرنے کی ذمہ داریاں سونپی۔

اور بے انتہا اللہ کی رحمتیں اور ان گنت سلام اس کے مخصوص بندے اور عظیم الشان رسول جناب محمد صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم پر نازل ہوں جو ہم سب کے آقا حبیب

marfat.com
Marfat.com

اور شفاعت فرمانے والے ہیں جنہیں اللہ رب العزت نے اپنی تمام مخلوق اور حضرات انبیاء کرام سے ممتاز بنایا۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد گرامی ہے :۔

"بیشک میں تم میں دو بھاری اور گراں قدر چیزیں چھوڑے جا رہا ہوں۔
ایک کتاب اللہ اور دوسری اپنی عترت یعنی اہل بیت۔ میں تمہیں اپنی اہل بیت
کے بارے میں اللہ تعالیٰ کا خوف یاد دلاتا ہوں۔"

یہ آپ نے تین مرتبہ فرمایا۔

اللہ تعالیٰ نے آپ کی قرابت یعنی رشتہ داری کو تمام قرابتوں سے برگزیدہ فرمایا۔ اور آپ کے صحابہ کو ممتاز فرمایا جو ہدایت کے تابندہ ستارے نہیں نہیں بلکہ روشن سورج ہیں۔ اور ان میں سے بعض وہ حضرات ہیں کہ جنہیں اللہ تعالیٰ نے فضیلت اور کرامت میں حصہ وافر عطا فرمایا۔ جیسا کہ خلفائے راشدین، عشرہ مبشرہ وغیرہ۔ ان سب پر اللہ تعالےٰ کی خوشنودی نازل ہو۔

بعد ازیں میں فاضل کبیر، استاد معظم، قرۃ السالکین، زبدۃ المحققین والمدققین جناب مولانا محمد علی صاحب (اللہ ان کی حفاظت فرمائے) کا شکریہ ادا کرتا ہوں کہ انہوں نے مجھ راقم الحروف کو اپنی تالیف کردہ کتابیں بطور ہدیہ عنایت فرمائیں۔ اللہ تعالےٰ میری طرف سے اور اسلام و مسلمانوں کی طرف سے بہترین جزاء عطا فرمائے۔

میں نے اُن کی تالیفات میں سے شیعہ مذہب المعروف تحفہ جعفریہ کی پہلی اور دوسری جلد کے مختلف مقامات کا مطالعہ کیا اور کئی ایک جگہوں سے مجھے اپنے دوستوں سے سننے کا اتفاق ہوا۔ جن سے مذہب شیعہ کے فاسد عقیدوں کی بیخ کنی کی گئی ہے۔

اور حقیقت یہ ہے کہ حضرت فاضل علامہ کی قیمتی محنت اور اس عظیم مجموعہ کی تالیف اور تکمیل پر کی گئی ان تھک محنت لائق صد شکر اور احسان ہے اور حق تو یہ ہے کہ یوں کہا

marfat.com
Marfat.com

جائے کہ ان کی کتابیں دینی علوم کا خزانہ ہیں اور ان سے مقصد کا حاصل کرنا ہر اس شخص کے لیے بہت آسان کر دیا ہے جسے اللہ تعالیٰ نے دین حنیف کی معرفت آسان کر دی ہو اور حضور علیہ صلوٰۃ والسلام کی سنتِ پاک کا سمجھنا سہل کر دیا ہو۔

میں نے مصنف موصوف کی شخصیت میں عظیم ہمت اور گہرا اخلاص پایا جس کا ثبوت ان کی اس تصنیف کے بارے میں لگاتار شب بیداری اور ان تھک محنت سے ملتا ہے اور پھر مزید یہ کہ اس کتاب کی ترتیب اور تقسیم ابواب اور مسئلہ کی علیحدہ فصل سے ملتا ہے۔ اور اس وجہ سے بھی کہ انہوں نے قرآنی آیات کو ہر مناسب مقام کی زینت بنایا۔ صحابہ کرام کے فضائل کے سلسلہ میں اکابر علماء کی گراں قدر اور فیض رساں عبارات اس کتاب میں درج کی اور ان حضرات کے ساتھ حسن اعتقاد کے سلسلہ میں جو تحریرات لازم تھیں انہیں کتاب کی رونق بنایا اور حضور علیہ صلوٰۃ والسلام کے اصحاب کے متعلق جو عقائد کا راستہ مستقیم تھا اُسے مضبوطی سے تھامنے کے لیے ضروری حوالہ جات سے کتاب وزنی کیا۔

حقیقت یہ ہے کہ جس شخص نے بھی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے اصحاب، ازواج اور آپ کی آل پاک کے بارے میں ایسی گفتگو کا انداز اختیار کیا وہ شخص نفاق سے متہم گیا۔ اور جس شخص نے ان حضرات کے بارے میں نازیبا باتیں کہیں وہ سیدھے راستے سے علیحدہ ہو گیا۔ اور یہ بات سبھی کو معلوم ہے کہ حضور علیہ صلوٰۃ والسلام کی فضیلت اور بزرگی ہی صحابہ کرام کی فضیلت اور بزرگی میں موجزن ہے۔ کیونکہ ان کی فضیلت آپ ہی کے شجرہ فضیلت کی شاخ ہے۔ اور یہی معاملہ آپ کی آل پاک میں موجود ہے۔ اور اس سے یہ واضح ہوا کہ صحابہ کرام اور آپ کی آل پاک کی فضیلت در اصل رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی فضیلت ہی ہے۔ کیونکہ یہ دونوں ایک ہی درخت کی دو شاخیں ہیں۔ لہذا ان دونوں میں سے جس کی بھی تعریف یا مذمت کی گئی یقیناً وہ

marfat.com
Marfat.com

دوسرے کو بھی شامل ہوگی سو اللہ کی لعنت اُس شخص پر کہ جس نے اِن میں سے بعض کے ساتھ دوستی اور دوسرے بعض کے ساتھ عداوت کر کے تفریق کی۔ تو اگر کسی نے اِن دونوں میں سے کسی ایک کے ساتھ عداوت کا اظہار کیا تو اُسے دوسرے کی محبت ہرگز نفع نہ دے گی۔ اور وہ شخص اللہ اور اُس کے رسول کا دشمن ہوگا۔

میں اپنے موضوع کی طرف واپس آتا ہوں اور کہتا ہوں کہ مصنف مذکور نے اپنی اس عظیم الشان تصنیف میں عبارت سلیس اور فنِ فصاحت اور بلاغت کے معیار کے مطابق رکھی علاوہ ازیں اِس کتاب کی عظمت اُن تقاریظ سے بھی عیاں ہے۔ جو علم و دین میں ممتاز علماء ہیں اور حضرات مشائخ کرام اور باعمل علماء کی تعریفی تحریرات سے اِس کتاب کی عظمت عیاں ہے اور اس تالیف کی فضیلت اِس واضح دلیل سے بھی ظاہر ہے کہ حضور علیہ صلوٰۃ والسلام کے بعد آپ کی امت میں سب سے بہتر ابوبکر صدیق پھر عمر الفاروق پھر عثمان ابن عفان پھر شیر خدا علی ابن طالب پھر اصحاب شوریٰ ہیں۔

یہ چند کلمات جو میرے دل میں آئے اور میری زبان سے ادا ہوئے میں نے انہیں سحری کے وقت قلم بند کیا اور میں اس سنہری تالیفات پر مطلع ہو کر انتہائی خوشی محسوس کر رہا ہوں۔ اور اسی طرح علم و عمل اللہ تعالیٰ کو خوشنودی اور رضامندی کی تلاش کے لیے ہونا چاہیئے۔ عرش عظیم کے مالک اللہ کریم سے میں مصنف کی عمر میں برکت کا طلب گار ہوں اور درخواست گزار ہوں کہ وہ اپنے محض فضل و کرم اور احسان سے انہیں ثواب جزیل عطا فرمائے یقیناً میرا رب دعا سننے والا اور قبول کرنے والا ہے اور ہمارے آقا خاتم النبیین حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ کی آل اور آپ کے تمام صحابہ پر رحمتیں نازل فرمائے۔

الفقیر الی اللہ تعالیٰ
فضل الرحمٰن بن فضیلۃ الشیخ
ضیاء الدین القادری المدنی

marfat.com
Marfat.com

فہرست مضامین

تحفۂ جعفریہ جلد پنجم

نمبر شمار	مضمون	صفحہ
۱	باب اوّل:	۳۷
۲	قتل عثمان غنی میں سیدہ عائشہ حضرت طلحہ اور زبیر کے ملوث ہونے کے مطاعن	۳۸
۳	طعن اوّل:	۳۸
۴	جناب عائشہ کا فتویٰ کہ عثمان نعثل کو قتل کرو۔ اللہ اس کو قتل کرے	۳۸
۵	جواب اوّل:	۴۲
۶	نصر بن مزاحم کی سیرت و کردار	۴۴
۷	جواب دوم:	۴۸
۸	جواب سوم:	۵۰
۹	جواب چہارم: ایک مستند قرون الاصحیح حدیث سے مذکورہ طعن کی تردید۔	۵۵
۱۰	حدیث مذکورہ کے راویوں کے حالات۔	۵۸

marfat.com
Marfat.com

نمبر شمار	مضمون	صفحہ
۱۱	**چیلنج**	۶۱
۱۲	**طعن دوم**	۶۲
۱۳	سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا نے قتل عثمان میں کوشش کی تھی۔	۶۲
۱۴	جواب اوّل	۶۳
۱۵	جواب دوم	۶۴
۱۶	جواب سوم	۶۹
۱۷	**طعن سوم**	۷۲
۱۸	حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کا حجرہ فتنوں کی جگہ ہے۔	۷۲
۱۹	جواب:	۷۳
۲۰	کتب شیعہ سے سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کی شان میں چند حوالہ جات	۷۸
۲۱	۱۔ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے آخری بیماری میں سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے مزاح فرمایا۔	۷۸
۲۲	۲۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے آخری لمحات میں سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا نے آپ کے بتلائے ہوئے کلام پڑھ کر آپ پر دم کیا۔	۸۰
۲۳	۳۔ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی محبت سیدہ عائشہ کے دل میں اپنے والدین سے بھی زیادہ تھی۔	۸۳

marfat.com
Marfat.com

نمبر شمار	مضمون	صفحہ
۲۴	۴۔ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے نزدیک جو حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کا مقام و مرتبہ تھا اُسے بھی ازواجِ مطہرات بخوبی جانتی تھیں۔	۸۶
۲۵	۵۔ وقت آخر میں حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کے لعاب دہن کو اپنے لعاب سے ملالیا۔	۹۰
۲۶	۶۔ حضرت عائشہ صدیقہ کا حجرہ مبارک کائنات کی ہر چیز سے افضل ہے۔ (حضرت علی المرتضےٰ رضی اللہ عنہ)	۹۳
۲۷	۷۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے بُری اولاد، بُری بیوی اور بُرے ساتھی سے پناہ مانگی۔	۹۶
۲۸	۸۔ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کی فضیلت ابن حدید شیعہ کی زبانی۔	۹۹
۲۹	طعن چہارم	۱۰۶
۳۰	طلحہ اور زبیر (رضی اللہ عنہما) حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے قاتلوں میں سے ہیں۔	۱۰۶
۳۱	جواب اول:	۱۰۷
۳۲	جواب دوم:	۱۱۰
۳۳	جواب سوم:	۱۱۲
۳۴	حضرت طلحہ اور زبیر کے قاتلان عثمان ہونے پر مفتی جعفر حسین شیعی کے دلائل۔	۱۱۵
۳۵	جواب اول:	

marfat.com
Marfat.com

نمبر شمار	مضمون	صفحہ
۳۶	جواب دوم:	۱۲۲
۳۷	جواب سوم:	۱۲۵
۳۸	طعن پنجم:	۱۲۷
۳۹	عکرمہ صحابی نے نبی پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی زوجہ سے نکاح کیا۔	۱۲۷
۴۰	جواب اول:	۱۲۹
۴۱	جواب ثانی:	۱۳۳
۴۲	طعن ششم:	۱۳۶
۴۳	جناب طلحہ رضی اللہ عنہ کی یہ خواہش تھی کہ حضور علیہ السلام انتقال کر جائیں تو میں آپ کی بیوی عائشہ رضی اللہ عنہا سے شادی کروں گا۔	۱۳۶
۴۴	جواب اوّل:	۱۳۷
۴۵	جواب دوم:	۱۳۹
۴۶	باب دوم:	۱۴۳
۴۷	حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ پر کیے گئے شیعہ مطاعن کی دندان شکن تردید	۱۴۳
۴۸	طعن اوّل:	۱۴۴
۴۹	حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ نے اپنے دورِ خلافت میں خطیب حضرات کو حکم دے رکھا تھا کہ وہ حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ پر لعن طعن کیا کریں۔	۱۴۴

marfat.com
Marfat.com

نمبر شمار	مضمون	صفحہ
۵۰	جواب اول :	۱۴۸
۵۱	حضرت علی اور امیر معاویہ رضی اللہ عنہما کے باہمی اختلاف کا پس منظر	۱۴۸
۵۲	حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کی شہادت میں حضرت علی رضی اللہ عنہ کا قطعاً دخل نہ تھا۔	۱۵۰
۵۳	جواب دوم :	۱۵۵
۵۴	اس طعن والی روایات شیعوں نے گھڑی ہیں۔	۱۵۵
۵۵	لوط بن یحییٰ شیعہ ہے اور صرف اخباری آدمی ہے۔	۱۵۶
۵۶	دوسرے راوی ہشام بن محمد کا حال۔	۱۵۷
۵۷	جواب سوم :	۱۶۰
۵۸	لفظ "سب" کی حقیقت۔	۱۶۰
۵۹	ایک اہم شبہہ۔	۱۶۴
۶۰	حضرت علی اور حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہما کی باہم لعنت بازی (معاذ اللہ)	۱۶۴
۶۱	جواب شبہہ :	۱۶۹
۶۲	خلاصہ سہ جواب :	۱۷۰
۶۳	جواب چہارم :	۱۷۱
۶۴	سب وشتم کی روایات فریقین کے نزدیک بے اصل ہیں۔ وگرنہ اس کی ابتداء علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ سے ہوئی۔	۱۷۱
۶۵	جواب پنجم :	۱۷۱

marfat.com
Marfat.com

نمبر شمار	مضمون	صفحہ
۶۶	حضرت امیر معاویہؓ حضرت علیؓ پر لعنتیں نہیں رحمتیں بھیجتے تھے۔ اور اُن کا ذکر سُن کر رو پڑتے تھے۔	۱۷۸
۶۷	جواب ششم:	۱۸۱
۶۸	اہل تشیع اب بھی لعنت کے خوگر ہیں۔	۱۸۲
۶۹	شیعہ اگر سنی کی جنازہ کی نماز پڑھے تو وہ اس کے لیے لعنت کرے گا۔	۱۸۳
۷۰	اماموں کے مزارات پر حاضری کے وقت شیعہ فرقہ خلفائے راشدین پر لعنت کرتا ہے۔	۱۸۴
۷۱	**طعن دوم:**	۱۸۸
۷۲	حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ نے عہد شکنی کی اور حضرت امام حسن رضی اللہ عنہ کی بجائے یزید کو ولی عہد بنایا۔	۱۸۸
۷۳	جواب اوّل:	۱۸۹
۷۴	بے سند روایت حجت نہیں۔	۱۸۹
۷۵	جواب دوم:	۱۹۳
۷۶	بوقت صلح مذکور شرط کا کتب معتبرہ میں کوئی ثبوت نہیں	۱۹۳
۷۷	جواب سوم:	۱۹۶
۷۸	**طعن سوم**	۱۹۷
۷۹	حضرت امیر معاویہؓ نے اس شرط کی خلاف ورزی کی کہ وہ اپنے بعد مسئلہ خلافت شوریٰ پر چھوڑ دیں گے۔	۱۹۷

marfat.com
Marfat.com

نمبر شمار	مضمون	صفحہ
۸۰	جواب اوّل:	۱۹۸
۸۱	یہ شرط شیعوں نے گھڑی ہے۔	۱۹۸
۸۲	جواب دوم:	۲۰۰
۸۳	حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ نے کسی معاملہ میں مجھ سے بدعہدی نہیں کی۔ (امام حسن رضی اللہ عنہ)	۲۰۰
۸۴	طعن چہارم:	۲۰۳
۸۵	امیر معاویہ رضی اللہ عنہ نے امام حسن رضی اللہ عنہ کو زہر دے کر شہید کیا	۲۰۳
۸۶	جواب اوّل:	۲۰۴
۸۷	فریقین کی قدیم کتب تاریخ میں زہر کے قصہ کا نام تک نہیں۔	۲۰۴
۸۸	جواب دوم:	۲۰۶
۸۹	جن کتب تاریخ میں زہر دینے کا واقعہ ہے وہ مستند اور قابل وثوق نہیں۔	۲۰۶
۹۰	جواب سوم:	۲۰۸
۹۱	کتب شیعہ کہتی ہیں کہ امام حسن اور امیر معاویہ رضی اللہ عنہما کے درمیان خوش گوار تعلقات تھے۔	۲۰۸
۹۲	جواب چہارم:	۲۱۱
۹۳	اسلامی تاریخ کی قابل اعتبار کتب میں مذکورہ طعن کی صریح تردید موجود ہے۔	۲۱۱
۹۴	جواب پنجم:	۲۱۳

marfat.com
Marfat.com

نمبر شمار	مضمون	صفحہ
۹۵	حضرت حسنین کریمین زہر دینے والے کو نہیں جانتے تھے اہل تشیع کو کس نے بتایا۔	۲۱۳
۹۶	جواب ششم: مذکورہ طعن پر تنقید بلیغ	۲۱۷
۹۷	امام حسن پر اہل تشیع کے مظالم۔	۲۱۹
۹۸	۱۔ آپ کو شدید زخمی کر دیا اور جان سے مارنے کی کوشش کی۔	۲۱۹
۹۹	۲۔ میرے قاتل شیعہ ہیں۔	۲۲۰
۱۰۰	۳۔ اہل تشیع نے میرے والد کو قتل کیا اور مجھے لوٹ لیا۔ (امام حسن رضی اللہ عنہ)	۲۲۲
۱۰۱	۴۔ اپنے شیعوں کے مظالم کے ڈر سے میں نے حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ سے صلح کر لی۔ (امام حسن رضی اللہ عنہ)	۲۲۳
۱۰۲	۵۔ امیر معاویہ رضی اللہ عنہ سے صلح ہو جانے کے بعد شیعوں کا امام موصوف کو گستاخانہ سلام۔	۲۲۴
۱۰۳	طعن پنجم:	۲۲۹
۱۰۴	امیر معاویہ رضی اللہ عنہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے قاتل ہیں	۲۲۹
۱۰۵	جواب:	۲۳۰
۱۰۶	ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کے وصال کا اصل واقعہ۔	۲۳۳
۱۰۷	امیر معاویہ رضی اللہ عنہ سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کی خدمت میں بہت قیمتی تحائف بھیجا کرتے تھے۔	۲۴۰

marfat.com
Marfat.com

نمبر شمار	مضمون	صفحہ
۱۰۸	مذکورہ طعن کی تردید شیعہ کتب کی تحریرات سے بھی ملاحظہ ہو۔	۲۴۵
۱۰۹	طعن ششم:	۲۴۸
۱۱۰	امیر معاویہ رضی اللہ عنہ اپنی زندگی میں یزید کو ولی عہد بنا کر مسلمانوں کے خون سے کھیلے۔	۲۴۸
۱۱۱	تردید امر اول:	۲۴۹
۱۱۲	بادشاہ کو ولی عہد بنانا ممنوع نہیں حضرت علی رضی اللہ عنہ نے بھی امام حسن رضی اللہ عنہ کو ولی عہد بنایا۔	۲۴۹
۱۱۳	تردید امر دوم:	۲۵۰
۱۱۴	امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کی یزید کو امام حسین رضی اللہ تعالےٰ عنہ کے متعلق وصیت۔	۲۵۱
۱۱۵	تردید امر سوم:	۲۵۸
۱۱۶	امیر معاویہ رضی اللہ عنہ قتلِ حسین رضی اللہ عنہ سے لاتعلق ہیں۔	۲۵۸
۱۱۷	امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کے یزید کو ولی عہد بنانے کی حقیقتِ حال	۲۵۹
۱۱۸	طعن ہفتم:	۲۶۴
۱۱۹	حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ نے صحابیٔ رسول صلی اللہ علیہ وسلم جناب حجر بن عدی رضی اللہ عنہ کو بلا وجہ قتل کیا۔	۲۶۴
۱۲۰	شہادتِ عثمان غنی رضی اللہ تعالےٰ عنہ پر اہل شام کے غم و غصہ کا عالم۔	۲۶۳

marfat.com
Marfat.com

نمبر شمار	مضمون	صفحہ
۱۲۱	غلط فہمیوں کی بنا پر قتل عثمان غنی رضی اللہ عنہ کے بعد ایک دوسرے پر طعن شروع ہو گیا تھا۔	۲۷۶
۱۲۲	حجر بن عدی رضی اللہ عنہ کے قتل کا پورا اصل واقعہ تاریخ کی زبانی۔	۲۷۸
۱۲۳	ذوالقرنین زیدی شیعی کے چھ عدد مطاعن کے بالترتیب جوابات	۲۹۳
۱۲۴	جواب طعن اوّل:	۲۹۳
۱۲۵	عہد معاویہ رضی اللہ عنہ میں گورنروں کو حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ پر لعنت کرنے کا پابند کیا جانا شیعوں کی روایت ہے۔	۲۹۳
۱۲۶	لوط بن یحییٰ کے شیعہ ہونے میں تامل کی ضرورت نہیں۔	۲۹۶
۱۲۷	ہشام بن محمد بلا شبہ شیعہ ہے۔	۲۹۹
۱۲۸	جواب طعن دوم:	۳۰۲
۱۲۹	امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کے مقرر کردہ گورنر حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ پر سب وشتم نہیں کرتے تھے۔ بلکہ قاتلانِ عثمان کو بُرا بھلا کہتے تھے۔	۳۰۲
۱۳۰	حضرت حجر بن عدی رضی اللہ عنہ اموی گورنر پر دورانِ خطبہ سنگ باری شروع کر دیا کرتے تھے۔	۳۰۷
۱۳۱	طعن سوم کا جواب اوّل:	۳۱۳

marfat.com
Marfat.com

نمبر شمار	مضمون	صفحہ
۱۳۲	حجر بن عدی رضی اللہ عنہ کی بغاوت پر صحیح اور ثقہ شہادتیں قائم ہوئی تھیں۔	۳۱۳
۱۳۳	جواب دوم:	۳۲۱
۱۳۴	حجر بن عدی رضی اللہ عنہ کو بغاوت پر اکسانے والے بھی کوفی شیعہ تھے اور ان کے خلاف گواہی دینے والے بھی یہی تھے۔	۳۲۱
۱۳۵	کوفیوں کی غداری ایک دیرینہ عادت تھی۔	۳۲۳
۱۳۶	**طعن چہارم کا جواب اوّل:**	۳۲۶
۱۳۷	حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ فضائل علی رضی اللہ عنہ سنا کرتے اور رویا کرتے تھے۔	۳۲۶
۱۳۸	جواب دوم:	۳۲۹
۱۳۹	**طعن پنجم کا جواب:**	۳۳۴
۱۴۰	**طعن ششم کا جواب:**	۳۳۹
۱۴۰	حجر بن عدی رضی اللہ عنہ نے شروع سے ہی امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کی حکومت نہ مانی تھی اور حسنین کو بھی بغاوت پر اکسایا تھا۔	۳۳۹
۱۴۱	حضور صلی اللہ علیہ وسلم اور اہل بیت نے امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کی حکومت کی پیش گوئی فرمائی۔	۳۴۶
۱۴۲	خلافت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ اللہ تعالیٰ کی اٹل تقدیر ہے امام حسن اور حضرت علی رضی اللہ عنہما کا فیصلہ	۳۴۷
۱۴۳	حجر بن عدی رضی اللہ عنہ کا قتل خوف فتنہ کی وجہ سے ہوا۔	۳۴۹

marfat.com
Marfat.com

صفحہ	مضمون	نمبر شمار
۲۵۴	حجر بن عدی رضی اللہ عنہ کی بغاوت پر سنی شیعہ کی کتب کے حوالہ جات	۱۴۴
۲۶۲	بغاوت اور اس کی تعریف وحکم از کتب شیعہ۔	۱۴۵
۲۶۶	جس آدمی کی خلافت وامامت پر اجماع ہو جائے اس کی مخالفت بغاوت کہلاتی ہے۔	۱۴۶
۲۶۸	حجر بن عدی رضی اللہ عنہ کا مرتبہ ومقام اور فضائل۔	۱۴۷
۲۷۱	حجر بن عدی رضی اللہ عنہ نے قتل ہونے سے پہلے دوگانہ ادا کیا۔	۱۴۸
۲۷۳	حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کا افسوس اور اُن کے قتل پر رونا۔	۱۴۹
۲۷۴	سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا نے ان کے بچانے میں کوشش فرمائی۔	۱۵۰
۲۷۵	حضرت ربیع رضی اللہ عنہ نے حجر رضی اللہ عنہ کے قتل ہونے کی خبر سن کر اپنے وصال کی دعا کی۔	۱۵۱
۲۷۷	خود امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کو بھی حجر بن عدی رضی اللہ عنہ کے قتل پر صدمہ ہوا۔	۱۵۲
۲۷۹	حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کی بردباری اور تحمل کا مختصر نمونہ۔	۱۵۳
۲۹۱	تتمۂ باب:	۱۵۴
۲۹۱	سیرت امیر معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی ایک جھلک کتب شیعہ سے۔	

marfat.com
Marfat.com

نمبر شمار	مضمون	صفحہ
۱۵۵	امیر معاویہ رضی اللہ عنہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی سچی پیش گوئی کی وجہ سے جنتی ہیں۔	۳۹۱
۱۵۶	واقعہ کی مزید تفصیل۔	۳۹۳
۱۵۷	گستاخ امیر معاویہ رضی اللہ عنہ ولی نہیں ہو سکتا۔	۴۰۱
۱۵۸	**باب سوم:**	۴۰۵
۱۵۹	اہلِ تشیع کے مذکورہ مشہور مطاعن و اعتراضات کے چند مزید تحقیقی جوابات۔	۴۰۵
۱۶۰	**فصل اوّل:**	۴۰۶
۱۶۱	ام کلثوم بنت سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا کے زوجہ عمر فاروق رضی اللہ عنہ ہونے پر غلام حسین نجفی کے اعتراض کا جواب۔	۴۰۶
۱۶۲	کربلا جانے والی ام کلثوم رضی اللہ عنہا جس کی شادی امام مسلم رضی اللہ عنہ سے ہوئی تھی۔ وہ خاتون جنت رضی اللہ عنہا کی بیٹی نہ تھی۔	۴۰۷
۱۶۳	جو ام کلثوم بنت علی المرتضٰے رضی اللہ عنہا حضرت عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ کے عقد میں تھیں وہ سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا کے بطن سے تھیں۔	۴۱۰
۱۶۴	**فصل دوم:**	۴۱۳

marfat.com
Marfat.com

نمبر شمار	مضمون	صفحہ
۱۶۵	حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے ام کلثوم بنت علی رضی اللہ عنہما سے شادی کی۔ تو چالیس ہزار درہم حق مہر مقرر کیا۔	۴۱۳
۱۶۶	امام حسن رضی اللہ عنہ نے ایک عورت سے نکاح کیا۔ تو سو لونڈیاں اور ایک لاکھ درہم حق مہر مقرر کیا۔	۴۱۸
۱۶۷	ام کلثوم بنتِ علی رضی اللہ تعالیٰ عنہما کے شکم سے حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی ایک لڑکی اور ایک لڑکا پیدا ہوئے۔	
۱۶۸	**فصل سوم:**	۴۲۷
۱۶۹	اس میں درج ذیل مطاعن اور ان کے جوابات درج کیے گئے ہیں۔	۴۲۷
۱۷۰	**طعن اوّل:**	۴۲۷
۱۷۱	سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا حسنین کو اچھا نہ سمجھتی تھیں۔	۴۲۷
۱۷۲	جواب:	۴۲۷
۱۷۳	**طعن دوم:**	۴۳۱
۱۷۴	سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کو حضرت علی رضی اللہ عنہ سے بغض و عناد تھا۔	۴۳۱
۱۷۵	**جواب اوّل:**	۴۳۲
۱۷۶	علی بن مجاہد کا تعارف	۴۳۴

marfat.com
Marfat.com

نمبر شمار	مضمون	صفحہ
۱۷۷	ابن اسحاق کا تعارف	۴۳۵
۱۷۸	**چیلنج:**	۴۳۸
۱۷۹	جب حضور صلی اللہ علیہ وسلم پاک ہیں تو آپ کی ازواج رضی اللہ عنہا بھی پاک ہیں۔	۴۳۹
۱۸۰	جواب دوم:	۴۴۱
۱۸۱	۱۔ حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کے بارے میں حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کے خیالات۔	۴۴۲
۱۸۲	۲۔ سیدہ عائشہ ام المومنین رضی اللہ عنہا نے فرمایا کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے میری حفاظت کرتے ہوئے مجھ پر کرم فرمایا	۴۴۳
۱۸۳	۳۔ سیدہ عائشہ ام المومنین رضی اللہ عنہا نے فرمایا کہ حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ شب بیدار بہت روزے رکھنے والے محبوب رسول علیہ السلام تھے۔	۴۴۷
۱۸۴	**طعن سوم:**	۴۵۲
۱۸۵	سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا حضرت علی رضی اللہ عنہ پر گالی گلوچ کیے جانے کو پسند کرتی تھیں۔	۴۵۲
۱۸۶	جواب:	۴۵۳
۱۸۷	**طعن چہارم**	۴۵۷

marfat.com

Marfat.com

نمبر شمار	مضمون	صفحہ
۱۸۸	سیدہ فاطمہ زہرا رضی اللہ عنہا کو اپنی سوتیلی ماؤں سے شکایت رہتی تھی۔	۴۵۷
۱۸۹	جواب اوّل:	۴۵۸
۱۹۰	جس تاریخ یعقوبی سے یہ طعن لیا گیا ہے وہ شیعوں کی اپنی معتبر کتاب ہے	۴۵۹
۱۹۱	جواب دوم: سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا آخری وقت تک ازواج رسول علیہ السلام سے نہایت خوش تھیں۔	۴۶۱
۱۹۲	طعن پنجم:	۴۶۴
۱۹۳	سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا نے حضرت فاطمہ زہرا رضی اللہ عنہا کی وفات پر اظہار افسوس تک نہ کیا۔	۴۶۴
۱۹۴	جواب اوّل:	۴۶۵
۱۹۵	ابن ابی الحدید تو حضرت علی اور سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا کو قصوروار ٹھہراتا ہے۔	۴۶۵
۱۹۶	جواب دوم:	۴۷۳
۱۹۷	سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کی روایات فضائل سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا میں۔	۴۷۳
۱۹۸	سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کے شان زہرا رضی اللہ عنہا میں اشعار از کتب شیعہ۔	۴۸۳
۱۹۹	حضرت سیدہ حفصہ رضی اللہ عنہا کے اشعار جناب زہرا رضی اللہ عنہا کی شان میں۔ از کتب شیعہ	۴۸۴

marfat.com
Marfat.com

نمبر شمار	مضمون	صفحہ
۲۰۰	حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کا واقعہ جمل پر ندامت کا اظہار	۴۸۷
۲۰۱	طعن ششم:	۴۹۱
۲۰۲	سیدہ زہرا رضی اللہ عنہا کے جنازہ پر آنے سے سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کو زبردستی روکا گیا۔ اور ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کی سفارش بھی ٹھکرا دی گئی۔	۴۹۱
۲۰۳	جواب اول:	۴۹۳
۲۰۴	عبارت نقل کرنے میں خیانت۔	۴۹۳
۲۰۵	جواب دوم:	۴۹۵
۲۰۶	شیعہ تضادات کی انتہا	۴۹۵
۲۰۷	حضرت علی رضی اللہ عنہ نے سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا کی نماز جنازہ حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ سے پڑھوائی۔	۵۰۰
۲۰۸	فصل چہارم:	۵۰۳
۲۰۹	حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی صاحبزادیاں چار تھیں۔ اور اس پر چند مزید تحقیقی حوالہ جات۔	۵۰۳
۲۱۰	حوالہ نمبر (۱)۔۔۔۔۔۔۔ المبسوط	۵۰۳
۲۱۱	حوالہ نمبر (۲)۔۔۔۔۔۔۔ بہار معصوم	۵۰۶
۲۱۲	حوالہ نمبر (۳)۔۔۔۔۔۔۔ ناسخ التواریخ	۵۰۸
۲۱۳	حوالہ نمبر (۴)۔۔۔۔۔۔۔ ناسخ التواریخ	۵۱۰

marfat.com
Marfat.com

نمبر شمار	مضمون	صفحہ
۲۱۴	حوالہ نمبر ۵ : ...... ناسخ التواریخ	۵۱۱
۲۱۵	حوالہ نمبر ۶ : ...... ناسخ التواریخ	۵۱۳
۲۱۶	حوالہ نمبر ۷ : ...... نبی علیہ السلام کی چار بیٹیاں اور اُن کا سن وصال	۵۱۶
۲۱۷	حوالہ نمبر ۸ : ...... نبی علیہ السلام کی چار بیٹیاں اور ان سب کا اسلام قبول کرنا۔	۵۲۱
۲۱۸	تحقیقی بیان شیخ الاسلام والمسلمین حضرت مولانا فضل الرحمان صاحب (مدینہ منورہ) خلف الرشید مولانا ضیاء الدین مدنی رحمۃ اللہ علیہ۔	
۲۱۹	ایک نورانی ایمانی اور محققانہ بیان حضرت سید محمد باقر علی شاہ صاحب مدظلہ العالی زیب سجادہ آستانہ عالیہ حضرت کیلیانوالہ شریف ضلع گوجرانوالہ	

marfat.com
Marfat.com

باب اوّل

قتل عثمان غنیؓ میں سیّدہ عائشہ حضرت طلحہ اور حضرت زبیر کے ملوث ہونے وغیرہ کے مطاعن کا رد۔

marfat.com
Marfat.com

باب اوّل:

قتل عثمان غنی میں سیدہ عائشہ حضرت طلحہ اور زبیر کے ملوث ہونے کے مطاعن

طعن اوّل

جناب عائشہ کا فتویٰ کہ عثمان نعثل کو قتل کرو۔ اللہ اس کو قتل کرے

قول المقبول

ثبوت ملاحظہ ہو۔

۱۔ اہل سنت کی معتبر کتاب سیرت حلبیہ ص ۳۵۶ جلد ۲ باب معجزات نبی
۲۔ " " " مناقب علی ص ۱۱۷ از محدث خوارزمی
۳۔ " " " تذکرہ خواص الائمہ ص ۳۸ ذکر جمل
۴۔ " " " تاریخ کامل لابن اثیر ص ۱۰۲ جلد ۳ ذکر جنگ جمل
۵۔ " " " تاریخ طبری ص ۳۰۲۱ ذکر جنگ جمل
۶۔ " " " تاریخ ابو الفداء ص ۱۷۲ ذکر جنگ جمل
۷۔ " " " تاریخ اسد الغابہ ذکر مصعر بن قیس ص ۱۴ جلد ۳

marfat.com
Marfat.com

۸ - اہل سنت کی معتبر کتاب - الاستیعاب فی اسماء الاصحاب ذکر صحر بن قیس ص ۱۸۵/۲

۹ - " " " الامامۃ والسیاستہ ص ذکر جمل

۱۰ - " " " فصول المہم ص ۲۰ ذکر جمل

۱۱ - " " " مطالب السئول ص ۱۱۶ ذکر جمل

۱۲ - " " " عقد الفرید ص ۱۱۹ جلد ۲ ذکر جمل

۱۳ - " " " تاریخ یعقوبی ص

۱۴ - " " " مروج الذہب ص ۹ جلد ۲ ذکر جمل

۱۵ - " " " حبیب السیر ص ۴۰ جلد ۱ جزء ۲

۱۶ - " " " منہاج السنۃ ص ۱۹۰ جلد ۲ ذکر فضیلت عائشہ

۱۷ - " " " نہایۃ لابن اثیر ص ۸۰ جلد ۵ لغت نعثل

۱۸ - " " " قاموس ص ۵۰ لغت نعثل مولف فیروز آبادی

۱۹ - " " " لسان العرب ص ۷۰ جلد ۱۱ لغت نعثل

۲۰ - " " " حیوۃ الحیوان ص ۳۹۵ ذکر نعثل

۲۱ - " " " الطبقات الکبریٰ ص ۳۷ جلد ۵ ذکر مروان

۲۲ - " " " اعثم کوفی ص ۱۵۵ ذکر وفات عثمان

۲۳ - " " " تاریخ ابن خلدون ص ۱۵۴ ذکر جمل

۲۴ - " " " ترمذی شریف ص ۳۴۴ تفسیر سورہ الاحقاف

۲۵ - " " " شرح لابن ابی الحدید ص ۱۲۲ جلد ۲

۲۶ - " " " ریاض النضرۃ ص ۸ جلد ۳ فصل ۲

۲۷ - " " " تحفہ اثنا عشریہ ذکر مطاعن ص

۲۸ - " " " روضۃ الصفاء ذکر عثمان

marfat.com
Marfat.com

۲۹۔ اہل سنت کی معتبر کتاب۔ الانساب للبلاذری صـ ذکر عثمان
۳۰۔ " " " تاریخ خمیس جلد ۲ صـ ذکر عثمان
۳۱۔ " " " اتحاف الوری باخبار ام القری ذکر سنہ ص

۱۔ المناقب۔ ۲۔ سیرت حلبیہ۔ ۳۔ تذکرہ کی عبارت ملاحظہ ہو

كَتَبَ اِلٰى عَائِشَةَ اَمَّا بَعْدُ فَاِنَّكِ قَدْ خَرَجْتِ مِنْ بَيْتِكِ عَاصِيَةً لِلّٰهِ وَلِرَسُوْلِهٖ مُحَمَّدٍ تَطْلُبِيْنَ اَمْرًا كَانَ عَنْكِ مَوْضُوْعًا وَتَزْعَمِيْنَ اَنَّكِ تُرِيْدِيْنَ الْاِصْلَاحَ بَيْنَ الْمُسْلِمِيْنَ فَخَبِّرِيْنَا مَا لِلنِّسَاءِ وَ قَوْدِ الْعَسَاكِرِ وَالْاِصْلَاحِ بَيْنَ النَّاسِ وَطَلَبْتِ كَمَا زَعَمْتِ بِدَمِ عُثْمَانَ وَعُثْمَانُ رَجُلٌ مِنْ بَنِيْ اُمَيَّةَ وَاَنْتِ اِمْرَاَةٌ مِنْ بَنِيْ تَيْمِ بْنِ مُرَّةَ وَلَقَدْ كُنْتِ تَقُوْلِيْنَ بِالْاَمْسِ اُقْتُلُوْا نَعْثَلًا قَتَلَ اللّٰهُ نَعْثَلًا فَقَدْ كَفَرَ الخ۔

ترجمہ:

جنگ جمل سے پہلے جناب امیر نے عائشہ کو یہ خط لکھا۔ اما بعد! خدا اور رسول کی نافرمانی کرتے ہوئے تو گھر سے باہر نکلی ہے۔ کیا تو وہ چیز طلب کرتی ہے۔ جس کی ذمہ داری تجھ پر نہیں ہے تو اپنے گمان میں مسلمانوں میں اصلاح کرنے کا ارادہ رکھتی ہے۔ ہمیں یہ تو بتا کہ لوگوں میں اصلاح کرنا اور لشکروں کو چلانا اس امر سے عورتوں کا کیا تعلق ہے۔ تو اپنے گمان میں خونِ عثمان کا بدلہ لینا چاہتی ہے۔

marfat.com
Marfat.com

عثمان ایک مرد بنی امیہ سے تھا۔ تو ایک عورت بنو تیم بن مرہ سے ہے
اور تو خود چند روز پہلے یہ کہتی تھی نعثل کو قتل کرو۔ خدا اس کو قتل کرے۔
وہ کافر ہوگیا ہے۔

نوٹ

سیرت حلبیہ میں یہ جملہ بھی خط میں موجود ہے۔ وانت بالا مس تولبین علیہ و تقو لین فی ملاء من اصحاب رسول اللہ اقتلوا نعثلاً فقد کفر قتلہ اللہ۔ کہ تو اے عائشہ لوگوں کو عثمان کے خلاف خود بھڑکاتی تھی۔ اور اصحاب نبی کے سامنے تو خود کہتی تھی کہ نعثل کو قتل کرو یہ کافر ہوگیا ہے خدا اس کو قتل کرے۔

استیعاب اور اسد الغابہ میں لکھا ہے۔ کہ ضحر بن قیس نے جناب، عائشہ سے کہا تھا۔ یا ام المؤمنین تقو لین فیہ و تنالین منہ۔ کہ تو خود عثمان کی برائی کرتی تھی۔ یہ اشارہ ہے فتوی کی طرف نہایۃ اور لسان العرب میں بھی لغت نعثل میں لکھا ہے۔ و منہ حدیث عائشۃ اقتلوا نعثلاً۔ کہ فتویٰ عائشہ کا تھا۔ کہ نعثل کو قتل کرو۔ اور مراد عائشہ کی عثمان تھا۔

تاریخ کامل اور تاریخ طبری اور اتحاف الوری اور امامہ والسیاسہ میں لکھا ہے۔ کہ عبید بن ابن سلمہ نے جو ابن ام کلاب ہے۔ جناب، عائشہ سے کہا۔ وانت امرت بقتل الامام و قلت لنا انہ قد کفر تو نے ہمیں حکم دیا تھا۔ قتل عثمان کا۔ اور فرمایا تھا کہ وہ کافر ہوگیا ہے۔ پس ہم نے اس کے قتل کرنے میں تیرے فتوی کی اطاعت کی ہے۔ اور ہمارے نزدیک اصل قاتل وہ ہے۔ جس نے حکم دیا تھا۔ (قول مقبول ص ۵۳۸)

marfat.com
Marfat.com

جواب اوّل

حضرت ام المومنین سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کی ذات گرامی پر یہ الزام دھرنا کہ انہوں نے حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ ایسے جلیل القدر صحابی کے بارے میں فرمایا "اس نعثل کو قتل کرو"، کسی صحیح روایت سے یہ ثابت نہیں۔ "قول المقبول"، کے مصنف نجفی شیعی نے قارئین کو مرعوب کرنے اور اپنے کمزور استدلال میں جھوٹی قوت پیدا کرنے کے لیے تمیں سے اوپر کتب کا تذکرہ کر دیا۔ اس فہرست میں کچھ تصانیف وہ بھی ہیں۔ جو نجفی کے ہم نوالہ و ہم پیالہ لوگوں کی ہیں۔ لیکن کس عیاری اور مکاری سے سب کے بارے میں لکھ ڈالا "اہل سنت کی معتبر کتاب"، اس بھلے مانس سے کوئی پوچھے۔ جناب حجۃ الاسلام مروج الذہب اور تاریخ یعقوبی کس معتبر سنی مصنف کی کتابیں ہیں؟ کاش اپنے بڑے شیخ الاسلام عباس قمی سے پوچھ لیا ہوتا۔ تو وہ "الکتاب والکنیٰ"، کے ذریعے بول پڑتے۔ بھائی نجفی! اپنوں کو تو معاف کر دیا کرو۔ یہ ہمارے ہی ہیں۔ انہیں کتوں اور سوروں میں کیوں داخل کر رہے ہو۔؟ جو اپنوں کا نہیں بنتا۔ اور ان کا پاس نہیں رکھتا۔ اسے کسی دوسرے کی کیا پروا؟

میرے پاس مذکورہ تمام کتب تو سر دست موجود نہیں۔ لیکن پھر بھی اسد الغابہ، عقد الفرید، تاریخ ابن خلدون، ریاض النضرۃ اور تاریخ خمیس ہیں۔ ان کتابوں سے میں مذکور حوالہ بہت تلاش کیا۔ لیکن مذکورہ الفاظ کسی میں بھی نہ مل سکے "مشتے نمونہ از خروارے"، کے طور پر اگر ان میں درج شدہ حوالہ کے الفاظ مفقود ہیں تو باقی کے ساتھ دیگر مسطور کتب میں حوالہ کہاں موجود ہو گا۔ اس سے آپ اندازہ لگائیں۔ کہ ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا پر الزام دھرنے میں "حجۃ الاسلام"، نے کس ڈھٹائی اور بدفطرتی

کا مظاہرہ کیا۔ عام آدمی پر الزام دھرنا بھی معیوب ہے لیکن رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی زوجہ مقدسہ پر یہ جرأت اور بے باکی بس انہی کے ہم مشرب "مومنوں" کو نصیب ہو۔
ان کتب میں سے کسی ایک میں بجز ابن جریر طبری کے اس حوالہ و روایت کی سند موجود نہیں۔ روایت مذکورہ کی سند کے رجال ایسے ہیں کہ شیعہ سنی دونوں کے اسمائے رجال کے مصنفین نے اُن میں سے کسی کا حال نہ لکھا۔ جس روایت کا ایک راوی مجہول الحال ہو۔ بقول نجفی وہ قابل قبول نہیں۔ اور جس کا ایک بھی معلوم الحال نہ ہو۔ وہ اس کے نزدیک زوجۂ رسول کریم پر الزام دھرنے کے لیے کافی۔ کور باطنی ہی نہیں۔ بلکہ کوڑھ باطنی اس سے بڑھ کر کیا ہوگی کہ روایت ایسی کہ آپ اگر چاہیں کہ اس کے آخری راوی کا نام لے کر اس کو بیان کر سکیں۔ تو ایسا نہیں کر سکیں گے۔ جیسا کہ کہا جاتا ہے۔ کہ یہ روایت حضرت علی المرتضٰی کی ہے۔ یہ حضرت ابن عباس کی ہے۔ انہوں نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے سنی۔

دیئے گئے حوالہ جات میں مذکورہ روایت کی سند

تاریخ طبری:

كتب الى على بن احمد بن الحسن العجلى ان الحسين بن نصر العطار قال حدثنا ابى نصر بن مزاحم العطار قال حدثنا سيف بن عمر عن محمد بن نويره و طلحة بن الاعلم الحنفى قال وحدثنا عمر بن سعد عن اسد بن عبد الله عمن ادرك من اهل العلم ان عائشة الخ

(تاریخ طبری جلد ۱۲ جزء ۵ ص ۱۷۱ مطبوعہ بیروت)

marfat.com
Marfat.com

ترجمہ: ابن جریر طبری نے احمد بن حسن عجلی کی تحریر سے اس روایت کا تعلق حسین بن نصر عطار کے واسطہ سے "ابو نصر بن مزاحم" کو لکھا ہے۔ پوری روایت میں یہ ایک ایسا راوی ہے۔ جس کے بارے میں کتب اسماء رجال میں کچھ حالات ملتے ہیں۔ جن کا ہم کچھ دیر بعد تذکرہ کریں گے۔ "ابو نصر بن مزاحم" نے ادھر اُدھر سے سنداس کی ان الفاظ پر ختم کی۔ عَنْ مَنْ اَدْرَكَ مِنْ اَهْلِ الْعِلْمِ۔ کسی اہل علم نے یہ روایت بیان کی۔ یہ اہل علم راوی کون ہے؟ کیا نام ہے ان کا؟ کہاں کے رہنے والے تھے؟ روایت میں ان کا کیا مرتبہ و مقام ہے؟ کن سے علم حدیث پڑھا؟ تابعی ہیں یا تبع تابعین میں سے؟ کچھ تو بتلاؤ۔ آخر اس روایت کو استدلال کے لیے منتخب کیا گیا۔ اور "حجۃ الاسلام" نے اسے حجت بنانے کی سرتوڑ کوشش کی۔

ع

کند ہم جنس با ہم جنس پرواز۔ کبوتر با کبوتر باز با باز

جیسا "حجۃ الاسلام" ویسی حجت۔ اب آئیے۔ اس میں موجود راوی "نصر بن مزاحم" کی سیرت اور مسلک ملاحظہ کریں۔ تاکہ بات کھل کر سامنے آجائے۔

نصر بن مزاحم کی سیرت و کردار

تنقیح المقال:۔

نصر بن مزاحم بن یسار المنقری العطار ابوالمفضل
............وقال النجاشی نصر بن مزاحم المنقری،

marfat.com
Marfat.com

العطار ابو المفضل کو فی مُسْتَقِيْمُ الطَّرِيْقَةِ صَالِحُ الْاَمْرِ غَيْرُ اَنَّهُ يَرْوِيْ عَنِ الضُّعَفَاءِ كُتُبُهُ حِسَانٌ مِنْهَا كِتَابُ الْجَمَلِ........ وَفِي الْوَجِيْزَةِ وَالْبُلْغَةِ اَنَّهُ مَمْدُوْحٌ وَعَدَّهُ فِي الْحَاوِيْ فِيْ فَصْلِ الْحِسَانِ وَهُوَ فِيْ مَحَلِّهِ لِاَنَّهُ اِمَامِيٌّ بِلَا شُبْهَةٍ كَمَا يَكْشِفُ عَنْهُ شَهَادَةُ النَّجَاشِيْ وَمَنْ تَبِعَهُ بِاَنَّهُ مُسْتَقِيْمُ الطَّرِيْقَةِ صَالِحُ الْاَمْرِ مَمْدُوْحٌ وَيُقَوِّيْ كَوْنَهُ شِيْعِيًّا مَا رَوَاهُ فِيْ مَحْكِيِّ بَصَائِرِ الدَّرَجَاتِ عَنْهُ عَنْ عَمْرِو بْنِ شِمْرٍ عَنْ جَابِرٍ عَنِ الْبَاقِرِ عَلَيْهِ السَّلَامُ اَنَّهُ اللّٰهُ اَخَذَ مِيْثَاقَ شِيْعَتِنَا مِنْ صُلْبِ آدَمَ فَنَعْرِفُ بِذَالِكَ الْمُحِبَّ وَاِنْ اَظْهَرَ خِلَافَهُ وَبُغْضَ الْمُبْغِضِ وَاِنْ اَظْهَرَ حُبَّنَا اَهْلِ الْبَيْتِ۔

(تنقیح المقال جلد ۳ ص ۲۷۰ باب نصر
اخذہ مطبوعہ تہران طبع جدید)

ترجمہ:

نصر بن مزاحم بن یسار منقری عطار ابو المفضل کے متعلق "نجاشی" نے کہا۔ یہ شخص سیدھے راستہ پر چلنے والا اور اعمال کا اچھا تھا۔ ہاں اتنی بات ہے۔ کہ روایت اس کی ضعیف راویوں سے ہے اور اس کی تمام تصانیف بہت اچھے مضامین والی ہیں۔ ان میں سے ایک نام "کتاب الجمل" بھی ہے۔ وجیزہ اور بلغہ میں اس کے متعلق تحریر ہے۔ کہ یہ شخص تعریف کے لائق تھا۔ "الحاوی"

marfat.com
Marfat.com

نے اس کا شمار حسان (خوب آدمی) میں کیا ہے۔ اور اس کا یہ کہنا بالکل بجا ہے۔ کیونکہ یہ بلاشبہ وہ امامی شیعہ،، تھا۔ نجاشی اور اس کے پیروؤں کی اس بارے میں شہادت موجود ہے۔ کیونکہ انہوں نے اسے مستقیم الطریقہ، صالح الامر اور ممدوح کہا ہے۔ اس کے شیعہ ہونے کی، تقویت الکافی کی روایت سے ملتی ہے۔ جو اس نے وہکی بصائر الدرجات،، میں ذکر کی۔ روایت مذکورہ میں بواسطہ عمرو بن شمر عن جابر حضرت امام باقر رضی اللہ عنہ سے یہ کہا گیا ہے۔ کہ اللہ تعالیٰ نے ہم شیعہ کا میثاق آدم کی پشت میں ہی لے لیا تھا،، اس میثاق کی وجہ سے ہم اہلبیت سے محبت رکھنے والے کو جان جاتے ہیں۔ اگرچہ اس کا ظاہر اس محبت کے خلاف نظر آتا ہو۔ اور کینہ پرور کے بغض و عداوت کا ہمیں علم ہو جاتا ہے۔ اگرچہ وہ اہل بیت سے بظاہر محبت کا دم بھرتا ہو۔

marfat.com
Marfat.com

میزان الاعتدال:

نصر بن مزاحم الکوفی عن قیس بن الربیع و
طبقتہ رافضی جلد ترکوہ مات سنۃ اثنتی
عشرۃ و مائتین حدث عنہ نوح بن حبیب و
ابو سعید الاشج وجماعۃ قال العقیلی شیعی
فی حدیثہ اضطراب وخطاء کثیر وقال ابو
خیثمۃ کان کذابا وقال ابو حاتم واھی الحدیث
متروک وقال الدارقطنی ضعیف۔

(۱- میزان الاعتدال جلد ۴ ص ۲۳۲
حرف النون مطبوعہ مصر قدیم)
(۲- لسان المیزان جلد ۶ ص ۱۵۷
مطبوعہ بیروت طبع جدید)

ترجمہ:
نصر بن مزاحم الکوفی، قیس بن ربیع اور اس کے طبقہ کے لوگوں سے روایت کرتا ہے۔ مذہب کے اعتبار سے رافضی ہے۔ کسی جرم کی پاداش میں اس کو کوڑے لگائے گئے۔ محدثین نے اس کی روایت کو ترک کیا ہے۔ اور دو سو بارہ ہجری میں فوت ہوا۔ اس سے نوح بن حبیب ابوسعید اشج اور بہت سے لوگوں نے روایت کی ہے۔ عقیلی نے اسے شیعی کہا اور اس کی روایت میں اضطراب اور بہت زیادہ خطا کا قول کیا ہے۔ ابو خیثمہ کا کہنا ہے۔ کہ نصر مذکور پرلے درجے کا جھوٹا تھا۔ ابو حاتم نے اسے فضول روایات والا کہا۔ اور اس کو روایت میں

marfat.com
Marfat.com

چھوڑ دیا گیا۔ دار قطنی نے بھی اسے ضعیف راوی کہا۔

قارئین کرام! روایت مذکورہ میں لے دے کے صرف نصر بن مزاحم کوفی سند میں مذکور تھا، کہ جس کا تذکرہ کتب شیعہ اور سنی دونوں میں ملتا ہے۔ ہم نے دونوں کی کتب سے اس کی حالت بیان کر دی ہے۔ آپ اندازہ فرمائیں۔ کہ رافضی، شیعی اور کذاب کے حوالہ سے نجفی شیعی نے ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا پر بہتان والزام لگایا۔ آخر ایسے شخص سے اس کے سوا اور توقع کیا ہو سکتی تھی حقیقت یہ بھی نظر آتی ہے۔ کہ روایت مذکورہ "موضوع" ہے۔ لہٰذا اہلسنت کے خلاف یہ حجت بننے کی قطعاً صلاحیت نہیں رکھتی۔

جواب دوم

روایت مذکورہ کے حوالہ جات میں سے ایک کتاب "الفتوح" بھی ہے جو اعثم کوفی کی تصنیف ہے۔ اس میں روایت کے ساتھ اس کا جواب بھی تحریر ہے۔ ملاحظہ ہو۔

کتاب الفتوح:۔

اَلَمۡ تَکُوۡنِیۡ تُحَرِّضِیۡنَ النَّاسَ عَلیٰ قَتۡلِہٖ ثُمَّ اِنَّکِ اَظۡهَرۡتِ عَیۡبَهٗ وَ قُلۡتِ اُقۡتُلُوا نعثلا فقد کفر فقالت عائشہ لہ قد قلت ذالک وقالوا ثم رجعت عما قلت لما عرفت خبرہ من اولہ وذالک انکم استتبتموہ حتیٰ اذا جعلتموہ کالفضۃ البضاء قتلتموہ

(کتاب الفتوح جلد ۲ ص ۲۴۹ طبع دکن حیدر آباد)

ترجمہ:

کیا تم لوگوں کو حضرت عثمان کے قتل پر برانگیختہ نہیں کرتی رہیں۔ پھر آپ نے اُن کے عیب ظاہر کیے۔ اور کہا، کہ نعثل کو قتل کردو۔ یہ کافر ہوگیا ہے۔ یہ سُن کر حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے جواباً فرمایا۔ میں نے ایسا کہا تھا۔ اور دوسرے لوگوں نے بھی کچھ ایسی ہی باتیں کہی تھیں۔ پھر میں نے اپنی باتوں سے رجوع کر لیا تھا۔ کیونکہ مجھے حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کی بات مکمل طور پر معلوم ہو چکی تھی۔ اور ان کے خون کا مطالبہ کروں گی۔ کیونکہ تم نے پہلے اُن سے توبہ کا مطالبہ کیا۔ یہاں تک کہ تم نے اُن کو سفید چاندی کی مانند کر دیا۔ پھر شہید کر ڈالا۔

اعثم کوفی کی تصنیف کتاب الفتوح کی عبارت آپ نے ملاحظہ فرمائی۔ مزے کی بات یہ ہے۔ کہ یہ مصنف سُنی نہیں۔ اس لیے اس کی جواب کو درخور اعتناء نہ سمجھا جائے بلکہ "میزان الاعتدال" کے حوالہ سے یہ شیعی ہے

میزان الاعتدال:

احمد بن اعثم الکوفی الاخباری المورخ قال یاقوت شیعیا۔

(میزان الاعتدال جلد اول صفحہ نمبر ۱۳۸ احرف الالف مطبوعہ بیروت جدید)

ترجمہ:

احمد بن اعثم الکوفی اِدھر اُدھر کی خبریں بیان کرنے والا ایک تاریخ دان ہے۔ اور بقول یاقوت، یہ "شیعی" ہے۔

دیانت داری کا تقاضا یہ تھا۔ کہ کتب حوالہ جات میں اعثم کوفی کی کتاب کا ذکر

marfat.com
Marfat.com

نہ کیا جاتا۔ کیونکہ شیعہ ہونے کی وجہ سے نجفی کا ہم نوا ہے۔ اہل سنت کے لیے اس کا حوالہ بے کار ہے۔ بلکہ اس حوالہ کے ذریعہ تو نجفی نے اپنے سر پر خاک ڈال لی۔ اس کے ہم مسلک گستاخ ام المومنین نفس گستاخی اور طعن کا جواب بھی ذکر کر دیا۔ اور مائی صاحبہ رضی اللہ عنہا کا اپنے پہلے قول سے رجوع ثابت کر دیا۔ اور اس کا سبب بھی بیان کر دیا۔ کہ لوگوں نے خواہ مخواہ حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ پر کنبہ پروری کا الزام لگایا۔ تحقیق کرنے پر حضرت ام المومنین رضی اللہ عنہا کو معلوم ہوا۔ کہ یہ سب کچھ غلط ہے۔ حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ تو ان الزامات سے چاندی کی طرح صاف اور بری ہیں۔ لہذا آپ نے ان کے قتل کا بدلہ لینے کا مطالبہ کیا۔

خلاصہ یہ ہے کہ حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ کے بارے میں اقتلوا نعثلا کے الفاظ بروایت صحیحہ ثابت ہی نہیں۔ اور اگر بالفرض اسے تسلیم کر لیا جائے۔ کہ انہوں نے یہ الفاظ کہے۔ تو پھر اس غلطی سے کہے گئے الفاظ سے رجوع بھی تو ثابت ہے لوگوں نے بے پر کی بات اڑائی۔ اور مائی صاحبہ رضی اللہ عنہا بھی دھوکہ کھا گئیں۔ لیکن بعد از تحقیق معلوم ہوا۔ کہ حضرت عثمان ان الزامات سے بری الذمہ ہیں۔ تو آپ نے رجوع کر لیا۔ نجفی شیعی کو اس جرأت پر توبہ کرنی چاہیئے۔ جب قائل اپنے قول سے رجوع کر چکا ہے۔ تو پھر اس پر الزام کیونکر دھرا جا سکتا ہے۔ بعد از رجوع، رجوع سے قبل کی بات قابلِ استدلال اور حجت نہیں ہو سکتی۔

جوابِ سوم

درج شدہ الزام کے ثبوت میں نجفی شیعی نے تقریباً تیس کتب کے حوالہ جات درج کر دیئے۔ ان میں سے بعض کتابوں میں تو الفاظ مذکورہ کا ذکر تک نہیں۔ اور کچھ دوسری بعض میں تقولین ما تقولین کے الفاظ ہیں۔

marfat.com
Marfat.com

لیکن اقتلوا نعثلا فقد کفر کے الفاظ ندارد۔ اور جن میں یہ الفاظ موجود ہیں ان میں ماسوائے طبری کے کسی میں سند کا ذکر تک نہیں۔ اور طبری میں موجود سند کے راوی ناقابل اعتبار ہیں حوالہ کے لیے درج شدہ کتابوں میں سے ایک کتاب "تاریخ خمیس" بھی ہے۔ اور ایک اور "ریاض النضرۃ" بھی ہے۔ ان دونوں میں اقتلوا نعثلا کے الفاظ بالکل موجود نہیں۔ بلکہ ان میں حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کے حوالہ سے حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ کی شان ان الفاظ سے بیان کی گئی۔

تاریخ خمیس:

وعن عائشة رضی الله عنها ان النبی صلی الله علیه وسلم قال لعثمان لعل الله یقمصك قمیصا فان ارادوك علی خلعه فلا تخلع لهم وعن عائشة قالت قال رسول صلی الله علیه وسلم ادع لی بعض اصحابی قلت ابا بکر قال لا فقلت عمر فقال لا فقلت ابن عمك فقال لا فقلت لعثمان قال نعم فلما جاء قال لی بید ہ فتنحیت فجعل رسول الله صلی الله علیه وسلم یساره ولون عثمان یتغیر فلما کان یوم الدار وحصر قیل الا تقاتل قال لا ان رسول الله صلی الله علیه وسلم عهد الی عهداً وانا صابر نفسی علیه۔

(تاریخ خمیس جلد ۲ ص ۲۶۲ مطبوعہ بیروت طبع جدید)

ترجمہ:

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے مروی کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم

marfat.com
Marfat.com

نے ایک مرتبہ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ سے فرمایا۔ شاید تمہیں اللہ تعالیٰ قمیص (خلافت) پہنائے۔ پھر اگر لوگ تمہیں اس قمیص کے اتارنے پر مجبور کریں۔ تو ان کے کہنے پر مت اتارنا۔ سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے ہی مروی ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے فرمایا۔ کہ میرے کسی صحابی کو بلاؤ۔ میں نے عرض کیا۔ ابوبکر کو فرمایا۔ نہیں۔ عرض کیا عمر کو فرمایا نہیں عرض کیا آپ کے چچا زاد بھائی (علی ابن ابی طالب) کو فرمایا نہیں عرض کیا عثمان کو فرمایا۔ ہاں۔ جب حضرت عثمان آگئے۔ تو آپ نے مجھے ہاتھ سے ایک طرف پردہ میں ہو جانے کا اشارہ فرمایا۔ میں ایک طرف ہو گئی۔ اُدھر حضور صلی اللہ علیہ وسلم جناب عثمان سے سرگوشی میں مشغول ہو گئے دوران گفتگو حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ کا رنگ متغیر ہو رہا تھا۔ پھر جب آپ کے گھر کا محاصرہ کا دن آیا۔ تو لوگوں نے کہا۔ آپ مقابلہ کیوں نہیں کرتے۔ حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ نے فرمایا۔ مجھ سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک عہد لیا تھا۔ میں آج اسی کے مطابق اپنے نفس پر صبر اختیار کر رہا ہوں۔

الریاض النضرہ:

وفی روایۃ انها قالت ان رسول الله صلی الله علیه وسلم قال یا عثمان ان ولاك الله تعالیٰ هذا الامر یوما فارادك المنافقون علی ان تخلع قمیصك الذی قمّصك الله فلا تخلعه یقول ذالك ثلاث مرات قال النعمان بن بشیر فقلت لعائشة ثم ذکر معنی ما تقدم خرجه ابو الخیر القذوینی الحاکمی وفی روایة عن

عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُمَرَ يَا عُثْمَانُ اِنْ كَسَاكَ اللّٰهُ قَمِيْصًا فَاَرَادُوْكَ عَلٰى خَلْعِهٖ فَلَا تَخْلَعْهُ فَوَالَّذِيْ نَفْسِيْ بِيَدِهٖ لَئِنْ خَلَعْتَهٗ لَا تَرَى الْجَنَّةَ حَتّٰى يَلِجَ الْجَمَلُ فِيْ سَمِّ الْخِيَاطِ۔

(الریاض النضرۃ جلد ۳ ص ۱۴،۱۵ مطبوعہ بیروت طبع جدید)

ترجمہ:۔

ایک روایت کے مطابق حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا۔ کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت عثمان سے فرمایا۔ اے عثمان! اگر اللہ تعالیٰ تجھے اس کام (خلافت) کی ولایت عطا فرمائے۔ پھر منافقین اس سے ہٹانے کی کوشش کریں۔ تو وہ قمیص (خلافت) جو اللہ تعالیٰ نے تمہیں پہنائی۔ اُسے ہرگز نہ اتارنا۔ آپ نے یہ تین مرتبہ ارشاد فرمایا۔ نعمان بن بشیر کہتے ہیں۔ کہ میں نے سیدہ عائشہ سے عرض کیا۔ پھر جو بیان ہو چکا۔ وہ کہا گیا۔ حضرت عبداللہ بن عمر سے روایت میں یہ موجود ہے۔ کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت عثمان سے فرمایا۔ اے عثمان! اگر تجھے اللہ تعالیٰ قمیص (خلافت) پہنا دے اور کچھ لوگ اس کے اتارنے پر مجبور کر دیں۔ تو ہرگز نہ اتارنا۔ اس ذات کی قسم جس کے قبضہ قدرت میں میری جان ہے۔ اگر تو نے اُس قمیص کو اتار پھینکا۔ تو تو جنت کو نہ دیکھ سکے گا۔ یہاں تک کہ اونٹ سوئی کے ناکے میں سے گزر نہ جائے۔

marfat.com
Marfat.com

تبصرہ:

تاریخ خمیس اور الریاض النضرہ کی عبارت بمعہ ترجمہ آپ لاحظہ کر چکے ہیں۔ تاریخ خمیس میں اقتلوا نعثلا کے الفاظ سرے سے مفقود اور الریاض النضرۃ میں ان کا تذکرہ موجود ہے لیکن وہ سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کے الفاظ کے طور پر نہیں بلکہ وہ لوگوں کے عثمان غنی کو کہے گئے الفاظ کی نقل ہے۔ یعنی کچھ لوگ حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ کو نعثل (لمبی داڑھی والا) کہتے تھے۔ لوگوں کا حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ کو گستاخانہ الفاظ کہنا اس سے یہ کہاں ثابت ہو گیا۔ کہ حضرت صدیقہ رضی اللہ عنہا نے حضرت عثمان کو ان الفاظ سے مخاطب کیا۔ یا لوگوں کو حضرت عثمان کے بارے میں یہ الفاظ کہہ کر قتل پر ابھارا۔ بددیانتی کی انتہا ہے۔ کہ گستاخانہ لفظ تو لوگ کہیں۔ اور نجفی شیعی اس کی نسبت ام المومنین رضی اللہ عنہا کی طرف کر رہا ہے۔ اسی پر آپ قیاس کریں۔ کہ تبیس کتابوں کا نام کس لیے لیا گیا۔

عقل کے اندھے کو یہ نہ سوجھا۔ کہ بے سر و پا روایت ایک طرف اور انہی ام المومنین رضی اللہ عنہا سے حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ کے بارے میں باسند روایت دوسری طرف کہ جس میں حضرت عثمان غنی کی فضیلت کا تذکرہ موجود ہے۔ مائی صاحبہ رضی اللہ عنہا کو (باعتبار روایت) اس بات کا حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی بارگاہ سے علم تھا کہ حضرت عثمان کو اللہ تعالیٰ خلیفہ بنائے گا۔ اور منافق اس کی شدید مخالفت کریں گے۔ اور مائی صاحبہ رضی اللہ عنہا کو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ ارشاد بھی پیش نظر تھا۔ کہ اے عثمان! خلافت سے دستبرداری ہرگز نہ کرنا ورنہ جنت میں داخلہ سے محروم ہو جاؤ گے۔ گویا حضور صلی اللہ علیہ وسلم آپ کو اس امر کی تعلیم دے رہے تھے۔ کہ شہادت مل جائے۔ تو تمہارے حق میں یہ بہتر ہے۔ ان باتوں کا علم ہوتے

marfat.com
Marfat.com

ہوئے پھر انہی مائی صاحبہ رضی اللہ عنہا کے متعلق یہ کہنا کہ انہوں نے حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کو قتل کرنے پر لوگوں کو اکسایا۔ اور «اقتلوا نعثلا فقد کفر» کے الفاظ کہے کس طرح عقل باور کر سکتی ہے؟

خلاصہ یہ کہ روایت مذکورہ بے سند اور بے اصل ہے۔ اور اس کے مقابلہ میں مائی صاحبہ رضی اللہ عنہا سے باسند اور صحیح احادیث ایسی ہیں۔ کہ جو اس کی معارض ہیں۔ تو نجفی کے بقول ان حالات میں قابل قبول وہ روایت ہوگی۔ جو باسند اور صحیح ہو۔ لیکن کیا کریں۔ عقل کا دشمن اپنی بات پر بھی یقین نہیں رکھتا۔ دوسروں کی بات کب درست مانے گا۔

(فاعتبروا یا اولی الابصار)

جواب چہارم

«ایک مسند مرفوع اور صحیح حدیث سے مذکورہ طعن کی تردید»

طبقات ابن سعد:

قَالَ اَخْبَرَنَا اَبُوْمُعَاوِيَةَ الضَّرِيْرُ قَالَ اَخْبَرَنَا الْاَعْمَشُ عَنْ خَيْثَمَةَ عَنْ مَسْرُوْقٍ عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ حِيْنَ قُتِلَ عُثْمَانُ تَرَكْتُمُوْهُ كَالثَّوْبِ النَّقِيِّ مِنَ الدَّنَسِ ثُمَّ قَرَّبْتُمُوْهُ تَذْبَحُوْنَهُ كَمَا يُذْبَحُ الْكَبْشُ هَلَّا كَانَ هٰذَا فَقَالَ لَهَا مَسْرُوْقٌ هٰذَا عَمَلُكِ

marfat.com
Marfat.com

اَنْتِ كَتَبْتِ اِلَى النَّاسِ تَاْمُرِيْنَهُمْ بِالْخُرُوْجِ اِلَيْهِ قَالَ فَقَالَتْ عَائِشَةُ لَا وَالَّذِيْ اٰمَنَ بِهِ الْمُؤْمِنُوْنَ وَكَفَرَ بِهِ الْكَافِرُوْنَ مَا كَتَبْتُ اِلَيْهِمْ بِسَوْدَاءَ فِيْ بَيْضَاءَ حَتّٰى جَلَسْتُ مَجْلِسِيْ هٰذَا قَالَ الْاَعْمَشُ فَكَانُوْا يُرَوْنَ اَنَّهُ كُتِبَ عَلٰى لِسَانِهَا۔

(طبقات ابن سعد جلد ۳ ص ۸۲ تذکرہ عثمان
بن عفان رضی اللہ عنہ مطبوعہ بیروت)

ترجمہ:۔

ابن سعد نے کہا۔ کہ ہمیں ابو معاویہ ضریر نے خبر دی۔ انہوں نے کہا ہمیں اعمش نے خیثمہ سے اور انہوں نے مسروق عن عائشہ رضی اللہ عنہا سے خبر دی کہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے شہادت عثمان کے وقت فرمایا تم لوگوں نے حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کو الزامات سے اس طرح بری پایا۔ جس طرح صاف ستھرا کپڑا میل سے دور ہوتا ہے۔ پھر تم نے قریب قریب انہیں اس طرح ذبح کیا۔ جس طرح مینڈھا کو ذبح کیا جاتا ہے۔ کیا وہ اس سے قبل ایسا ہوتا تھا۔ یہ سن کر مسروق نے سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے عرض کیا۔ آپ کا کام تو یہ ہے۔ کہ آپ نے لوگوں کی طرف اپنا یہ پیغام لکھوایا۔ جس میں انہیں حضرت عثمان کے خلاف بغاوت کرنے کا آپ نے حکم دیا تھا؟ مسروق کہتے ہیں۔ کہ میری یہ بات سن کر مائی صاحبہ نے فرمایا۔ خدا کی قسم! جس پر مومن ایمان لائے اور جس کا کافروں نے انکار کیا۔ میں نے لوگوں کی طرف سفید کاغذ پر کوئی ایک حرف بھی لکھا اس وقت تک کہ میں اس مجلس میں تمہارے سامنے بیٹھی ہوں۔ اعمش

marfat.com
Marfat.com

کہتے ہیں۔ لوگوں کا یہ خیال تھا۔ کہ کچھ شرارت پسندوں نے خود لکھ کر مائی صاحبہ رضی اللہ عنہا کی طرف منسوب کر دیا۔

حدیث مذکور کے راویوں کے حالات

۱۔ مسروق بن الاجدع

تہذیب التہذیب:

مسروق بن الاجدع ....قَالَ عُثْمَانُ الدَّارِمِی قُلْتُ لِابْنِ مَعِیْنٍ مَسْرُوْقٌ عَنْ عَائِشَۃَ اَحَبُّ اِلَیْکَ اَوْعُرْوَۃُ فَلَمْ یُخَیِّرْ وَقَالَ الْعَجَلِیُّ کُوْفِیٌّ تَابِعِیٌّ ثِقَۃٌ.........وَقَالَ ابْنُ سَعْدٍ کَانَ ثِقَۃٌ وَلَہٗ اَحَادِیْثُ صَالِحَۃٌ مَاتَ سَنَۃَ ثَلَاثٍ وَسِتِّیْنَ وَفِیْھَا اَرَّخَہٗ غَیْرُوَاحِدٍ.......قُلْتُ مَنَاقِبُہٗ کَثِیْرَۃٌ۔

(تہذیب التہذیب لابن حجر العسقلانی جلد نمبر ۱۰ صفحہ نمبر ۱۰۹ تا ۱۱۱ حرف المیم طبع بیروت طبع جدید)

ترجمہ:

مسروق بن اجدع ....عثمان دارمی نے کہا۔ میں نے ابن معین سے پوچھا۔ آپ کے نزدیک حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت

marfat.com
Marfat.com

کرنے کے اعتبار سے جناب عروہ یا مسروق کون بہتر ہے۔ تو انہوں نے کسی کو ترجیح نہ دی۔ عجلی کا کہنا ہے۔ کہ مسروق کوفہ کے رہنے والے ثقہ تابعی ہیں۔ ابن سعد کا کہنا ہے۔ کہ مسروق ثقہ ہیں۔ اور ان کی احادیث درست ہیں ۶۳ھ میں ان کا انتقال ہوا۔ بہت سے مؤرخین نے ان کی تاریخ وفات یہی لکھی ہے۔ یہ (ابن حجر عسقلانی) کہتا ہوں کہ ان کے مناقب بکثرت ہیں۔

۲۔ خیثمہ بن عبد الرحمٰن

تہذیب التہذیب:

خیثمہ بن عبد الرحمن بن ابی سبرہ ....

قَالَ ابْنُ مَعِيْنٍ وَالنِّسَائِيُّ ثِقَةٌ وَقَالَ الْعَجَلِيُّ كُوْفِيٌّ تَابِعِيٌّ ثِقَةٌ وَكَانَ رَجُلًا صَالِحًا سَخِيًّا وَلَمْ يَنْجُ مِنْ فِتْنَةِ ابْنِ الْاَشْعَثِ اِلَّا هُوَ وَاِبْرَاهِيْمُ النَّخَعِيُّ۔

(تہذیب التہذیب جلد ۳ ص ۱۸۹، ۱۸۷
حرف الخاء مطبوعہ بیروت طبع جدید)

ترجمہ:

ابن معین اور نسائی نے جناب خیثمہ کو ثقہ کہا۔ اور عجلی کا کہنا ہے۔ کہ یہ کوفی تابعی اور ثقہ تھے۔ اور ایک بزرگ و سخی تھے۔ ابن اشعث کے فتنہ میں یہ (خیثمہ) اور ابراہیم نخعی ہی بچے تھے۔

marfat.com
Marfat.com

۳۔ اعمش

تہذیب التہذیب:

قال ابو بکر بن عیاش عن مغیرۃ لما مات ابراھیم اِخْتَلَفْنَا اِلَی الْاَعْمَشِ فِی الْفَرَائِضِ وَقَالَ ھُشَیْمٌ مَارَاَیْتُ بِالْکُوْفَۃِ اَحَدًا اَقْرَأُ لِکِتَابِ اللّٰہِ مِنْہُ وَقَالَ ابْنُ عُیَیْنَۃَ سَبَقَ الْاَعْمَشُ اَصْحَابَہٗ بِاَرْبَعٍ کَانَ اَقْرَأَھُمْ لِلْقُرْاٰنِ وَاَحْفَظَھُمْ لِلْحَدِیْثِ وَاَعْلَمَھُمْ بِالْفَرَائِضِ ...... وَقَالَ شُعْبَۃُ مَا شَفَانِیْ اَحَدٌ فِی الْحَدِیْثِ مَاشَفَانِی الْاَعْمَشُ ...... وَقَالَ ابْنُ عَمَّارٍ لَیْسَ فِی الْمُحَدِّثِیْنَ اَثْبَتُ مِنَ الْاَعْمَشِ۔

(تہذیب التہذیب جلد ۴ ص ۲۲۳، ۲۲۲
مطبوعہ بیروت طبع جدید)

ترجمہ:۔

ابوبکر عیاش نے مغیرہ سے بیان کیا۔ کہ جب ابراہیم کا انتقال ہوا۔ تو میراث کے مسائل دریافت کرنے کے لیے ہم جناب اعمش کے پاس جایا کرتے تھے۔ ہشیم کا کہنا ہے۔ کہ میں نے کوفہ میں اعمش سے بڑھ کر کسی کو کتاب اللہ کا قاری نہ پایا۔ ابن عیینہ کہا کرتے تھے۔ کہ جناب اعمش چار باتوں میں اپنے ہم عصروں پر سبقت لے گئے، قرآن کے قاری ہوتے، حدیث کے حافظ ہونے اور علم میراث کا عالم ہونے میں .... شعبہ کہتے ہیں۔ کہ فن حدیث میں جو شفا مجھے اعمش

marfat.com
Marfat.com

نے دی وہ کسی دوسرے محدث سے نہ مل سکی .... ابن عمار کا قول ہے کہ اعمش سے بڑھ کر محدثین کرام میں کوئی بھی مضبوط نہیں۔

۴- ابومعاویہ ضریر

میزان الاعتدال:

اَبُوْمُعَاوِیَۃَ الضَّرِیْرِ اَحَدُ الْاَئِمَّۃِ الْاَعْلَامِ الثِّقَاتِ لَمْ یَتَعَرَّضْ اِلَیْہِ اَحَدٌ غَیْرُ ابْنِ خَرَاشٍ فَقَالَ ھُوَ فِی الْاَعْمَشِ ثِقَۃٌ۔

(میزان الاعتدال جلد ۳ ص ۳۸۲ باب الکنیٰ مطبوعہ مصر طبع قدیم)

ترجمہ:-

ابومعاویہ ضریر مشاہیر ائمہ میں سے ایک تھے اور ثقہ بھی تھے۔ ابن خراش کے سوا کسی نے ان پر اعتراض نہیں کیا۔ لیکن اس کے باوجود ابن خراش نے یہ کہا۔ کہ ابومعاویہ جب اعمش سے روایت کرے تو ثقہ ہے۔

لمحۂ فکریہ:

نجفی کی ذکر کردہ روایت آپ حضرات نے ملاحظہ کی۔ جس کا اول تو سند ہے ہی نہیں۔ اور اگر کہیں مل بھی تو اس کے راوی ناقابل اعتبار۔ اس کے خلاف طبقات ابن سعد سے جو روایت ہم نے ذکر کی۔
اس کے راویوں کے حالات آپ نے کتب اسماء رجال سے ملاحظہ کیے۔

ں روایت کی سند موجود ہے یہ مرفوع ہوتے ہوئے درجۂ صحت کی حامل ہے۔
اس میں مائی صاحبہ رضی اللہ عنہا نے حلفیہ اس امر کی تردید فرمائی۔ کہ میں نے لوگوں کو
حضرت عثمان کے قتل پر برانگیختہ کیا تھا۔ بلکہ آپ نے حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ
کی طرف داری کرتے ہوئے الزامات سے انہیں سفید کپڑے کی طرح پاک قرار
دیا۔ اب ان دونوں روایتوں کا تقابل کریں۔ تو آپ یقیناً یہی فیصلہ کر پائیں گے
کہ نجفی کی طرح اس کی پیش کردہ روایت بے سند اور بے اصل ہے۔ اسے
محض عداوت اور کینہ کے پیش نظر طعن کے طور پر درج کیا گیا۔ ورنہ سند، مرفوع
اور صحیح روایت کے مقابل وہ نہیں آسکتی۔

چیلنج

میں نجفی اور اس کے تمام ہم نواؤں کو دعوت دیتا ہوں۔ کہ سیدہ عائشہ
صدیقہ رضی اللہ عنہا پر لگائے گئے طعن کے سلسلہ میں روایت مذکورہ کی
سند، مرفوع اور صحیح چاہے خبر واحد ہی ہو۔ پیش کردو۔ تو بیس
ہزار روپیہ نقد انعام پاؤ۔

marfat.com
Marfat.com

طعن نمبر (۲)

سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا نے قتل عثمان میں کوشش کی تھی

نہج البلاغۃ

دَخَلَ الْمُغِيْرَةُ ابْنُ شُعْبَةَ عَلٰى عَائِشَةَ فَقَالَتْ يَا اَبَا عَبْدِ اللّٰهِ لَوْ رَاَيْتَنِيْ يَوْمَ الْجَمَلِ قَدْ اَنْفَذَتِ النَّصْلُ هَوْدَجِيْ حَتّٰى وَصَلَ بَعْضُهَا اِلٰى جِلْدِيْ قَالَ لَهَا الْمُغِيْرَةُ وَوَدِدْتُ وَاللّٰهِ اَنَّ بَعْضَهَا قَتَلَكِ قَالَتْ رَحِمَكَ اللّٰهُ وَلِمَ تَقُوْلُ هٰذَا قَالَ لَعَلَّهَا تَكُوْنُ كَفَّارَةً فِيْ سَعْيِكِ لِعُثْمَانَ۔

(عقد الفرید جلد سوم ص ۸۷)

ترجمہ: مغیرہ بن شعبہ حضرت عائشہ کے پاس آیا۔ تو آپ نے فرمایا۔ اے عبداللہ!

marfat.com
Marfat.com

کاش تم جمل کے موقعہ پر میری حالت دیکھتے۔ کہ کس طرح تیر میرے ہودج کو چیرتے ہوئے نکل رہے تھے۔ یہاں تک کہ کچھ تو میرے جسم سے ٹکرا جاتے تھے۔ مغیرہ نے کہا۔ خدا کی قسم! میں تو یہ چاہتا تھا۔ کہ ان میں سے ایک آدھ تیر آپ کا خاتمہ کر دیتا۔ آپ نے کہا۔ خدا تمہارا بھلا کرے۔ یہ کیسی بات کہہ رہے ہو۔ اس نے کہا۔ یہ اس لیے کہ حضرت عثمان کے خلاف جو آپ نے تگ و دو کی تھی۔ اس کا کچھ تو کفارہ ہو جاتا

(نہج البلاغہ مترجم مفتی جعفر حسین مطبوعہ امامیہ پبلیکیشنز ص ۱۷۱ مطبوعہ لاہور)

جواب اوّل

"عقد الفرید" کی عبارت سے مفتی جعفر حسین نے انصاف نہ کر کے انصاف کا خون کیا ہے۔ وہ اس طرح کہ مذکورہ حوالہ اس حد تک ذکر کیا گیا۔ جس قدر مفتی کے مطلب کا تھا۔ اگر پوری عبارت درج کر دی جاتی۔ تو حقیقت حال کی وضاحت ہو جاتی۔ پہلے حوالہ مکمل ملاحظہ فرمائیے۔

عقد الفرید

قَالَتْ اَمَا وَاللّٰهِ لَئِنْ قُلْتَ ذَالِكَ لَمَا عَلِمَ اللّٰهُ اِنِّیْ اَرَدْتُ قَتْلَهٗ وَلٰكِنْ عَلِمَ اللّٰهُ اِنِّیْ اَرَدْتُ اَنْ یُّقَاتِلَ فَقُوْتِلْتُ وَاَرَدْتُ اَنْ یُّرْمٰی فَرُمِیْتُ وَاَرَدْتُ اَنْ یُّعْصٰی فَعُصِیْتُ وَعَلِمَ مِنِّیْ اِنِّیْ اَرَدْتُ قَتْلَهٗ لَقُتِلْتُ۔

(جلد ۵ ص ۴۴ مطبوعہ تہران)

marfat.com
Marfat.com

ترجمہ:

(مغیرہ ابن شعبہ کا مذکورہ اعتراض سُن کر مائی صاحبہ نے فرمایا۔) اے مغیرہ! اگرچہ تو نے جو کچھ کہنا تھا کہہ دیا۔ لیکن یہ باتیں اللہ تعالیٰ کے علم میں نہیں۔ ہاں میں نے جو کچھ کیا۔ وہ یہ کہ میں نے ان سے لڑائی اور تیراندازی کا ارادہ کیا۔ تو ایسا مجھے بھگتنا پڑا۔ میں نے ان کی بات کی نافرمانی کا ارادہ کیا۔ تو لوگوں نے میری بات کی نافرمانی کی۔ خدا کی قسم! اگر میں انہیں قتل کرنے کا ارادہ کرتی۔ تو مجھے قتل کر دیا جاتا۔

وضاحت

سیدنا عثمان غنی رضی اللہ عنہ کی طبیعت میں حد درجہ نرمی تھی جس کی بنا پر مختلف اطراف کے لوگوں کی طرف سے آپ کو تکالیف کا سامنا بھی کرنا پڑا۔ اس نرمی کو سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا ناپسند کرتی تھیں۔ اس نرمی سے باز رکھنے کے لیے آپ نے کئی ایک ارادے فرمائے۔ لیکن ہر ارادہ الٹا ان کی طرف پلٹتا تھا۔ اس طرح دراصل آپ بتانا یہ چاہتی ہیں۔ کہ حضرت عثمان غنی اپنے مقام پر درست تھے۔ اور ان پر کیے جانے والے اعتراضات درست نہ تھے۔ کیونکہ عثمان غنی ایک کامل انسان تھے۔ عقد الفرید کی عبارت سامنے رکھتے ہوئے ہر صاحب انصاف یہی نتیجہ اخذ کرے گا۔ کہ سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا۔ دراصل جناب مغیرہ بن شعبہ کا مغالطہ دور کر رہی ہیں۔ حوالہ مکمل دیکھ کر مفتی جعفر کی عیاری و مکاری آپ پر واضح ہو چکی ہو گی۔

جواب دوم:

"عقد الفرید" کی مذکورہ عبارت جیسا کہ ظاہر ہے۔ بلا سند ہے۔ اور

marfat.com
Marfat.com

یہ بات فریقین کو تسلیم ہے۔ کہ اِدھر اُدھر کی ہر عبارت محل استشہا د اور حجت نہیں بن سکتی۔ ایسی بے سند عبارت سے اتنا بڑا الزام ثابت کیا جا رہا ہے۔ یعنی یہ کہ سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا نے قتلِ عثمان میں اچھا خاصا کردار ادا کیا تھا۔ اور اگر مفتی اینڈ برادرز اصرار کریں۔ کہ نہیں اس سے عائشہ پر قتل کا الزام یقیناً آتا ہے۔ تو پھر حضرت علی المرتضٰی رضی اللہ عنہ بھی اس میں برابر کے شریک ماننے پڑیں گے۔ اور وہ بھی اسی کتاب کی عبارت سے۔ ملاحظہ ہو۔

عقد الفرید

وَقَالَ حَسَّانُ بْنُ ثَابِتٍ لِعَلِيٍّ اِنَّكَ تَقُوْلُ مَا قَتَلْتُ عُثْمَانَ وَلٰكِنْ خَذَلْتَهُ وَلَمْ آمُرْ بِهٖ وَلٰكِنْ لَمْ اَنْهَ عَنْهُ فَالْخَاذِلُ شَرِيْكُ الْقَاتِلِ وَالسَّاكِتُ شَرِيْكُ الْقَاتِلِ۔

(عقد الفرید جلد پنجم ص ۴۲-۴۵
مطبوعہ بیروت طبع جدید)

ترجمہ:

حسان بن ثابت نے حضرت علی المرتضٰی سے کہا۔ اے علی! آپ کہتے ہیں کہ میں نے عثمان کو قتل نہیں کیا۔ لیکن ذلیل و رسوا کیا ہے۔ اور یہ بھی کہتے ہیں۔ کہ میں نے ان کے قتل کا حکم نہیں دیا۔ بلکہ ان کے قاتلوں کو منع نہیں کیا۔ تو سنو! ذلیل و رسوا کرنے والا بھی قاتل کے ساتھ شریک قتل ہوتا ہے۔ اور قتل ہوتے دیکھ کر چپ سادھنے والا بھی اس قاتل کا شریک ہی ہوا کرتا ہے۔

marfat.com
Marfat.com

مقام غور! کیا جواب جناب مغیرہ بن شعبہ نے سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کے سامنے کہی۔ اسی طرح بلکہ اس سے واضح انداز میں حسان بن ثابت نے علی المرتضیٰ کے سامنے کہی ہے۔ اب فیصلہ مفتی پر ہی چھوڑ دیجئے۔ کہ اگر مغیرہ بن شعبہ کے کہنے سے سیدہ قتل عثمان میں کوشاں نظر آتی ہیں۔ تو حسان بن ثابت کے الفاظ سے حضرت علی المرتضیٰ کو کیا کہو گے۔ جو تمہارا جواب وہی ہمارا جواب۔ لیکن ہم اس مقام پر صرف حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ پر الزام ثابت کرنے والی عبارت پر اکتفا نہیں کریں گے۔ جیسا کہ مفتی جعفر نے کیا۔ بلکہ عقد الفرید کی عبارت پیش کر رہے ہیں۔ جس سے حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ اس الزام سے بری نظر آئیں گے۔ جس طرح سیدہ عائشہ بری تھیں۔ حوالہ ملاحظہ ہو۔

عقد الفرید

وَقَالَ لِلْحَسَنِ وَلِلْحُسَيْنِ اِذْهَبَا بِسَيْفِكُمَا حَتّٰى تَقُوْمَا عَلٰى بَابِ عُثْمَانَ فَلَا تَدَعَا اَحَدًا يَصِلُ اِلَيْهِ بِمَكْرُوْهٍ .... وَخَرَجَتْ اُمُّ اَيُّمَنَ فَقَالَتْ اِنَّ اَمِيْرَ الْمُؤْمِنِيْنَ قَدْ قُتِلَ نَدَ خَلَ الْحَسَنُ وَالْحُسَيْنُ وَمَنْ كَانَ مَعَهُمَا فَوَجَدُوْا عُثْمَانَ مَذْ بُوْحًا فَاَكَبُّوْا عَلَيْهِ يَبْكُوْنَ وَبَلَغَ الْخَبَرُ عَلِيًّا وَّطَلْحَةَ وَالزُّبَيْرَ وَسَعْدًا وَّمَنْ كَانَ بِالْمَدِيْنَةِ فَخَرَجُوْا وَقَدْ ذَهَبَ عُقُوْلُهُمْ حَتّٰى دَخَلُوْا عَلٰى عُثْمَانَ فَوَجَدُوْهُ مَقْتُوْلًا فَاسْتَرْجَعُوْا وَقَالَ عَلِيٌّ لِاِبْنَيْهِ كَيْفَ قُتِلَ اَمِيْرُ الْمُؤْمِنِيْنَ وَاَنْتُمَا عَلَى الْبَابِ وَرَفَعَ يَدَهٗ فَلَطَمَ

marfat.com

Marfat.com

الْحُسَیْنَ وَضَرَبَ صَدْرَ الْحَسَنِ۔

(عقد الفرید جلد پنجم ص ۴۰ مطبوعہ بیروت
طبع جدید)

ترجمہ:

حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ نے حسنین کریمین کو فرمایا۔ اپنی اپنی تلوار لو اور عثمان غنی کے دروازے پر جا کر کھڑے ہو جاؤ۔ اور دیکھو کسی کو اندر نہ جانے دینا۔ تاکہ حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ کو کوئی گزند نہ پہنچ پائے ...... تھوڑی دیر بعد جناب عثمان کی بیوی باہر نکلیں اور کہنے لگیں۔ عثمان قتل کر دیئے گئے ہیں۔ یہ سُن کر حسنین کریمین اور دیگر افراد جو موجود تھے۔ سب اندر گئے۔ انہوں نے دیکھا کہ واقعی حضرت عثمان کو ذبح کر دیا گیا ہے۔ سارے سر جھکائے رو رہے تھے۔ یہ خبر حضرت علی، طلحہ، زبیر اور سعد کو بھی پہنچی۔ اور پورے مدینہ میں آناً فاناً پھیل گئی۔ مدینہ کے لوگ یہ خبر سُن کر بے خود ہو گئے۔ سبھی جناب عثمان کے گھر آئے۔ اور انہیں مقتول دیکھ کر انا للہ وانا الیہ راجعون پڑھا۔ حضرت علی المرتضیٰ نے حسنین کریمین سے پوچھا تم دونوں جب دروازے پر پہرا دے رہے تھے۔ تو پھر حضرت عثمان کیسے شہید ہو گئے؟ یہ کہہ کر علی نے ہاتھ اٹھایا۔ اور حسین کے منہ پر دے مارا۔ اور حسن کے سینہ پر مکّہ رسید کیا۔

اس حوالہ سے واضح ہو جاتا ہے۔ کہ حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ قتل عثمان میں شریک نہ تھے۔ اور حقیقت بھی یہی ہے۔ اسی طرح سیدہ عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا بھی اس جرم میں ہرگز شریک نہ تھیں۔ صاحب عقد الفرید خود ایک غیر محتاط مصنف ہے

marfat.com
Marfat.com

پھر اس کی ان روایات کی کوئی سند نہیں کہ جس پر تکیہ کیا جاسکے ۔ ان حالات میں ایسی عبارات سے کسی پر الزام ہرگز ہرگز ثابت نہیں ہو سکتا ۔ دراصل قرآنی الفاظ کے مطابق مائی صاحبہ رضی اللہ عنہا "الطیبات" میں سے ہیں ۔ اور جو "الخبیثات" کے زمرے میں ہیں ۔ ان کی فطرت میں طیبات پر الزام تراشی ہوتی ہے ۔ صاحب عقد الفرید کی غیر محتاط روش پر خود اس کی کتاب کے مقدمہ کی عبارت شاہد ہے ۔ ملاحظہ ہو

عقد الفرید

ترجمہ؛

صاحب عقد الفرید نے جو کچھ اپنی تصنیف میں جمع کیا ہے ۔ وہ ادیبانہ رنگ کے ساتھ ہے جس کے ذریعہ اس کتاب کے پڑھنے والے کو سرور مہیا کرنا مقصود ہے ۔ اور اس نے کسی موضوع کو ثابت کرنے کے لیے ایسے اخبار و واقعات ذکر کئے ۔ جو موضوع کو ثابت کر سکتے ہیں لیکن ایک صاحب نظر اور صاحب رائے یہ سمجھ جاتا ہے ۔ کہ ان کی حقیقت کچھ نہیں ہے ۔ اس ضمن میں تم اس کی کتاب میں مذکور احادیث کو دیکھو ۔ جنہیں رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی احادیث کے طور پر پیش کیا گیا ۔ لیکن اُن میں صحیح ، مردود ، ضعیف ، متواتر اور موضوع تک موجود ہیں ۔ اور جو اس نے تاریخی واقعات اور گزشتہ لوگوں کے حالات کے ضمن میں لکھا ۔ اور پہلے بادشاہوں کے متعلق جو کچھ تحریر کیا ۔ ان میں عجیب و غریب واقعات ، سچے جھوٹے اور ایسے بکثرت ملیں گے جن کا آخری حصّہ خود پہلے حصّہ کی نقیض نظر آتا ہے ۔ بہرحال اس کی غفلت کا مطلب یہ نہیں کہ اس پر وہ کچھ الزامات

marfat.com
Marfat.com

لگائے جائیں۔ جن کا وہ مستحق نہیں۔ یہ حقیقت ہے۔ کہ اس نے اپنی اس تصنیف میں بہت سے واقعات اور نوادرات اکٹھے کر دیئے ہیں۔ اور جیسا چاہا اُسے تالیف کی شکل میں پیش کر دیا۔ جو شخص بھی اس کی یہ کتاب پڑھتا ہے۔ اُسے حق حاصل ہے۔ کہ جسے چاہے وُہ لے لے۔ اور جسے چاہے چھوڑ دے۔ اور فن تاریخ کے مصنفین کا اکثر یہی حال ہوتا ہے۔

جواب سوم:

"صاحب عقد الفرید" از روئے عقیدہ اہل تشیع میں سے ہے۔ اور جیسا کہ بار ہا گزر چکا ہے۔ کہ ایک شیعہ سے یہ کب ہو سکتا ہے۔ کہ وہ اپنی تحریر و تقریر میں ام المومنین سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کی شان بیان کرے اس کے شیعہ ہونے کا ثبوت یہ ہے۔

الذریعہ الی تصانیف:

وَحَكَى ابْنُ كَثِيرٍ اَيْضًا اَنَّهُ يَدُلُّ كَلَامُهُ عَلَى تَشَيُّعٍ۔

(الذریعہ الی تصانیف الشیعہ جلد ۱۵ ص ۲۸۶ میں قاف دال مطبوعہ بیروت)

ترجمہ:

اور بہت سے علماء کی طرح ابن کثیر نے بھی صاحب عقد الفرید کے

marfat.com
Marfat.com

متعلق کہا ہے۔ کہ اس کا کلام اُس کے شیعہ ہونے پر دلالت کرتا ہے

نوٹ

صاحب ذریعہ نے ابن کثیر کے جو الفاظ نقل کیے ہیں۔ اس میں کچھ مضمون ہلکا سا ہو گیا ہے۔ موازنہ کے لیے ابن کثیر کے اپنے الفاظ اور وہ الفاظ جو صاحب ذریعہ نے اس کی طرف سے نقل کیے پیش خدمت ہیں۔ ابن کثیر کے اصل الفاظ یہ ہیں۔

يَدُلُّ كَثِيرًا مِّنْ كَلَامِهٖ عَلَى تَشَيُّعٍ

(البدایۃ والنہایۃ

جلد ۱۱ ص ۱۹۳)

صاحب عقد الفرید کے کلام کا اکثر حصہ اس بات پر دلالت کرتا ہے کہ یہ شخص اہل تشیع میں سے ہے۔ اور صاحب ذریعہ نے یوں نقل کئے۔ يَدُلُّ كَلَامُهٗ عَلَى تَشَيُّعٍ۔ اس کی باتیں اس کے شیعہ ہونے پر دلالت کرتی ہیں۔ فرق صاف ظاہر ہے۔

معلوم ہوا۔ کہ عقد الفرید کی عبارت سے سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا پر ہرگز الزام نہیں آسکتا۔ کیونکہ اس کی خود تردید اسی کتاب میں موجود ہے جس طرح حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ پر الزام اور تردید دونوں موجود ہیں۔ اور اس روایت کے بے سند ہونے کے ساتھ ساتھ اس کتاب کا مصنف ایک تو غیر محتاط آدمی ہے۔ اور دوسرا اس کے کلام کی اکثریت شیعیت کی ترجمان ہونے کی وجہ سے مذکورہ الزام میں کوئی صداقت نظر نہیں آتی۔ اس قسم کی روایات کا سہارا لے کر مفتی اینڈ برادرز کو اپنی روحانی ماں پر اعتراض کرتے

marfat.com
Marfat.com

ہوئے شرم آنی چاہیئے۔ کوئی صاحب ایمان اور محبت اہل بیت کا مدعی یہ حرکت ہرگز نہیں کرسکتا۔

(فاعتبروا یا اولی الابصار۔)

marfat.com
Marfat.com

طعن نمبر (۳)

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کا حجرہ فتنوں کی جگہ

مرزا یوسف حسین لکھنوی شیعی نے رسالہ "وفات عائشہ" میں سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کی ذات پر یہ الزام نقل کیا۔ کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے تین مرتبہ ان کے گھر کی طرف اشارہ کر کے اسے فتنوں کی آماجگاہ فرمایا۔ حوالہ ملاحظہ ہو۔

وفات عائشہ

محبت و پیار کے باوجود بارہا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم بی بی عائشہ کے متعلق اپنے خیالات کا اظہار کرتے رہے ہیں۔ جن سے اس امر کا صاف پتہ چلتا ہے۔ کہ آپ کی نظر میں ان کی کیا وقعت تھی۔ جو نہ صرف خیالات بلکہ خود

marfat.com
Marfat.com

جناب رب العزت کی غیبی خبریں تھیں۔ چنانچہ ایک دن آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے بالائے منبر عائشہ کے گھر کی طرف اشارہ کر کے تین مرتبہ فرمایا۔

بخاری شریف:

هٰهُنَا الْفِتْنَةُ ثَلَاثًا حَيْثُ يَطْلَعُ قَرْنُ الشَّيْطٰنِ۔

(بخاری شریف جلد دوم صفحہ نمبر ۱۳۲

مطبوعہ مصر)

ترجمہ:- ۱

یعنی یہ ہی فتنہ ہے جہاں سے شیطان کا سینگ نکلے گا تین مرتبہ فرمایا

(وفاتِ عائشہ مصنفہ مرزا یوسف لکھنوی شیعی)

توضیح

مرزا یوسف حسین لکھنوی اور اس کے اگلے پچھلے اس روایت سے یہ ثابت کرتے ہیں۔ کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی یہ پیش گوئی تھی۔ اور اس کا وقوع اس وقت ہوا۔ جب حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا اپنے گھر سے نکل کر بصرہ تشریف لے گئیں۔ اور پھر وہاں حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ سے انہوں نے لڑائی لڑی۔ جس میں ہزاروں مسلمان شہید ہوئے۔ یوں حضرت عائشہ کا گھر فتنوں کی آماجگاہ بنا اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا کہا درست ہوا۔

جواب

اہل تشیع کے مذہب کی بنیاد ہی جب ہیرا پھیری پر ٹھہری۔ تو روایات واحادیث میں ایسا کرنا ان کے گھر کی بات ہے۔ اور پرانی عادت کا اظہار ہے۔ مرزا صاحب بھی اس معاملے کسی سے کم کیوں رہیں۔ آخر لکھنوی ہیں۔

marfat.com
Marfat.com

بخاری شریف سے منقول حدیثِ مذکور کا موضوع یعنی ترجمۃ الباب پر ہی نظر پڑ جاتی۔ تو سمجھ آ جاتا۔ کہ معاملہ کچھ اور ہے۔ لیکن پھر بھولے بھالے سنیوں کو فریب دینا مشکل ہو جاتا۔ اور اپنے حواریوں کی تسلّی نہ ہوتی۔

آئیے ذرا اس ڈھول کا پول کھولیں۔ امام بخاری نے اس حدیث کے لیے ترجمۃ الباب کے طور پر یہ لکھا ہے۔

قَوْلُ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَلْفِتْنَةُ مِنْ قِبَلِ الْمَشْرِقِ۔

ترجمہ:

حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشادِ گرامی کہ فتنہ جانبِ مشرق سے اُٹھے گا۔

اتفاق ایسا تھا۔ کہ منبر شریف پر جب جلوہ فرما ہو کر آپ نے جانبِ مشرق اشارہ فرمایا۔ تو حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کا گھر اسی سمت تھا۔ لکھنوی شریف وغیرہ نے جانبِ مشرق اشارہ فرمایا۔ تو حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کے حجرہ میں مقید کر دیا۔ حالانکہ حدیثِ مذکورہ میں سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کے حجرہ کے لیے کوئی لفظ موجود نہیں۔ کمالِ تحریف سے حدیث کو لکھنوی نے وہ جامہ پہنایا۔ جس کی کوئی وجہ نہیں بنتی۔ اگرچہ طعن میں ذکر کردہ روایت میں "من قبل المشرق" کے الفاظ نہیں۔ لیکن اسی جگہ اسی عنوان کے تحت دوسری احادیث میں یہ الفاظ موجود ہیں۔ جس کا صاف مفہوم یہ کہ آپ نے فتنہ کے لیے "جانبِ مشرق" کو مخصوص فرمایا۔ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کے حجرہ کی تخصیص نہیں فرمائی۔ لہٰذا جانبِ مشرق کو حجرۂ عائشہ کے ساتھ مخصوص کرنا۔ اور "من قبل المشرق" کے الفاظ کو ذکر نہ کرنا "تحریف فی الحدیث" ہے۔ اسی مقام پر دو عدد احادیث کے الفاظ ملاحظہ ہوں اگلے صفحہ پر۔

marfat.com
Marfat.com

بخاری شریف:

عن نافع عن ابن عمر انہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم وھو مستقبل المشرق یقول الا ان الفتنۃ ھھنا من حیث یطلع قرن الشیطن

(بخاری شریف جلد دوم ص ۱۰۵۰،۱۰۵۱ مطبوعہ دہلی)

ترجمہ: عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ نے رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے یہ بات سنی۔ اس وقت آپ کا رُخ انور جانب مشرق تھا۔ خبردار! فتنے اس جگہ سے اٹھیں گے۔ جہاں سے شیطان کا سینگ نکلے گا۔

بخاری شریف:

عن نافع عن ابن عمر قال ذکر النبی صلی اللہ علیہ وسلم اللھم بارک لنا فی شامنا اللھم بارک فی یمننا قالوا وفی نجدنا قال اللھم بارک لنا فی یمننا قالوا یارسول اللہ وفی نجدنا فاظنہ قال فی الثالثۃ ھناک الزلازل والفتن وبھا یطلع قرن الشیطان۔

(بخاری شریف جلد دوم ص ۱۰۵۰،۱۰۵۱ مطبوعہ دہلی)

ترجمہ:۔

جناب نافع حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں۔ کہ ایک مرتبہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے دعا مانگی۔ اے اللہ! ہمارے ملک شام میں برکت ڈال دے۔ ہمارے یمن میں برکت نازل فرما۔ حاضرین نے نجد کے بارے میں دعا کے لیے عرض کی۔ آپ نے پھر

marfat.com
Marfat.com

شام و یمن کے لیے ہی برکت کی دعا کی۔ پھر نجد کی سفارش کی گئی۔ راوی کہتے ہیں۔ میرا خیال ہے۔ کہ تیسری مرتبہ سوال کے جواب میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ وہاں سے زلزلے اور فتنے اٹھیں گے۔ اور شیطان کا سینگ بھی وہیں سے نکلے گا۔

لمحۂ فکریہ

قارئین کرام! بخاری شریف کے ترجمۃ الباب کے تحت درج دو عدد احادیث ہم نے با ترجمہ پیش کیں۔ ان میں ازراہ انصاف بتلایئے۔ کہ کہیں کوئی لفظ ایسا ہو جو حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کے حجرہ کا اتہ پتہ دیتا ہو۔ جانب مشرق کا ہی ذکر ہے۔ بخاری شریف وغیرہ کتب حدیث میں جانب مشرق واقع کچھ مقامات کی نشاندہی بھی ملتی ہے۔ رأس الکفر ھھنا و اشار نحو المشرق حیث یطلع قرن الشیطٰن فی ربیعہ و مضر۔ یعنی مشرق کی طرف اشارہ کرکے آپ نے فرمایا۔ کفر کی اصل ادھر ہے۔ جہاں سے شیطان کا سینگ نکلے گا۔ وہ قبیلہ ربیعہ اور مضر ہیں۔ چونکہ ربیعہ اور مضر جانب مشرق ستھے۔ اس کے لیے اس حدیث اور دوسری احادیث میں کوئی تعارض اور ٹکراؤ نہیں۔ اب بتایئے۔ کہ حضرت عائشہ کا حجرہ کدھر گیا؟

حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی اس پیش گوئی کے مطابق واقعی اس سمت سے فتنے اُٹھے۔ اور امت مسلمہ کو انہوں نے اپنی لپیٹ میں لے لیا۔ مالک بن اُشتر کا خروج اور اُس کے ساتھیوں کا حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ کے خلاف بغاوت کے لیے نکلنا کوفہ سے ہوا۔ جو جانب مشرق میں ہے۔ عبداللہ بن زیاد کا فتنہ جو شہادت امام عالی مقام کا سبب بنا۔ مختار ثقفی مدعی نبوت کا فتنہ روافض کا منبع، معتزلہ کا

marfat.com
Marfat.com

میداء، قرامطہ کا مسکن، خوارج کا نہروان اور دجال کا اصفہان سبھی مدینہ منورہ سے جانب مشرق ہیں۔ ایک سے ایک بڑھ کر فتنہ اور زلزلہ لیکن لکھنوی وغیرہ ان تمام فتنوں اور زلزلوں سے منہ موڑ کر سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کا سفر بصرہ لے بیٹھے۔ اور اس طرح مائی صاحبہ کا گھر انہیں فتنوں کی آماجگاہ نظر آیا۔ ان اندھوں سے کوئی پوچھے۔ بھلا مائی صاحبہ رضی اللہ عنہا اپنے حجرہ سے سیدھی بصرہ کب تشریف لے گئیں۔ آپ وہاں سے مکہ مکرمہ تشریف لے گئیں۔ کیا آپ کا مکہ معظمہ جانا۔ آپ کے گھر کو فتنہ کی جگہ بنا دے گا۔ پھر وہاں سے عازم بصرہ ہوئیں۔ کیا اس طرح مکہ مکرمہ فتنوں کی جگہ قرار پا جائے گا؟ حجرۂ عائشہ میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا قیام تھا۔ اور وصال کے بعد آپ اسی میں آرام فرما ہیں۔ کیا جہاں حضور صلی اللہ علیہ وسلم جلوہ فرما ہیں۔ وہ جائے فتنہ ہے۔ نہیں نہیں۔ ہرگز نہیں۔ اللہ تعالیٰ حق و صداقت کو قبول کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔

marfat.com
Marfat.com

کتب شیعہ سے سیّدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کی شان میں چند حوالہ جات

حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے آخری بیماری میں سیّدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے مزاح فرمایا

"۱" **ناسخ التواریخ**

بالجملہ حدیث کنند کہ نخستین رسولِ خدا را در خانہ میمونہ ناتندرستی افتاد چوں روزے نوبت بمن رسید از انجا بسرائے من تاویل داد از قضا مرا نیز صداعی بود ناگاہ گفتم وا رأسا۔ فرمود چہ زیاں باشد ترا کہ پیش از من وداع جہاں گوئی تا من ترا تکفین و تجہیز کنم و بر تو نماز بگزارند عائشہ گفت یا رسول اللہ گمان من اینست کہ می خواہی در آں روز کہ از دفن من فراغ جستی با زنِ دیگر در خانہ من بساط عرس گستردہ فرمائی رسول خدا تبسم کرد و فرمود دل اندوہ را سا قناعت ازاں کرد و بستر بہبودی پذیر دو لیکن صداع من دست از من باز نگیرد۔

(ناسخ التواریخ جلد چہارم صفحہ نمبر ۷۱۱
واقعات سال یازدہم)

ترجمہ:

مختصر یہ کہ سیّدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں۔ کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی بیماری کا آغاز حضرت میمونہ رضی اللہ عنہا کے گھر سے ہوا تھا۔ اور جب میری باری کا دن آیا۔ تو آپ میرے ہاں تشریف

marfat.com
Marfat.com

فرما ہو گئے۔ اتفاق سے میں اس وقت درد سر کی شکایت میں مبتلا تھی میں نے دفعتہً "ہائے میرا سر" کہا۔ یہ سن کر حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے فرمایا۔ تیرا کیا نقصان ہوا کہ تو مجھ سے پہلے دنیا کو الوداع کیے جا رہی ہے۔ اس لیے تاکہ میں ہی تیرا کفن و دفن کروں۔ اور تجھ پر نماز پڑھیں۔ سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا نے عرض کیا۔ یا رسول اللہ! میرا گمان ہے۔ کہ جب آپ مجھے دفن کر کے فارغ ہو جائیں گے تو میرے ہی گھر میں کسی نئی دلہن سے خوشی میں مصروف ہوں گے۔ یہ سن کر حضور صلی اللہ علیہ وسلم مسکرا دیئے۔ اور فرمایا۔ یہ بات نہیں۔ بلکہ یہ ہے۔ کہ ہم نے تیرے الفاظ "ہائے میرا سر" سے یہ سمجھا۔ کہ تیرا درد سر تو ختم ہو جائے گا۔ اور آرام آ جائے گا۔ لیکن ہمارا درد سر ہمیں اس دنیا سے لے جا کر ہی چھوڑے گا۔

لمحہ فکریہ

حضور سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی آخری بیماری میں جس انداز سے سیدہ عائشہ صدیقہ سے مزاح اور دل لگی فرمائی۔ اس سے مائی صاحبہ رضی اللہ عنہا کی عظمت شان معلوم ہوتی ہے۔ یہ عقیدہ سب کا متفق علیہ ہے۔ کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم جھوٹ نہیں بولتے۔ اور نہ ہی تقیہ کا سہارا لیتے تھے۔ واقعہ مذکورہ میں آپ نے فرمایا۔ کہ تمہارے انتقال کر جانے کی صورت میں تمہارا کفن و دفن اور نماز جنازہ ادا کرنا میرے ذمہ ہے۔ کیا یہ سعادت کم ہے؟ اور آپ کا یہ فرمان اس آیت کریمہ کے نازل ہونے کے بعد کا ہے جس میں اللہ تعالیٰ نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو کسی منافق کی نماز جنازہ پڑھنے سے ہمیشہ ہمیشہ کے لیے

marfat.com
Marfat.com

روک دیا تھا۔ آپ سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کا جنازہ پڑھانے کا اعلان فرما رہے ہیں۔ اس سے یہ بھی ثابت ہوا۔ کہ سیدہ رضی اللہ عنہا کامل و مکمل مسلمان تھیں۔ اور جنتی تھیں۔ اور مزے کی بات یہ ہے۔ کہ روایت مذکورہ غالی شیعہ مرزا محمد تقی صاحب ناسخ التواریخ نے ذکر کی ہے۔ اس پر شیعہ لوگوں کو بڑا بھروسہ ہے۔ اس با اعتماد اور اطمینان بخش شخص نے روایت ذکر کر کے شیعہ برادری کو یہ ماننے پر مجبور کر دیا ہے۔ کہ سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا منافق نہ تھیں۔ لہٰذا جو لوگ سیدہ کو منافقہ کہتے ہیں۔ دراصل وہ خود منافقہ ہیں۔ اور اللہ کی لعنت کے مستحق روایت مذکورہ سے یہ بھی معلوم ہوا۔ کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو علم تھا۔ کہ میرے انتقال کی پہلے باری ہے۔ اور عائشہ کا انتقال بہت بعد ہو گا۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے اس طرز و طریقہ سے بالکل واضح طور پر معلوم ہوتا ہے۔ کہ سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے آپ کو بے پناہ محبت تھی۔ اور انہیں بھی آپ سے انتہائی عقیدت تھی۔

آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے آخری لمحات میں سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا نے آپ کے بتلائے ہوئے کلمات پڑھ کر آپ پر دم کیا

۲- ناسخ التواریخ

از عائشہ خبر کردہ اند پیغمبر مرض را بایں کلمات تا دمل فرمود۔
اِذْهَبِ الْبَأْسَ رَبَّ النَّاسِ اِشْفَعْ اَنْتَ الشَّافِیْ
لَا شِفَاءَ اِلَّا شِفَاءُكَ اِشْفَعْ شِفَاءً كَ شِفَاءً لَا يُغَادِرُ سَقَمًا

marfat.com
Marfat.com

وبروایت چوں مریض شدے ہم نفس خود را بدیں کلمات تعویذ بستی و
دست مبارک بر بدن خود بمالید ما چوں مرض موت پیش آمد و گرانی در
زبان مبارک و اندام افتادی عائشہ ایں دعا بخواند و دست پیغمبر را بگرفت
کہ بر بدن مبارکش بمالد آنحضرت دستِ خود را نجشید و فرمود.......
رَبِّ اغْفِرْ لِیْ وَ الْحِقْنِیْ بِرَفِیْقِ الْاَعْلٰی۔ وبروایت فرمود۔
اَللّٰھُمَّ بِاَعْلٰی جَنَّتِ الْخُلْدِ۔ وہم گفتہ اند۔ کہ فرمود۔ ایں
تعویز ازیں پیش از بہتر من سُود داشت وامروز پیش سودے نمی دید
(ناسخ التواریخ جلد ۱ ص ۱۹۱ واقعات
سال یازدہم مطبوعہ تہران طبع جدید)

ترجمہ:

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے۔ کہ حضور صلی اللہ
علیہ وسلم ان کلمات کے ساتھ مریض پر دَم کیا کرتے تھے "اے
لوگوں کے پروردگار! اس سختی اور بیماری کو دُور فرمادے۔ تو ہی
شفا دینے والا ہے شفا عطا فرما۔ تیرے بغیر کسی کے ہاتھ میں شفا نہیں
ایسی شفا عطا فرما کہ جس کے بعد کوئی پریشانی و بیماری نہ ہے" ایک
روایت میں آیا ہے۔ کہ جب آپ خود بیمار ہوتے تو انہی کلمات کو
پڑھ کر ہاتھ پر دَم کر کے اپنے جسم پر پھیرتے تھے۔ اور آپ جب
مرض الموت سے واسطہ پڑا۔ اور آپ کی زبان اقدس اور جسم مبارک
میں گرانی پیدا ہو گئی جس کی وجہ سے یہی دَم حضرت عائشہ صدیقہ
رضی اللہ عنہا پڑھ کر آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے ہاتھ پر پھونک دیا۔ اور
پھر آپ کا ہاتھ پکڑ کر آپ کے جسم پر پھیرنے لگیں۔ تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم

marfat.com
Marfat.com

نے اپنا ہاتھ کھینچ لیا۔ اور فرمایا۔ اے میرے پروردگار بخش معاف کر دے۔ اور رفیق اعلیٰ کے ساتھ مجھے ملا دے۔ ایک اور روایت میں ہے کہ آپ نے دعا فرمائی۔ اے اللہ مجھے ہمیشہ ہمیشہ کے لیے اعلیٰ جنت میں پہنچا دے۔ یوں بھی مروی ہے۔ کہ فرمایا۔ اے عائشہ! یہی دم اس سے پہلے مجھے آرام و نفع دیتا تھا۔ لیکن آج کے دن یہ کوئی نفع نہ دے گا۔

قابل غور!

جو بدطینت لوگ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا پر نفاق اور پیغمبر سے دشمنی کا الزام دھرتے ہیں۔ وہ ان روایات کو پڑھیں۔ اور نظر انصاف سے دیکھیں سیدہ نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے مرض موت میں وہی کلمات پڑھ کر آپ کا ہاتھ پکڑ کر آپ کو دم کیا۔ جو آپ خود اپنے اور دوسرے لوگوں کے بیمار ہونے پر پڑھتے تھے۔ اگر معاذ اللہ آپ منافقہ ہوتیں۔ تو اس وقت سے بہتر وقت اور کون سا مل سکتا تھا۔ کوئی ایسا طریقہ اختیار کرتیں۔ جس سے آپ کو نقصان پہنچانا مقصود ہوتا۔ لیکن ایسا نہیں بلکہ شفا یاب ہونے کے لیے یہ کلمات پڑھے اور اپنے ہاتھ سے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے ہاتھ کو مبارک اور محترم سمجھا۔ اس موقع پر اگر سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم ان سے کوئی ایسی حرکت دیکھ پاتے جو ان کے نفاق پر دلالت کرتی۔ تو فوراً ٹوک دیتے۔ لیکن آپ نے اس کی بجائے یہ فرمایا کہ یہ دم پہلے تو اثر دکھاتا تھا۔ اب کے نہیں دکھائے گا۔ کیونکہ مجھے رفیق اعلیٰ کے پاس اب چلے ہی جانا ہے۔ ان تمام باتوں سے معلوم ہوا۔ کہ سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کو سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا دکھ اور بیماری پریشان کر دیتی تھی لیکن ان

marfat.com
Marfat.com

کی محبت کی یہ دلیل کوئی کم ہے۔

(فاعتبروا یا اولی الابصار)

حضور صلی اللہ علیہ وسلم

کی محبت سیدہ عائشہ کے دل میں

اپنے والدین سے بھی زیادہ تھی

۴- منہج الصادقین

مرویست کہ اوّل کسے از ازواج کہ اختیار بقاء نمود عائشہ بود و بعد از آں ازواج دیگر آنرا اختیار نمودند۔ آوردہ اند کہ چوں رسول صلی اللہ علیہ وسلم ایں آیۃ بر ایشاں خواند فرمود شتاب مکنید و با پدران خود در ایں باب مشاورت کنید گفتند یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ما را در ایں باب باکسی مشاورت نباید کرد حق تعالیٰ ما را مخیر گردانیدہ میان زینتِ دنیا و اختیار کردن خدا و رسول و سرائے آخرت را اختیار کردیم آنحضرت شاد شد و حق تعالےٰ ایں آیت فرستاد۔ لَا یَحِلُّ لَکَ النِّسَآءُ مِنْۢ بعد الایۃ چوں ایشاں ترا اختیار کردند تو نیز زنانِ دیگر را بر ایشاں اختیار مکن۔ (منہج الصادقین جلد ۷ ص ۲۷۹ پارہ ۲۱

سورۂ احزاب)

marfat.com
Marfat.com

ترجمہ:

مروی ہے۔ کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی تمام ازواج سے جس نے سب سے پہلے اپنا اختیار استعمال کرتے ہوئے آپ کی زوجیت میں رہنا پسند کیا۔ وہ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا تھیں۔ ان کو دیکھ کر دوسری ازواج مطہرات نے ان جیسا ہی فیصلہ کیا۔ بیان کرتے ہیں۔ کہ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ازواج مطہرات کو مذکورہ آیت پڑھ کر سنائی۔ تو فرمایا۔ فیصلہ میں جلد بازی سے کام نہ لینا اپنے اپنے والد سے اس بارے میں مشورہ کر لینا۔ ازواج مطہرات نے عرض کیا۔ حضور! ہمیں کسی سے بھی مشورہ کرنے کی ضرورت نہیں۔ کیونکہ اللہ تعالیٰ نے ہمیں ہی یہ اختیار دیا ہے۔ کہ اگر تم چاہو تو دنیوی زینت لے لو۔ اور اگر چاہو تو اللہ و رسول اور یوم آخرت پر راضی ہو جاؤ۔ ہم نے اپنے اختیار سے دوسری بات پسند کر لی ہے۔ یہ سن کر سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم بہت خوش ہوئے۔ اللہ تعالیٰ نے پھر آپ پر آیت نازل فرما دی۔ ”لا یحل لك النساء“ جب ان عورتوں نے آپ کو پسند کر لیا تو پھر آپ بھی ان کے علاوہ کسی اور عورت کو نکاح میں لانا پسند نہ کریں۔

لمحہ فکریہ

حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے آیات مذکورہ کی تلاوت جس زوجہ کے سامنے سب سے پہلے فرمائی۔ وہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا ہیں۔ کیونکہ آپ جانتے تھے۔ کہ عائشہ اور اس کا والد ایسی باتوں کی تہہ تک پہنچنے والے ہیں۔ اور یہی

marfat.com
Marfat.com

کہ نہ ہی سیدہ عائشہ زینت دنیا کو میرے مقابلہ میں پسند کریں گی۔ اور نہ ہی ان کے والد ابو بکر صدیق اس کو تسلیم کریں گے۔ اس کے باوجود آپ نے فرمایا۔ اپنے اپنے باپ سے بھی مشورہ کر لو۔ جلد بازی نہ کرنا۔ جب سیدہ عائشہ نے زینت دُنیا کے مقابلہ میں آپ کو پسند کیا۔ تو ساتھ ہی عرض کیا حضور! میری یہ بات آپ تک ہی رہنی چاہیئے۔ لیکن جب یہ آیات دوسری ازواج پر آپ نے تلاوت کیں۔ تو انہوں نے ان کے بارے میں حضرت عائشہ کا ردعمل پوچھا جس پر آپ کو بتلانا پڑا۔

مختصر یہ کہ اللہ اور اس کے رسول کی رضا پر راضی رہنے کا سب سے پہلے حضرت عائشہ صدیقہ نے اعلان کیا۔ اور پھر ان کی اتباع میں دیگر ازواج مطہرات نے یہی کہا۔ ان کی یہ پسند حقیقت پر مبنی تھی۔ کہ جس کی وجہ سے اللہ تعالیٰ نے ان کی دل جوئی کے لیے اپنے محبوب صلی اللہ علیہ وسلم کو ارشاد فرمایا۔ اے محبوب! جب یہ عورتیں آپ کو پسند کر چکی ہیں۔ تو پھر آپ کو بھی ان پر کسی دوسری کو فوقیت نہ دینی چاہیئے۔ اب ان حالات کو مدنظر رکھ کر ہر صاحب عقل یہی کہے گا کہ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا نے جب اپنے اختیار سے اللہ اور اس کے رسول کو پسند کر لیا۔ تو ان کی صداقت اور حقانیت کی بنا پر اللہ اور اس کے رسول نے بھی انہیں پسند فرما لیا۔ جس بنا پر۔ لا یحل لك النساء آیت کریمہ نازل ہوئی ان شواہد کے ہوتے ہوئے پھر بھی اگر کوئی بدفطرت سیدہ عائشہ صدیقہ پر نفاق کی تہمت دھرتا ہے۔ تو ایسے پر اللہ اور اس کے رسول کی پھٹکار نہ ہو گی۔ تو اور کیا ہو گا؟

☆

marfat.com
Marfat.com

۴۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے نزدیک جو حضرت عائشہ کا مقام و مرتبہ تھا۔ اُسے بھی ازواج مطہرات بخوبی جانتی تھیں

قرآن کریم کی ایک آیت کریمہ:

وَاِنِ امْرَاَةٌ خَافَتْ مِنْ بَعْلِهَا الخ نازل ہوئی۔ تو اس کے نزول کا جو سبب تھا۔ وہ شیعہ سنی دونوں کی کتب تفسیر و حدیث میں مذکور ہے۔ وہ واقعہ بالاختصار یہ ہے۔ کہ سودہ بنت زمعہ کو جب حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے طلاق دے دی۔ تو انہوں نے آپ کی زوجیت میں سے نکلنا گوارا نہ کیا۔ اس لیے انہوں نے طریقہ یہ اختیار فرمایا۔ کہ میں اپنے حقوق اور اپنی باری اپنی خوشی سے عائشہ صدیقہ کو دیتی ہوں۔ شاید اس بنا پر مجھے ام المومنین کا شرف پھر مل جائے۔ جب انہوں نے یہ بات حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے کہی۔ تو آپ نے رجوع فرمالیا چونکہ اس روایت سے یہ معلوم ہوتا ہے۔ کہ سیدہ عائشہ کی خاطر حضور نے سودہ بنت زمعہ کو دوبارہ نکاح میں لیا۔ لہذا حضرت عائشہ واقعی حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی محبوبہ تھیں۔ اس بنا پر بعض بے وقوفوں نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا طلاق دینا اور حضرت عائشہ کی خاطر اس سے رجوع فرمانا ناممکن قرار دیا۔ لہذا ہم نے اس بارے میں چند حوالہ جات پیش کیے ہیں ملاحظہ ہوں۔

marfat.com
Marfat.com

۲۔ منہج الصادقین

حضرت رسالت سودہ بنت زمعہ را طلاق داد او بر سر راہ آنحضرت
نشست تا وقتیکہ آں حضرت پر سید۔ سودہ بزبان تضرع گفت
یا رسول اللہ (ص) رجعت نما بمن بخدا سوگند کہ دوستی مرد در دل من
نمائندہ ولیکن می خواہم کہ فردائے قیامت در زمرۂ زنانِ تو محشور شوم و
نوبت خود را بعائشہ می بخشم حضرت بوے رجعت نمود و نوبت او را
در خانۂ عائشہ می بود و ایں آیت واقعہ وے نازل شد۔

(منہج الصادقین جلد سوم ص ۱۲۷ سورۃ النساء
زیر آیت و ان امرأۃ خافت من
بعلھا الخ)

ترجمہ:

حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی بیوی سودہ بنت زمعہ کو طلاق دے دی
یہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے راستہ میں بیٹھ گئیں۔ جب آپ وہاں سے گزرنے
لگے۔ تو انہوں نے بڑی انکساری سے عرض کیا۔ یا رسول اللہ طلاق
واپس لیجئے۔ خدا کی قسم! میرے دل میں کسی مرد کی دوستی نہیں
رہی۔ (یعنی میں کسی اور سے شادی کرنا ہرگز پسند نہیں کرتی) لیکن
میری خواہش ہے۔ کہ بروز قیامت میرا بھی آپ کی ازواج میں
حشر ہو۔ میں اپنی باری حضرت عائشہ کو دیتی ہوں حضور صلی اللہ علیہ وسلم
نے اس پر اُن سے رجوع فرمالیا۔ اور ان کی باری کے دن آپ
حضرت عائشہ کے گھر تشریف فرما ہوتے تھے۔ اور ان امرأۃ

marfat.com
Marfat.com

خَافَتۡ"، آیت کریمہ اسی قصہ پر نازل ہوئی

قابل توجہ:

جیسا کہ روایت بالا سے یہ معلوم ہو گیا۔ کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم اپنی ازواج مطہرات میں سے صرف حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کے گھر دو دن متواتر قیام فرمایا کرتے تھے۔ باقی سب عورتوں کے ہاں ایک ایک دن قیام ہوتا۔ اس کی وجہ یہی ہے۔ کہ حضرت سودہ بنت زمعہ نے اپنی باری حضرت عائشہ کو دے دی تھی۔ لیکن سوال پیدا ہوتا ہے۔ کہ حضرت سودہ نے اپنی باری حضرت عائشہ کو دینا اس کا کیوں اظہار کیا۔ طلاق سے رجوع کے لیے کسی اور عورت کو باری بھی دے سکتی تھیں۔ آخر اس پسند کی کیا وجہ ہو سکتی ہے؟ ایک شیعہ علامہ سے اس کی وجہ سنیئے

مسالك الافهام

سوده بنت زمعة حين كرهت ان يفارقها رسول الله صلى الله عليه وسلم وعرفت مكان عائشة من قلبه فوهبت لها يومها

(مسالك الافهام الى ايات الاحكام جلد سوم ص ۲۶۳ كتاب النكاح۔)

ترجمہ:

جناب سودہ بنت زمعہ رضی اللہ عنہا نے جب حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے جدائی پسند نہ کی۔ اور اس کو دل سے نہ چاہا۔ تو اس کے لیے

marfat.com
Marfat.com

انہوں نے یہ طریقہ اختیار کیا۔ کہ اپنی باری حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کو دے دی۔ یہ اس لیے کہ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کا حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے قلب انور میں جو مرتبہ اور مقام تھا۔ جناب سودہ اس سے بخوبی واقف تھیں۔

ملاحظہ فکریہ

حضرت سودہ رضی اللہ عنہا نے اپنے آپ کو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی ازواجِ مطہرات میں شامل رہنے کے لیے جو واسطہ اور طریقہ اختیار کیا۔ شیعہ مولوی بھی اس کی تصدیق کرتا ہے۔ کہ سیدہ عائشہ کی محبوبیت کی وجہ سے انہوں نے اپنی باری ان کو دینے کا فیصلہ کیا۔ تاکہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم اپنی محبوبہ کی وجہ سے مجھے دوبارہ اپنی زوجیت میں لے لیں۔ تو جن کی بدولت ایک عورت کو منصب ام المومنین ملتا ہے۔ ان کی قدر و منزلت کوئی دوسرا کیسے جان سکتا ہے۔ ایک خاوند کی اگر چند بیویاں ہوں۔ تو عادتاً وہ ایک دوسری کا چھا ہرگز نہیں سمجھتی۔ لیکن یہاں معاملہ برعکس ہے۔ خود سوکن اپنی سوکن کا مقام و مرتبہ جانتی پہچانتی ہے۔ اور انہیں اس مرتبہ کا بخوبی علم بھی تھا۔ وہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے قلبِ انور میں سیدہ عائشہ کا مقام و مرتبہ جانتی پہچانتی تھیں۔ اسی لیے ان کے واسطے سے اپنا راستہ نکالا۔۔۔ اور اگر ان کی حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے دل میں محبت نہ ہوتی۔ تو پھر اپنی باری انہیں دینے کے ذریعہ حضور کی خوشی کیونکر پائی جا سکتی تھی؟ اللہ عقل دے۔ تو یہ ایک بہت بڑی دلیل ہے جس سے حضرت عائشہ صدیقہ اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی باہم محبت ٹپکتی ہے۔

(فاعتبروا یا اولی الابصار)

marfat.com
Marfat.com

وقت آخر میں حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے حضرت عائشہ کے لعاب دہن کو اپنے لعاب سے ملا لیا

قرب الاسناد

اخبرنا عبد اللہ ابن محمد بن محمد قال حدثنی موسی بن اسماعیل قال حدثنا عن ابی عن ابیہ عن جدہ جعفر ابن محمد عن ابیہ عن جدہ علی بن حسین عن ابیہ عن علی بن ابی طالب قال لما احتضر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فقال یا اباذر اجلس بین یدی اعقد من ختم لہ بشہادۃ ان لا الہ الا اللہ دخل الجنۃ ومن ختم لہ بحجۃ دخل الجنۃ ومن ختم لہ باطعام مساکین دخل الجنۃ ومن ختم لہ بصیام یوم دخل الجنۃ ومن ختم لہ بقیام لیلۃ دخل الجنۃ ومن ختم لہ بحجۃ دخل الجنۃ ومن ختم لہ بعمرۃ دخل الجنۃ ومن ختم لہ بجہاد فی سبیل اللہ ولو قدر

marfat.com
Marfat.com

رَفَوَاقِ نَاقَةٍ دَخَلَ الْجَنَّةَ قَالَ فَبَيْنَمَا هُوَ كَذَالِكَ إِذْ دَعَا بِالسِّوَاكِ فَأَرْسَلَ بِهِ إِلَى عَائِشَةَ فَقَالَ لِتُلَيِّنَهُ لِي بِرِيقِكِ فَفَعَلَتْ ثُمَّ أُتِيَ بِهِ فَجَعَلَ يَسْتَاكُ بِهِ فَيَقُولُ بِذَالِكَ رِيقِي عَلَى رِيقِكِ يَا حُمَيْرَةُ

(قرب الاسناد جلد دوم ص ۱۴۲ تصنیف
ابن جعفر نمیری۔ باب ما یوجب الصبر
مطبوعہ تہران طبع جدید)

ترجمہ:

(بحذف اسناد) حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں۔ جب رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا وصال شریف ہونے لگا۔ تو آپ نے حضرت ابوذر کو فرمایا میرے سامنے بیٹھ جاؤ اور شمار کرو۔ وہ آدمی جس کا خاتمہ کلمہ طیبہ پر ہوا جنت میں گیا۔ اور جو مساکین کو کھانا کھلاتے کھلاتے چل بسا۔ وہ بھی جنت میں داخل ہو گیا۔ اگر جہاد کرنے میں، رات قیام کرتے کرتے، حج کے دوران، عمرہ کرتے وقت اور جہاد فی سبیل اللہ کرتے ہوئے مر گیا۔ وہ بھی جنت میں داخل ہو گیا اگرچہ جہاد فی سبیل اللہ کرنے والے نے اونٹنی کے دودھ دوہنے کے برابر جہاد میں حصہ لیا ہو۔ راوی کہتا ہے حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اسی دوران مسواک منگوائی اور آپ نے پر اُسے عائشہ کی طرف بھیجتے ہوئے حکم دیا۔ کہ اسے منہ میں چبا کر نرم کرو۔ نرم ہونے پر آپ کو پکڑا دی گئی۔ جب آپ نے اُسے استعمال فرمایا۔ تو سیدہ عائشہ کو فرمانے لگے۔ تیرا لعاب دہن میرے لعاب دہن سے مل گیا

marfat.com
Marfat.com

لمحہ فکریہ:

روایت مذکورہ ان راوی حضرات سے مروی ہے۔ جو تمام کے تمام اہل بیت النبی سے تعلق رکھتے ہیں۔ ان حضرات نے سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کی فضیلت اور بڑائی جس انداز سے بیان فرمائی۔ خدا شاہد ہے ایسی فضیلت کسی دوسری زوجۂ رسول کی بیان نہیں ہوئی۔ قرب الاسناد جلد دوم ص ۴۴ کے حوالہ کے پیش نظر مرنے والے کے پاس کسی جنبی یا حیض والی عورت کو نہیں ہونا چاہیئے۔ اسی کے ساتھ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے جنتی لوگوں کی علامتیں بیان فرمانے کے بعد سب سے آخر میں جو کام کیا وہ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کی عظمت کو چار چاند لگا دیتا ہے۔ آپ کا خشک مسواک نہیں دینا، ان کا کلی کیے بغیر تھوک سے دانتوں میں چبا کر اسے نرم کرنا۔ پھر اسی طرح دھوئے بغیر حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا اسے اپنے منہ میں استعمال فرمانا۔ اور پھر اس پر یہ فرمانا کہ تیرا تھوک میرے آخری لمحات میں میرے تھوک سے مل گیا۔ کیا یہ تمام باتیں سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کے کامل الایمان اور محبوبۂ رسول خدا ہونے کے لیے کافی نہیں؟ اب بھی اگر کوئی شخص مائی صاحبہ رضی اللہ عنہا پر تبرا بولتا ہے۔ تو اسے ڈوب مرنا چاہیئے۔ اہل بیت کے جلیل القدر افراد ان کی عظمت بیان کریں۔ اور "محبِ اہل بیت" ان کو منافقہ کہے۔ ان کے نقائص بیان کرے۔ اس سے بڑھ کر بھی کوئی ظلم ہو سکتا ہے؟

☆

marfat.com
Marfat.com

حضرت عائشہ صدیقہ کا حجرہ مبارکہ کائنات کی ہر چیز سے افضل ہے (حضرت علی المرتضیٰ)

۶۱- الامالی الشیخ الطوسی

اخبرنا ابن الحمامی المقری .... قال حدثنی جمیع بن عمرو التیمی قال دخلت مع امی وخالتی علی عائشۃ فسألنا ہا کیف کان منزلۃ علی علیہ السلام فیکم قالت سبحان اللہ کیف تسألون عن رجل لما مات رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم وقال الناس این تدفنون فقال علی لیس فی ارض کم بقعۃ احب الی اللہ عن بقعۃ قبض فیہا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم و کیف تسألنی عن رجل وضع یدہٗ علی موضع لم یطمع فیہ احدٌ۔

(الامالی شیخ الطوسی جلد ۱ ص ۳۹۱/الجزء الثالث عشر، مطبوعہ مکتبہ الداروی قم ایران)

marfat.com
Marfat.com

ترجمہ:

(بحذف اسناد) جمیع بن عمرو التیمی کا کہنا ہے۔ کہ میں اپنی خالہ اور والدہ کے ہمراہ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کے گھر گیا۔ ہم نے مائی صاحبہ سے حضرت علی المرتضٰے رضی اللہ عنہ کے بارے میں پوچھا۔ کہ اُن کا تم میں کیا مقام و مرتبہ تھا۔ فرمانے لگیں۔ سبحان اللہ! تم ایسے شخص کے بارے میں کیسے پوچھ رہے ہو۔ وہ تو وہ ہیں۔ کہ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے انتقال فرمایا۔ تو لوگوں نے آپ کے دفن کرنے کے بارے میں چہ میگوئیاں شروع کر دیں اس پر حضرت علی المرتضٰے رضی اللہ عنہ نے فرمایا۔ لوگو! تمہاری زمین میں اللہ تعالیٰ کے نزدیک کوئی حصہ اور ٹکڑا اس ٹکڑے سے بڑھ کر پسندیدہ نہیں۔ جس پر حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا انتقال ہوا ہے۔ اور تم ایسے شخص کے بارے میں کیا سوال کر رہے ہو۔ جس نے اپنا ہاتھ اس مقام پر رکھا جس میں کسی کو اپنا ہاتھ رکھنے کی امید بھی نہیں ہو سکتی۔

مذکورہ روایت سے درج ذیل تین باتیں ثابت ہوئیں

۱۔ حضرت سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کا دل حضرت علی المرتضیٰ کے بارے میں کدورت اور ناراضگی سے پاک تھا۔ اور آپ اُن کے بارے میں اس بات کی بھی قائل تھیں۔ کہ ان کی بعض خوبیاں کسی دوسرے میں مفقود ہیں۔

marfat.com
Marfat.com

۲ - حضرت علی المرتضٰے رضی اللہ عنہ کی ذہانت اور فیصلہ پر سب کی مع حضرت عائشہ صدیقہ تسلی ہوگئی۔ اور انہیں کے کہنے پر آپ کی تدفین کی گئی۔

۳ - حضرت علی المرتضٰے کا یہ عقیدہ تھا کہ حجرۂ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا تمام زمین سے افضل اور اللہ تعالیٰ کا محبوب ہے۔

لمحہ فکریہ

مسلک شیعہ کے اہم ستون شیخ الطائفہ محقق طوسی جو صحاح اربعہ سے دو کا مصنف بھی ہے (یعنی الاستبصار، تہذیب الاحکام) اس کی کتب سے مذکورہ حوالہ نے اہل تشیع کے دو بڑے اعتراض کی جڑیں اکھاڑ پھینکیں۔ الزام اول یہ کہ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کے دل میں حضرت علی المرتضٰے کی دشمنی اور ان سے کدورت بھری پڑی تھی۔ اگر یہ الزام کسی طرح بھی درست مان لیا جائے تو مائی صاحبہ نے حضرت علی المرتضیٰ کے بارے میں سوال کرنے والوں کو تعجب کے ساتھ یہ نہ کہا ہوتا۔ کہ تم ایسے شخص کے بارے میں پوچھتے ہو جس کی فلاں فلاں خوبیاں ہیں۔ بلکہ آپ اُن کے نقائص اور عیوب بیان کرتیں۔

دوسرا الزام یہ کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک مرتبہ ممبر شریف پر بیٹھ کر مشرق کی جانب اشارہ کرتے ہوئے فرمایا تھا۔ کہ یہاں سے فتنے اٹھیں گے۔ چونکہ مین مشرق میں حضرت عائشہ کا گھر تھا اس لیے یہ گھر فتنوں کی آماجگاہ قرار پایا۔

اگر اس حدیث کا مطلب وہی ہوتا جو اعتراض کرنے والے نے کیا تو حضرت علی المرتضٰے حجرۂ عائشہ کو تمام روئے زمین سے اللہ کا محبوب حصہ نہ فرماتے اس لیے حدیث پاک کا صحیح مطلب یہ ہے۔ کہ جانب مشرق (بقیہ نجد

marfat.com
Marfat.com

سے فتنے اٹھیں گے۔ اور اس کی وضاحت اس حدیث سے ہوتی ہے۔ جس میں آپ نے یمن وشام کے لیے برکت کی دعا مانگی۔ اس پر آپ کو نجد کے لیے دعا کرنے کی درخواست کی گئی۔ تو آپ نے فرمایا تھا۔ یہاں سے شیطان کے سینگ پیدا ہوں گے فتنے اٹھیں گے۔ علاوہ ازیں ایک اور الزام کی بھی تردید ہو رہی ہے۔ وہ یہ کہ حضرت عائشہ صدیقہ کو سیدہ خاتون جنت سے ناراضگی تھی۔ اگر آپ واقعی ناراض تھیں۔ تو آخری الفاظ میں آپ نے حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کی جو خصوصی فضیلت بیان فرمائی۔ اس کی کیا ضرورت تھی اس خصوصی فضیلت کا مطلب یہ ہے کہ حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کو سیدہ خاتون جنت کے ساتھ شادی کی بنا پر ایسا مقام ہاتھ آیا۔ جو کسی دوسرے کو میسر نہ آسکتا تھا۔ یہ مقام اس لیے حاصل ہوا۔ کہ حضرت فاطمۃ زہرا رضی اللہ عنہا فضیلت والی تھیں۔ ان کی برکت اور وجہ سے ایسا ہوا۔ کیا کوئی دشمن کی تعریف کیا کرتا ہے اور اس کی خوبیاں بیان کرتا ہے۔؟

فاعتبروا یا اولی الابصار

حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے بری اولاد، بری بیوی اور برے ساتھی سے پناہ مانگی

۷۔ **قرب الاسناد**

باب تعوذ النبی من السوء لد والزوجة والصاحب السوء۔ اخبرنا عبد اللہ بن محمد قال اخبرنا محمد قال حدثنی موسیٰ بن اسماعیل قال حدثنا

marfat.com

Marfat.com

اِبی عن ابیہ عن ابیہ عن علی ابن ابی طالب اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ کَانَ یَدْعُوْ بِھٰذَا الدُّعَاء۔ اَللّٰھُمَّ اِنِّیْ اَعُوْذُ بِکَ مِنْ اِمْرَاَۃٍ تُشَیِّبُنِیْ قَبْلُ وَاَعُوْذُ بِکَ مِنْ وَلَدٍ یَکُوْنَ عَلَیَّ رِبوا وَاَعُوْذُ بِکَ مِنْ مَالٍ یَکُوْنُ عَلَیَّ عِقَابًا وَاَعُوْذُ بِکَ مِنْ صَاحِبٍ خَدِیْعَۃٍ اِنْ رَاٰی حَسَنَۃً دَفَنَھَا وَاِنْ رَاٰی سَیِّئَۃً اَفْشَاھَا۔

(قرب الاسناد جلد دوم ص ۲۱۹ ۔ مطبوعہ نینوٰی تہران ۔ طبع جدید)

ترجمہ:

حضرت علی المرتضٰی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں۔ کہ جناب رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وسلم یہ دُعا فرمایا کرتے تھے۔

اے اللہ! میں تیرے حضور ایسی عورت (بیوی) سے پناہ مانگتا ہوں جو مجھے قبل از وقت بوڑھا کر دے۔ اور ایسی اولاد سے پناہ، ڈھونڈتا ہوں۔ جو مجھ پر بوجھ بن جائے۔ اور ایسے مال سے پناہ جو میرے لیے وبالِ جان بن جائے۔ اور ایسے دھوکہ باز دوست سے تیری پناہ جو نیکی دیکھے تو اس کا نام تک نہ لے اور اگر بُرائی دیکھ پائے تو اس کا ڈھنڈورا پیٹے۔

وضاحت

مذکورہ حدیث کی روشنی میں اہل تشیع کے چند اعتراضات از خود

marfat.com
Marfat.com

ختم ہو جاتے ہیں۔

اوّل "سیدہ عائشہ صدیقہ (معاذ اللہ) مسلمان نہ تھیں۔ بلکہ کافرہ اور منافقہ تھیں" یہ اس لیے مردود قول ہے۔ کہ حضور ختمی مرتبت صلی اللہ علیہ وسلم خدا کے حبیب و محبوب ہیں۔ اور اللہ پاک آپ کی دعا کو رد نہیں فرماتا۔ اس لیے یہ بھی دعا قبول ہوئی ہوگی۔ اب اس کی قبولیت کے بعد کون ذی عقل تصور کرسکتا ہے کہ ایک بے دین عورت آپ کی زوجیت میں رہے۔

دوسرا یہ بھی اسی لیے ثابت ہو گیا۔ کہ آپ کا کوئی ساتھی (صحابی) بُرا نہیں تھا۔ اور خاص کر رفیقِ غار سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ اگر بُرے ہوتے اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے خیر خواہ نہ ہوتے۔ تو آپ انہیں اس آڑے وقت میں کیوں ساتھ لیتے۔

تیسری بات یہ بھی معلوم ہوئی۔ کہ بُرا دوست وہ ہوتا ہے۔ جو اپنے دوست کی نیکی چھپائے اور برائی ظاہر کرتا پھرے۔ اس کے برعکس ہی اچھا دوست ہوگا۔ یعنی بُرائی سے درگزر کرنے والا اور نیکی کی شہرت دینے والا اگر اسی قانون پر صدیق اکبر وغیرہ حضرات صحابہ کرام کو پرکھا جائے۔ تو وہ اچھے اور بہت اچھے دوست اور قابل اعتماد ساتھی نظر آتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے خاص کر سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کے بارے میں سورۃ النور کی متعدد آیات نازل فرمائیں۔ جن میں ان کی طہارت اور پاکیزگی کا صراحت کے ساتھ ذکر کیا۔ الطیبات للطیبین نازل فرما کر سیدہ عائشہ کو "طیبہ" عورتوں میں سے شمار کیا گیا۔

اس مفہوم اور مراد پر تمام مفسرین کرام متفق ہیں۔ ایک اور آیت کریمہ میں آپ کی تمام ازواج مطہرات کا مشترکہ مقام۔ بیان فرماتے ہوئے یہ الفاظ

marfat.com
Marfat.com

نازل کئے۔ یٰنِسَآءَ النَّبِیِّ لَسْتُنَّ کَاَحَدٍ مِّنَ النِّسَآءِ الخ اے پیغمبر محترم کی بیویو! تم دنیا کی کسی عورت جیسی نہیں ہو۔ مختصر یہ کہ اللہ تعالیٰ نے آپ کی دعا قبول فرما کر آپ کو بُری بیوی، بُرے ساتھیوں اور بُری اولاد و بال سے محفوظ رکھا ہے۔

(فاعتبروا یا اولی الابصار)

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کی فضیلت

ابن حدید شیعہ کی زبانی

۸۔ **شرح ابن حدید**

وَ یَنْبَغِیْ اَنْ نَذْکُرَ فِیْ ھٰذَا الْمَوْضِعِ طَرَفًا مِّنْ نَسَبِ عَائِشَۃَ وَاَخْبَارِھَا وَمَا یَقُوْلُہٗ اَصْحَابُنَا الْمُتَکَلِّمُوْنَ فِیْھَا جَرْیًا عَلٰی عَادَتِنَا فِیْ ذِکْرِ مِثْلِ ذَالِکَ کَمَا مَرَّوْنَا بِذِکْرِ اَحَدٍ مِّنَ الصَّحَابَۃِ اَمَّا نَسَبُھَا فَاِنَّھَا بِنْتُ اَبِیْ بَکْرٍ وَقَدْ ذَکَرْنَا نَسَبَھَا فِیْ مَا تَقَدَّمَ وَاُمُّھَا اُمُّ رُوْمَانَ ابْنَۃُ عَامِرِ بْنِ عُوَیْمِرِ بْنِ عَبْدِ شَمْسِ بْنِ عِتَابِ بْنِ اُذَیْنَۃَ بْنِ سُبَیْعِ بْنِ دُھْمَانَ بْنِ الْحَارِثِ بْنِ تَمِیْمِ بْنِ مَالِکِ بْنِ کِنَانَۃَ تَزَوَّجَھَا رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ بِمَکَّۃَ قَبْلَ الْھِجْرَۃِ بِسَنَتَیْنِ وَقِیْلَ بِثَلَاثٍ وَھِیَ

marfat.com
Marfat.com

بنت ست سنين وقيل بنت لتسع سنين و بنى
عليها بالمدينة وهى بنت لتسع لم يختلفوا
فى ذالك وكانت تذكر لجبير بن مطعم وتسمّى
له وورد فى الاخبار الصحيحة ان رسول الله
صلى الله عليه وسلم رأى عائشة فى المنام
فى خرقة حرير فتوفى خديجة رضى الله عنها
فقال ان يكن هذا من عند الله يمضه فتزوجها
بعد موت خديجة بثلاث سنين و تزوجها
فى شوّال و اعرس بها فى المدينة فى شوّال على
رأس ثمانية عشر شهرا من مهاجره الى المدينة
وقال ابن عبد البرّ فى كتاب الاستيعاب كانت
عائشة يحبّ ان تدخل النساء من اهلها و احبّتها
فى شوّال على ازواجهن وتقول هل كان فى نسائه
احظى عنده منّى وقد نكحنى و بنى على فى
شوّال قلت قرى هذا الكلام على بعض الناس
فقال كيف رأت الحال بينها و بين احماء ثما
و اهل بيت زوجها وروى ابن ابو عمر و بن
عبد البر فى الكتاب المذكور ان رسول الله
صلى الله عليه وسلم توفى عنها وهى بنت
ثمانية عشر سنة فكان سنة فكان
سكنه معه تسع سنين ولم ينكح بكرا غيرها

marfat.com
Marfat.com

وَاستأذنت رسول الله صلى الله عليه وسلم في الكنية فقال لها اكتني بابنك عبد الله بن الزبير يعني ابن اختها فكانت كنيتها ام عبد الله وكانت فقيهة عالمة بالفرائض ،،
والشعر والطب وروى ان النبي صلى الله عليه وسلم قال فضل عائشة على النساء كفضل الثريد على الطعام واصحابنا يحملون لفظة النساء في هذا الخبر على زوجاته لان فاطمة عليها السلام عندهم افضل منها لقوله صلى الله عليه وسلم انها سيدة نساء العالمين وقذفت بصفوان بن معطل السلمى في سنة ست منصرف رسول الله صلى الله عليه وسلم من غزوات بني المصطلق وكانت معه فقال فيها اهل الافك ما قالوا ونزل القرآن ببراءتها وقوم من الشيعة زعموا ان الآيات التي في سورة النور لم تنزل فيها فانما انزلت في مارية قبطية وما قذفت به مع الاسود القبطي وجحدهم لانزال ذالك في عائشة جحداً لما يعلم ضرورة من الاخبار المتواترة۔

شرح ابن الحدید جلد سوم ص ٢٩٩ تا ٣٠٠ تذکرہ فی حالی من
اخبار السیدہ عائشہ المطبوعہ بیروت طبع جدید

marfat.com
Marfat.com

ترجمہ:

اس مقام پر یہ ذکر کرنا مناسب ہوگا۔ کہ سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کا نسب کیا تھا۔ اور ان کے بارے میں اخبار کیا ہیں۔ اور ہمارے متکلمین ایسے مقام پر جو کچھ کہا کرتے ہیں وہ بھی کچھ نہ کچھ ذکر کرنا چاہیئے اور وہ بھی ہم اپنی عادات کے مطابق ذکر کریں گے۔ جیسا کہ گزشتہ اوراق میں ہم نے ایک صحابی کے کچھ واقعات بیان کئے ہیں۔

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا ابوبکر صدیق کی بیٹی ہیں جیسا کہ گزر چکا ہے۔ اور ان کی والدہ ام رومان بنت عامر الخ ہیں مکہ شریف میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ہجرت سے دو یا تین سال پہلے ان کے ساتھ شادی کی تھی۔ اس وقت ان کی عمر چھ یا سات برس تھی۔ اور نو سال کی عمر میں ان کی رخصتی ہوئی۔ اس میں کسی کا اختلاف نہیں۔ سیدہ صدیقہ رضی اللہ عنہا نے حضرت جبیر بن مطعم کے سامنے بھی کچھ بیان کیا ہے۔ صحیح اخبار میں آتا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے خواب میں عائشہ صدیقہ کو سرخ ریشمی کپڑے میں لپٹے ہوئے دیکھا۔ پھر جب سیدہ خدیجۃ الکبریٰ کا انتقال ہو گیا تو آپ نے فرمایا۔ اگر وہ خواب اللہ کی طرف سے تھا تو اللہ تعالیٰ اُسے لازماً پورا فرمائے گا۔ تو رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے سیدہ خدیجۃ الکبریٰ کے انتقال کے تین سال بعد سیدہ عائشہ سے شادی کی۔ شوال کے مہینہ میں ہی شادی ہوئی۔ اور اسی مہینہ میں رخصتی بھی ہاں وقت ہجرت فرماتے ہوئے آپ کو اٹھارہ مہینے گزر گئے تھے۔ ابن عبدالبر نے اپنی تصنیف الاستیعاب

marfat.com
Marfat.com

میں کہا ہے۔ کہ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کو یہ بات پسند تھی۔ کہ عورت کی شادی اور رخصتی شوال میں ہونی چاہیئے۔ اور سیدہ کہا کرتی تھیں۔ کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے سب سے زیادہ حصہ لینے والی میں ہی ہوں۔ آپ نے شوال میں مجھ سے نکاح کیا۔ اور اسی مہینہ میں ہم اکٹھے بھی ہوئے۔

میں کہتا ہوں۔ کہ یہ باتیں جب لوگوں کو تبلائی گئیں۔ تو انہوں نے پوچھا۔ کہ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا نے اپنا اور اپنی سوکنوں اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی اہل بیت سے اس حال کا کیسے مشاہدہ کیا۔ ابن عبد البر روایت کرتے ہیں۔ کہ جب حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے انتقال فرمایا۔ تو اس وقت سیدہ عائشہ کی عمر اٹھارہ برس تھی۔ گویا آپ کی زوجیت میں انہیں نو سال گزارنے کا وقت ملا۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے سیدہ عائشہ کے سوا کسی کنواری عورت سے شادی نہیں فرمائی۔ حضرت عائشہ نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے اپنی کنیت کی اجازت طلب کی تو آپ نے فرمایا۔ اپنی بہن کے بیٹے عبد اللہ بن زبیر کی طرف نسبت کر کے اپنی کنیت رکھ لے۔ اسی وجہ سے آپ کی کنیت "ام عبد اللہ" تھی۔ بہت بڑی فقیہہ اور علم فرائض، شعر اور طب کی ماہر تھیں روایت میں آیا ہے۔ کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا عائشہ کی فضیلت دوسری عورتوں پر ایسی ہے جیسی ثرید کی کھانوں پر۔ ہمارے اصحاب (شیعہ علماء) اس حدیث میں مذکور لفظ النساء کا معنی آپ کی ازواج مطہرات کرتے ہیں (یعنی حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا

آپ کی تمام ازواج سے بہتر تھیں) اس کی وجہ یہ ہے۔ کہ اگر اس لفظ کو عام لیا جائے۔ تو ان میں حضرت فاطمۃ الزہرا رضی اللہ عنہا بھی داخل ہوں گی۔ اور اس طرح حضرت عائشہ صدیقہ ان سے افضل ہوں گی۔ لیکن یہ بات اس لیے درست نہیں ہے۔ کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے جناب فاطمہ کے بارے میں ارشاد فرمایا۔ فاطمہ دنیا کی تمام عورتوں کی سردار ہے۔ ۵ھ میں حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا پر صفوان نے تہمتِ زنا لگائی۔ یہ اس وقت کا واقعہ ہے۔ جب حضور صلی اللہ علیہ وسلم غزوات بنی مصطلق سے واپس تشریف لا رہے تھے۔ اور سیدہ عائشہ ان کے ہمراہ تھیں۔ اس پر اس واقعہ میں ملوث لوگوں نے جو کہا سو کہا۔ اور قرآن کریم سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کی پاکدامنی ثابت کرنے کے لیے اترا۔

شیعوں کی ایک جماعت کا یہ گمان ہے۔ کہ آیات سورۂ نور حضرت عائشہ صدیقہ کی پاکدامنی پر نازل نہیں ہوئیں۔ بلکہ ماریہ قبطیہ کی پاکدامنی ثابت کرنے کے لیے نازل ہوئیں۔ ان پر اسود قبطی نے بدکاری کا الزام لگایا تھا۔ لیکن اس شیعہ جماعت کا یہ گمان اور انکار دراصل اُن اخبار متواترہ کا انکار ہے۔ جو حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کی پاکدامنی پر شاہد ہیں۔

٭

marfat.com
Marfat.com

حوالہ مذکورہ سے ثابت شدہ امور

(۱) سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کی ذات و شخصیت ایسی عظیم ہے۔ کہ سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کو عالمِ خواب میں اللہ تعالیٰ نے انہیں ریشمی کپڑوں میں لپٹا ہوا دکھایا۔

کتب اہل سنت میں یہی بات تین دفعہ خواب میں دکھانا مرقوم ہے۔ اور یہ بھی کہ دوران خواب یہ آواز آئی۔ کہ یہ آپ کی زوجہ ہونے کا شرف حاصل کریں گی۔ اور یہ خواب چونکہ اللہ کی طرف سے تھا۔ اس لیے پورا ہو کر رہا۔

(۲) تمام عورتوں پر حضرت سیدہ عائشہ کی فضیلت یوں مسلّم ہے۔ جس طرح ثرید کی تمام کھانوں پر۔

(۳) ام المومنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا پر تہمت لگنے سے پاکدامنی اور ان کی عفت کے بیان کے لیے سورۂ نور کی اٹھارہ آیات نازل ہوئیں۔

(۴) سورۂ نور کی وہ آیات جن میں پاکدامنی کا ثبوت ہے۔ اس سے مراد حضرت عائشہ صدیقہ کا ہونا روایاتِ متواترہ سے ثابت ہے۔

(۵) جن شیعوں نے ان آیات کو ماریہ قبطیہ کی پاکدامنی ثابت کرنے کا قول کیا۔ وہ ان کا زعم ہے۔ اور روایات متواترہ کے انکار کی وجہ سے وہ باطل اور ناقابلِ یقین ہے۔

(فاعتبروا یا اولی الابصار)

marfat.com
Marfat.com

طعن نمبر (۴)

طلحہ اور زبیر (رضی اللہ عنہما) حضرت عثمان کے قاتلوں میں سے ہیں

مترجم نہج البلاغہ:

چنانچہ ابن قتیبہ نقل کرتے ہیں۔ کہ جب مقام اوطاس میں حضرت عائشہ سے منیرہ ابن شعبہ کی ملاقات ہوئی۔ تو اس نے آپ سے دریافت کیا۔ کہ

این تریدین یاام المومنین قالت اریدالبصرة قال وما تصنعین بالبصرة قالت اطلب بدم عثمان قال فھؤلاء قتلة عثمان قال فھؤلاء قتلة عثمان معك ثم اقبل علی مروان قال له این ترید قال البصرة قال وما تصنع بھا قال اطلب کتلة عثمان قال معك ان ھذین الرجلین قتلا عثمان طلحة والزبیر۔

(ترجمہ نہج البلاغۃ تصنیف مفتی جعفر حسین ص ۴۵۲ مطبوعہ امامیہ پبلیکیشنز لاہور)

ترجمہ:

اے ام المؤمنین کہاں کا ارادہ ہے۔ فرمایا بصرے کا۔ کہا۔ کہ وہاں

marfat.com
Marfat.com

کیا کام ہے۔ فرمایا خون عثمان کا قصاص لینا ہے۔ اس نے کہا کہ عثمان کے قاتل تو آپ کے ہمراہ ہیں۔ پھر مروان کی طرف متوجہ ہوا۔ اور پوچھا کہ تمہارا کہاں کا ارادہ ہے۔ اس نے کہا کہ میں بھی بصرہ جا رہا ہوں۔ کہا کس مقصد کے لیے۔ کہا کہ عثمان کے قاتلوں کا بدلہ لینا ہے۔ اس نے کہا کہ عثمان کے قاتل تمہارے ساتھ ہیں۔ اور انہی طلحہ اور زبیر رضی اللہ عنہما نے تو انہیں قتل کیا ہے۔

جواب اوّل:

سیدنا حضرت طلحہ اور زبیر رضی اللہ عنہما دونوں ایسی شخصیات ہیں۔ کہ وہ حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ کے حقیقی بہی خواہ تھے۔ مفتی جعفر حسین نے امامت والسیاستہ کی جو عبارت بطور حوالہ پیش کی ہے۔ اسی کتاب میں کچھ سطور پہلے یہ بھی مذکور ہے۔ کہ جب قتل عثمان کی خبر ان دونوں تک پہنچی۔ تو یہ بے خود ہو گئے۔ اور اس سے قبل یہ حضرات اپنے اپنے بیٹوں کو حضرت عثمان کے گھر بطور محافظ مقرر کر چکے تھے۔ یہ حقیقت بھی اسی کتاب میں موجود ہے۔ اور یہ باتیں صرف الامامۃ والسیاستہ میں ہی نہیں بلکہ کتب شیعہ مروج الذہب، ناسخ التواریخ اور ابن حدید شرح نہج البلاغہ میں بھی مذکور ہیں۔ اس امر کی مکمل تحقیق ہم تحفہ جعفریہ جلد چہارم ص ۵۲۱ تا ۵۲۵ کر چکے ہیں۔ اس سے معلوم ہوا کہ حضرت طلحہ اور زبیر رضی اللہ عنہما کا ایثار دونوں مکتبہ فکر کی کتب میں موجود ہے۔ الامامۃ والسیاستہ میں اس ایثار کی شہادت درج ذیل الفاظ سے ہے۔

marfat.com
Marfat.com

الامامۃ والسیاستہ:

فقالت ان امیرالمومنین قد قتل فدخل الحسن والحسین ومن کان معھما فوجدوا عثمان مقتولا قد مثل بہ فاکبوا علیہ یبکون وخرجوا فدخل الناس فوجدوا مقتولا فبلغ علیا الخبر وطلحۃ والزبیر وسعدا ومن کان بالمدینۃ فخرجوا وقد ذھبت عقولھم فدخلوا علیہ واسترجعوا واکبوا علیہ یبکون حتی غشی علی ثم افاق فقال لابنیہ کیف قتل امیرالمؤمنین وانتما علی الباب فرفع یدہ فضرب الحسن والحسین وشکم محمد ابن طلحۃ ولعن عبد اللہ بن الزبیر وخرج علی وقد سلب عقلہ لا یدری ما یستقبل من امرہ۔

(الامامۃ والسیاسۃ جلد اول ص ۴۴

مطبوعہ مصر طبع جدید)

ترجمہ:

حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ کی زوجہ نے باہر آکر اطلاع دی کہ عثمان قتل کر دیئے گئے۔ یہ سن کر حسن وحسین رضی اللہ عنہما اندر گئے۔ اور کچھ اور لوگ بھی ان کے ساتھ اندر گئے۔ انہوں نے بھی حضرت عثمان کو مقتول پایا۔ اور دیکھا کہ اُن کا مثلہ کیا گیا ہے۔ سبھی سر جھکا

marfat.com

Marfat.com

کر رو پڑے۔ پھر باہر نکلے۔ اس کے بعد اور لوگ اندر گئے۔ انہوں نے بھی حضرت عثمان کو مقتول پایا۔ جب یہ خبر حضرت علی، طلحہ، زبیر اور سعد رضی اللہ عنہم کو پہنچی۔ اور ان کے علاوہ اہل مدینہ نے جب قتل عثمان کی خبر سُنی۔ تو ان کے ہوش اڑ گئے۔ تمام لوگ ان کے گھر آئے اور انہیں دیکھ کر انا للہ انا الیہ راجعون پڑھا۔ اور سر جھکائے سبھی او رہے تھے۔ روتے روتے حضرت علی المرتضی بے ہوش ہو گئے۔ جب دوبارہ ہوش میں آئے۔ تو اپنے دونوں بیٹوں کو پوچھا جب تم دونوں امیرالمؤمنین حضرت عثمان کے دروازے پر پہرہ دے رہے تھے۔ تو وہ شہید کس طرح ہو گئے۔ یہ کہہ کر ہاتھ اٹھایا اور دونوں کو کچھ مارا۔ محمد بن طلحہ کو بُرا بھلا کہا۔ اور عبداللہ بن زبیر پر لعن طعن کیا۔ حضرت علی المرتضیٰ یہاں سے جب باہر نکلے۔ تو ان کی عقل ٹھکانے نہ تھی۔ اور یہ سمجھ میں نہ آتا تھا۔ کہ مجھے آئندہ کیا کرنا ہے۔ اور اس معاملہ کا انجام کیا ہوگا۔

قارئین کرام! ایک طرف حضرت طلحہ اور زبیر رضی اللہ عنہما کا یہ ایثار اور غمخواری جو ایسی روایات سے ثابت ہے۔ جو صحیح اور مستند ہیں اور دوسری طرف آپ کو قاتلانِ عثمان کے رنگ میں پیش کرنے والی روایات سے الزام دھرا جائے اور صحیح و مستند روایات سے منہ موڑ لیا جائے؟ ایک ہی کتاب میں اب کتنی ستم ظریفی ہے۔ کہ غیر صحیح اور غیر مستند روایات سے الزام دیا جائے اور صحیح و مستند روایات سے منہ موڑ لیا جائے؟ ایک ہی کتاب کی دو مختلف مفہوم کی روایات میں سے کسی ایک کو ترجیح دینے کا کیا یہی طریقہ ہے۔ جو مفتی اینڈ برادرز نے اختیار کیا ہے۔

marfat.com
Marfat.com

جواب دوم:

"جنگ جمل" کا تاریخی پس منظر یہی بیان کیا جاتا ہے۔ کہ اس کا اصل محرک حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ کی شہادت کا قصاص تھا۔ حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ خلیفہ وقت تھے۔ اور دیگر مسلمان ان سے مطالبہ کر رہے تھے۔ کہ دم عثمان کا بدلہ لیا جائے۔ معاملہ بڑھتا گیا۔ اور نوبت لڑائی تک پہنچ گئی۔ دم عثمان کے بدلہ کا مطالبہ کرنے والے حضرت علی المرتضیٰ کے مدمقابل تھے۔ ان حضرات میں سے حضرت طلحہ اور زبیر رضی اللہ عنہما بھی ہیں۔ اس جنگ میں ان دونوں کا کردار کیا تھا۔ شیعہ معتبر کتابوں سے اس کی تفصیل یوں ہے۔

مروج الذہب، ابن حدید وغیرہ میں مذکور ہے۔ کہ جنگ جمل کے دوران جب حضرت علی المرتضیٰ نے حضرت زبیر کو بتایا۔ کہ اے زبیر فلاں دن تو نے مجھ سے ایک مرتبہ معانقہ کیا تھا۔ تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے دیکھ کر تجھے پوچھا تھا۔ زبیر! کیا تمہیں علی سے پیار ہے؟ تم نے جواب دیا تھا حضور! ان سے پیار کیوں نہ ہو۔ یہ تو میری پھوپھی کے صاحبزادے ہیں۔ اس کے بعد سرکار دوعالم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تھا۔ اے زبیر! ایک وقت آئے گا۔ تو علی کے مقابلہ میں لڑے گا حالانکہ اس وقت علی حق پر ہوگا۔ یہ سنتے ہی جناب زبیر نے فرمایا۔ اے علی تم واقعی حق پر ہو۔ لہٰذا میں میدان جنگ سے واپس بصرہ جا رہا ہوں۔ جب واپس مڑے تو جناب طلحہ نے انہیں دیکھا۔ پوچھا کہ کیا ارادہ ہے۔ انہوں نے سب کچھ بیان کر دیا۔ اس پر جناب طلحہ نے بھی چاہا کہ میدان جنگ سے چلے جائیں لیکن مروان نے تیر مارا۔ آپ گر گئے۔ اور آخری وقت حضرت علی کی فوج کے ایک آدمی کو گواہ بنا کر رخصت ہو گئے۔ گواہ اس بات کا بنایا تھا۔ کہ میں غلطی پر تھا

اور اب حضرت علی المرتضٰی کی بیعت پر دنیا سے جا رہا ہوں۔ جب حضرت علی المرتضٰی کو اس کا علم ہوا۔ تو فرمایا۔ کہ اللہ تعالیٰ نے یہ نہ چاہا۔ کہ طلحہ میری بیعت کے بغیر جنت میں جائے۔

(روضۃ الصفاء جلد دوم ص ۴۸۷)

اُدھر حضرت زبیر رضی اللہ عنہ کو ایک عمرو نامی شخص نے قتل کر کے ان کی زرہ، تلوار اور گھوڑا تینوں حضرت علی المرتضٰی کی خدمت میں پیش کیے ابھی جنگ جاری تھی۔ حضرت علی المرتضٰی نے جب جناب زبیر کی تلوار دیکھی۔ تو فرمایا۔ یہ وہ تلوار ہے۔ کہ جس کے ذریعہ اس کے مالک (زبیر) نے رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم پر پڑنے والی مصیبتوں کو دُور کیا تھا۔ پھر حضرت علی المرتضٰی نے جناب زبیر کے قاتل عمرو کو مخاطب کر کے فرمایا۔ تمہیں جہنم مبارک ہو۔ حوالہ کے لیے اخبار الطوال ص ۱۴۹ مروج الذہب ص ۳۶۴، روضۃ الصفاء جلد دوم ص ۴۸۷ ملاحظہ ہوں۔ اس بارے میں تسلی بخش بحث تحفہ جعفریہ جلد سوم ص ۴۹۳ تا ۵۱۴ پر موجود ہے وہاں ملاحظہ کیجئے۔

ان حوالہ جات سے ہم یہ کہنا چاہتے ہیں۔ کہ اگر جناب طلحہ اور زبیر واقعی عثمان غنی کے قاتلوں میں سے تھے۔ تو پھر دمِ عثمان کا قصاص مانگنے کیوں کھڑے ہوئے۔ کیا قاتل خود اپنی موت کے لیے مطالبہ کرتا ہے۔ کہ میں قاتل ہوں۔ مجھے قصاص کے طور پر قتل کر دو۔ دمِ عثمان کے قصاص کی خاطر لڑنے پر آمادہ ہو گئے لیکن پھر حضرت علی المرتضٰی رضی اللہ عنہ سے سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کا ایک ارشاد سُن کر جنگ کا ارادہ تبدیل کر دیا۔ اگر بناوٹی طور پر قصاص کے لیے کھڑے ہوئے ہوتے تو حضرت علی المرتضٰی کی باتوں میں آ کر لڑائی سے منہ کیوں پھیر لیتے۔ لیکن اس کے باوجود آپ کو زندہ واپس نہ آنے دیا گیا۔ اس پر

marfat.com
Marfat.com

شیعہ کتب متفق ہیں۔ کہ حضرت زبیر اور جناب طلحہ کو حضرت علی المرتضٰی رضی اللہ عنہ جنتی فرمارہے ہیں۔ کیا ایک مسلمان کا قاتل جنتی ہوتا ہے؟ تو معلوم ہوا۔ کہ حضرت زبیر اور طلحہ رضی اللہ عنہما نہ تو قاتلان عثمان میں سے تھے۔ اور نہ ہی حضرت علی المرتضٰی رضی اللہ عنہ سے انہیں کوئی عداوت تھی۔ صرف دم عثمان کا قصاص چاہتے تھے۔ اور یہ بات درست تھی۔ لیکن حضرت علی المرتضٰی رضی اللہ عنہ بعض پیچیدگی کی بنا پر ابھی قصاص کے معاملہ میں ذرا ڈھیل دے رہے تھے۔ مختصر یہ کہ حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ کے قتل میں نہ تو سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کا ہاتھ تھا۔ اور نہ ہی حضرت طلحہ اور زبیر اس میں ملوث تھے۔ ان حضرات اور حضرت علی المرتضٰی کے درمیان جو تنازع ہو گیا۔ وہ ایک غلط فہمی کی بنا پر تھا۔ بالآخر ان حضرات نے حضرت علی کو حق پر سمجھتے ہوئے رجوع کر لیا تھا۔ اس امر کی پوری تحقیق تحفہ جعفریہ میں حصہ سوم اور چہارم میں ہم پیش کر چکے ہیں۔ وہاں ملاحظہ کر لیں۔

جواب سوم:

"الامامۃ والسیاسہ" جس کے حوالہ سے حضرت طلحہ رضی اللہ عنہ کو قاتلان عثمان میں شمار کیا گیا ہے۔ یہ حوالہ ہمیں قطعاً قبول نہیں۔ یا یوں سمجھئے کہ یہ کوئی حجت نہیں بن سکتا۔ ایک اس لیے کہ روایت مذکورہ کے بے سند ہونے کی وجہ سے امکان یہ ہے۔ کہ اسے مصنف نے خود تراشا ہوگا۔ کیونکہ اس کتاب کا مصنف ناقابل اعتبار آدمی ہے۔ اور دوسرا اس لیے بھی کہ یہ شخص نظریاتی طور پر "کرامیہ" فرقے سے متعلق تھا۔ اور روایات کے نقل کرنے میں زیادہ تر اس کا انحصار ابو حنیفہ دینوری پر ہے۔ اور دینوری شیعہ ہے۔ حوالہ ملاحظہ ہو۔

marfat.com
Marfat.com

لسان المیزان:

از دار القطنی قال کان ابن قتیبہ یمیل الی التشبیہ منحرف عن العترۃ وکلامہ یدل علیہ۔ وقال البیہقی کان یدی رای الکرامیۃ .... وذکر المسعودی فی المروج ان ابن قتیبہ استمد فی کتبہ من ابی حنیفۃ الدینوری .... وسمعت شیخی العراقی یقول کان ابن قتیبہ کثیرا لغلط

(لسان المیزان جلد سوم ص ۳۵۷ تا ۳۵۹ حرف العین مطبوعہ بیروت طبع جدید)

ترجمہ:

ابن قتیبہ کے بارے میں دار قطنی نے کہا۔ کہ یہ فرقہ مشبہہ کی طرف مائل تھا۔ اور اہل بیت سے دور رہتا تھا۔ اور اس کا کلام اس امر پر دلالت کرتا ہے۔ امام بیہقی کا کہنا ہے۔ کہ یہ کرامیہ کے اعتقادات کا حامل تھا...... مسعودی نے کہا۔ کہ ابن قتیبہ نے اپنی کتابوں میں زیادہ تر ابو حنیفہ دینوری کی باتوں سے استفادہ کیا ہے۔ میں نے اپنے شیخ العراقی سے سُنا۔ وہ فرماتے تھے کہ ابن قتیبہ بہت غلطیاں کرنے والا شخص تھا۔

marfat.com
Marfat.com

میزان الاعتدال

وقال الحاکم اجمعت امة علیٰ ان القتیبی کذاب

(میزان الاعتدال حرف العین جلد دوم ص ۷۷، طبع مصر قدیم)

ترجمہ:

امام حاکم نے کہا۔ کہ امت کا اس بات پر اجماع ہے کہ "قتیبی کذاب" ہے۔

ایسے مصنف کی تصنیف میں سے حوالہ دینا جو کثیر الغلط، کرامیہ، مشبہہ بلکہ کذاب تک ہو۔ اور پھر حوالہ بھی بلا سند ہو۔ تو اس سے ہر ذی عقل یہی نتیجہ نکالے گا۔ کہ روایت اس کی اپنی گھڑی ہوئی ہے۔ ایسی من گھڑت روایت سے مفتی اینڈ برادرز کا ان لوگوں کے بارے میں ہرزہ سرائی کرنا جنہیں حضرت علی المرتضیٰ جنتی فرما چکے ہوں۔ کون تسلیم کرے گا۔ بلکہ سرکار دوعالم صلی اللہ علیہ وسلم نے جیتے جی ان کو جنتی کہا ہو۔ ان پر الزام واتہام تراشی کوئی بدنصیب اور ازلی بدبخت ہی کر سکتا ہے۔

(فاعتبروا یا اولی الابصار)

marfat.com
Marfat.com

حضرت طلحہؓ اور زبیرؓ قاتلان عثمانؓ میں سے ہیں

مفتی جعفر حسین شیعی کے دلائل

نہج البلاغۃ:

روی الناس الذین صنفوا فی واقعۃ الدار ان طلحۃ کان یوم عثمان مقنعا بثوب قد استتر عن اعین الناس یرمی الدار بالسھام اور اس سلسلہ میں زبیر کے خیالات کے متعلق تحریر فرماتے ہیں۔

وروو ایضا ان الزبیر کان یقول اقتلوہ فقد بدل دینکم فقالوا ان ابنک یحامی عنہ بالباب فقال ما اکرہ ان یقتل عثمان ولو بُدی با بنی ان عثمان لجیفۃ علی الصراط غدًا۔

(شرح ابن ابی الحدید جلد دوم،
ص ۴۰۴ من کلامہ علیہ السلام
فی شان طلحۃ وزبیر)

ترجمہ: جن مصنفین نے حضرت عثمان کے قتل کے واقعات تحریر کیئے ہیں

marfat.com
Marfat.com

وہ کہتے ہیں۔ کہ جس دن حضرت عثمان قتل ہوئے۔ اس دن جناب طلحہ اپنا منہ کپڑے میں لپیٹے ہوئے تھے۔ کیونکہ لوگ آپ کے بارے میں یہ کہتے تھے۔ کہ طلحہ وہ شخص ہے جس نے عثمان کے گھر تیر اندازی کی۔ تو آپ لوگوں سے شرمندہ تھے۔ اس لیے منہ سامنے کرنے کی جرأت نہ تھی۔

مورخین نے بھی لکھا ہے۔ کہ زبیر کہا کرتے تھے۔ کہ عثمان کو قتل کر دو۔ اس نے تمہارا دین تبدیل کر دیا ہے۔ لوگوں نے جناب زبیر کو کہا۔ کہ ادھر آپ انہیں قتل کر دینے پر اکسا رہے ہیں۔ اور اُدھر آپ کا بیٹا ان کی حمایت میں ان کے گھر کا پہرہ دے رہا ہے؟ آپ نے کہا۔ خواہ میرا بیٹا ہی پہلے کام آ جائے۔ مگر عثمان قتل کر دیا جائے گا۔ تو کل راستے پر مُردار کی صورت پڑا ہو گا۔

(نہج البلاغہ مترجم ص ۱۵۸ از مفتی جعفر حسین
شیعی مطبوعہ لاہور)

جواب اوّل:

جیسا کہ قارئین کرام بخوبی جانتے ہیں کہ مفتی جعفر کا یہ اعتراض "ابن ابی طالب" سے لیا گیا ہے۔ حضرت طلحہ پر اعتراض کے لیے "روی الناس" کے الفاظ ہیں۔ جن کا معنی "لوگوں نے روایت کی ہے" ہے۔ یہ لوگ کون ہیں۔ ان کی روایت کس کتاب سے لی گئی ہے۔ اس کا کوئی تذکرہ نہیں۔ اسی طرح حضرت زبیر پر اعتراض کے لیے "رووا ایضا"۔ یعنی انہی لوگوں نے یہ روایت بھی کی ہے۔ یعنی نامعلوم اور مجہول افراد کی طرف صراحت کرتے ہیں۔ اس لیے جب ہمیں ان قائلین کا نام نہیں بتلایا گیا۔ تو پھر ہمارے سامنے اس کا قائل خود "ابن ابی الحدید"

marfat.com
Marfat.com

ہی ہوا۔ اس اعتبار سے کہ ان باتوں کے قائل مجہول ہیں۔ یہ روایت حجت نہیں بن سکتی اور اس اعتبار سے کہ "ابن ابی الحدید" نے انہیں ذکر کیا۔ تو اس کے شیعہ ہونے کی بنا پر ایسی روایات واپس اس کے منہ پر دے ماری جاتی ہیں۔ "ابن ابی الحدید" کے شیعہ ہونے پر ہم کئی ایک مقام پر حوالہ جات ذکر کر چکے ہیں۔ سر دست دو نئے شواہد پیش خدمت ہیں۔ مقدمہ شرح ابن حدید میں محمد ابوالفضل ابراہیم نے اس کے بارے میں یہ وضاحت کی ہے۔

مقدمہ شرح ابن حدید

ولد فی المدائن فی غسرہ ذو الحجۃ سنت ست و ثمانین وخمسمائۃ ونشابھا و تلقی عن شیوخ علماودرس المذھب الکلامیۃ ثم مال الی مذھب الاعتزال منھا وکان الغالب علی اھل المدائن التشیع والتطرف والمغالاۃ فساد الی دربھم وتمیل مذھبھم ونظم القرصائد المعروفۃ بالعلویات علی طریقتھم وفیھا غالی وتشیع وذھب بہ الاسراف فی کثیران ابیاتھا کل مذھب یقول فی احداھا۔

وورایت دین الاعتزال واننی
اھوی لاجلک کل من یتشیع
ولقد علمت بانہ لا بد من
مھدی یکم ولیومہ اتوقع

marfat.com
Marfat.com

تحمیہ من الا لہ کتائب،
کالیم اقبل زاخرا یتد قع
فیھا لآل ابی الحدید صوارم
مشھورۃ ورماح خط شرع

(شرح ابن الحدید۔ تحقیق
محمد ابو الفضل ابراھیم
الجزء الاول مقدمہ ص ۱۴)

ترجمہ:

ابن ابی الحدید مدائن میں ذوالحجہ ۵۸۶ھ کی ابتدائی تاریخوں میں پیدا ہوا۔ وہیں نشوونما پائی۔ وہاں کے شیوخ سے علم حاصل کیا۔ اور مذہب کلامیہ سیکھا۔ پھر مذہب اعتزال کی طرف مائل ہوا۔ ان دنوں اہل مدائن زیادہ تر شیعہ تھے اور انحراف اور غلو ان میں رچا لیا ہوا تھا۔ اس لیے یہ بھی ان کے طریقہ پر چل نکلا۔ اور ان کے مذہب کا قائل ہو گیا اس نے "علویات" کے عنوان سے مشہور قصیدے لکھے۔ ان قصائد میں بھی اس نے اہل مدائن کی روش اپنائی ہے۔ اور شیعیت کے علاوہ انحراف وغلو سے کام لیا۔ ان میں سے ایک قصیدہ یہ ہے جس نے مذہب اعتزال پسند کر لیا ہے۔ اور اس کی وجہ سے ہر وہ شخص جو شیعہ ہے۔ میرا دوست ہے

اور میں اچھی طرح جانتا ہوں۔ کہ تمہارا مہدی ضرور آئے گا
میں اس کی آمد کے دن کا منتظر ہوں۔
اللہ تعالیٰ کی طرف سے لشکر کے لشکر اس کی حمایت کریں

marfat.com
Marfat.com

گے۔ جوٹھاٹھیں مارتے دریا کی طرح آئیں گے۔
ان میں آل ابی الحدید کی تلواریں سونتی ہوں گی۔ اور خطی نیزے لہرا رہے ہوں گے۔

نوٹ:

یہاں یہ خیال آسکتا ہے۔ کہ ابن ابی الحدید کو شیعہ ثابت کرنے والا ومحمد ابوالفضل ابراہیم، کہیں خود سُنی نہ ہو۔ لہٰذا اس بارے میں ہم ایک مشہور شیعہ مجتہد شیخ عباس قمی سے اس کے حالات دریافت کرتے ہیں۔ کہ یہ کیا تھا؟۔

الکنی والالقاب:

(ابن ابی الحدید) عز الدین عبد الحمید بن محمد بن محمد بن الحسین بن ابی الحدید المدائنی الفاضل الحدیب المورخ الحکیم الشاعر شارح نہج البلاغہ المکرمہ وصاحب القصائد السبع المشہورہ کان مذہبہ الاعتزال کما شہد لنفسہ فی احدی قصائدہ فی مدح امیر المؤمنین علیہ السلام بقولہ۔

ورایت دین الاعتزال وانّنی
اھوی لاجلك کل من یتشیع

(الکنی والالقاب جلد اول ص ۱۹۳ مطبوعہ تہران طبع جدید)

marfat.com
Marfat.com

ترجمہ:

ابن ابی الحدید عز الدین عبد الحمید بن محمد بن محمد بن الحسین بن ابی الحدید المدائنی فاضل، ادیب، مورخ، حکیم شاعر، نہج البلاغہ کا شارح اور سات مشہور قصائد کا مصنف اس کا مذہب اعتزال تھا۔ جیسا کہ ایک قصیدہ میں خود اس کی گواہی دیتا ہے۔ کہ میں معتزلہ ہوں۔ یہ قصیدہ اس نے نعت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کی تعریف میں کہا ہے۔

میں نے دین اعتزال کو دیکھا پرکھا۔ (اور قبول کیا) اور میں بے شک تیرے لیے ہر شیعہ کو دوست رکھتا ہوں۔

شرح ابن ابی الحدید کے مقدمہ میں ابن ابی الحدید کے بارے میں مزید یہ تحریر موجود ہے۔

اختلط بالعلماء من اصحاب المذاهب ثم جنح الی الاعتزال و اصبح كما يقول صاحب نسمة السحر معتزليا جاحظيا فی اكثر شرحه نهج البلاغة كان شيعيا غاليا۔

ترجمہ:

ابن ابی الحدید نے مختلف مذاہب کے علماء سے میل جول رکھا بالآخر مذہب اعتزال کی طرف جھکا اور معتزلی ہو گیا۔ اور ایسا معتزلی ہوا۔ کہ وہ صاحب نسمۃ السحر، نے اسے جاحظی معتزلی کہا ہے نہج البلاغہ کی شرح میں بھی اس نے اکثر مقامات پر اعتزال کو گھسیٹا۔ اگرچہ یہ پہلے پہل غالی شیعہ تھا۔

marfat.com
Marfat.com

نوٹ:۔

"نسمۃ السحر" نامی کتاب کہ جس کے مصنف نے اس میں ابن ابی الحدید کو جاحظی معتزلی لکھا۔ اس کتاب کا تعارف یہ ہے۔

الذریعۃ الی تصانیف:

نسمۃ السحر بذکر من تشیع و شعر۔ فهرس لبعض شعراء الشيعة لضياء الدين يوسف بن يحيى بن المؤيد بالله محمد بن منصور .... قال في اوله وخصصت بالجمع السالم كل تشيع بولاية الوصي ولم اذكر غير المشاهير ان لا يدخل بين الصفور العصافير
(الذريعة الى تصانيف الشيعة ـ جلد ۲۴ ص ۱۵۴
مطبوعه بيروت طبع جديد)

ترجمہ:

"نسمۃ السحر" ان لوگوں کے حالات و واقعات پر مشتمل ہے۔ جو شیعہ اور شاعر ہوئے۔ اس کا تصنیف کرنے والا ضیاء الدین یوسف بن یحیی بن مؤید باللہ محمد بن منصور ہے۔ اس نے کتاب کے شروع میں یہ لکھا۔ "میں نے اپنی یہ تصنیف ان شیعہ شعراء کے لیے مخصوص کی ہے۔ جو حضرت علی المرتضیٰ کی ولایت کے ماننے

marfat.com
Marfat.com

والے ہیں۔ اور میں نے ان میں سے بھی صرف مشہور شیعہ شعراء کے حالات و واقعات لکھے ہیں۔ تاکہ کڑیاں اور بازجمع نہ ہو جائیں۔

ان حوالہ جات سے "ابن ابی الحدید" کا شیعہ ہونا ثابت کر دیا ہے، کیونکہ اگر شیعہ نہ ہوتا۔ تو کتاب "ونسمۃ السحر" میں اس کا نام و نشان تک نہ ہوتا۔ بلکہ یہ تو مشاہیر شیعہ شعراء میں سے ہے۔ اور "ولایتِ علی" کا معتقد ہے۔ ابو العباس قمی نے بھی اس کے بارے میں یہی کہا۔ تو ایسے غالی شیعہ کا حوالہ کہ حضرت طلحہ اور زبیر معاذ اللہ قاتلانِ عثمان میں سے ہیں۔ کون تسلیم کرے گا۔

شیعہ اور غالی پھر اس کے منہ سے حضرت عثمان غنی اور سیدنا طلحہ اور زبیر رضی اللہ عنہم کی تعریف؟ اللہ تعالیٰ کو یہ ہرگز منظور نہیں۔

لہٰذا حضرت طلحہ اور زبیر رضی اللہ عنہما کو از روئے نقل و درایت حضرت عثمان کے قاتلوں سے شمار نہیں کیا جا سکتا۔

جوابِ دوم:

سیدنا حضرت طلحہ اور زبیر رضی اللہ عنہما کو از روئے نقل و درایت حضرت عثمان کے قاتلوں میں شمار نہیں کیا جا سکتا۔ کیونکہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ان دونوں کو ان دس خوش نصیبوں میں شامل فرمایا ہے۔ جو جیتے جی جنتی تھے اور اس بات کو "ابن ابی الحدید" نے بھی تسلیم کیا ہے۔

marfat.com
Marfat.com

شرح ابن حدید:

وطلحة احد العشرہ المشھودۃ لھم بالجنة واحد اصحاب الشوری وکان لہ فی الدفاع عن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یوم احد اثر عظیم وشلت بعض اصابعہ یومئذ وقی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بیدہ من سیوف المشرکین وقال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یومئذ الیوم اوجب طلحة الجنة والزبیر ھو ابوعبداللہ الزبیر بن العوام ابن خویلد بن اسد بن عبد العزی بن قصی امہ صفیہ بنت عبد المطلب بن ھاشم بن عبد مناف عمة رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم وھو احد العشرہ ایضا واحد الستة ممن ثبت مع رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یوم احد وابلی بلاء حسنا وقال النبی صلی اللہ علیہ وسلم لکل نبی حواری وحواری الزبیر۔

(شرح ابن الحدید جلد اول ص ۲۴ مطبوعہ بیروت طبع جدید)

ترجمہ:

حضرت طلحہ رضی اللہ عنہ ان دس خوش قسمت صحابہ میں سے ہیں۔ جن

marfat.com
Marfat.com

کے جنتی ہونے کی حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے شہادت دی۔
حضور صلی اللہ علیہ وسلم جن صحابہ سے مشورہ لیا کرتے تھے۔
جناب طلحہ بھی ان میں سے ایک تھے۔ اور غزوہ احد میں رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا دفاع کرنے میں ان کی گرانقدر خدمات ہیں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے بچاؤ کرنے میں ان کی کچھ انگلیاں ضائع ہو گئیں۔ آپ نے مشرکین کی تلواروں کے وار اپنے ہاتھوں پر لیے۔ اس دن سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ آج کے دن طلحہ کے لیے جنت واجب ہو گئی۔ حضرت زبیر رضی اللہ عنہ جن کا نسب نامہ یوں ہے۔ عبداللہ زبیر بن العوام ابن خویلد بن اسد بن عبدالعزیٰ بن قصی۔ ان کی والدہ صفیہ بنت عبدالمطلب بن ہاشم بن عبدمناف تھیں۔ یعنی رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی رشتہ میں پھوپھی تھی۔ حضرت زبیر بھی ان دس خوش بختوں میں سے ایک ہیں۔ جن کو جنت کی بشارت دی گئی تھی۔ اور آپ ان چھ افراد میں سے ایک ہیں جو غزوہ احد کے وقت حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ ثابت قدم رہے۔ اور انہوں نے اچھا اجر پایا۔ ان کے بارے میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد گرامی ہے۔ "ہر نبی کا کوئی نہ کوئی حواری ہوتا ہے۔ اور میرا حواری زبیر ہے"
حوالہ بالا سے معلوم ہوا کہ سیدنا حضرت طلحہ اور زبیر رضی اللہ عنہما قطعی طور پر جنتی ہیں۔ اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کے بارے فضائل بھی بیان فرمائے۔ لہذا ایک جنتی شخص کا کبیرہ گناہ کا ارتکاب بعید از عقل ہے۔ اس لیے حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ کے قتل (جو کبیرہ گناہ ہے) میں انہیں ملوث کرنا

marfat.com
Marfat.com

ہرگز درست نہیں ہے۔ کیونکہ ایسا سے بہت سے شواہد ہیں۔ جن سے یہ ثابت ہوتا ہے۔ کہ یہ دونوں حضرات قتل عثمان میں کسی طرح بھی شریک نہ تھے۔ ورنہ اپنے اپنے بیٹوں کو ان کی حفاظت کے لیے کھڑا نہ کرتے۔ اور شہادت عثمان کی خبر سن کر نہ روتے۔ اور نہ ہی قصاص کا مطالبہ کرتے۔

جواب سوم:

بفرضِ محال اگر تسلیم کر لیا جائے۔ کہ ان دونوں کا قتل عثمان میں دخل تھا۔ تو جنگ جمل میں ہزاروں کی تعداد میں لوگ ان کی ہاں میں ہاں ملا کر حضرت علی کے خلاف لڑائی میں نہ اترتے۔ کیونکہ ان دونوں کا مطالبہ یہ تھا۔ کہ عثمان کے قاتلوں سے قصاص لیا جائے۔ اگر یہی قاتل ہوتے تو لوگ۔ ان کے ہم آواز ہونے کی بجائے انہیں پکڑتے اور قصاص میں مروا دیتے۔ جنگ جمل کے دوران حضرت علی المرتضیٰ نے جب جناب زبیر رضی اللہ عنہ کو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا وعدہ اور کلام یاد دلایا۔ تو یہ فوراً لڑائی سے سبکدوش ہو گئے۔ اگر واقعی قصاصِ عثمان محض ایک فریب ہوتا۔ تو کسی صورت میں جنگ سے یہ دستبردار نہ ہوتے۔ انہیں جاتے دیکھ کر حضرت طلحہ بھی میدان جنگ چھوڑ کر چل پڑے۔ لیکن دونوں کو شہید کر دیا گیا۔ ان کی شہادت پر حضرت علی المرتضیٰ نے جو کچھ فرمایا۔ ہم اس کا تذکرہ گزشتہ اوراق میں کر چکے ہیں۔ ایک کو جنتی فرمایا۔ اور دوسرے کے قاتل پر لعنت بھیجی اور جہنمی کہا۔ ان دونوں صاحبوں کو حضرت عثمان غنی کی شہادت کا بہت دکھ ہوا اس دکھ کی وجہ سے حضرت علی کے خلاف میدان میں نکلے۔ جب اپنی غلطی کا احساس ہوا۔ تو فوراً رجوع کر لیا۔ یہ ان کی سیرت کی عظمت کا جیتا جاگتا ثبوت ہے۔ اس لیے ایسے عظیم المرتبت انسانوں کو قتل عثمان ایسے جرم میں ملوث کرنا قطعاً

marfat.com
Marfat.com

زیب نہیں دیتا۔ بات صرف اتنی تھی۔ کہ سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا اور جناب طلحہ وزبیر اس بات پر کچھ ناراض تھے۔ کہ حضرت عثمان غنی بے جا نرمی کیوں برتتے ہیں۔ یہ ایسی ناراضگی نہ تھی۔ کہ قتل تک نوبت پہنچ جاتی۔ یوں سمجھئے جیسا گھر میں بہن بھائیوں کے مابین ناراضگی ہو جاتی ہے۔ اس قسم کی ناراضگی سے ایک دوسرے کے خون کے پیاسے نہیں بن جاتے جس طرح ان حضرات پر قتل عثمان کا الزام دھرا گیا۔ اسی طرح حضرت علی المرتضےٰ رضی اللہ عنہ پر الزام دھرا گیا۔ ہم جنگ صفین کے ضمن میں حضرت علی المرتضےٰ رضی اللہ عنہ کے وہ اقوال نقل کر چکے ہیں جس میں آپ نے اپنی صفائی میں بہت کچھ کہا تھا۔ حتیٰ کہ حجر اسود کے پاس کھڑے ہو کر قسم وسے کر یہ کہنے کو تیار تھے۔ کہ قتل عثمان میں میرا قطعًا ہاتھ نہیں ہے۔

لیکن ابن سبا یہودی ملعون نے جو جال حضرت عثمان غنی کے ارد گرد بچھا رکھا تھا۔ اسی کی وجہ سے اس یہودی کے حواریوں نے حضرت عثمان غنی کو شہید کر دیا۔ پھر انہی قاتلین سے قصاص کے مطالبہ میں امت مسلمہ کے درمیان دو جنگیں ہوئی۔ ایک جنگ جمل اور دوسری جنگ صفین ان دونوں جنگوں میں ہزاروں کی تعداد میں مسلمان شہید ہوئے۔ لیکن یہودیوں کو پھر بھی چین نہ آیا۔ اور اس کے بعد پھر سے چال چلی۔ اور کسی طرح بھی مسلمانوں کی اجتماعی قوت کو پارہ پارہ کرنے میں کوئی کسر اٹھا نہ رکھی۔ اور آج تک وہ اپنی اسی چال پر چل رہے ہیں۔ لیکن مسلمان ہیں کہ باہم دست و گریبان ہیں۔ اور اخوت و اسلامی بھائی چارہ کا سبق بھول چکے ہیں۔ اللہ تعالیٰ سمجھ عطا کرے۔ اور اغیار کی سازشوں سے امت مسلمہ کو محفوظ رکھے۔

(فاعتبروا یا اولی الابصار)

marfat.com
Marfat.com

طعن نمبر (۵)

جاگیر فدک۔

معاویہ اینڈ سنز لمیٹڈ کے

جنرل منیجر عکرمہ صحابی نے نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کی زوجہ (اپنی ماں) سے نکاح کیا تھا

۱۔ اہل سنت کی معتبر کتاب ازالۃ الخفا مقصد دوم جلد سوم ص ۲۹۰ طبع کراچی
۲۔ اہل سنت کی معتبر کتاب اسد الغابہ فی معرفۃ الصحابہ جلد ۷ ص ۲۴۰ ذکر قتیلہ، بنت قیس)
۳۔ استیعاب جلد چہارم ص ۳۸۸ ذکر قتیلہ بنت قیس
۴۔ تفسیر ابن کثیر جلد سوم ص ۵۰۶

ازالۃ الخفا کی عبارت۔

marfat.com
Marfat.com

قتيلة بنت قيس تزوجها رسول الله صلى الله عليه وسلم ومات عنها قبل ان يدخل بها فتزوجها عكرمة بن ابى جهل بحضر موت فبلغ ابا بكر فقال لقد هممت ان احرق عليهما بيتهما۔

ترجمہ:

قتیلہ بنت قیس سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے نکاح کیا تھا اور اس سے ہم بستری سے پہلے رسول اللہ علیہ وسلم وفات پا گئے پھر اس قتیلہ سے شہر حضر موت میں عکرمہ صحابی نے نکاح کر لیا۔ جب ابو بکر کو اس نکاح کی خبر ہوئی (چونکہ صحابی کی بدنامی تھی) کہا کہ میرا ارادہ ہے کہ ان دونوں کو ان کے گھر میں آگ لگا دوں۔

نوٹ:

چار یاری مذہب بلے بلے اگر بیچارے اہل تشیع کسی ایسی بات کو جو نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی بیویوں کے متعلق ہے جو تمہاری کتب معتبرہ میں موجود ہے عوام کے سامنے پیش کر دیں تو آپ کے فتووں کی توپ کا دھانا کھل جاتا ہے۔ اور جو جی میں آتا ہے کہہ ڈالتے ہو۔ خدا را کچھ تو انصاف کرو زبانی صحیح باتیں کرنے والا زیادہ مجرم ہے یا جس نے ماں سے نکاح کیا ہو وہ زیادہ مجرم ہے۔

(دیا گیر فدک تصنیف غلام حسین نجفی شیعی ص ۱۴ تا ۱۵ طبع لاہور)

marfat.com

Marfat.com

جواب اوّل:

گزشتہ اوراق میں "فقہ حنفیہ" پر اعتراضات کے جوابات میں ہم نے "فقہ جعفریہ" کا ایک مسئلہ باحوالہ جات بیان کیا تھا۔ وہ یہ ہے۔ کہ اہل تشیع کے ہاں ماں، بہن، بیٹی وغیرہ محرمات کے ساتھ نکاح کر کے وطی کرنے پر جوان کے بطن سے اولاد پیدا ہو۔ اُسے حرام زادہ کہنے والے کو سزا نہیں دی جائے گی۔ اور نہ ہی ایسی اولاد کو حرام زادہ کہنے کی اجازت ہے۔ اہل تشیع اس پر یہ کہہ سکتے ہیں۔ کہ یہ تو فرضی صورتیں ہیں۔ کوئی شخص اپنی ماں سے نکاح کرنے پر تیار نہیں ہو سکتا۔ لیکن ہم تشیع کے اس مسئلہ پر اعتراض کرنے والے اپنے گھر کی خبر نہیں لیتے۔ ان کے ہاں اس بات کا بالفعل ثبوت موجود ہے۔ کہ (روحانی) ماں سے اُس کے بیٹے نے شادی رچائی۔ اور روحانی ماں کا نام قتیلہ بنت قیس ہے۔ اور اس کے ساتھ شادی کرنے والے کا نام عکرمہ ہے لیکن اس بات کو ثابت کرنے میں جس انداز سے نجفی نے "وکالت" کی ہے وہ آپ کو مکمل حوالہ درج کرنے سے واضح ہو جائے گی۔

الاستیعاب واسد الغابۃ:

قتیلۃ بنت قیس بن معدی کرب الکندیہ اخت الاشعث بن قیس وقیل فیہ و الاول اصح تزوجھا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سنۃ عشر ثم اشتکی وقبض ولم تکن قدمت علیہ ولا رأھا ولا دخل بھا قیل انہ تزوجھا قبل

marfat.com
Marfat.com

وفاته بشهر وقيل ان النبي صلى الله عليه وسلم اوصى ان تخير فان شاءت ضرب عليها الحجاب وتحرم على المؤمنين وان شاءت طلقها ولتنكح من شاءت فاختارت النكاح تزوّجها عكرمه بن ابي جهل بحضرموت فبلغ ابا بكر فقال لقد هممت ان احرق عليهما بيتهما فقال له عمر ما هي من امهات المومنين ولا دخل عليها ولاضرب عليها الحجاب

(اسد الغابۃ جلد پنجم ص ۵۳۲، حرف قاف مطبوعہ بیروت جدید)

(الاستیعاب جلد چہارم ص ۳۸۸، ۳۸۹ حرف القاف مطبوعہ بیروت جدید)

ترجمہ:

قتیلہ بنت قیس رشتہ میں اشعث بن قیس کی ہمشیرہ تھی۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے دس ہجری میں ان سے شادی کی۔ پھر آپ بیمار پڑے اور انتقال فرما گئے۔ لیکن یہ بی بی نہ تو آپ کے ہاں اپنے گھر سے رخصت ہو کر آئی نہ آپ نے اسے دیکھا اور نہ ہی اس سے وطی ہوئی۔ ایک روایت یہ ہے۔ کہ آپ نے انتقال سے ایک ماہ قبل ان سے شادی کی تھی۔ یہ بھی روایت ہے۔ کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کو اختیار دے دیا تھا کہ اگر یہ چاہیں تو پردہ کی پابند رہ کر ایک ام المومنین کی حیثیت سے زندگی بسر کریں۔

marfat.com
Marfat.com

اور اگر چاہیں۔ تو طلاق لے کر آزاد ہو جائیں۔ اور پھر جس سے چاہیں نکاح کریں۔ تو ان باتوں میں سے قتیلہ بنت قیس نے اپنا اختیار یہ استعمال کیا۔ کہ میں کہیں اور نکاح کرنا چاہتی ہوں۔ لہٰذا بعد میں حضرت عکرمہ بن ابی جہل نے بمقام حضرموت ان سے شادی کر لی۔ جب یہ خبر صدیق اکبر کو پہنچی۔ تو انہوں نے فرمایا۔ میں نے پختہ ارادہ کر لیا ہے۔ کہ ان دونوں پر اُن کے مکان کو گراؤں گا۔ یہ سن کر سیدنا فاروق اعظم رضی اللہ عنہ نے کہا۔ اے ابوبکر! قتیلہ بنت قیس "ام المومنین" نہیں۔ نہ ہی حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اس سے وطی کی اور نہ ہی اس پر پردہ قائم فرمایا۔

تفسیر طبری میں اس گفتگو کے بعد یہ الفاظ مرقوم ہیں۔ فاطمان ابوبکرو سکن۔ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے جب حضرت عمر بن الخطاب کی بات سنی۔ کہ یہ "امہات المومنین" میں شامل نہیں۔ تو صدیق اکبر مطمئن ہو گئے۔ اور غصہ جاتا رہا۔

(طبری جلد سوم ۲۲ ص ۲۹)

مقام غور:

"قتیلہ بنت قیس" کے بارے میں اوپر ذکر شدہ حوالہ جات سے یہ بات واضح ہو گئی۔ کہ ان سے سرکار دوعالم صلی اللہ علیہ وسلم کی شادی ہوئی تھی۔ لیکن شادی کے بعد رخصتی اور وطی تک کی نوبت نہ آئی تھی۔ بلکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے تو ان کو دیکھا تک نہ تھا۔ پھر اس پر مزید یہ کہ آپ نے سفر آخرت پر روانگی سے قبل قتیلہ بنت قیس کو دو باتوں میں سے کسی ایک کے اختیار کرنے کا حق دیا تھا۔ تو انہوں نے اپنی مرضی سے ایک حق منتخب

marfat.com
Marfat.com

کر لیا۔

جب حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی بارگاہ اقدس سے کہیں اور نکاح کرنے کی اجازت مل گئی ہے۔ تو پھر کہیں اور نکاح کرنے پر "نجفی" کے پیٹ میں کیوں سُول اُٹھا ہے۔ سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کو بھی اسی لیے غصہ آیا تھا کہ عکرمہ نے "ام المومنین" کے ساتھ نکاح کرنے کی جسارت کر دی ہے۔ لیکن جب حضرت فاروق اعظم نے کہا۔ کہ یہ "امہات المومنین" میں شامل نہیں ہیں۔ تو صدیق اکبر خاموش ہو گئے۔ اور انہیں تسلی ہو گئی کہ عکرمہ نے کوئی غلطی نہیں کی ہے۔ جب اس عورت کی "ام المومنین" ہونے کی حیثیت ثابت نہیں۔ تو نجفی صاحب آپ کس مُنہ سے یہ جھک مار رہے ہیں۔ "نبی پاک کی زوجہ (اپنی ماں) سے نکاح کیا تھا" سیدنا ابوبکر و فاروق رضی اللہ عنہما اور حضرت عکرمہ وغیرہ یہی سمجھتے تھے۔ کہ جب تک کسی عورت کے ساتھ شادی ہونے کے بعد اللہ کے حبیب اس سے وطی نہیں کر لیتے۔ وہ "ام المومنین" نہیں کہلاتی۔ جب "ام المومنین" نہیں بن سکی۔ تو قرآن کریم کا ارشاد کہ "نبی کی ازواج سے امتی کا نکاح کرنا ہمیشہ ہمیشہ کے لیے ناجائز ہے" کے ضمن میں یہ داخل نہ ہوئیں۔ اس لیے نجفی نے خواہ مخواہ کھینچ کر انہیں "امہات المومنین" میں شامل کر دیا۔ اور پھر اعتراض و الزام کی پٹاری کھول دی۔ مکرو فریب کے رسیا کو اسی حوالہ میں اس اعتراض کا جواب نظر بھی آیا۔ لیکن پھر گول مول کر گیا۔ دراصل "وکیلِ آلِ محمد" جو ٹھہرا یعنی آلِ محمد تو مکرو فریب کرتے نہ تھے۔ اور یہ اس فن میں ان کی وکالت کر کے اپنا مُنہ کالا کر رہا ہے۔ "آلِ محمد" ایسے وکیلوں سے بہت اجتناب برتتے ہیں۔

marfat.com
Marfat.com

جواب ثانی:

گزشتہ سطور میں ہم ضمناً یہ بیان کر چکے ہیں۔ کہ کوئی عورت اس وقت تک "ام المومنین" کے منصب پر فائز نہیں ہو سکتی۔ جب تک اس کی شادی کے بعد اس کے زوج یعنی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اس سے ہم بستری نہ فرمائیں۔ یہ مسئلہ ہم اہل سنت کے ہاں متفق علیہ ہے۔ لہٰذا ایسی عورت سے جو "ام المومنین" نہ بن سکی۔ اس کا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے وصال کے بعد کہیں اور شادی کر لینا جائز ہے۔ حوالہ ملاحظہ ہو۔

تفسیر قرطبی:

فاما زوجاته علیه السلام اللاتی فارقهن فی حیاته مثل الکلبیة التی فارقها رسول الله صلی الله علیه وسلم تزوجها لما روی ان الکلبیة التی فارقها رسول الله صلی الله علیه وسلم تزوجها عکرمة بن ابی جهل علی ما تقدم وقیل ان الذی تزوجها الاشعث بن قیس الکندی قال القاضی ابو الطیب الذی تزوجها مهاجر بن ابی امیة ولم ینکر ذالك احد فدل علی انه اجماع۔

(جامع الاحکام القرآن المعروف قرطبی جلد ۱۴ ص ۲۳۰ مطبوعہ قاہرہ طبع جدید)

marfat.com
Marfat.com

ترجمہ:

سرکارِ دو عالم کی وہ ازواج کہ جنہیں آپ نے اپنی ظاہری زندگی میں (کسی طرح) فارغ کر دیا۔ یعنی اپنے نکاح سے نکال دیا۔ جیسا کہ کلبیہ (قتیلہ بنت قیس) وغیرہ ہیں۔ تو کیا ایسی عورتوں سے کوئی دوسرا نکاح کر سکتا ہے۔ اس میں خلاف ہے۔ لیکن صحیح یہ ہے کہ کسی دوسرے آدمی کا ایسی عورت سے نکاح جائز ہے۔ کیونکہ مروی ہے۔ کہ کلبیہ (قتیلہ بنت قیس) کو جب حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے جدا کر دیا تو عکرمہ بن ابی جہل نے اس سے شادی کی۔ جیسا کہ گزر چکا ہے۔ بعض کا کہنا ہے۔ کہ اس عورت سے نکاح کرنے والے کا نام اشعث بن قیس ہے (جسے گزشتہ سطور میں قتیبہ کا بھائی لکھا گیا تھا۔) ایک اور قول جو قاضی ابوالطیب کا ہے۔ اس کے مطابق کلبیہ نے نکاح مہاجر بن ابی امیہ سے ہوا تھا۔ (خاوند کے نام اختلاف کے باوجود نکاح کرنے میں کسی کو اختلاف نہیں یعنی سبھی مانتے ہیں۔ کہ کلبیہ نے نئی شادی کی تھی) اس نئے نکاح پر موجود صحابہ کرام میں سے کسی نے بھی اعتراض نہ کیا۔ اور نہ انکار کیا۔ (صدیق اکبر کا اعتراض فاروق اعظم کے تسلی دینے پر ختم ہو گیا تھا) جس سے معلوم ہوا۔ کہ یہ مسئلہ سب کے نزدیک متفقہ ہے۔

مختصر یہ کہ نجفی کا "قتیلہ بنت قیس" کو امہات المومنین" میں شامل کرنا سب سے پہلی بے وقوفی بلکہ فریب دہی ہے۔ پھر اس مسئلہ کے ان پہلوؤں کو جو بحوالہ کتب میں مذکور ہیں۔ ان سے روگردانی اور قارئین سے مخفی رکھ کر محض اپنا مطلب سیدھا کرنا دوسری بے ایمانی ہے۔ تیسرا ابوبکر صدیق رضی

marfat.com
Marfat.com

کے غصہ کی حالت میں گفتگو تو ذکر کر دی۔ لیکن غصہ ٹل جانے والے وہ الفاظ جو عمر فاروق نے کہے۔ انہیں ذکر نہ کرکے "حجۃ الاسلام" نے حجت پکڑی نجفی صاحب اگر تم یہ سمجھتے ہو۔ کہ ہم اہل سنت تمہارے مسلک میں ماں بہن سے نکاح کے بعد وطی کرنے اور پھر پیدا ہونے والے کو حرام زادہ نہ کہنے پر معترض ہیں اور اس اعتراض کو مان کر ہمیں اس میں شامل کرنے کی "حماقت" کرتے ہو۔ تو دیکھو ہم نے تمہیں حیوانوں سے نکال کر انسانوں میں شامل کرنے کی دعوت دی تھی اگر تمہیں ایسی منزل میں رہنا منظور ہے۔ جہاں گدھا، گھوڑا، کتا۔ بلاتے ہیں۔ (کیونکہ ان کے ہاں ماں بہن اور بیوی کی تفریق کا کوئی مسئلہ ہے ہی نہیں) تو بخوشی رہو۔ اس میں رہنا تمہیں مبارک ہو۔

فاعتبروا یا اولی الابصار

marfat.com
Marfat.com

طعن نمبر (۶)

جناب طلحہ رض کی یہ خواہش تھی۔ کہ حضور علیہ السلام انتقال کر جائیں۔ تو میں آپ کی بیوی عائشہ رض سے شادی کروں گا۔

جاگیر فدک، در منثور کی عبارت ہے۔

وما كان لكم ان تؤذوا رسول الله قد نزلت فى طلحة بن عبيد الله لانه قال اذا توفى رسول الله صلى الله عليه وسلم تزوجت عائشة رضى الله عنها۔

(جاگیر فدک ص ۳۷۵، ۳۷۶ تصنیف غلام حسین نجفی مطبوعہ لاہور)

marfat.com
Marfat.com

ترجمہ:

تمہارے لیے جائز نہیں نبی کو اذیت دینا۔ راوی کہتا ہے۔ کہ یہ آیت طلحہ بن عبیداللہ کے بارے میں نازل ہوئی کیونکہ اس نے کہا تھا۔ میں نبی کی موت کے بعد حضرت عائشہ سے شادی کروں گا........ طلحہ صحابی عشرہ مبشرہ سے ہے۔ اور عائشہ محبوبہ رسول ہیں۔ چار یاری مذہب تیرے انصاف کے بھی بلے بلے جو محبوبہ رسول سے حضور کی موت کے بعد شادی کی تمنا کرے اس کو جنت کی بشارت۔

جواب اوّل:

سیدنا حضرت طلحہ رضی اللہ عنہ پر الزام دراصل یوں ہوا۔ کہ انہوں نے سرکار دوعالم صلی اللہ علیہ وسلم کی محبوبہ سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کے ساتھ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات کے بعد شادی کرنے کی خواہش کر کے انہوں نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو ایذاء دینے کی تمنا کی۔ یا "ام المومنین" کے ساتھ انہوں نے شادی کی تمنا کر کے اللہ تعالیٰ کے حکم کی نافرمانی کا ارادہ کیا حکم یہ تھا۔ کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی ازواج مطہرات مومنوں کی مائیں ہیں۔ اور ان سے کسی صورت کسی امتی کا نکاح نہیں ہو سکتا۔

اس اعتراض میں بھی ایک ماہر مکار کی طرح نجفی نے عام شخص کو حضرت طلحہ رضی اللہ عنہ سے برگشتہ کرنے کی ناپاک کوشش کی ہے۔ آپ قارئین جانتے ہیں۔ کہ اسلامی احکام یک لخت نازل نہیں ہوئے۔ بلکہ تدریجاً اترے۔ بہت سی باتیں ابتداً میں جائز و حلال تھیں۔ بعد میں ان کو ناجائز

marfat.com
Marfat.com

حرام قرار دے دیا گیا۔ اب ایک حکم کے اترنے سے قبل اگر اس کے خلاف ہو تا رہا۔ تو وہ اللہ کے حکم کی نافرمانی کے زمرے میں ہرگز نہیں آتا۔ جیسا کہ شراب اور سودی کاروبار بلکہ بعض محرمات کے ساتھ نکاح وغیرہ۔ اب حضرت طلحہ کی تمنا اور خواہش کی طرف آئیے۔ اس تمنا پر اعتراض یہی تھا کہ اس سے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو ایذاء ہوتی ہے۔ اور ایذاء اس لیے کہ اس تمنا میں اللہ کے حکم سے سرتابی تھی۔ یہ اعتراض تب درست ہو سکتا ہے۔ جب یہ تمنا آیت وما کان لکم ان تؤذوا رسول اللہ ولا ان تنکحوا ازواجه من بعده ابدا۔ کے نازل ہونے کے بعد کی ہو۔ اور اگر اس حکم کے نزول سے قبل یہ تمنا تھی۔ تو پھر اللہ تعالیٰ کے حکم سے سرتابی اور رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی ایذاء کا سوال ہی پیدا نہیں ہوتا۔ ان دونوں احتمالات میں سے موخر الذکر (یعنی نزول آیت سے قبل یہ تمنا کی ہو) احتمال کی مفسرین کرام نے ترجیح و تصدیق کی ہے۔ اسی لیے حضرت طلحہ رضی اللہ عنہ نے اپنی اس تمنا کی وجہ سے اگرچہ اس پر گرفت نہ تھی۔ پھر بھی ندامت کا اظہار فرمایا۔ جیسا کہ درج ذیل حوالہ میں اس کا واضح ثبوت ہے۔

تفسیر قرطبی:

لو توفی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لتزوجت عائشۃ وھی بنت عمی قال مقاتل ھو طلحۃ بن عبید اللہ قال ابن عباس و ندم ھذا الرجل علی ما حدث بہ فی نفسہ فمشی الی مکۃ علی رجلیہ وحمل علی عشرۃ

marfat.com
Marfat.com

افراس فی سبیل اللہ و اعتق رقیقا فکفر اللہ عنہ۔

(تفسیر قرطبی جلد ۱۴ ص ۲۲۸ سورہ احزاب
مطبوعہ قاہرہ طبع جدید)

ترجمہ:

اگر رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم انتقال فرما گئے۔ تو میں عائشہ سے شادی کروں گا۔ کیونکہ وہ میری چچازاد بہن ہے۔ مقاتل کہتے ہیں کہ یہ بات کہنے والے طلحہ بن عبید اللہ ہیں۔ حضرت عبد اللہ بن عباس کا کہنا ہے۔ کہ یہ شخص اپنی اس تمنا پر نادم ہوا۔ اور اس ندامت کی وجہ سے پاپیادہ مکہ میں حاضر ہوا۔ اور دس گھوڑے غازیوں کے لیے وقف کر دیئے۔ اور ایک غلام آزاد کر دیا۔ اللہ تعالیٰ نے اس کا یہ کفارہ منظور کر لیا۔

کس قدر واضح بات ہے۔ کہ حضرت طلحہ رضی اللہ عنہ اپنی اس تمنا پر نادم ہوئے۔ اور اس غلط تمنا پر (جو بعد میں غلط معلوم ہوئی) دس گھوڑے اور ایک غلام فی سبیل اللہ عطا کئے۔ ابن عباس ان کی توبہ کی یا ان کے ہدیہ کی قبولیت کی گواہی دیں۔ اور نجفی اس تمنا پر انہیں عشرہ مبشرہ میں داخل ہوتے دیکھ کر مرتا جائے۔ اور انہیں جنتی ہونے کا اسے شدید دکھ کھاتا جائے۔

جواب دوم:

سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کے ساتھ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے وصال کے بعد شادی کی تمنا کیا بالاتفاق حضرت طلحہ نے کی تھی۔ اسی تفسیر

marfat.com
Marfat.com

قرطبی میں اس کے خلاف یہ مذکور ہے۔ کہ یہ تمنا کرنے والا ایک "منافق" تھا۔ ثبوت ملاحظہ ہو۔

تفسیر قرطبی:

قلت وكذا حكى النحاس عن معمر انه طلحة ولا يصح قال ابن عطية لله در ابن عباس و هذا عندى لا يصح على طلحة بن عبيد الله قال شيخنا الامام ابو العباس و قد حكى هذا القول عن بعض فضلاء الصحابة وحاشاهم عن مثله والكذب فى نقله و انما يليق نقل هذا القول بالمنافقين الجهال يروى ان رجلا من المنافقين قال حين تزوج رسول الله صلى الله عليه وسلم ام سلمة بعد ابى سلمة وحفصة بعد خنيس بن حذافة ما بال محمد يتزوج نساءنا والله لو قد مات لاجلنا السهام على نسائه فنزلت الاية فى هذا فحرم الله نكاح ازواجه من بعده وجعل لهن حكم الامهات و هذا من خصائصه تمييزا لشرفه و تنبيها على مرتبته صلى الله عليه وسلم۔

(تفسیر قرطبی جلد ۱۴ ص ۲۲۹ مطبوعہ قاہرہ طبع جدید)

marfat.com
Marfat.com

ترجمہ:

صاحب تفسیر قرطبی محمد بن احمد انصاری کہتے ہیں۔ کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی کسی بیوی سے آپ کی وفات کے بعد نکاح کرنے کی خواہش کے بارے میں نحاس نے جناب معمر سے حکایت کی کہ یہ شخص "طلحہ" تھا۔ لیکن یہ صحیح نہیں ہے۔ ابن عطیہ کہتے ہیں۔ اللہ ابن عباس کو خوش رکھے۔ میرے نزدیک یہ بات درست نہیں۔ کہ ایسی تمنا جناب طلحہ نے کی ہو۔ ہمارے شیخ الامام ابوالعباس فرماتے ہیں۔ کہ اس قول کی حکایت کرنے والے بعض بزرگ صحابہ بھی ہیں۔ خدا کی قسم! ان بزرگوں سے ایسی بات منقول نہیں ہو سکتی ہاں نقل میں جھوٹ ہو سکتا ہے۔ البتہ اس قول کا جاہل منافقوں سے منقول ہونا قابل تسلیم ہے۔۔۔۔۔۔۔

چنانچہ مروی ہے۔ کہ ایک منافق نے اس وقت جب حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ابو سلمہ کے بعد ام سلمہ سے شادی کی اور خنیس بن حذافہ کے بعد سیدہ حفصہ سے نکاح کیا۔ کہا کہ محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کو دیکھئے۔ کیسا آدمی ہے۔ ہماری عورتوں سے شادی کرتا چلا جا رہا ہے۔ خدا کی قسم! اگر اس کا انتقال ہو گیا تو اس کی بیویوں میں ہمارا حصہ بھی ہو گا۔ اس منافق کے اس ارادے اور قول پر اللہ تعالیٰ نے آیت کریمہ نازل فرمائی جس میں اللہ تعالیٰ نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی ازواج کا نکاح آپ کے بعد کسی کے لیے کرنا ہمیشہ ہمیشہ کے لیے حرام کر دیا۔ اور انہیں حقیقی ماں کا حکم دے دیا۔ اور یہ بات بھی سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم

marfat.com
Marfat.com

کے خصائص میں سے ہے۔ کیونکہ آپ کی شرافت کو ممتاز کرنے کی یہ صورت بنتی ہے۔ اور اس میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے عظیم المرتبت ہونے کی تنبیہ بھی موجود ہے۔

خلاصہ کلام:

نجفی اینڈ کمپنی نے ایڑی چوٹی کا زور لگایا۔ کہ کسی نہ کسی طرح صحابیٔ رسول سیدنا طلحہ رضی اللہ عنہ پر الزام ثابت کر کے ان کے مقام و مرتبہ کو عوام کے سامنے گرا یا جائے۔ اور عشرہ مبشرہ میں سے ان کو خارج کر کے دم لیا جائے۔ لیکن "جسے اللہ رکھے اُسے کون چکھے"، کے مصداق چاند کی طرف تھوکنے والے کے اپنے منہ پر تھوک پڑتی ہے۔ اول تو یہ واقعہ حضرت طلحہ کے متعلق ہو ہی نہیں سکتا۔ جیسا کہ صاحب تفسیر قرطبی نے اپنے شیخ سے ذکر کیا۔ بلکہ کسی منافق اور صحابہ کے دشمن کا کام نظر آتا ہے۔ اور اگر بالفرض حضرت طلحہ نے تمنا کی بھی تھی۔ تو آیتِ حرمت نازل ہونے سے قبل تھی۔ جو گرفت سے پاک ہے۔ پھر اس کے باوجود آپ نے اس پر ندامت کا اظہار بھی فرمایا۔ ان تمام حقائق سے (جو تفسیر قرطبی کے اندر ہی موجود ہیں) چشم پوشی کرتے ہوئے سؤر کی طرح اپنے مطلب کی طرف سیدھا دوڑتے جانا کسی شریف آدمی کا کام نہیں ہوتا۔

(فاعتبروا یا اولی الابصار)

marfat.com
Marfat.com

باب پنجم

حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ پر کیے گئے شیعہ مطاعن کی دندان شکن تردید

marfat.com
Marfat.com

باب دوم:

حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ پر کیے گئے شیعہ مطاعن کی دندان شکن تردید

طعن اوّل

حضرت امیر معاویہ نے اپنے دور خلافت میں خطیب حضرات کو حکم دے رکھا تھا کہ وہ حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ پر لعن طعن کیا کریں

حضرت امیر معاویہ (رضی اللہ عنہ) کو حضرت علی المرتضیٰ سے انتہائی عداوت اور حد درجہ کی دشمنی تھی۔ اس دشمنی کی واضح علامت یہ ہے۔ کہ انہوں نے اپنے دور کے خطباء کو یہ حکم دے رکھا تھا۔ کہ وہ حضرت علی المرتضیٰ اور دیگر اہل بیت پر تبرہ بازی کریں۔ حوالہ ملاحظہ ہو۔

کامل ابن اثیر:

وَقَدْ اَرَدْتُ اِيْصَاءَكَ بِاَشْيَاءِ كَثِيْرَةٍ اَنَا تَارِكُهَا اِعْتِمَادًا عَلٰى بَصَرِكَ وَلَسْتُ تَارِكًا اِيْصَاءَكَ بِخَصْلَةٍ لَا تَتْرُكُ شَتْمَ عَلِيٍّ وَ

marfat.com
Marfat.com

ذَمَّهٗ وَالتَّرَحُّمَ عَلٰی عُثْمَانَ وَالْاِسْتِغْفَارَ لَهٗ وَالْعَيْبَ لِاَصْحَابِ عَلِيٍّ وَالْاِقْصَاۗءَ لَهُمْ۔

(کامل ابن اثیر جلد ۳ ص ۲۷۴ ذکر مقتل حجر بن عدی مطبوعہ بیروت طبع جدید)

ترجمہ

حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ نے جب مغیرہ بن شعبہ رضی اللہ عنہ کو کوفہ کا والی بنا کر بھیجا۔ تو ہدایت دی۔ کہ میرا ارادہ ہے کہ تجھے بہت سی باتوں کی وصیت کروں۔ لیکن ان کو تمہاری مرضی پر چھوڑے دیتا ہوں۔ لیکن ان میں سے ایک وصیت بہت ضروری ہے۔ کہ اس پر تمہیں عمل کرنا پڑے گا۔ وہ یہ کہ حضرت علی پر لعن طعن ختم نہ کرنا۔ اور حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ کے لیے استغفار و مغفرت جاری رکھنا۔ علی اور ان کے اصحاب کے خوب عیب بیان کرنا۔ اور ان سے دور رہنا۔

طبقات ابن سعد:

اَخْبَرَنَا عَلِيُّ بْنُ مُحَمَّدٍ عَنْ لُوْطِ بْنِ يَحْيٰى الْغَامِدِيِّ قَالَ كَانَ الْوُلَاةُ مِنْ بَنِيْ اُمَيَّةَ قَبْلَ عُمَرَ بْنِ عَبْدِ الْعَزِيْزِ يَشْتِمُوْنَ عَلِيًّا رَحِمَ اللّٰهُ فَلَمَّا وَلِيَ عُمَرُ اَمْسَكَ عَنْ ذٰلِكَ۔

(طبقات ابن سعد جلد ۵ ص ۳۹۳ مطبوعہ بیروت)

marfat.com
Marfat.com

ترجمہ

لوط بن یحییٰ غامدی نے بیان کیا۔ کہ بنی امیہ کے دور میں حضرت عمر بن عبدالعزیز کے خلیفہ بننے سے پہلے تمام والیانِ مملکت حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کو گالیاں دیا کرتے تھے۔ (اللہ حضرت علی پر رحم فرمائے) پھر جب حضرت عمر بن عبدالعزیز کا دورِ خلافت آیا۔ تو انہوں نے اس سے منع کر دیا۔

تاریخ طبری:

اَنَّ مُعَاوِيَةَ بْنِ اَبِیْ سُفْيَانَ لَمَّا وَلّٰی الْمُغِيْرَةَ بْنَ شُعْبَةَ الْكُوْفَةَ فِیْ جَمَادِیْ سنہ ۴۱ھ وَدَعَاهُ وَقَدْ اَرَدْتُ اِيْصَاءَكَ بِاَشْيَاءٍ كَثِيْرَةٍ فَاَنَا تَارِكُهَا اِعْتِمَادًا عَلٰى بَصَرِكَ بِمَا يُرْضِيْنِیْ وَ يُسْعِدُ سُلْطَانِیْ وَيُصْلِحُ بِهٖ رَعِيَّتِیْ وَ لَسْتُ تَارِكًا اِيْصَاءَكَ بِخَصْلَةٍ لَا تَتَحَمَّ عَنْ شَتْمِ عَلِیٍّ وَذَمِّهٖ وَالتَّرَحُّمَ عَلٰى عُثْمَانَ وَالْاِسْتِغْفَارَ لَهٗ وَ الْعَيْبَ عَلٰى عَلِیٍّ وَ اَصْحَابِ عَلِیٍّ وَالْاَقْصَاءَ لَهُمْ وَتَرْكُ الْاِسْتِمَاعِ لَهُمْ۔

(تاریخ طبری جلد ۵ جز ۱۳۱ ص ام اذکر سنہ ۵۱ھ مطبوعہ بیروت)

ترجمہ

امیر معاویہ نے جب سنہ ۴۱ھ جمادی الاول میں مغیرہ بن شعبہ کو کوفہ کا گورنر

marfat.com
Marfat.com

مقرر کیا۔ تو انہیں بلایا۔ اور کہا میں تمہیں چند باتوں کی وصیت کرتا ہوں۔ ان کا پورا کرنا تمہاری مرضی پر منحصر ہے۔ لیکن ان میں سے ایک پر عمل لازمی ہے مجھے اس بات کا اعتماد ہے۔ کہ تمہارا فیصلہ میری پسند کے مطابق ہوگا۔ اور اس میں میری حکومت کی بہتری ہوگی۔ وہ بات جو تمہیں سرانجام دینا ہے۔ وہ یہ ہے۔ کہ "علی" پر لعن طعن اور ان کی مذمت کا سلسلہ جاری رہنا چاہیئے۔ اور حضرت عثمان کے لیے دعائے مغفرت اور استغفار کو بند نہ کرنا "علی" کے ساتھیوں کی عیب جوئی کرنا۔ اور ان کی کوئی بات نہ سننا۔

البدایۃ والنہایۃ:

وَلَمَّا كَانَ مُتَوَالِيًا عَلَى الْمَدِيْنَةِ لِمُعَاوِيَةَ كَانَ يَسُبُّ عَلِيًّا كُلَّ جُمُعَةٍ عَلَى الْمِنْبَرِ وَقَالَ لَهُ الْحَسَنُ بْنُ عَلِيٍّ لَقَدْ لَعَنَ اللّٰهُ اَبَاكَ الْحَكَمَ وَاَنْتَ فِيْ صُلْبِهٖ عَلٰى لِسَانِ نَبِيِّهٖ فَقَالَ لَعَنَ اللّٰهُ الْحَكَمَ وَمَا وَلَدَ۔ وَاللّٰهُ اَعْلَمُ

(البدایۃ والنہایۃ جلد نمبر ۸ صفحہ نمبر ۲۵۹ مطبوعہ بیروت)

ترجمہ

امیر معاویہ کی طرف سے جب مدینہ کا والی مروان بن حکم تھا۔ تو یہ حضرت علی کرم اللہ وجہہ کو گالی دیا کرتا تھا۔ یہ کام جمعہ کے دن منبر پر کھڑے ہو کر کرتا تھا ایک دفعہ اسے امام حسن نے کہا۔ اللہ تعالیٰ نے تیرے باپ حکم پر لعنت بھیجی

marfat.com
Marfat.com

تھی۔ اس وقت تو اس کی پشت میں تھا۔ اللہ کی لعنت اس کے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے ذریعہ تھی۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہا تھا۔ اللہ کی لعنت ہو حکم پر اور اس کی اولاد پر۔

واللہ اعلم

جواب اوّل:

حضرت علی اور امیر معاویہ کے باہمی اختلاف کا پس منظر

تحفہ جعفریہ کی دوسری جلد میں اس طعن کا ذکر ایک عنوان کے تحت ہو چکا ہے عنوان یہ تھا۔ "ایک غلط پروپیگنڈا کی تردید" یہ جلد شائع ہو چکی ہے۔ اس میں اس طعن کا جواب بھی مذکور ہے۔ حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ پر اہل تشیع کے طعن کا جب ذکر چل نکلا۔ تو اس مناسبت سے ہم نے یہاں بھی اس کا ذکر کرنا ضروری سمجھا۔ وجہ اس کی یہ ہے کہ ہماری خواہش یہ تھی۔ کہ تمام طعن جات کو یکجا ذکر کیا جائے۔ اور ان کے لیے مستقل باب تشکیل دیا جائے۔ تاکہ قاری کو تمام مواد ایک ہی جگہ مل سکے۔ اسے ادھر ادھر تلاش کرنے کی زحمت نہ اٹھانی پڑے۔ وہاں دوسری جلد میں اگرچہ اس کا جواب موجود ہے۔ لیکن بالاستقلال اور مضبوط طریقے سے یہاں ہی ذکر کیا جا رہا ہے۔ اس طرح اس کا ایک فائدہ یہ بھی ہوگا۔ کہ پڑھنے والے کو اس کا جواب نہایت زوردار طریقہ سے معلوم ہو جائے گا۔

یہ بھی معلوم ہونا چاہیئے۔ کہ اسی بحث کو مختلف مقامات پر مختلف انداز سے

marfat.com

Marfat.com

بھی پیش کیا گیا ہے۔ مثلاً جنگ جمل اور جنگ صفین کی بحث میں اس کا ذکر آیا۔ وہاں ہم نے یہ ثابت کیا تھا۔ کہ حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کا عائشہ، طلحہ اور زبیر وغیرہ کے ساتھ جو اختلاف تھا۔ اس میں حضرت علی المرتضیٰ حق پر تھے۔ اور فریق ثانی غلطی پر تھا۔ لیکن ان حضرات کی غلطی اجتہادی تھی۔ بطور دشمنی اور عداوت نہ تھی۔

امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کے دور خلافت میں جو یہ باتیں ثابت کی جا رہی ہیں۔ کہ ان کے عامل اور خاص کر مغیرہ بن شعبہ اور مروان نے منبروں پر کھڑے ہو کر حضرت علی المرتضیٰ اور ان کے ساتھیوں کو برا بھلا کہا۔ ان باتوں کا ثبوت ان لوگوں پر موقوف ہے۔ جو ان کے راوی ہیں۔

اسماء الرجال میں ہم جب ان راویوں کے بارے میں دیکھتے ہیں۔ تو معلوم ہوتا ہے۔ کہ ان کی بات اتنی اہم نہیں کہ اس سے یہ طعن ثابت ہو سکے۔ اس کی تفصیل ہم جواب دوم میں ذکر کریں گے۔ سر دست اگر یہ بات تسلیم کر لی جائے۔ تو یہ اسی طرح کی ایک اجتہادی غلطی ہو گی۔ جس طرح ان سے حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کے ساتھ جنگ کرنے کے سلسلہ میں ہوئی تھی۔ حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ اور ان کے رفقاء کے دل میں یہ شک جاگزیں تھا۔ کہ حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ کی شہادت میں حضرت علی المرتضیٰ کا ہاتھ تھا وہ اپنے شک کو ان تقویت دیتے تھے کہ جن لوگوں نے حضرت عثمان کو شہید کیا۔ وہ بمطابق تاریخی گواہی کے حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کی بیعت میں داخل تھے۔ ان قاتلانِ عثمان سے حضرت عائشہ صدیقہ، طلحہ اور زبیر و امیر معاویہ وغیرہ نے قصاص کا مطالبہ کیا لیکن حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ نے بوجہ خلافت کی عدم منبطی۔ ان کا مطالبہ پورا نہ کیا۔ حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کے اس طرز عمل نے ان حضرات کو شک میں ڈال دیا۔ کہ قصاص سے روگردانی اس وجہ سے ہے۔ کہ یہ خود بھی اس کے حامی تھے حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ کی شہادت کا جب کہیں تذکرہ ہوتا۔ لوگ دھاڑیں مار مار کر

marfat.com
Marfat.com

روتے۔ اس صدمہ کے وقت یہ لوگ حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کو بھی کوستے۔ لہٰذا معلوم ہوا۔ کہ ان لوگوں کی یہ حرکت خطائے اجتہادی تھی کیونکہ حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کا شہادت عثمان میں قطعاً ہاتھ نہ تھا۔

نوٹ:

اہل تشیع کا عقیدہ ہے۔ کہ حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ کی شہادت حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کی مرضی اور ان کے ایماء سے واقع ہوئی۔ مگر یہ سراسر بہتان ہے خود حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کے ارشادات اس امر کی پرزور تردید کرتے ہیں۔

حضرت عثمان کی شہادت میں حضرت علی کا قطعاً دخل نہ تھا

نہج البلاغہ:

كَتَبَهٗ اَهْلَ الْاَمْصَارِ يَقُصُّ فِيْهِ مَا جَرٰى بَيْنَهٗ وَبَيْنَ اَهْلِ صِفِّيْنِ وَكَانَ بَدْءُ اَمْرِنَا اِنَّا الْتَقَيْنَا وَالْقَوْمُ مِنْ اَهْلِ الشَّامِ وَالظَّاهِرُ اَنَّ رَبَّنَا وَاحِدٌ وَنَبِيَّنَا وَاحِدٌ وَدَعْوَتَنَا فِي الْاِسْلَامِ وَاحِدٌ وَلَا نَسْتَزِيْدُهُمْ فِي الْاِيْمَانِ بِاللّٰهِ وَالتَّصْدِيْقِ بِرَسُوْلِهٖ وَلَا يَسْتَزِيْدُوْنَنَا الْاَمْرُ وَاحِدٌ اِلَّا مَا اخْتَلَفْنَا فِيْهِ مِنْ

marfat.com
Marfat.com

دَمِ عُثْمَانَ وَ نَحْنُ فِيْهِ بُرَاءٌ۔

(نہج البلاغہ خطبہ ۵۸ ص ۴۴۸ مطبوعہ
بیروت طبع جدید چھوٹا سائز)

ترجمہ

اکثر شہروں کے معززین کو حضرت نے یہ خط تحریر فرمایا ہے۔ جس میں ماجرائے جنگ صفین کا بیان ہے۔ ہماری اس ملاقات (لڑائی) کی ابتداء جو اہل شام کے ساتھ واقع ہوئی تھی۔ حالانکہ یہ بات ظاہر ہے۔ کہ ہمارا اور ان کا خدا ایک ہے۔ رسول ایک ہے۔ دعوت اسلام ایک ہے۔ جیسے وہ اسلام کی طرف لوگوں کو بلاتے ہیں۔ ویسے ہی ہم بھی۔ ہم خدا پر ایمان لانے اس کے رسول کی تصدیق کرنے میں ان پر کسی فضیلت کے خواہاں نہیں نہ وہ ہم پر فضل و زیادتی کے طلبگار تھے۔ ہماری حالتیں بالکل یکساں ہیں مگر وہ ابتداء یہ ہوئی۔ کہ خون عثمان میں اختلاف پیدا ہو گیا۔ حالانکہ ہم اس سے بری تھے۔

(نیرنگ فصاحت ترجمہ نہج البلاغہ
ص ۴۶۷ مطبوعہ یوسفی دہلی)

تاریخ یعقوبی:

ثُمَّ قَدِمَ اَمِيْرُ الْمُؤْمِنِيْنَ الْبَصْرَةَ وَ كَانَتْ وَقْعَةُ جَمَلٍ بِمَوْضِعٍ يُقَالُ لَهُ الْخُرَيْبَةُ فِيْ جَمَادِى الْاُوْلٰى سَنَةَ ۳۶ھ وَ خَرَجَا طَلْحَةُ وَالزُّبَيْرُ

marfat.com
Marfat.com

فِيْمَنْ مَعَهُمَا فَوَقَفُوْا عَلٰى مَصَافِّهِمْ فَاَرْسَلَ اِلَيْهِمْ عَلِيٌّ مَا تَطْلُبُوْنَ وَ مَا تُرِيْدُوْنَ قَالُوْا نَطْلُبُ بِدَمِ عُثْمَانَ قَالَ عَلِيٌّ لَعَنَ اللّٰهُ قَتَلَةَ عُثْمَانَ۔

(تاریخ یعقوبی جلد ۲ ص ۱۸۲ مطبوعہ بیروت)

ترجمہ

جمادی الاولیٰ ۳۶ھ میں حریبہ کے مقام پر جنگ جمل ہوئی۔ حضرت طلحہ اور زبیر اپنے ساتھیوں کو لے کر میدان میں نکلے۔ تو ان کی طرف حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ نے ایک آدمی بھیج کر یہ دریافت کیا۔ کہ تم کیا چاہتے ہو۔ اور تمہارے ارادے کیا ہیں؟ انہوں نے جواب دیا۔ ہمارا مطالبہ حضرت عثمان کے خون کا بدلہ ہے۔ حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ نے فرمایا۔ عثمان کے قاتلوں پر اللہ کی لعنت ہو۔

تہذیب المتین:

روضۃ الصفاء میں ہے۔ کہ آپ نے فرمایا۔ بہتر ہے کہ ہم اس معاملہ میں مباہلہ کریں۔ یعنی ہم میں سے جو اس قتل میں راضی ہو۔ اور جس نے اس بارہ میں سعی کی ہو۔ طرفین سے دعا کریں۔ کہ وہ فی الفور غضب الٰہی میں گرفتار ہو۔

(تہذیب المتین فی تاریخ امیر المومنین جلد ۲ ص ۲۵ مطبوعہ یوسفی طبع قدیم)

marfat.com
Marfat.com

امالی طوسی:

عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَبَّاسٍ عَنْ عَلِيِّ بْنِ أَبِي طَالِبٍ عَلَيْهِ السَّلَامُ قَالَ إِنْ شَاءَ النَّاسُ قُمْتُ لَهُمْ خَلْفَ مَقَامِ إِبْرَاهِيمَ فَحَلَفْتُ لَهُمْ بِاللّٰهِ مَا قَتَلْتُ عُثْمَانَ وَلَا أَمَرْتُ بِقَتْلِهِ أَحَدًا نَهَيْتُهُمْ فَعَصَوْنِي۔

(امالی شیخ طوسی جلد ۱ ص ۲۷۵
الجزء العاشر۔ مطبوعہ قم ایران
طبع جدید)

ترجمہ

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں۔ کہ انہوں نے فرمایا۔ اگر لوگ چاہیں۔ تو میں مقام ابراہیم کے پیچھے کھڑے ہو کر حلفیہ کہہ سکتا ہوں۔ کہ میں نے نہ تو حضرت عثمان کو قتل کیا۔ اور نہ ہی ان کے قتل کا کسی کو حکم دیا۔ میں لوگوں کو روکتا رہا۔ لیکن انہوں نے میری ایک نہ مانی۔

مروج الذہب:

ثُمَّ نَادٰى عَلِيٌّ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ طَلْحَةَ حِيْنَ رَجَعَ الزُّبَيْرُ يَا أَبَا مُحَمَّدٍ مَا الَّذِي أَخْرَجَكَ قَالَ الطَّلَبُ بِدَمِ عُثْمَانَ

marfat.com
Marfat.com

قَالَ عَلِيٌّ قَتَلَ اللّٰهُ اَوْ لَا نَا بِدَمِ عُثْمَانَ ۔

(مروج الذہب جلد ۲ ذکر موقع
الجمل مطبوعہ بیروت طبع جدید)

ترجمہ

پھر حضرت علی المرتضےٰ رضی اللہ عنہ نے حضرت زبیر کے روگردان ہونے کے بعد جناب طلحہ سے پوچھا۔ اے ابو محمد! تمہیں کس بات نے لڑنے کے لیے نکلنے پر مجبور کیا۔ کہا۔ حضرت عثمان کے خون کا بدلہ لینے نے۔ حضرت علی نے فرمایا۔ اللہ عثمان کے قاتلوں کو ہلاک کرے۔ ہم میں سے کوئی بھی اس میں شریک نہ تھا۔

الحاصل:

طعن مذکور کے جواب کے طور پر جوابات تک ذکر کیا گیا۔ اس کا خلاصہ یہ ہوا۔ کہ حضرت علی المرتضےٰ رضی اللہ عنہ پر سب و شتم کی روایت اول تو قابل اعتبار نہیں۔ اور اگر تسلیم کر لی جائے۔ تو یہ خطائے اجتہادی کی وجہ سے ہوا۔ یہی وہ خطاء تھی۔ کہ جس کی بنا پر لوگوں نے حضرت علی المرتضیٰ کے خلاف جنگ تک لڑی۔ کیونکہ حضرت علی المرتضےٰ رضی اللہ عنہ کا درحقیقت حضرت عثمان کے قتل میں قطعاً کوئی دخل نہ تھا۔ لیکن آپ کا مطالبہ پر فوری طور پر قصاص کے لیے تیار نہ ہونا اس خطائے اجتہادی کا سبب بنا۔ آپ نے اس قتل میں شرکت اور مشورہ دینے کی اس سختی سے تردید فرمائی۔ کہ بیت اللہ میں کھڑے ہو کر اس کا حلف اٹھانے کے لیے اعلان فرمایا۔ پھر شکوک و شبہات والوں کے سامنے یہ بھی فرمایا۔ کہ اللہ تعالیٰ حضرت عثمان کے قاتلوں پر لعنت کرے۔ اور فرمایا کہ میں تو ان قاتلوں کو ہر طرح روکتا رہا۔ لیکن انہوں نے میری باتوں کی پرواہ تک نہ کی۔

marfat.com
Marfat.com

اگر حضرت علی المرتضٰے رضی اللہ عنہ کا قتل عثمان میں کسی قسم کا ہاتھ ہوتا۔ تو جنگ کے بعد حضرت علی المرتضٰے کا یہ خط تمام شہروں میں نہ پھیلایا جاتا۔ خط کا مضمون یہ تھا۔ کہ میرا اور امیر معاویہ کا دین ایک ہے۔ ہم دونوں ایک اللہ، ایک رسول اور ایک ہی دعوت کے داعی ہیں۔ نہ انہیں مجھ پر فضیلت کی چاہت اور نہ ہی ہمیں ان پر برتری کی خواہش ہے۔ صرف خون عثمان کے بارے میں انہیں میرے متعلق غلط فہمی ہو گئی۔

(فاعتبروا یا اولی الابصار۔)

جواب دوم:

اس طعن والی روایات شیعوں نے گھڑی ہیں

چار عدد ذکر کردہ روایات کہ جن کا معترضین نے سہارا لیا۔ وہ سب کی سب قابل استدلال اور حجت دینے کی صلاحیت نہیں رکھتیں۔ کیونکہ "کامل ابن اثیر" سے یہ لی گئی ہیں اور خود اس کے مصنف نے دیباچہ میں کہا ہے۔ کہ میری کتاب "تاریخ طبری" سے مستفید ہے۔ اس لیے یہ روایت بھی وہیں سے اخذ کی گئی ہے۔ کامل ابن اثیر کی طرح تاریخ طبری کی سند بھی ایک ہی ہے۔ اور الفاظ بھی تقریباً ملتے جلتے ہیں۔ ان روایات میں دو راوی یعنی ہشام بن محمد کلبی اور لوط بن یحییٰ ابی مخنف انتہائی مجروح ہیں۔ لہٰذا یہ روایات قابل استناد نہیں ہیں۔ ان دونوں راویوں پر جرح ملاحظہ ہو۔

marfat.com
Marfat.com

لوط بن یحییٰ شیعہ ہے۔ اور صرف اخباری آدمی ہے

الکامل فی ضعفاء الرجال:

وَهُوَ شِيْعِيٌّ مُحْتَرِقٌ صَاحِبُ اَخْبَارِهِمْ وَ اِنَّمَا وَصَفْتُهُ لِيُسْتَغْنٰى عَنْ ذِكْرِ حَدِيْثِهِ فَاِنِّيْ لَا اَعْلَمُ لَهُ مِنَ الْاَحَادِيْثِ الْمُسْنَدَةِ مَا اَذْكُرُهُ وَاِنَّمَا لَهُ مِنَ الْاَخْبَارِ الْمَكْرُوْهِ الَّذِيْ لَا اَسْتَحِبُّ ذِكْرَهُ۔

(الکامل فی ضعفاء الرجال جلد ۶ ص ۲۱۱
ذکر لوط بن یحییٰ)

ترجمہ

لوط بن یحییٰ ایک کٹر اور متعصب شیعہ تھا۔ مذہب شیعہ کی خبروں کا عالم تھا۔ میں نے اس کی ان الفاظ سے صفت اس لیے ذکر کی۔ تاکہ اس کی احادیث سے استغنیٰ برتا جائے مجھے اس سے کوئی ایک بھی مسند حدیث معلوم نہیں۔ اس سے صرف ایسی روایات ہی ملتی ہیں۔ جو بدمذہب اور قابل نفرت ہوتی ہیں۔ ان باتوں کا ذکر کرنا میں پسند نہیں کرتا۔

لسان المیزان:

لُوْطُ بْنُ يَحْيٰى اَبُوْ مَخْنَفٍ اَخْبَارِيٌّ تَالِفٌ

marfat.com
Marfat.com

لَا يُوْثَقُ بِهٖ وَ تَرَكَهٗ اَبُوْ حَاتِمٍ وَ غَيْرُهٗ وَ قَالَ الدَّارُقُطْنِيُّ ضَعِيْفٌ وَقَالَ يَحْيَى بْنُ مُعِيْنٍ لَيْسَ بِثِقَةٍ وَ قَالَ مُرَّةُ لَيْسَ بِشَيْءٍ وَ قَالَ ابْنُ عَدِيٍّ شِيْعِيٌّ مُحْتَرِقٌ صَاحِبُ اَخْبَارِهِمْ۔

(لسان المیزان جلد ۴ ص ۴۹۲ مطبوعہ بیروت حرف اللام)

ترجمہ

لوط بن یحییٰ ابو مخنف ایک اخباری آدمی تھا۔ اِدھر اُدھر کی باتیں اکٹھی کر لیتا تھا۔ نا قابل وثوق آدمی تھا۔ ابو حاتم وغیرہ نے اسے متروک قرار دیا۔ دار قطنی نے اسے ضعیف کہا۔ یحییٰ بن معین نے اسے "لیس بثقہ" کہا۔ اسی طرح مرۃ نے بھی کہا۔ اور ابن عدی نے اسے شیعی اور متعصب کہا۔ یہ صرف خبروں کا ہی ماہر تھا۔

(یہی الفاظ میزان الاعتدال میں لوط بن یحییٰ کے متعلق مذکور ہیں۔ جلد ۳ ص ۳۶۰)

دوسرے راوی ہشام بن محمد کا حال

الکامل:

سَمِعْتُ بْنَ حَمَّادٍ يَقُوْلُ حَدَّثَنِيْ عَبْدُ اللّٰهِ سَمِعْتُ يَقُوْلُ هِشَامُ بْنُ كَلْبِيِّ مَنْ يُحَدِّثُ عَنْهُ اِنَّمَا هُوَ صَاحِبُ سَمَرٍ

marfat.com
Marfat.com

وَ نِسْبَۃٍ وَ مَا ظَنَنْتُ اَنَّ اَحَدًا یُحَدِّثُ عَنْہُ وَ ھٰذَا کَمَا قَالَ اَحْمَدُ ھِشَامُ بْنُ الْکَلْبِیِّ اَلْغَالِبُ عَلَیْہِ الْاَخْبَارُ وَ الْاَسْمَارُ وَ النِّسْبَۃُ وَ لَا اَعْرِفُ لَہٗ شَیْئًا مِنَ الْمُسْنَدِ۔

(الکامل فی ضعفاء الرجال جلد ۷ ص ۲۵۶۸

مطبوعہ بیروت طبع جدید)

ترجمہ

میں (مصنف الکامل) نے ابن حماد سے یہ کہتے سنا۔ کہ انہیں عبداللہ نے بتلایا۔ کہ ہشام بن الکلبی وہ شخص ہے۔ کہ کوئی بھی اس سے حدیث روایت کرنا گوارا نہیں کرتا۔ وہ تو رات کے وقت قصہ کہانیاں بیان کرنے کا لوگوں کے نسب کے متعلق جاننے والا شخص تھا۔ میرا خیال ہے کہ کسی نے بھی اس سے کوئی حدیث روایت نہ کی ہو گی۔ یہ اسی طرح کی جرح ہے۔ جس طرح امام احمد نے فرمایا۔ کہ ہشام بن الکلبی وہ شخص ہے کہ جس کی زیادہ تر باتیں قصہ کہانیاں ہیں۔ اور نسب نامہ خوب جانتا ہے مجھے اس کی ایک حدیث بھی ایسی معلوم نہیں۔ جس کی سند درست ہو۔

میزان الاعتدال:

ھِشَامُ بْنُ مُحَمَّدِ بْنِ السَّائِبِ الْکَلْبِیُّ قَالَ اَحْمَدُ بْنُ حَنْبَلٍ اِنَّمَا کَانَ صَاحِبُ سَمْرٍ وَ نَسَبٍ مَا ظَنَنْتُ اَنَّ اَحَدًا یُحَدِّثُ عَنْہُ وَ قَالَ الدَّارُ قُطْنِیُّ وَ غَیْرُہٗ مَتْرُوْکٌ وَ قَالَ ابْنُ عَسَاکِرَ

marfat.com
Marfat.com

رَافِضِیٌّ لَیْسَ بِثِقَۃٍ ۔

(میزان الاعتدال جلد ۴ ص ۲۵۶ -
حرف الھاء مطبوعہ مطبع سعادت
مصر طبع قدیم)

ترجمہ

ہشام بن محمد الکلبی کے متعلق امام احمد بن حنبل نے فرمایا یہ شخص تو قصہ کہانیاں کہنے والا تھا۔ اور علم انساب کا عالم تھا۔ میرا خیال ہے۔ کہ کسی نے بھی اس سے کوئی حدیث روایت نہیں کی۔ دار قطنی وغیرہ نے اسے متروک اور ابن عساکر نے اسے شیعی کہا۔ اور اس کا ثقہ نہ ہونا بتایا۔

(انہی الفاظ سے لسان المیزان جلد ۶ صفحہ نمبر ۱۹۶ حرف الھاء میں اس کے بارے میں لکھا گیا ہے۔)

ان دونوں راویوں کے بارے میں اسماء الرجال کی کتب سے حوالہ جات پیش کیے گئے۔ جن سے معلوم ہوا۔ کہ یہ دونوں راوی قابل وثوق نہیں۔ اور مذہبی طور پر دونوں شیعی اور وہ بھی کٹر اور متعصب تھے۔ لہٰذا ان کی روایات قابل استدلال نہیں ہو سکتیں۔

بے موقعہ کا گواہ:

طبقات ابن سعد کی روایت کی سند میں صاف طور پر لوط بن یحییٰ کا نام مذکور ہے۔ اس راوی کا سن وفات ۱۵۷ھ ہے۔ اور یہ ثابت کرنا چاہتا ہے۔ کہ حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ سے لے کر حضرت عمر بن عبد العزیز تک کے تمام گورنر اور عمال حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کو برسر منبر گالی دیا کرتے تھے۔ یہ صاحب

marfat.com
Marfat.com

تو اس دور میں تھے ہی نہیں۔ انہیں کیسے پتہ چل گیا۔ کہ ان کی دنیا میں آمد سے پہلے یہ کچھ ہوتا رہا۔ یا اس لیے ہم نے کہا۔ کہ اس نے اپنے سے اوپر کسی راوی کا ذکر نہیں کیا۔ کہ اس نے مجھے بتلایا۔ اس سے ہی آپ اس کی دیانت داری اور صدق بیانی کا اندازہ کر سکتے ہیں۔ البدایۃ والنھایۃ میں مذکورہ روایت کی سند بالکل موجود نہیں۔ اگر ہوتی تو اس کے متعلق کچھ کہا جاتا۔

لیکن اندازہ ہوتا ہے۔ کہ صاحب البدایۃ والنھایۃ کو اس کی سند دستیاب ہی نہیں ہوئی۔ ورنہ وہ ضرور ذکر کرتے۔ ان چاروں روایات کا مضمون تقریباً ملتا جلتا ہے اس لیے ان میں سے ایک دو کا مجروح بلکہ محض قصہ کہانی ہونا ثابت ہونے کے بعد ان کی صحت پر کون یقین کرے گا۔ اس لیے ان کے مضمون پر ہرگز اعتبار نہیں کیا جا سکتا۔ تو معلوم ہوا۔ کہ حضرت امیر معاویہ کے دور میں اور اس کے بعد تک حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کو برسرِ منبر گالی دینے کا کوئی واضح ثبوت موجود نہیں۔

جواب سوم:

لفظ "سب" کی حقیقت

کتب اہل سنت سے مذکورہ چار عدد روایات کے مرتبہ اور مقام کا ہم ذکر کر چکے ہیں۔ چلو بفرض محال ان کو درست تسلیم کر لیا جائے۔ تو ان میں "لعنت" کے معنی کا کوئی لفظ استعمال نہیں ہوا۔ اور یہ امر مسلم ہے۔ کہ کسی شخص کا مخصوص نام لے کر اس پر لعن طعن کرنا درست نہیں۔ اِلّا یہ کہ قرآن و حدیث میں ایسا آگیا ہو۔ روایات مذکورہ میں لفظ "سب" مذکور ہے۔ جو از روئے لغت کئی ایک معانی میں استعمال ہوتا ہے۔ اور احادیث میں بھی اس کے مختلف معانی لیے گئے ہیں۔ آئیے کتب لغت اور احادیث

marfat.com
Marfat.com

اہل سنت سے اس کی تصدیق حاصل کریں۔

لسان العرب:

وَالسَّبُّ الْعَارُ وَيُقَالُ صَارَ هٰذَا الْاَمْرُ سُبَّةً عَلَيْهِمْ بِالْقَسْرِ اَیْ عَارًا يُسَبُّ بِهٖ۔

(لسان المیزان جلد اول ص ۴۵۶
(سبب) مطبوعہ بیروت طبع جدید)

ترجمہ

"سب" کا معنی عار دلانا ہے۔ کہا جاتا ہے۔ یہ کام ان لوگوں پر سُبّہ ہو ہوگیا۔ یعنی عار بن گیا۔

بخاری شریف:

فَلَمَّا دَخَلَ قَالَ عَبَّاسٌ يَا اَمِيْرَ الْمُؤْمِنِيْنَ اِقْضِ بَيْنِيْ وَ بَيْنَ هٰذَا وَهُمَا يَخْتَصِمَانِ فِي الَّتِيْ اَفَاءَ اللّٰهُ عَلٰى رَسُوْلِهٖ مِنْ بَنِي النَّضِيْرِ فَاسْتَبَّ عَلِيٌّ وَعَبَّاسٌ۔

(بخاری شریف جلد دوم ص ۵۷۵
مطبوعہ کراچی)

ترجمہ

جب حضرت عباس اور حضرت علی دونوں فاروق اعظم کے پاس آئے تو عباس بولے۔ اے امیرالمؤمنین۔ امیرے اور ان (علی) کے درمیان

marfat.com
Marfat.com

فیصلہ کر دیجئے۔ دونوں کا جھگڑا اس مال غنیمت میں تھا۔ جو اللہ تعالیٰ نے اپنے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کو عطا فرمایا تھا۔ دونوں نے ایک دوسرے کو "سب" کیا۔ (یہاں اس لفظ کا معنی گالی دینا نہیں بنتا کیونکہ ایک تو رشتہ چچا بھتیجا کا تھا۔ اور دوسرا دونوں گالی دینے کے گناہ سے واقف تھے۔ اس لیے یہاں معنی سخت کلامی ہو گا۔)

مذکورہ حدیث کی تشریح میں امام قسطلانی فرماتے ہیں۔

ارشاد الساری:

(فَاسْتَبَّ عَلِیٌّ وَعَبَّاسٌ) فِیْ غَیْرِ مُحَرَّمٍ بَلْ مِنْ قَبِیْلِ الْعَتَبِ۔

(ارشاد الساری شرح البخاری جلد ۶ ص ۲۸۱ مطبوعہ بیروت طبع جدید)

ترجمہ

حضرت علی اور عباس رضی اللہ عنہما نے ایک دوسرے کو کوئی حرام بات نہیں کہی۔ بلکہ عتاب والے کلمات کہے۔

علامہ العینی رحمۃ اللہ علیہ نے اس حدیث کی تشریح ان الفاظ سے کی۔

عمدۃ القاری:

(فَاسْتَبَّ) لَمْ یَکُنْ هٰذَا السَّبُّ مِنْ قَبِیْلِ الْقَذْفِ وَلَا مِنْ نَوْعِ الْمُحَرَّمَاتِ وَلَعَلَّ عَلِیًّا ذَکَرَ تَخَلُّفَ عَبَّاسٍ عَنِ الْهِجْرَةِ وَنَحْوَ ذٰلِكَ۔

(عمدۃ القاری للعینی جلد ۱۷ ص ۱۳۵ مطبوعہ بیروت طبع جدید)

marfat.com
Marfat.com

ترجمہ

حضرت علی المرتضےٰ رضی اللہ عنہ اور حضرت عباس رضی اللہ عنہ نے ایک دوسرے پر لعنت نہ کی۔ جو بوقت قذف کی جاتی ہے۔ اور نہ ہی کوئی ایسی بات ایک دوسرے کو کہی۔ جو از روئے شرع حرام ہو۔ شاید حضرت علی المرتضےٰ رضی اللہ عنہ نے حضرت عباس کو یہ کہہ کر "سب" دی ہو۔ کہ تم ہجرت کے وقت مہاجرین کے ساتھ نہیں آئے۔ تم پیچھے رہنے والے ہو۔

حضور ختمی مرتبت صلی اللہ علیہ وسلم کے بارے میں بھی یہ لفظ احادیث میں مذکور ہے

مؤطا امام مالک :

فَجِئْنَاهَا وَقَدْ سَبَقَنَا اِلَيْهَا رَجُلَانِ وَالْعَيْنُ تَبِضُّ بِشَيْءٍ مِنْ مَآءٍ فَسَاَلَهُمَا رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ هَلْ مَسَسْتُمَا مِنْ مَآءِهَا شَيْئًا فَقَالَا نَعَمْ فَسَبَّهُمَا رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَقَالَ لَهُمَا مَاشَاءَ اللّٰهُ اَنْ يَّقُوْلَ۔

(مؤطا امام مالک ص ۱۲۵ مطبوعہ کراچی طبع جدید)

ترجمہ

حضور صلی اللہ علیہ وسلم جب تبوک کی طرف روانہ ہوئے۔ تو آپ نے صحابہ کرام کو ہدایت دی۔ کہ کل تم انشاء اللہ چشمہ تبوک پر پہنچ جاؤ گے لیکن چاشت کے وقت۔ اور فرمایا۔ کہ میرے آنے سے قبل اس چشمہ کے پانی کو نہ ہاتھ

marfat.com
Marfat.com

لگانا۔ اور نہ ہی پینا۔ صحابہ کرام فرماتے ہیں۔ ہم جب وہاں پہنچے۔ تو دیکھا۔ دو آدمی ہم میں سے پہلے ہی وہاں پہنچ چکے ہیں۔ چشمہ کا چمکتا پانی دیکھ کر انہوں نے پی لیا جب حضور صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لائے تو آپ نے ان دونوں سے دریافت فرمایا۔ کیا تم نے اس چشمہ کا پانی پیا ہے۔ عرض کی ہاں۔ تو آپ نے ان دونوں کو "سب" پلائی یعنی ڈانٹ پلائی۔

دیکھئے یہاں بھی لفظ وہی استعمال ہوا ہے۔ لیکن سرکار دوعالم صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات مقدسہ سے گالی گلوچ کا وقوع کسی طرح بھی ممکن نہیں۔ اس لیے یہاں صرف ڈانٹ پلانے کے معنی میں استعمال ہوا ہے۔ اس لیے روایات مذکورہ میں لفظ "سب" کو گالی گلوچ پر محمول کرنے کے لیے کوئی قرینہ چاہیئے۔ ورنہ لازم آئے گا۔ کہ بغیر کسی قرینہ اور ترجیح کے ایک معنی کو متعین کر لیا گیا ہے۔ اور ایسا کرنا قاعدہ و ضوابط کے خلاف ہے۔ (واللہ اعلم بالصواب)

ایک اہم شبہہ:

حضرت علی اور امیر معاویہ کی باہم لعنت بازی (معاذ اللہ)

ہم نے جو جواب دیا کہ "سب" کے مختلف معنی ہیں۔ اسے خواہ مخواہ لعن وطعن اور گالی گلوچ کے مفہوم میں لینا درست نہیں۔ اور یہ کہ روایات مذکورہ میں صرف لفظ "سب" آیا ہے۔ تو اس پر کوئی یہ شبہہ وارد کرے۔ کہ اہل سنت کی کتابوں میں یہ بات موجود ہے۔ کہ حضرت علی المرتضٰے رضی اللہ عنہ امیر معاویہ، عمرو اور حبیب وغیرہ پر لعنت کرتے تھے۔ اور حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ بھی حضرت علی رضی اللہ عنہ پر لعنت کرتے تھے۔ حوالہ ملاحظہ ہو اگلے صفحہ پر

marfat.com
Marfat.com

کامل ابن اثیر:

وَرَجَعَ ابْنُ عَبَّاسٍ وَشُرَيْحٌ اِلٰى عَلِيٍّ وَكَانَ عَلِيٌّ اِذَا صَلَّى الْغَدَاةَ يَقْنُتُ فَيَقُوْلُ اَللّٰهُمَّ الْعَنْ مُعَاوِيَةَ وَعَمْرَوَ اَبَا الْاَعْوَرِ وَحَبِيْبًا وَعَبْدَ الرَّحْمٰنِ بْنَ خَالِدٍ وَالضَّحَّاكَ بْنَ قَيْسٍ وَالْوَلِيْدَ. فَبَلَغَ ذٰلِكَ مُعَاوِيَةَ فَكَانَ اِذَا قَنَتَ سَبَّ عَلِيًّا وَابْنَ عَبَّاسٍ وَالْحَسَنَ وَالْحُسَيْنَ وَالْاَشْتَرَ۔

(کامل ابن اثیر جلد ۳ ص ۳۳۳ ۔ طبع بیروت ۳۷ھ ذکر اجتماع الحکمین)

ترجمہ

حضرت عبداللہ بن عباس اور شریح رضی اللہ عنہما جب دومۃ الجندل سے حکمین کا فیصلہ سن کر واپس آئے ۔ اور حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کو اس کی خبر دی ۔ تو حضرت علی رضی اللہ عنہ کا معمول یہ بن گیا ۔ کہ وہ روزانہ نماز صبح میں قنوت پڑھتے ۔ جس کے الفاظ یہ تھے ۔ اے اللہ! معاویہ عمرو ابوالاعور، حبیب، عبدالرحمٰن بن خالد، ضحاک اور ولید پر لعنت بھیج ۔ جب یہ بات حضرت امیر معاویہ تک پہنچی ۔ تو وہ بھی قنوت کے وقت حضرت علی، ابن عباس، حسن و حسین اور اشتر کو گالی دیا کرتے تھے۔

marfat.com
Marfat.com

تاریخ طبری:

قَالَ اَبُوْ مَخْنَفٍ حَدَّثَنِی الْمَجَالِدُ بْنُ سَعِیْدٍ عَنِ الشَّعْبِیِّ عَنْ زِیَادِ بْنِ النَّضْرِ الْحَارِثِیِّ وَرَجَعَ بْنُ عَبَّاسٍ وَشُرَیْحُ بْنُ هَانِیٍٔ اِلٰی عَلِیٍّ وَكَانَ اِذَا صَلَّی الْغَدَاةَ یَقْنُتُ فَیَقُوْلُ اَللّٰهُمَّ الْعَنْ مُعَاوِیَةَ وَعُمَرَ وَاَبَا الْاَعْوَرِ السُّلَمِیِّ وَحَبِیْبًا وَعَبْدَ الرَّحْمٰنِ بْنَ خَالِدٍ وَالضَّحَّاكَ بْنَ قَیْسٍ وَالْوَلِیْدَ فَبَلَغَ ذٰلِكَ مُعَاوِیَةَ فَكَانَ اِذَا قَنَتَ لَعَنَ عَلِیًّا وَابْنَ عَبَّاسٍ وَالْاَشْتَرَ وَحَسَنًا وَحُسَیْنًا۔

(تاریخ طبری ج ۶ ص ۴۰ سنہ ۳۷ھ مطبوعہ بیروت)

ترجمہ

حضرت ابن عباس اور شریح جب تحکیم کا فیصلہ سن کر واپس حضرت علی کے پاس آئے۔ تو حضرت علی کو وہ فیصلہ بتایا۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ جب صبح کی نماز میں قنوت پڑھتے تو یہ الفاظ کہتے۔ اے اللہ! معاویہ، عمر، ابو الاعور السلمی، حبیب، عبدالرحمٰن بن خالد، ضحاک بن قیس اور ولید پر لعنت بھیج۔ جب اس کی خبر حضرت امیر معاویہ کو ملی۔ تو انہوں نے قنوت پڑھتے وقت یہ کہنا شروع کر دیا۔ علی، ابن عباس، اشتر اور حسن و

marfat.com
Marfat.com

حسین پر لعنت ہو۔

البدایۃ والنہایۃ:

فَذَكَرَ اَبُوْ مَخْنَفٍ عَنْ اَبِیْ حُبَابِ الْكَلْبِیْ
اَنَّ عَلِيًّا لَمَّا بَلَغَهٗ مَا فَعَلَ عَمْرُو
كَانَ يَلْعَنُ فِیْ قُنُوْتِهٖ مُعَاوِيَةَ وَعَمْرَو
بْنَ الْعَاصِ، اَبَا الْاَعْوَرِ السُّلَمِیْ وَحَبِيْبَ
ابْنَ مَسْلَمَةَ وَالضَّحَّاكَ بْنَ قَيْسٍ وَعَبْدَ
الرَّحْمٰنِ بْنَ خَالِدِ بْنِ الْوَلِيْدِ وَالْوَلِيْدَ
بْنَ عُقْبَةَ فَلَمَّا بَلَغَ ذٰلِكَ مُعَاوِيَةَ كَانَ
يَلْعَنُ فِیْ قُنُوْتِهٖ عَلِيًّا وَحَسَنًا وَحُسَيْنًا وَابْنَ
عَبَّاسٍ وَالْاَشْتَرَ النَّخْعِیْ وَلَا يَصِحُّ هٰذَا۔

(البدایۃ والنہایۃ جلد نمبر ۷ ص ۲۸۴ مطبوعہ)

ترجمہ

حباب الکلبی سے ابومخنف نے ذکر کیا۔ کہ جب حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کو عمرو بن العاص کے فیصلہ کی اطلاع ملی۔ تو حضرت علی اپنی قنوت میں ان حضرات پر لعنت کیا کرتے تھے۔ معاویہ، عمرو بن العاص ابوالاعور السلمی، حبیب بن مسلمہ، ضحاک بن قیس، عبدالرحمٰن بن خالد بن ولید اور ولید بن عقبہ۔ پھر جب یہ خبر حضرت امیر معاویہ تک پہنچی۔ تو انہوں نے قنوت کے درمیان حضرت علی، حسن وحسین، ابن عباس اور

marfat.com
Marfat.com

اشتر نخعی کو لعنت دینا شروع کر دی۔ اور یہ روایت صحیح نہیں ہے۔
ان عبارات سے معلوم ہوا۔ کہ امیر معاویہ رضی اللہ عنہ حضرت علی المرتضیٰ پر لعنت کیا کرتے تھے۔ یہاں
روایات میں لفظ "سب" نہیں۔ کہ اس کی تاویل کر دی جائے۔ اس لیے پتہ چلا کہ ان روایات میں بھی "سب" کا معنی لعنت ہی ہے۔

جواب شبہ:

ہمارا مسلک یہ ہے۔ کہ صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین باہم لعن طعن کرنے سے بَری تھے۔ اس لیے صاحب البدایہ نے کہا ہے۔ کہ لعن طعن کی یہ روایات صحیح نہیں ہیں لہٰذا ایسی روایات کہ جن میں ان باتوں کا ثبوت ہو۔ وہ ناقابل اعتبار ہیں۔
ان مذکورہ روایات میں سے کامل ابن اثیر اور البدایہ والی روایت کی تو پوری سند مذکور نہیں۔ اس لیے یہ قابل حجت نہ بنی۔ ہاں طبری کی روایت باسناد ہے۔ لیکن اس میں راوی پہلا ابومخنف وہی ہے کہ جس کے بارے میں ہم گزشتہ صفحات میں تحقیق کر چکے۔ کہ یہ بالکل ناقابلِ وثوق آدمی ہے۔ کٹر شیعہ ہونے کے علاوہ اس سے کسی نے کوئی حدیث روایت نہیں کی۔ دوسرا راوی "مجالد بن سعید" ہے۔ اس کی تحقیقت بھی سن لیجیے۔

میزان الاعتدال:

مُجَالِدُ بْنُ سَعِيْدِ الْهَمْدَانِيُّ مَشْهُوْرٌ صَاحِبُ حَدِيْثٍ عَلِيٍّ فِيْهِ لِيْنٌ رَوٰى عَنْ قَيْسِ بْنِ اَبِيْ حَازِمٍ وَالشَّعْبِيِّ قَالَ ابْنُ مُعِيْنٍ

marfat.com
Marfat.com

وَغَيْرُهٗ لَا يُحْتَجُّ بِهٖ وَقَالَ اَحْمَدُ يَرْفَعُ كَثِيْرًا مِمَّا لَا يَرْفَعُهُ النَّاسُ لَيْسَ بِشَيْءٍ وَ قَالَ النَّسَائِيُّ لَيْسَ بِقَوِيٍّ وَ ذَكَرَ الْاَشَجُّ اَنَّهٗ شِيْعِيٌّ وَقَالَ الدَّارُ قُطْنِيُّ ضَعِيْفٌ وَقَالَ الْبُخَارِيُّ كَانَ يَحْيَى بْنُ سَعِيْدٍ يُضَعِّفُهٗ وَكَانَ ابْنُ مَهْدِيٍّ لَا يَرْوِيْ عَنْهُ ۔

(میزان الاعتدال ص ۸
مطبوعہ بیروت)

ترجمہ

مجالد بن سعید ہمدانی حدیثِ علی والا مشہور ہے۔ اس میں روایت کے اعتبار سے کمزوری ہے۔ قیس بن ابی حازم اور شعبی سے روایت کرتا ہے ابن معین وغیرہ نے کہا ہے۔ کہ یہ قابلِ احتجاج نہیں ہے۔ امام احمد فرماتے ہیں۔ بہت سی ایسی احادیث کو مرفوع ذکر کر دیتا کہ جن کو کسی نے بھی، مرفوع ذکر نہیں کیا ہوتا۔ یہ کوئی اہمیت نہیں رکھتا۔ امام نسائی کا کہنا ہے۔ یہ کمزور ہے۔ اشج نے ذکر کیا۔ یہ شیعہ تھا۔ دار قطنی نے اسے ضعیف کہا۔ امام بخاری نے کہا۔ کہ یحییٰ بن معین اس کی تضعیف کیا کرتے تھے۔ اور ابن مہدی اس کی روایت کو ذکر نہ کرتا تھا۔

قارئین کرام! آپ نے ان راویوں کے حالات اور ان کی حیثیت فن رجال کے اعتبار سے جان لی۔ تو معلوم ہوا۔ کہ ان کی روایت اس پایہ کی ہرگز نہیں ہو سکتی کہ اس پر اعتماد کیا جا سکے۔ پھر یہ بھی کہ ان کا تعلق بھی اسی مذہب سے ہے۔ جو معترض کا ہے۔

marfat.com
Marfat.com

مع البدایۃ والنھایۃ، کی روایت ذکر کرنے میں معترض نے چالاکی اور ہوشیاری سے کام لے کر اس کے آخری الفاظ ذکر ہی نہیں کیے۔ کیونکہ ان الفاظ سے نہ تو اس روایت کا وزن باقی رہتا تھا۔ اور نہ ہی معترض کے ہاتھ کوئی بات آسکتی تھی۔ الفاظ یہ ہیں۔ ولا یصح ھذا۔ یہ روایت اور اس کا مفہوم صحیح نہیں ہے۔ لہٰذا اسی روایت غیر صحیحہ سے یہ ثابت کرنا کہ حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ حضرت علی المرتضٰے پر لعن طعن کیا کرتے تھے۔ کہاں درست ہوگا؟

اگر تھوڑی دیر کے لیے اس روایت کو درست تسلیم کر لیا جائے۔ تو پھر ایک نہیں دو قباحتیں لازم آئیں گی۔ ایک یہ کہ امیر معاویہ رضی اللہ عنہ جناب علی المرتضٰے پر لعن طعن کرتے تھے۔ اور دوسری یہ کہ حضرت علی المرتضٰے رضی اللہ عنہ بھی امیر معاویہ وغیرہ پر لعن طعن کرتے تھے۔ بلکہ اس کی ابتداء حضرت علی المرتضٰے رضی اللہ عنہ نے کی۔ امیر معاویہ نے تو ان کے لعن طعن کے جواب میں ایسا کہنا شروع کیا۔ تو اصل اعتراض حضرت علی المرتضٰے رضی اللہ عنہ پر ہوگا۔ کیا خیال ہے۔ معترض اس کو تسلیم کرے گا؟

خلاصہ جواب:

حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کی ذات پر جو یہ الزام دیا جاتا ہے۔ کہ انہوں نے حضرت علی المرتضٰے رضی اللہ عنہ پر لعن طعن کیا۔ اول تو ایسی روایات بالکل بے بنیاد اور غلط ہیں۔

دوسرا یہ کہ جن روایات میں لفظ "سب" آیا ہے۔ اس کے معنی ڈانٹ ڈپٹ بھی ہیں۔ جو کہ ان حضرات کی شان کے پیش نظر درست ہیں۔ اس لفظ سے گالی اور لعنت مراد لینا درست ہے۔ اس کی تائید لغت اور احادیث نبویہ سے بھی ان کی تشریحات سے ہم پیش کر چکے ہیں۔ تیسرا یہ کہ جہاں کہیں کسی روایت میں لفظ "لعنت" موجود

marfat.com
Marfat.com

ہے۔ وہ روایت ہی سرے سے قابل استناد نہیں۔ اس کے راوی متعصب شیعہ تھے ان کی ایسی باتوں کو کون تسلیم کرے گا۔ اور آخری بات یہ کہ خود صاحب البدایہ والنہایہ نے اس کا فیصلہ خود صادر فرما دیا ہے۔ کہ یہ صحیح نہیں ہے۔ پھر بفرض تسلیم اس لعن طعن کی ابتداء حضرت علی المرتضٰے رضی اللہ عنہ سے ہوئی۔ امیر معاویہ رضی اللہ عنہ پر اعتراض تب ہوتا۔ کہ یہ اس کی طرح ڈالتے لیکن روایات اس کا ساتھ نہیں دیتیں۔

فاعتبروا یا اولی الابصار

جواب چہارم:

سب وشتم کی روایات فریقین کے نزدیک بے اصل ہیں۔ وگرنہ اس کی ابتداء حضرت علی المرتضٰی رضی اللہ عنہ سے ہوئی

منتخب التواریخ:

وگفتہ شدہ کہ حضرت امیر پنج نفر را لعن میکرد معٰویہ عمرو بن العاص و ابو اعور سلمی و حبیب بن مسلمہ و بسر بن ارطاۃ را و معٰویہ ہم پنج نفر را لعن میکرد آنحضرت و دو نور دیدہ اش و عبداللہ بن عباس و مالک اشتر را۔

(منتخب التواریخ باب سوم ص ۱۳۶ تا ۱۳۸ فصل ہشتم مطبوعہ تہران طبع جدید)

marfat.com
Marfat.com

ترجمہ

کہا گیا ہے۔ کہ حضرت امیر المومنین علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ پانچ اشخاص پر لعنت کیا کرتے تھے۔ ۱۔ امیر معاویہ۔ ۲۔ عمرو بن العاص۔ ۳۔ ابوالاعور سلمی، ۴۔ حبیب بن مسلمہ، ۵۔ بسر بن　　ارطاۃ۔ اور امیر معاویہ بھی پانچ آدمیوں کو لعنت کرتے حضرت علی، حسن، حسین رض عبداللہ بن عباس اور مالک اشتر پر۔

ابن حدید:

وَلِهٰذَا قَنَتَ اَمِيْرُ الْمُؤْمِنِيْنَ عَلَيْهِ السَّلَامُ عَلٰى مُعَاوِيَةَ وَجَمَاعَةٍ مِّنْ اَصْحَابِهٖ وَلَعَنَهُمْ فِيْ اَدْبَارِ الصَّلٰوةِ۔

(ابن حدید شرح نہج البلاغہ جلد ۲
ص ۸ مطبوعہ بیروت طبع جدید)

ترجمہ

اس لیے حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ فرضی نمازوں کے بعد امیر معاویہ اور ان کے دوسرے ساتھیوں پر لعنت بھیجا کرتے تھے۔

کتاب الصفین:

وَ كَانَ عَلِيٌّ اِذَا صَلَّى الصَّلٰوةَ الْغَدَاةَ وَ الْمَغْرِبَ وَ فَرَغَ مِنَ الصَّلٰوةِ يَقُوْلُ اَللّٰهُمَّ الْعَنْ مُعَاوِيَةَ وَعَمْرًا وَ اَبَا مُوْسٰى وَ حَبِيْبَيْنَ

marfat.com
Marfat.com

مَسْلَمَةَ وَالضِّحَاكِ بْنَ قَيْسٍ وَالْوَلِيْدِ بْنَ عُقْبَةَ وَعَبْدَ الرَّحْمٰنِ بْنَ خَالِدِ بْنِ الْوَلِيْدِ فَبَلَغَ ذٰلِكَ مُعَاوِيَةَ وَكَانَ إِذَا قَنَتَ لَعَنَ عَلِيًّا وَ ابْنَ عَبَّاسٍ وَقَيْسَ بْنَ سَعْدٍ وَالْحَسَنَ وَالْحُسَيْنَ۔

(کتاب صفین مطبوعہ ایران سنہ ۱۳۰۱ھ ص ۲۷۲)

ترجمہ

حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ جب نماز صبح اور مغرب ادا فرما لیتے ۔ تو یوں کہتے اے اللہ لعنت بھیج معاویہ، عمرو بن العاص، ابو موسیٰ، حبیب بن مسلمہ ضحاک بن قیس، ولید بن عقبہ، عبدالرحمٰن بن خالد بن ولید پر، جب اس کی خبر حضرت امیر معاویہ کو ہوئی ۔ تو انہوں نے قنوت کے وقت علی، ابن عباس قیس بن سعد اور حسن و حسین پر لعنت کرنا شروع کر دی۔

لمحہ فکریہ:

گزشتہ اوراق میں ہم اس امر کی تحقیق کر چکے ہیں ۔ کہ حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ اس الزام سے بری ہیں ۔ کہ وہ حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ وغیرہ پر لعن طعن کیا کرتے تھے ۔ کیونکہ ایسی روایات کہ جن میں یہ مضمون پایا جاتا ہے ۔ ناقابل اعتبار ہیں ۔ ان کے راوی گئے ۔ گزرے ہیں ۔ اب ہم اس امر کی تحقیق پیش کرتے ہیں ۔ کہ کیا واقعی حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ نے امیر معاویہ وغیرہ پر سلسلہ لعن طعن شروع کیا؟

نہج البلاغۃ:

وَقَدْ سَمِعَ قَوْمًا مِنْ اَصْحَابِهٖ يَسُبُّوْنَ

marfat.com
Marfat.com

مِنْ اَهْلِ الشَّامِ اَيَّامَ حَرْبِهِمْ بِصِفِّيْنَ اِنِّيْ اُكْرِهُ لَكُمْ اَنْ تَكُوْنُوْا سَبَّابِيْنَ وَلٰكِنَّكُمْ وَصَفْتُمْ اَعْمَالَهُمْ وَذَكَرْتُمْ حَالَهُمْ كَانَ اَصْوَبَ فِي الْقَوْلِ وَاَبْلَغُ فِي الْعُذْرِ وَقُلْتُمْ مَكَانَ سَبِّكُمْ اِيَّاهُمْ اَللّٰهُمَّ احْقِنْ دِمَآءَنَا وَدِمَاءَهُمْ وَاَصْلِحْ ذَاتَ بَيْنِنَا وَبَيْنِهِمْ۔

(نہج البلاغۃ خطبہ ۲۰۶ ص ۳۲۳ مطبوعہ
بیروت جدید چھوٹا سائز)

ترجمہ

جنگ صفین میں آپ کے اصحاب میں سے ایک گروہ اہل شام کو سب و شتم کرتا تھا۔ آپ نے یہ خبر سُنی تو فرمایا۔ میں تمہارے لیے اس امر کو مکروہ سمجھتا ہوں۔ کہ تم دشنام دینے والے بن جاؤ۔ لیکن اگر تم ان کے اعمال کا بدلہ بیان کرو۔ ان کی خراب حالتوں کا ذکر کرو۔ تو البتہ یہ گفتار نہایت درست ہے۔ اعتذار کے لیے نہایت بلیغ ہے۔ اب تم بجائے انہیں دشنام دیتے ہو۔ تو اس کی بجائے یہ کہو۔ کہ پروردگار ہمارے اور ان کے خون کو بہنے سے بچا ہمارے اور ان کے درمیان اصلاح کر دے۔

نہج البلاغۃ:

كَتَبَهٗ اِلٰى اَهْلِ الْاَمْصَارِ يَقُصُّ فِيْهِ مَا جَرٰى بَيْنَهٗ وَبَيْنَ اَهْلِ الصِّفِّيْنِ وَكَانَ بَدْءُ اَمْرِنَا اِنَّا الْتَقَيْنَا وَالْقَوْمُ مِنْ اَهْلِ الشَّامِ

marfat.com
Marfat.com

وَالظَّاهِرُ اَنَّ رَبَّنَا وَاحِدٌ وَنَبِيَّنَا وَاحِدٌ وَدَعْوَتَنَا فِي الْإِسْلَامِ وَاحِدٌ وَلَا نَسْتَزِيْدُهُمْ فِي الْإِيْمَانِ بِاللّٰهِ وَالتَّصْدِيْقِ بِرَسُوْلِهٖ وَلَا يَسْتَزِيْدُوْنَنَا الْاَمْرُ وَاحِدٌ اِلَّا مَا اخْتَلَفْنَا فِيْهِ مِنْ دَمِ عُثْمَانَ وَنَحْنُ مِنْهُ بُرَآءٌ۔

(نہج البلاغہ خط نمبر ۵۸ صفحہ نمبر ۴۴۸
مطبوعہ بیروت چھوٹا سائز)

ترجمہ

اکثر شہروں کے معززین کو حضرت امیر نے خط تحریر فرمایا ہے۔ کہ جس میں ماجرائے جنگ صفین کا بیان ہے۔ ہماری اس ملاقات (لڑائی) کی ابتداء جو اہل شام کے ساتھ ہوئی۔ کیا تھی۔ حالانکہ یہ بات ظاہر ہے۔ کہ ہمارا اور ان کا خدا ایک رسول ایک ہے۔ دعوت اسلام ایک ہے جیسے وہ لوگوں کو اسلام کی طرف بلاتے ہیں ویسے ہم بھی۔ ہم خدا پر ایمان لانے اور اس کے رسول کی تصدیق کرنے میں ان پر کسی فضیلت کے خواہاں نہیں نہ وہ ہم پر فضل و زیادتی کے طلب گار ہیں۔ ہماری حالتیں بالکل یکساں ہیں۔ مگر وہ ابتداء یہ ہوئی۔ کہ خون عثمان میں اختلاف پیدا ہو گیا۔ حالانکہ ہم اس سے بری تھے۔

(نیرنگ فصاحت ترجمہ،
نہج البلاغہ۔ صفحہ نمبر ۴۶۷
مطبوعہ یوسفی دہلی۔

marfat.com
Marfat.com

قرب الاسناد :

جَعْفَرٌ عَنْ اَبِیْهِ اَنَّ عَلِیًّا عَلَیْهِ السَّلَامُ کَانَ یَقُوْلُ لِاَهْلِ حَرْبِهٖ اِنَّا لَمْ نُقَاتِلْهُمْ عَلَی التَّکْفِیْرِ لَهُمْ وَلَمْ نُقَاتِلْهُمْ عَلَی التَّکْفِیْرِ لَنَا وَلٰکِنَّا رَاَیْنَا اِنَّا عَلٰی حَقٍّ وَرَاَوْا اَنَّهُمْ عَلٰی حَقٍّ ۔

(قرب الاسناد عبداللہ بن جعفر حمیری قمی ۔ ص ۴۵ مطبوعہ تہران جدید)

ترجمہ

امام جعفر اپنے والد بزرگوار امام باقر رضی اللہ عنہما سے روایت کرتے ہیں کہ حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ اپنے مدمقابل کے بارے میں فرمایا کرتے تھے ہم نے ان کے ساتھ لڑائی اس لیے نہیں کی ۔ کہ وہ ہمیں یا ہم ان کو کافر سمجھتے تھے ۔ بیکن ہوا یوں کہ انہوں نے اپنے آپ کو اور ہم نے اپنے آپ کو حق پر سمجھا ۔

قرب الاسناد :

جَعْفَرٌ عَنْ اَبِیْهِ اَنَّ عَلِیًّا عَلَیْهِ السَّلَامُ لَمْ یَکُنْ یَنْسِبُ اَحَدًا مِنْ اَهْلِ حَرْبِهٖ اِلَی الشِّرْكِ وَلَا اِلَی النِّفَاقِ وَلٰکِنْ یَقُوْلُ هُمْ اِخْوَانُنَا بَغَوْا عَلَیْنَا ۔

(قرب الاسناد ص ۴۵ مطبوعہ تہران طبع جدید)

marfat.com
Marfat.com

ترجمہ

امام جعفر صادق اپنے والد گرامی امام باقر رضی اللہ عنہما سے روایت کرتے ہیں کہ حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ اپنے مدمقابل میں سے کسی کو بھی مشرک یا منافق کی نسبت سے یاد نہ کرتے تھے۔ لیکن یوں کہا کرتے تھے۔ وہ ہمارے بھائی تھے۔ ان سے زیادتی ہوگئی۔

ان روایات سے صاف ظاہر کہ حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ اور امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کے درمیان جنگ اس وجہ سے نہ تھی۔ کہ ان میں سے کوئی ایک دوسرے کو مشرک۔ کافر یا منافق سمجھتا تھا۔ لیکن وجہ یہ تھی۔ کہ حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ کی شہادت کے ذمہ داروں سے قصاص لینے میں حضرت علی المرتضیٰ اپنے آپ اور اپنے ساتھیوں کو حق پر سمجھتے تھے۔ اُدھر امیر معاویہ اور حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا وغیرہ اپنے آپ کو حق پر گردانتے تھے۔ یہی وجہ تھی۔ کہ جب حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کو معلوم ہوا۔ کہ کچھ لوگ جو ان کے طرف دار تھے۔ امیر معاویہ پر لعن طعن کرتے ہیں۔ تو آپ نے انہیں منع کر دیا۔ اور انہیں فرمایا۔ کہ ان لوگوں کے بارے میں کلمات خیر کہو۔ صرف انہیں مغالطہ لگا ہے۔ کہ ہم حضرت عثمان کی شہادت میں ملوث تھے۔ بلکہ ہم تو اس سے بالکل بری تھے۔ اسی طرح نہ ہم ان پر کسی ایمانی برتری کے خواہاں اور نہ وہ ہم پر کسی فضیلت کے خواستگار ہیں۔

جب معلوم ہوگیا۔ کہ حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ حضرت امیر معاویہ وغیرہ مدمقابل کو مسلمان سمجھتے تھے۔ تو ضابطہ شرعیہ کے مطابق لعنت، صرف کفر شرک و نفاق پر ہوتی ہے۔ احادیث میں موجود ہے۔ کہ اگر کوئی کسی پر لعنت کرتا ہے۔ تو وہ دو حالتوں سے خالی نہیں۔

اگر وہ لعنت کا مستحق تھا۔ تو ٹھیک ورنہ لعنت لوٹ کر لعنت کرنے والے

marfat.com
Marfat.com

پر آپڑتی ہے۔

(حلیۃ المتقین ص ۱۲۶ مطبوعہ ایران قدیم
قرب الاسناد ص ۷)

لہذا معلوم ہوا۔ کہ وہ روایات کہ جن میں یہ مذکور ہے۔ کہ حضرت علی المرتضٰے رضی اللہ عنہ امیر معاویہ اور ان کے رفقاء پر لعنت کیا کرتے تھے۔ بالکل بے اصل اور بہتان سے کم نہیں اس کی تردید خود حضرت علی المرتضٰے کے اقوال سے آپ ملاحظہ کر چکے ہیں۔

جواب پنجم:-

حضرت امیر معاویہ حضرت علی پر لعنت نہیں کرتے بلکہ رحمتیں بھیجتے تھے اور ان کا ذکر سن کر رو پڑتے تھے

حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کے بارے میں حضرت علی المرتضٰے رضی اللہ عنہ پر سب وشتم کی روایات کا حال آپ معلوم کر چکے۔ اب ہم ایک اور جواب کی طرف آرہے ہیں۔ وہ یہ کہ حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کے بارے میں کتب شیعہ میں یہ موجود ہے۔ کہ جب بھی ان کے سامنے حضرت علی المرتضٰے رضی اللہ عنہ کے فضائل بیان کا تذکرہ ہوتا۔ تو سن کر رو پڑتے ۔ اور فضائل سنانے والوں کے لیے دعائے مغفرت فرماتے لہذا جو شخص کسی کے فضائل سن کر رو پڑے۔ اس سے یہ توقع کیونکر کی جا سکتی ہے۔ کہ وہ اس پر لعنت بھی بھیجتا ہو گا۔

حوالہ جات اگلے صفحہ پر ملاحظہ ہوں۔

marfat.com
Marfat.com

امالی شیخ صدوق:

عَنِ الْاَصْبَغِ بْنِ نُبَاتَةَ قَالَ دَخَلَ ضَرَّارُ بْنُ ضَمْرَةَ النَّهْشَلِیُّ عَلٰی مُعَاوِيَةَ بْنِ اَبِیْ سُفْيَانَ فَقَالَ لَهٗ صِفْ لِیْ عَلِيًّا قَالَ ۔۔۔۔۔۔ فَاِذَا تَبَسَّمَ فَعَنْ مِثْلِ اللُّؤْلُؤِ الْمَنْظُوْمِ فَقَالَ مُعَاوِيَةُ زِدْنِیْ مِنْ صِفَتِهٖ فَقَالَ ضَرَّارٌ رَحِمَ اللّٰهُ عَلِيًّا كَانَ وَاللّٰهِ طَوِيْلَ السُّهَادِ قَلِيْلَ الرُّقَادِ يَتْلُوْا كِتَابَ اللّٰهِ اٰنَاءَ اللَّيْلِ وَاَطْرَافَ النَّهَارِ ۔۔۔۔۔۔ قَالَ فَبَكٰى مُعَاوِيَةُ وَقَالَ حَسْبُكَ يَا ضَرَّارُ كَذٰلِكَ كَانَ وَاللّٰهِ عَلِیٌّ رَحِمَ اللّٰهُ اَبَا الْحَسَنِ۔

(۱۔امالی شیخ صدوق ص ۳۷۱ المجلس الحادی التسعون مطبوعہ قم جدید)

(۲۔حلیۃ الابرار مصنفہ ہاشم حسینی بحرانی جلد ۱ ص ۲۲۸۔الباب الخامس والعشرون مطبوعہ قم جدید)

ترجمہ

ضرار بن ضمرہ ایک مرتبہ حضرت امیر معاویہ کے پاس گیا۔ تو اسے امیر معاویہ نے فرمایا۔ کچھ حضرت علی المرتضیٰ کی صفات بیان کرو۔ (اس نے یوں کہا۔) جب وہ مسکراتے تھے۔ تو ایسے لگتا کہ دانت جڑے ہوئے موتی ہیں۔ حضرت معاویہ نے فرمایا کچھ اور صفات بیان کرو۔ ضرار کہتا ہے کہ اللہ

marfat.com
Marfat.com

حضرت علی پر رحم کرے۔ بخدا وہ بہت زیادہ جاگنے والے کم نیند کرنے والے اور رات دن کے اکثر اوقات تلاوتِ قرآن کرنے والے تھے .... یہ سن کر حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ رو پڑے۔ اور فرمایا۔ اب بس کرو۔ خدا کی قسم! اللہ رحم کرے علی المرتضیٰ واقعی ایسے تھے۔

قارئین کرام! آپ نے ملاحظہ فرمایا۔ کہ امیر معاویہ رضی اللہ عنہ تو حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کے اوصاف اور ان کا تذکرہ سن کر ان کے لیے دعائے رحمت مانگ رہے ہیں۔ اور یہ بات کسی سے ڈھکی چھپی نہیں۔ کہ دعائے رحمت اور لعنت دو متضاد باتیں ہیں۔ اگر کسی کے لیے کوئی رحمت کی دعا کرتا ہو۔ تو وہ اس پر لعنت نہیں اور اگر لعنت بھیجتا ہو تو رحمت کی دعا نہیں کرے گا۔ اس لیے جب حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ اللہ تعالیٰ سے حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کے لیے رحمت کی دعا کر رہے ہیں۔ تو یہ کیونکر ہو سکتا ہے۔ کہ آپ ان پر لعنت بھی کرتے ہوں۔ لہٰذا معلوم ہوا۔ کہ لعنت کرنے والی روایات قابلِ وثوق نہیں ہیں۔

قرآن کریم کی ایک آیت "وان طائفتان من المومنین اقتتلوا" کے متعلق امام جعفر صادق رضی اللہ عنہ کا ارشاد ہے۔ کہ یہ آیت حضرت امیر معاویہ اور حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہما کے بارے میں نازل ہوئی۔ تو اس آیت میں دونوں گروہوں کو "مومن" کہہ کر ذکر کیا گیا۔ جس کا صاف مطلب یہ ہے۔ کہ امام جعفر رضی اللہ عنہ کے نزدیک امیر معاویہ رضی اللہ عنہ بھی اسی طرح مومن تھے۔ جس طرح ان کے جدِ امجد حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ تھے۔ تو ایک کامل الایمان شخص سے یہ کیونکر توقع کی جا سکتی ہے۔ کہ وہ علی المرتضیٰ ایسے صحابی پر لعنت بھیجتا ہو۔ یا حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ سے یہ کیونکر امید کہ وہ اس شخص پر لعنت کریں۔ جسے اللہ نے مومن فرمایا ہو۔

کتب شیعہ کا بنظرِ انصاف مطالعہ کرنے والا لامحالہ اس نتیجہ پر پہنچ جائے گا۔ کہ ان

marfat.com
Marfat.com

دونوں حضرات میں سے کسی نے بھی دوسرے پر سب و شتم یا لعنت نہیں کی حضرت علی المرتضےٰ رضی اللہ عنہ کے مدائح اور صفات سن کر رد دینے والا شخص ان کا بہی خواہ ہوتا ہے۔ دشمن نہیں۔ اللہ تعالیٰ متعصب لوگوں کو ہدایت دے۔

جواب ششم:

بات دراصل یہ ہے۔ کہ جب کتب اہل سنت سے یہ ثابت کر دیا۔ کہ اہل تشیع اپنے عقیدہ کی بنا پر بعض صحابہ کرام پر لعن طعن کرتے رہے اور اب بھی کرتے ہیں۔ تو ان عقل کے اندھوں کے پاس اور کوئی جواب نہ بن پڑا۔ تو کلام کو دوسرے موضوع کی طرف پلٹ کرنے لگے۔ اور اپنی بد قسمتی پر رونے کی بجائے انہوں نے یہ ثابت کرنے کی کوشش کی۔ کہ اگر ہم ایسا کرتے ہیں۔ تو کون سی نئی بات ہے۔ ہمارے امام حضرت علی المرتضےٰ رضی اللہ عنہ بھی تو امیر معاویہ وغیر پر لعن طعن کرتے رہے۔

ہم نے ان کے اس بھونڈے حربہ کا پورا صفایا کر دیا۔ پھر دوسرا پلٹا کھایا۔ کہ سنیو! تم ہمیں لعن طعن سے منع کرتے ہو۔ تم اپنے سلف کو دیکھو۔ کیا حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ حضرت علی المرتضےٰ رضی اللہ عنہ کو لعنت نہ کرتے رہے۔ خود تمہاری کتب اس کی نشاندہی کرتی ہیں۔ گویا یہ ان کے فرار کا ایک بہانہ ہے۔ سیدھا نہیں مانتے کہ ہم لعن طعن کر کے اپنی آخرت برباد کرتے ہیں۔ بلکہ الٹا چور کوتوال کو ڈانٹے کے مصداق بے سروپا روایات سے یہ ثابت کرنے کی کوشش کرتے ہیں۔ کہ امیر معاویہ نے بھی ایسا کیا۔ ہم نے اس کا بھی پورا محاسبہ کیا۔ اور ثابت کر دیا۔ کہ ان روایات کا کوئی وزن نہیں۔ ان سے کوئی بات ثابت نہیں ہو سکتی۔

marfat.com
Marfat.com

اہل تشیع اب بھی لعنت کے خوگر ہیں

فروع کافی:

عَنِ الْحُسَيْنِ بْنِ ثُوَيْرٍ وَاَبِيْ سَلَمَةَ السَّرَّاجِ
قَالَ سَمِعْنَا اَبَا عَبْدِ اللهِ عَلَيْهِ السَّلَامُ هُوَ
يَلْعَنُ فِيْ دُبُرِ كُلِّ مَكْتُوْبَةٍ اَرْبَعَةً مِنَ
الرِّجَالِ وَاَرْبَعًا مِنَ النِّسَاءِ فُلَانٌ وَ فُلَانٌ
وَفُلَانٌ وَ مُعَاوِيَةُ وَ يُسَمِّيْهِمْ وَ فُلَانَةٌ وَ
فُلَانَةٌ وَهِنْدٌ وَاُمُّ الْحَكَمِ اُخْتُ مُعَاوِيَةَ۔

(فروع کافی جلد ۳ ص ۳۴۲۔ کتاب
الصلاۃ الخ مطبوعہ تہران طبع جدید)

ترجمہ

حسین بن ثویر اور مسلمہ سراج دونوں روایت کرتے ہیں۔ کہ ہم نے امام جعفر صادق کو ہر فرضی نماز کے بعد چار مردوں اور چار عورتوں پر لعنت کرتے سنا ان چار مردوں میں امیر معاویہ بھی ہیں۔ اور چوتھی عورت ام الحکم ہیں جو امیر معاویہ کی ہمشیرہ ہیں۔

marfat.com
Marfat.com

"شیعہ" اگر سنّی کے جنازہ کی نماز پڑھے۔ تو وہ اس کے لیے لعنت کرے گا

فروع کافی:

عَنْ اَبِیْ عَبْدِ اللّٰہِ عَلَیْہِ السَّلَامُ قَالَ مَاتَ رَجُلٌ مِّنَ الْمُنَافِقِیْنَ فَخَرَجَ الْحُسَیْنُ عَلَیْہِ السَّلَامُ یَمْشِیْ فَلَقِیَ مَوْلٰی لَہٗ فَقَالَ لَہٗ اِلٰی اَیْنَ تَذْھَبُ فَقَالَ اَفِرُّ مِنْ جَنَازَۃِ ھٰذَا الْمُنَافِقِ اَنْ اُصَلِّیَ عَلَیْہِ فَقَالَ لَہُ الْحُسَیْنُ عَلَیْہِ السَّلَامُ قُمْ اِلٰی جَنْبِیْ فَمَا سَمِعْتَنِیْ اَقُوْلُ فَقُلْ مِثْلَہٗ قَالَ فَرَفَعَ یَدَیْہِ فَقَالَ اَللّٰھُمَّ اَخْزِ عَبْدَکَ فِیْ عِبَادِکَ وَ بِلَادِکَ۔

(فروع کافی جلد ۳ صفحہ نمبر ۱۸۹
کتاب الجنائز باب الصلوٰۃ
علی الناصب مطبوعہ تہران طبع جدید)

ترجمہ

حضرت امام جعفر صادق رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ کہ ایک منافق

marfat.com
Marfat.com

(یعنی سُنی) مرگیا۔ تو امام حسین رضی اللہ عنہ باہر تشریف لائے۔ ایک غلام سے ملاقات ہوئی۔ اسے پوچھا۔ کہاں جا رہے ہو۔ اس نے کہا۔ کہ میں اس منافق کے جنازہ پڑھنے سے بھاگ رہا ہوں۔ یہ سن کر امام حسین رضی اللہ عنہ نے اُسے فرمایا۔ ٹھہرو۔ اس کی نماز جنازہ پڑھتے ہیں۔ تم میرے پہلو میں کھڑے ہو جانا۔ اور جو الفاظ میں کہوں تو بھی وہی کہنا۔ تو غلام کا بیان ہے۔ کہ میں نے امام موصوف سے یہ کہتے ہوئے سُنا۔ انہوں نے ہاتھ اٹھائے۔ اور کہا اے اللہ! اس بندے کو اپنے بندوں میں ذلیل کر۔ اور اپنے شہروں میں رسوا کر (حضرت علی المرتضےٰ رضی اللہ عنہ کے مزار اقدس پر حاضری کے وقت ہر شیعہ خلفاء ثلاثہ اور امیر معاویہ پر لعنت کرتا ہے۔

اماموں کے مزارات پر حاضری کے وقت شیعہ فرقہ خلفاء راشدین پر لعنت کرتا ہے

اہل تشیع کا یہ عقیدہ ہے۔ کہ اگر کوئی شیعہ کسی اہل بیت کے مزار پر جائے۔ تو اس کی وہاں مانگی جانے والی دعا اس وقت تک قبول نہیں ہوتی۔ جب تک وہ خلفائے ثلاثہ اور امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کے حضور سب و شتم اور لعن طعن نہ کرے۔ الفاظ ملاحظہ ہوں

فروع کافی: اَنْتَ اَوَّلُ مَظْلُوْمٍ اَوَّلُ مَغْصُوْبٍ حَقُّهُ فَصَبَرْتَ وَاحْتَسَبْتَ لَعَنَ اللّٰهُ مَنْ ظَلَمَكَ وَاعْتَدٰى عَلَيْكَ وَصَدَّ عَنْكَ لَعْنًا كَثِيْرًا

marfat.com
Marfat.com

يَلْعَنُهُمْ بِهٖ كُلُّ مَلَكٍ مُقَرَّبٍ وَكُلُّ نَبِيٍّ مُرْسَلٍ وَكُلُّ عَبْدٍ مُؤْمِنٍ مُمْتَحِنٍ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْكَ يَا اَمِيْرَ الْمُؤْمِنِيْنَ ۔

(فروع کافی جلد ۱ ص ۵۷۰ کتاب الحج

دعاء عند قبر امیر المومنین

مطبوعہ تہران جدید)

ترجمہ

حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کے مزار پر حاضری کے وقت زائر یہ دعا کرے۔ آپ سب سے پہلے مظلوم ہیں۔ آپ کا حق چھینا گیا۔ تو آپ نے صبر اختیار کیا۔ اور اجر پایا۔ اللہ اس پر لعنت بھیجے جس نے آپ پر ظلم کیا آپ پر زیادتی کی۔ اور آپ سے منہ موڑا۔ تمام مقرب فرشتے، تمام نبی مرسل اور تمام مومنین کی اس پر بے شمار لعنتیں۔ اے امیر المومنین اللہ تعالیٰ آپ پر رحمتیں نازل فرمائے۔

تحفۃ العوام:

پھر دو رکعت نماز پڑھے۔ اور یہ کہے۔

اَللّٰهُمَّ الْعَنْ اَنْتَ اَوَّلَ ظَالِمٍ بِاللَّعْنِ مِنِّيْ وَابْدَاْ بِهٖ اَوَّلًا ثُمَّ الثَّانِيْ ثُمَّ الثَّالِثَ ثُمَّ الرَّابِعَ اَللّٰهُمَّ الْعَنْ يَزِيْدَ بْنَ مُعَاوِيَةَ خَامِسًا وَالْعَنْ عُبَيْدَ اللّٰهِ بْنَ زِيَادٍ وَ ابْنَ مَرْجَانَةَ وَ عُمَرَ بْنَ سَعْدٍ وَشِمْرًا وَاٰلَ اَبِيْ سُفْيَانَ وَاٰلَ زِيَادٍ وَاٰلَ مَرْوَانَ اِلٰى

marfat.com
Marfat.com

يَوْمِ الْقِيٰمَةِ ۔

(تحفۃ العوام حصہ اول باب بیسواں ماہ محرم
کے اعمال مطبوعہ لکھنؤ قدیم)

ترجمہ

پھر دو رکعت پڑھ کر یہ کہے۔ اے اللہ میری طرف سے سب سے پہلے ظالم پر مخصوص لعنت بھیج۔ (یعنی ابوبکر صدیق پر) اس طرح پہلے سے شروع کرے پھر دوسرے (فاروق اعظم) اور تیسرے (عثمان غنی) اور چوتھے (امیر معاویہ) پر اور پانچویں یزید بن معاویہ پر لعنت کرے۔ اے اللہ! عبید اللہ بن زیاد ابن مرجانہ، عمر بن سعد، شمر، ابوسفیان کی آل۔ زیاد کی آل اور مروان کی آل پر قیامت لعنت بھیج۔

الحاصل،

حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ اور حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کے بارے میں اہل سنت و اہل تشیع دونوں کی کتب میں ایسی روایات موجود ہیں۔ جن میں دونوں طرف سے ایک دوسرے پر لعن طعن اور سب و شتم کا ذکر ملتا ہے۔ ایسی تمام روایات سخت مجروح ہیں۔ اہل سنت کی کتب میں مذکورہ روایات کا مجروح ہونا ہم اسمائے رجال کی کتب سے ثابت کر چکے ہیں۔ اور اہل تشیع کی کتب کی روایات کی تردید خود حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کے قول سے کر دی گئی۔ جس میں آپ نے اس بات سے منع فرما دیا کہ کوئی شخص امیر معاویہ پر سب و لعن و طعن نہ کرے۔ کیونکہ ان کا اور ہمارا ایک خدا، ایک رسول اور ایک ہی دعوت ہے۔ حضرت امیر معاویہ کی طرف جن روایات سے یہ نسبت کی گئی ہے۔ کہ یہ بھی حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ وغیرہ کو بُرا بھلا کہتے تھے۔ ان

marfat.com
Marfat.com

کی تحقیق بھی ہم نے کردی۔ کہ یہ روایات ناقابل اعتبار اور غیر ثقہ ہیں۔ امیر معاویہ رضی اللہ عنہ تو ذکرِ علی سن کر رو دیا کرتے تھے۔ اور ان کے حق میں اللہ سے دعائیں کیا کرتے تھے۔ ایسے شخص سے یہ کیونکر متوقع کہ وہ جلیل القدر صحابی کے بارے میں زبان درازی سے کام لیتا ہوگا۔ لعنت کا سزاوار کوئی مشرک و کافر ہی ہو سکتا ہے۔ یہ عقیدہ نہ حضرت علی المرتضیٰ کا تھا۔ اور نہ ہی امیر معاویہ رضی اللہ عنہما کا۔ یہ دونوں ایک دوسرے کو کامل الایمان سمجھتے تھے۔ اور ایک دوسرے کے لیے نیک تمناؤں کا اظہار فرماتے تھے۔ امیر معاویہ رضی اللہ عنہ نے ضرار سے حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کی تعریف خود کہہ کر سنی۔ اور پھر خوش خبری دی۔ کہ ان کی تعریف تیری بخشش کا ذریعہ بنے گی۔ (ان شاء اللہ)

ہر منصف مزاج آدمی اس امر سے بخوبی واقف ہو چکا ہوگا کہ لعن طعن اور تبرہ بازی اہلسنت کا شیوہ نہیں۔ بلکہ یہ بدخصلت اہل تشیع میں گھر کر چکی ہے۔ نہ تو اہل سنت کے اکابرین میں سے کسی نے اس قابل نفرت عمل کو اپنایا۔ اور نہ ہی ان کے متبعین میں سے کوئی اس کا حامی اور مؤید ہے۔ ہم تو تمام صحابہ کرام کو بلا استثناء امت کی ہدایت کے لیے روشن ستارے مانتے ہیں۔ ان کی محبت کو جزو ایمان گردانتے ہیں۔ ان کے ذکر سے دل کو سرور و فرحت کا سامان مہیا کرتے ہیں۔ وہ اور ہیں۔ جو ان کو برا بھلا کہتے ہیں۔ اور حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کے مزار پر انوار پر حاضر ہو کر ان کی شان میں گستاخیاں کرتے ہیں اللہ تعالیٰ انہیں ہدایت عطا فرمائے۔

اہل بیت پاک سے گستاخیاں بے باکیاں
لعنۃ اللہ علیکم دشمنانِ اہل بیت۔

فاعتبروا یا اولی الابصار

marfat.com
Marfat.com

طعن نمبر (۲)

حضرت امیر معاویہ (رضی اللہ عنہ) نے عہد شکنی کی۔ اور حضرت امام حسن رضی اللہ عنہ کی بجائے یزید کو ولی عہد بنا دیا

حضرت امیر معاویہ (رضی اللہ عنہ) اور امام حسن رضی اللہ عنہ کے مابین جو معاہدہ طے پایا تھا اس کی شرائط میں سے ایک شرط یہ بھی تھی۔ کہ امام حسن نے کہا تھا۔ کہ تمہاری زندگی تک خلافت تمہارے سپرد ہے لیکن اس کے بعد خلافت میری ہو گی۔ اہل سنت کی مشہور کتاب "الاستیعاب" میں مذکور ہے۔ امیر معاویہ نے ایسا نہ کیا۔ اور اپنے آخری دور میں یزید کو اپنا ولی عہد مقرر کیا تھا۔

الاستیعاب:

وَ اشْتَرَطَ عَلَيْهِ الْحَسَنُ اَنْ يَكُوْنَ لَهُ الْاَمْرُ مِنْ بَعْدِهٖ فَالْتَزَمَ ذٰلِكَ كُلَّهٗ

marfat.com
Marfat.com

مُعَاوِيَةُ.

(الاستیعاب مع الاصابۃ۔ جلد اول ص ۳۷۱

حرف الحاء القسم الثالث مطبوعہ

تہران طبع جدید)

ترجمہ

امیر معاویہ (رضی اللہ عنہ) سے بوقت صلح امام حسن رضی اللہ عنہ نے یہ شرط بھی رکھی تھی۔ کہ ان (امیر معاویہ) کے انتقال کے بعد خلافت کا معاملہ میرے سپرد ہوگا۔

اور امیر معاویہ نے ان تمام شرائط کو قبول کر لیا۔

جب معاہدہ کی تمام شرائط کو امیر معاویہ نے تسلیم کر لیا۔ اور ان پر کاربند رہنے کی یقین دہانی بھی کرائی۔ تو پھر ان میں سے ایک شرط کہ امیر معاویہ کی وفات کے بعد خلافت امام حسن کی ہوگی کی خلاف ورزی کرتے ہوئے انہوں نے اپنے بیٹے یزید کی ولی عہدی کا اعلان کر دیا۔ لہذا امیر معاویہ عہد شکن ٹھہرے۔

جواب اوّل: بے سند روایت حجت نہیں

ہمیں تسلیم کہ کتاب "الاستیعاب" ہم اہلسنت کی ہے۔ اور یہ بھی تسلیم کہ روایت مذکورہ اس میں درج ہے۔ لیکن یہ امر اہل سنت اور اہل تشیع کے درمیان مسلم اور متفق علیہ ہے۔ کہ کوئی حدیث یا روایت آنکھیں بند کیے قبول نہیں کر لی جاتی۔ بلکہ وہ حجت اس وقت قرار پاتی ہے جب اس کی سند کے تمام راوی ثقہ اور غیر مجروح ہوں۔ روایت مذکورہ میں نہ سند کا ذکر اور نہ اس کے راویوں کی حقیقتِ حال کا کچھ علم۔ اس لیے اہل تشیع کو اس روایت سے طعن مذکور کے ثبوت اور نہ ہم پر حجت و دلیل پیش کرنے میں قطعاً مدد نہیں مل سکتی جس سے صاف ظاہر کہ اس روایت کے بے سند ہونے اور اس کے راویوں کے بارے میں عدم علم کی

marfat.com
Marfat.com

بنا پر حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ پر یہ طعن نہیں کیا جا سکتا۔
مذکورہ طعن کے استدلال کے طور پر اگر "الاصابۃ فی تمییز الصحابہ" کی درج ذیل عبارت پیش کی جاتی۔ تو اس سے کچھ ڈوبتے کو تنکے کا سہارا شاید مل جاتا ۔عبارت یہ ہے۔

الاصابۃ:

قال ابن خیثمۃ حدثنا هارون بن معروف حدثنا ضمرۃ عن شوذب قال لما قتل علی الخ

(الاصابۃ فی تمیز الصحابہ جلد اول ص ۲۳۰
حرف الحاء القسم الاول مطبوعہ
بیروت طبع جدید)

اس روایت کے بارے میں اگرچہ سند کا بھی ذکر موجود ہے۔ لیکن اس کے راوی مجروح ہیں جس کی وجہ سے قابل استدلال نہیں۔
تفصیل یہ ہے۔ کہ اس سند کا اولیں راوی "عبداللہ بن شوذب" ہے جو خراسان کا رہنے والا تھا ۸۶ھ میں پیدائش اور ۱۴۴ھ میں اس کا انتقال ہوا بعض نے اس کی وفات ۱۵۶ھ اور ۱۵۷ھ بھی لکھی ہے۔ ابن حجر عسقلانی کے مطابق اس کی وفات کے بارے میں مختلف روایات ہیں۔

تہذیب التہذیب:

قَالَ ضَمْرَۃُ عَنْہُ مَوْلِدِیْ ۸۶ھ وَقَالَ غَیْرُہٗ مَاتَ

marfat.com
Marfat.com

سَنَۃَ اَرْبَعَۃٍ وَّاَرْبَعِیْنَ وَمِائَۃٍ

(تہذیب التہذیب جلد ۵ ص ۲۵۶
حرف العین مطبوعہ بیروت طبع جدید)

ترجمہ:

ضمرہ نے ابن شوذب کی زبانی بیان کیا۔ کہ خود اس نے اپنی زبانی مجھے بتایا تھا۔ کہ میں ۸۶ھ میں پیدا ہوا تھا۔ اور کچھ دوسرے لوگوں نے ابن شوذب کے انتقال کا سال ۱۴۴ھ تحریر کیا ہے۔

واقعہ صلح کی تاریخ:

اہل سنت اور اہل تشیع کی اکثر کتب اس بات پر متفق ہیں۔ (مثلاً ناسخ التواریخ، بحار الانوار اور طبری) کہ حضرت امام حسن رضی اللہ عنہ اور امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کے مابین صلح کا واقعہ ۴۱ھ میں طے پایا تھا۔ ۴۱ھ کا واقعہ وہ شخص بیان کرے۔ جو ۸۶ھ میں پیدا ہوا۔ تو بالفرض یہ بھی تسلیم کر لیا جائے۔ کہ یہ شخص پیدائشی ناطق اور گفتگو کرنے والا تھا۔ تو بھی ۴۵ برس قبل رونما ہونے والا واقعہ اسے کیسے نظر آ گیا۔ اور اگر روایت میں تھوڑی سی نرمی برتی جائے۔ وہ یوں کہ بالغ ہونے کے قریب اس نے روایت کی تو اس حساب سے ۱۵ سال اور ۴۵ سال کل ۶۰ سال ہو گئے۔ یہ حضرت ساٹھ سال قبل پیدائش خود واقعہ کی روایت کر رہے ہیں۔ اور اگر ان کے بلوغ کے بعد کی عمر میں کسی سال روایت کا وجود مانا جائے۔ تو تعداد اور بڑھتی جائے گی۔ حتیٰ کہ اگر اس کے مرنے سے کچھ پہلے روایت کرنا تسلیم کیا جائے۔ تو ایک صدی کے قریب زمانہ بنتا ہے۔ تو ان تمام باتوں کو سامنے رکھ کر فیصلہ کیجئے۔ کہ کسی شخص کا اپنی پیدائش سے پینتالیس برس قبل کے واقعہ کی روایت کرنا کیونکر درست تسلیم کیا جا سکتا ہے؟ اگر یہ کہا جائے۔

marfat.com
Marfat.com

کہ "ابن شوذب" نے کسی سے سن کر روایت کی ہو گی۔ اور جس سے روایت کی۔ اس نے یہ واقعہ دیکھا ہو گا۔ تو اس بارے میں گزارش ہے۔ کہ یہاں "اگر مگر" سے بات نہیں بنتی بلکہ اس راوی کا نام معلوم ہونا ضروری ہے۔ تاکہ پھر اس کے متعلق کتب اسماء الرجال میں دیکھا جائے۔ لیکن "ابن شوذب" نے تو سرے سے اپنے شیخ کا نام تک ذکر نہ کیا۔ لہذا معلوم ہوا۔ کہ اس روایت میں اتصال نہیں۔ یعنی اولیں راوی خود موقع کا گواہ نہیں۔ بلکہ اس کے واقعہ کے درمیان واسطہ تھا۔ کہ جس کے ذکر نہ کرنے کی وجہ سے یہ روایت منقطع قرار پائی۔ اور مقطوع و منقطع روایت اس قسم کے الزامات میں حجت اور دلیل نہیں بن سکتی۔

اسی سند کا آخری راوی "ابن خیثمہ" ہے اور اتفاق سے فن رجال کی کتب میں اس کی ثقاہت پر اتفاق نہیں ہے۔ تہذیب التہذیب میں یوں مذکور ہے۔

تہذیب التہذیب:

قَالَ عَبَّاسٌ عَنْ اِبْنِ مُعِیْنٍ لَیْسَ بِشَیْئٍ۔

(تہذیب التہذیب جلد ۳ ص ۱۷۸
میزان الاعتدال جلد ۱ ص ۳۱۴)

ترجمہ:

ابن معین سے روایت کرتے ہوئے عباس نے کہا۔ کہ "ابن خیثمہ" کوئی چیز نہیں ہے۔

تقریب التہذیب میں اس کو لین الحدیث یعنی حدیث بیان کرنے میں ضعیف کہا گیا ہے۔

ان دونوں راویوں کے مقام روایت کے پیش نظر ہر ذی عقل یہ فیصلہ کرے گا۔ کہ ایسی روایت سے حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ پر اعتراض کرنا قطعاً کوئی اہمیت

marfat.com
Marfat.com

نہیں رکھتا۔

جواب دوم:

بوقتِ صلح مذکور شرط کا کتب معتبرہ میں کوئی ثبوت نہیں

اہل سنت اور اہل تشیع کی قابل اعتبار کتب تاریخ میں اس شرط کا تذکرہ نہیں ملتا کتب اہل سنت مثلاً طبری، کامل ابن اثیر اور البدایۃ والنہایۃ تو میں نے بغور دیکھا۔ اور اسی طرح کتب اہل تشیع مثلاً ناسخ التواریخ، تاریخ یعقوبی، مروج الذہب، کشف الغمہ، مناقب ابن شہر آشوب اور منتخب التواریخ کی ورق گردانی بھی کی لیکن ان میں باوجود اس کے کہ بہت سی ایسی شرائط موجود ہیں۔ جن کا کتب اہل سنت میں ذکر نہیں۔ مذکورہ شرط نہ مل سکی۔ کتب شیعہ میں جن چند شرائط کا تذکرہ ہے۔ وہ یہ ہیں۔

بحار الانوار:

بِسْمِ اللهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ. هٰذَا مَا صَالَحَ عَلَيْهِ الْحَسَنُ بْنُ عَلِيِّ بْنِ اَبِيْ طَالِبٍ مُعَاوِيَةَ بْنَ اَبِيْ سُفْيَانَ صَالَحَهٗ عَلٰى اَنْ يُّسَلِّمَ اِلَيْهِ وِلَايَةَ اَمْرِ الْمُسْلِمِيْنَ عَلٰى اَنْ يَّعْمَلَ فِيْهِمْ بِكِتَابِ اللهِ وَ سُنَّةِ رَسُوْلِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَ اٰلِهٖ وَ سِيْرَةِ الْخُلَفَاءِ الصَّالِحِيْنَ وَ

marfat.com
Marfat.com

لَیْسَ لِمُعَاوِیَةَ بْنَ سُفْیَانَ اَنْ یَّعْهِدَ اِلٰی اَحَدٍ مِنْ بَعْدِہٖ عَهْدًا بَلْ یَكُوْنَ الْاَمْرُ مِنْ بَعْدِہٖ شُوْرٰی بَیْنَ الْمُسْلِمِیْنَ وَعَلٰی اَنَّ النَّاسَ اٰمِنُوْنَ حَیْثُ كَانُوْا مِنْ اَرْضِ اللّٰهِ فِیْ شَامِهِمْ وَعَرَاقِهِمْ وَحِجَازِهِمْ وَیَمَنِهِمْ وَعَلٰی اَنَّ اَصْحَابَ عَلِیٍّ وَشِیْعَتَهٗ اٰمِنُوْنَ عَلٰی اَنْفُسِهِمْ وَاَمْوَالِهِمْ وَنِسَآءِهِمْ وَاَوْلَادِهِمْ۔

(۱۔ بحار الانوار جلد ۱۰ حیات السبطین، ص ۴۴۔ باب کیفیة مصالحة الحسن علیہ السلام معاویة مطبوعہ تہران طبع جدید)

(۲۔ بحار الانوار جلد ۱۰ ص ۱۲۵ (دستی نمبر کے حساب سے) ذکر کیفیت مصالحت حسن بن علی مطبوعہ ایران قدیم)

(۳۔ کشف الغمہ فی معرفة الائمہ۔ جلد اول ص ۵۷۰ ذکر فی صلحہ مع معاویة، مطبوعہ تبریز۔ جدید)

(۴۔ ناسخ التواریخ سیرت امام حسن علیہ السلام جلد اول ص ۲۴۳ فی صلحہ مع معاویہ مطبوعہ تہران جدید)

(۵۔ مناقب ابن شہر آشوب جلد ۴ ص ۳۳۔ فی صلحہ مع معاویة مطبوعہ قم طبع جدید)

marfat.com
Marfat.com

ترجمہ

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ یہ وہ صلح نامہ ہے۔ جو حضرت امام حسن بن علی بن ابی طالب اور حضرت امیر معاویہ بن ابی سفیان کے درمیان طے پایا۔ امام حسن نے صلح ان شرائط پر کی۔ کہ میں تمہیں مسلمانوں کی ولایت و خلافت سپرد کر رہا ہوں۔ کہ

۱۔ تم اللہ کی کتاب اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت کے مطابق لوگوں پر حکومت کرو گے۔ اور خلفائے صالحین کی سیرت تمہیں سامنے رکھنا پڑے گی۔

۲۔ تمہیں اپنے بعد کسی سے اس معاملہ میں عہد نہیں لینا ہو گا۔ بلکہ مسلمان باہمی مشاورت سے کسی کو خلیفہ بنائیں گے۔

۳۔ لوگ ہر جگہ امن سے رہیں گے۔ چاہے وہ شام و عراق میں ہوں۔ یا حجاز و یمن کے اندر رہ رہے ہوں۔

۴۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ کے اصحاب اور شیعہ کو ان کے مال، جان، اولاد اور عورتوں سب کے متعلق امن کی پابندی ہو گی۔

قارئین کرام بکتب شیعہ میں سے جو شرائط ابھی مذکور ہوئیں۔ ان میں سے اگرچہ کچھ محل نزاع ہیں۔ لیکن آپ ان کو بغور دیکھیں۔ تو آپ کو معترض کی بطور الزام لگائی گئی شرط کا ان میں ذکر نہیں ملے گا۔ یعنی یہ کہ امام حسن رضی اللہ عنہ نے صلح نامہ میں ایک شرط یہ بھی رکھی تھی۔ کہ اے معاویہ! تمہارے انتقال کے بعد خلافت پھر مجھے واپس آجائے گی۔ اس میں نہ کسی شوریٰ کی ضرورت ہو گی۔ اور نہ کوئی ولی عہدی وغیرہ چلے گی۔ امام حسن رضی اللہ عنہ نے خلافت کے پھر ان کی طرف لوٹ آنے کی بجائے بقول شیعہ مصنف یہ شرط لگائی کہ آئندہ خلیفہ کا معاملہ مجلس شوریٰ کے سپرد ہو گا۔ تو معلوم ہوا کہ شرط مذکور اڑتی اڑاتی شرط ہے۔ جس کا عام کتب تاریخ میں نام تک نہیں ایسی شرط صلح، قرار دینا کسی طور پر درست نہیں۔

marfat.com
Marfat.com

جواب سوم:

بالفرض اگر معترض کے بقول یہ تسلیم کر لیا جائے۔ کہ شرائط صلح میں مذکورہ شرط بھی تھی۔ تو اس کی خلاف ورزی کی صورت یہ بنتی ہے۔ کہ حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ انہیں خلیفہ نہ بناتے حالانکہ امام حسن رضی اللہ عنہ کا انتقال تو امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کے دور خلافت میں ہی ہو چکا تھا۔ اس لیے ان کو خلیفہ بنانے یا نہ بنانے کا مسئلہ ہی کوئی نہیں۔ اسی مفروضہ کو ثابت کرنے کے لیے پھر دوسرا مفروضہ تراشا گیا۔ وہ یہ کہ چونکہ حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ یہ نہیں چاہتے تھے۔ کہ امام حسن رضی اللہ عنہ کسی طور بنیں۔ تو انہوں نے ان کو راستہ میں ہٹانے کے لیے زہر دلوا دیا۔ ہم "زہر دلوانے" کے متعلق اس جلد میں تفصیل سے گفتگو کر چکے ہیں۔ جب زہر دلوانے کی وجہ اور بنیاد ہی ایک اختراع اور من گھڑت شوشا ہے۔ تو پھر اس کے ثبوت کے لیے جو عمارت کھڑی کی گئی۔ اس کی پائیداری کو کون تسلیم کرے گا۔

ان باتوں سے معلوم ہوا۔ کہ حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ پر مذکور طعن سراسر بے بنیاد اور من گھڑت ہے۔ حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ نے نہ عہد شکنی کی۔ اور نہ کوئی عہد اس قسم کا ہوا ہے۔ یہ بہتان ہے اور حضرت امیر معاویہ اس سے بری ہیں۔

(فاعتبروا یا اولی الابصار)

marfat.com
Marfat.com

طعن نمبر (۳)

حضرت امیر معاویہ نے اس شرط کی خلاف ورزی کی۔ کہ وہ اپنے بعد مسئلہ خلافت شورٰی پر چھوڑ دیں گے۔

کتب شیعہ میں امام حسن رضی اللہ عنہ اور حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کے مابین صلح نامہ کے شرائط میں سے ایک شرط یہ بھی مذکور ہے۔ کہ امیر معاویہ رضی اللہ عنہ اپنے بعد خلافت کا معاملہ مجلس شورٰی پر چھوڑ دیں گے۔ لیکن انہوں نے اس شرط کو پس پشت ڈال دیا۔ اور اپنی زندگی میں ہی۔ یزید کو ولی عہد بنا دیا۔ طعن کے الفاظ ملاحظہ ہوں۔

چودہ ستارے:

شرائط صلح کا حشر۔ مؤرخین کا اتفاق ہے۔ کہ امیر معاویہ جو میدان سیاست میں کھلاڑی اور مکروزور کی سلطنت کے تاجدار تھے۔ [illegible] سے وعدہ اور معاہدہ کے

marfat.com
Marfat.com

بعد ہی سب سے مُکر گئے۔ وَلَمْ يَفِ لَهُ مُعَاوِيَةُ لِشَيْءٍ مِمَّا عَاهَدَ عَلَيْهِ تاریخ کامل ابن اثیر جلد ۳ ص ۱۶۲۔ میں ہے کہ معاویہ نے کسی ایک چیز کی بھی پرواہ نہ کی۔ اور کسی پر عمل نہ کیا۔

(چودہ ستارے مصنفہ نجم الحسن کراروی،
صفحہ نمبر ۱۹۲ مطبوعہ موچی دروازہ لاہور۔)

جواب اوّل: یہ شرط شیعوں نے گھڑی ہے۔

طعن مذکورہ میں حضرت امام حسن اور امیر معاویہ رضی اللہ عنہما کے مابین طے پائی جانے والی شرائط میں سے جس شرط کا ذکر کیا گیا۔ اہل سنت کی مشہور کتب تاریخ میں سرے سے اس کا کوئی ذکر ہی نہیں ہے۔ تاریخ طبری، البدایہ والنہایہ اور کامل ابن اثیر میں اس کام کی کوئی شرط نہیں۔

دوسرا یہ کہ معترض نے کامل ابن اثیر کا بمعہ جلد اور صفحہ جو حوالہ نقل کیا ہے۔ تو وہ خود ساختہ ہے۔ کامل ابن اثیر میں تلاش کرنے پر مل سکا۔ جب اس شرط کا اس کتاب میں وجود ہی نہیں تو پھر اس سے عہد شکنی اور بدعہدی کا سوال ہی پیدا نہیں ہوتا۔ چلو ذرا نجم الدین کراروی ہی وضاحت کریں۔ کہ جس شرط کا تمہارے بڑوں نے ذکر کیا ہے۔ "کہ حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ اپنے بعد خلافت کا معاملہ شوریٰ پر چھوڑ دیں گے،، کیا ایسا کرنا شیعہ عقیدہ کی رو سے درست ہے۔ اگر جواب یہ ہو۔ کہ ایسا کرنا صحیح نہیں۔ کیونکہ تمہارے نزدیک امامت و خلافت اصول دین میں سے ہونے کی وجہ سے منصوص من اللہ ہوتی ہے شوریٰ کی صوابدید پر اُسے چھوڑا نہیں جا سکتا۔ اور نہ ہی کسی دوسرے کے اختیار میں یہ معاملہ جا سکتا ہے۔ تو پھر شوریٰ کے سپرد نہ کرنے سے حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ پر کونسا الزام آگیا۔ کہ انہوں نے امام حسن کی مخالفت کی؟

marfat.com
Marfat.com

اس سے بڑھ کر ایک اور خرابی بلکہ امام حسن رضی اللہ عنہ کی ذات پر شدید اعتراض کہ انہوں نے تمہارے عقیدۂ امامت وخلافت کے مطابق امرِ خلافت وامامت کو شوریٰ کے سپرد کر کے "منصوص من اللہ" ہونے کا عملی طور پر انکار کر دیا۔ اب بتلاؤ کہ امام حسن رضی اللہ عنہ کو اس انکار پر کیا کہو گے؟ اگر وہ درست ہیں۔ تو تمہارا عقیدہ غلط اور اگر وہ غلطی پر ہیں۔ تو ان کی امامت کیسی؟ یہ اس صورت میں ہوگا۔ کہ تم اس کو درست تسلیم کرلو۔ کہ واقعی یہ شرط تھی۔

تو معلوم ہوا۔ کہ شرط مذکور کسی طور پر بھی درست نہیں۔ رہا یہ پہلو کہ امیر معاویہ رضی اللہ عنہ نے ولی عہد کیوں مقرر کر دیا۔ ایسا کرنا درست نہ تھا۔ اور اسلام میں اس کی اجازت نہ تھی۔

تو اس کا جواب یہ ہے۔ کہ اگر ولی عہدی امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کے لیے باعث الزام ہے۔ تو یہی بات حضرت علی المرتضے رضی اللہ عنہ سے بھی ہوئی۔ آپ نے امام حسن رضی اللہ عنہ کو ولی عہد مقرر کیا۔ اور اس کی تائید و تصدیق تمہاری کتابیں بھی کرتی ہیں:۔

کشف الغمہ:

اِنَّ عَلِیًّا عَلَیْہِ السَّلَامُ اَوْصٰی بِھَا اِلَیْہِ وَاَفَاضَ رِدَائَہَا عَلَیْہِ۔

(کشف الغمہ فی معرفۃ الائمہ جلد اول
ذکر امامتہ و بیعتہ
علیہ السلام مطبوعہ تبریز
طبع جدید)

marfat.com
Marfat.com

ترجمہ

حضرت علی المرتضےٰ رضی اللہ عنہ نے خلافت کی وصیت امام حسن رضی اللہ عنہ کو فرمائی۔ اور امر خلافت کی چادر انہیں اوڑھائی۔

تو ذرا دل تھام کر تبلایئے۔ حضرت علی المرتضےٰ رضی اللہ عنہ نے بھی وہی کیا جو امیر معاویہ رضی اللہ عنہ نے کیا۔ تو ایک ہی فعل ایک کے لیے باعث طعن و الزام ٹھہرے۔ اور دوسرے کے لیے وہی باعث فخر و ثواب بن جائے۔؟

جواب دوم:

حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ نے کسی امر میں مجھ سے بدعہدی نہ کی ـــــ امام حسن رضی اللہ عنہ

کتب شیعہ میں یہ بات موجود ہے۔ کہ جب حضرت امام حسن رضی اللہ عنہ کے انتقال کا وقت قریب آیا۔ تو کچھ "امام نہاد محب" ان کے ہاں آئے۔ اور عرض کرنے لگے کہ آپ اب امیر معاویہ کی بیعت کو ختم کرنے کا اعلان فرمادیں۔ ان کے جواب میں امام موصوف نے فرمایا۔

الاخبار الطوال:

قَالُوْا وَلَمْ يَرَ الْحَسَنُ وَالْحُسَيْنُ طُوْلَ حَيَاتِ مُعَاوِيَةَ مِنْهُ سُوْءً ا فِيْ اَنْفُسِهِمَا وَلَا مَكْرُوْهًا وَلَا قَطَعَ عَنْهُمَا شَيْئًا كَانَ شَرَطَ لَهُمَا وَلَا تَغَيَّرَ

marfat.com
Marfat.com

لَهُمَا مِنْ بِرٍّ۔

(الاخبار الطوال ص ۲۲۵ بین امیر
معاویۃ وعمرو بن العاص)

ترجمہ

مؤرخین کہتے ہیں۔ کہ امام حسن وحسین رضی اللہ عنہما نے امیر معاویہ کی پوری زندگی میں اپنے بارے میں کوئی برائی نہ دیکھی۔ اور نہ ہی کسی قسم کی خلاف طبع کوئی بات دیکھی۔ اور امیر معاویہ رضی اللہ عنہ نے بھی ان سے کی گئی کسی شرط کو ختم نہ کیا۔ اور نہ ہی اچھے سلوک کو ان سے جدا کیا۔

دو الاخبار الطوال،، کے درج بالا حوالہ سے یہ بات واضح طور پر سامنے آگئی کہ سیدنا امیر معاویہ رضی اللہ عنہ نے حضرات حسنین کریمین رضی اللہ عنہما سے طے شدہ کسی شرط کی تاحیات دو مخالفت نہ کی۔ اور اس امر کا اقرار خود امام حسن وحسین کر رہے ہیں۔ تو عجیب بات ہے۔ کہ جن کا معاملہ اور معاہدہ ہے۔ وہ باہم شیر وشکر ہیں۔ اور ،، محبت کے دعویداروں،، کے پیٹ میں درد ہے۔ کہ تھمتا ہی نہیں۔ ادھر امیر معاویہ رضی اللہ عنہ نے وہ مالی امداد جو ہر سال دیا کرتے تھے۔ اُسے بھی منقطع نہ کیا۔

آپ اسی جلد میں پچھلے صفحات میں ملاحظہ کر چکے ہیں۔ کہ حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ تقریباً دس لاکھ دینار سالانہ امام حسن رضی اللہ عنہ کی خدمت میں ارسال کیا کرتے تھے۔ اور دیگر اجناس کے تحائف بھی دیا کرتے تھے۔

جب ان دونوں کے مابین اس قدر ہم آہنگی کہ ،، خود ساختہ محبتوں،، کے کہنے پر بھی حضرت امام حسن رضی اللہ تعالےٰ عنہ نے حضرت امیر معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے قطع تعلق نہ کیا۔ تو پھر خود ساختہ شرط کی مخالفت کا الزام حضرت امیر معاویہ رضی اللہ تعالےٰ عنہ پر لگانا نری حماقت اور پرلے درجے کی بد دیانتی نہیں تو اور کیا ہے؟

marfat.com
Marfat.com

حقیقت بین اور حقائق شناس ان باتوں سے قطعاً فریب نہیں کھاتا۔ اور نہ ایسی لغو باتوں کے ذریعہ دوسروں کو فریب دینے کی مذموم کوشش کرتا ہے۔ مگر کیا کریں؟ نجم الحسن بے چارہ یتیم فی العلم ہے۔ وہ یہی کچھ کر سکتا ہے۔ اللہ تعالیٰ ہدایت عطا فرمائے۔

فاعتبروا یا اولی الابصار

marfat.com
Marfat.com

طعن نمبر (۴)

امیر معاویہ نے امام حسن رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو زہر دے کر شہید کیا۔

اہل تشیع کی کتب "ناسخ التواریخ اور مروج الذہب وغیرہ" میں حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کی ذات پر مندرجہ ذیل طعن کیا گیا۔ "حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ نے جب اپنے بیٹے یزید کو تختِ خلافت پر بٹھانے کا سوچا۔ تو خیال آیا کہ میرے بیٹے کی تخت نشینی اس وقت تک قابلِ اطمینان نہ ہوگی۔ جب تک ایک اہم رکاوٹ ختم نہ کی جائے۔ وہ رکاوٹ حضرت امام حسن رضی اللہ عنہ کی شخصیت تھی۔ لہذا امیر معاویہ نے امام حسن کو راستہ سے ہٹانے کے لیے ان کی بیوی "جعدہ بنت اشعث" سے رابطہ قائم کر کے اس بات پر آمادہ کیا۔ کہ

marfat.com
Marfat.com

اگر تو اپنے خاوند "حسن کو زہر دے کر مار ڈالے۔ تو اس کے عوض میں ایک لاکھ درہم بطور انعا[م]
ملیں گے۔ اور مزید یہ کہ یزید کے ساتھ تیرا عقد بھی کر دیا جائے گا۔ چنانچہ جعدہ نے اپنے خاوند
جناب امام حسن رضی اللہ عنہ کو زہر دے کر شہید کر دیا۔"

(مروج الذہب للمسعودی جلد دوم ص ۴۲۷
ذکر خلافت الحسن بن علی مطبوعہ
بیروت طبع جدید)

جواب اوّل

فریقین کی قدیم کتب تاریخ میں "زہر کے قصہ"
کا نام تک نہیں

حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کے بارے میں یہ کہنا کہ انہوں نے ایک سازش کے تحت امام حسن رضی اللہ عنہ کو ان کی بیوی کے ذریعہ زہر دلوایا۔ اور اس طرح یزید کی ولی عہدی کا راستہ ہموار کیا۔ اس الزام اور طعن کا کتب قدیمہ میں نام و نشان تک نہیں میں نے اس سلسلہ میں فریقین کی بہت سی کتب کا مطالعہ کیا۔ لیکن اس سلسلہ میں "زہر کے قصہ" کا کہیں وجود نہ پایا۔

قدیم تاریخ نویسوں کی کتب میں امام حسن رضی اللہ عنہ کی وفات کی وجہ "عام بیماری" مذکور ہے۔ اہل تشیع کی کتاب کا حوالہ ملاحظہ ہو۔

marfat.com
Marfat.com

الاخبار الطوال:-

اَنَّ الْحَسَنَ اشْتَکٰی بِالْمَدِیْنَۃِ فَثَقُلَ وَکَانَ اَخُوْہُ مُحَمَّدُ ابْنُ الْحَنَفِیَّۃِ فِیْ ضَیْعَۃٍ لَہٗ فَاَرْسَلَ اِلَیْہِ فَوَافٰی فَدَخَلَ عَلَیْہِ فَجَلَسَ عَنْ یَسَارِہٖ وَالْحُسَیْنُ عَنْ یَمِیْنِہٖ فَفَتَحَ الْحَسَنُ عَیْنَہٗ فَرَاٰھُمَا فَقَالَ لِلْحُسَیْنِ یَا اَخِیْ اُوْصِیْکَ بِمُحَمَّدٍ اَخِیْکَ خَیْرًا فَاِنَّہٗ جِلْدَۃُ مَا بَیْنَ الْعَیْنَیْنِ ثُمَّ قَالَ یَا مُحَمَّدُ وَاَنَا اُوْصِیْکَ بِالْحُسَیْنِ کَانِعْہُ وَوَازِرْہُ۔

(الاخبار الطوال تصنیف احمد بن داؤد دینوری
ص ۲۲۱۔ ذکر موت الحسن بن علی
مطبوعہ بیروت طبع جدید)

ترجمہ:-

امام حسن رضی اللہ عنہ مدینہ منورہ میں بیمار ہوئے۔ اور بیماری طول پکڑ گئی۔ تو انہوں نے اپنے بھائی محمد بن الحنفیہ کو بلوایا۔ جو اس وقت اپنے علاقہ میں گئے ہوئے تھے۔ جب یہ آگئے۔ تو امام حسن کی بائیں جانب بیٹھ گئے۔ دائیں طرف امام حسین رضی اللہ عنہ تھے۔ امام حسن رضی اللہ عنہ نے آنکھیں کھول کر ان دونوں بھائیوں کو دیکھا۔ پھر امام حسین رضی اللہ عنہ کو فرمایا۔ اے بھائی! میں تمہیں اپنے بھائی محمد بن الحنفیہ کے بارے میں اچھے سلوک کی وصیت کرتا ہوں۔ وہ دونوں آنکھوں کی درمیانی جگہ کی طرح عزیز ہے۔ پھر فرمایا۔ اے محمد بن الحنفیہ! میں تجھے حسین کے بارے میں وصیت کرتا ہوں۔ اسے اپنی حفاظت میں رکھنا۔ اور اس کا

marfat.com
Marfat.com

سہارا بنا۔

جواب دوم

جن کتب تاریخ میں "زہر دینے کا واقعہ" ہے۔ وہ مستند اور قابلِ وثوق نہیں

سیدنا حضرت امام حسن رضی اللہ عنہ کی وفات کو جن کتب میں زہر کھلانے کی وجہ سے واقع ہونا بتایا گیا ہے۔ ان کتب میں الفاظ ایسے استعمال کیے گئے جن پر وثوق اور یقین نہیں کیا جا سکتا۔ جیسا کہ لفظ "ذُکِرَ" سے ذکر کیا گیا۔ اس لفظ کو وہیں استعمال کرتے ہیں۔ جہاں اس کا قائل معتمد نہیں ہوتا۔ اور روایت مستند نہیں ہوتی۔ مندرجہ ذیل کتب کی عبارات ملاحظہ ہوں۔

مروج الذہب:۔

ذُكِرَ اَنَّ امْرَاَتَهٗ جُعْدَةَ بِنْتَ الْاَشْعَثِ بْنِ قَيْسٍ الْكِنْدِيِّ سَقَتْهُ السَّمَّ وَقَدْ كَانَ مُعَاوِيَةُ دَسَّ اِلَيْهَا اِنَّكِ اِنِ احْتَلْتِ فِي قَتْلِ الْحَسَنِ وَجَّهْتُ اِلَيْكِ بِمِائَةِ اَلْفِ دِرْهَمٍ وَ زَوَّجْتُكِ مِنْ يَزِيْدَ۔

(مروج الذہب للمسعودی جلد ۲ ص ۴۲۷ ذکر خلافت الحسن بن علی۔ مطبوعہ بیروت طبع جدید)

ترجمہ:۔ ذکر کیا گیا ہے۔ کہ امام حسن رضی اللہ عنہ کی بیوی جعدہ بنت الاشعث بن قیس

marfat.com
Marfat.com

الکندی نے امام موصوف کو زہر دیا۔ اس پر اسے امیر معاویہ نے برانگیختہ کیا تھا۔ اور کہا تھا۔ اگر تو امام حسن کے قتل کا کوئی حیلہ کرے۔ تو ایک لاکھ درہم انعام کے علاوہ یزید سے تیری شادی بھی کردوں گا۔

"مروج الذہب" کے حوالہ کو دیکھ کر آپ کو اندازہ ہو گیا ہوگا۔ کہ اگر اس کتاب کے مصنف کے پاس کوئی باوثوق روایت ہوتی۔ تو اس کو مکمل کر اور راوی کا نام لے کر ذکر کر دیتا۔ کیونکہ اس سے ان کے مذہب کی تائید ہوتی ہے۔ لیکن ایسا نہیں کیا گیا۔ بلکہ "ذکر" سے سہارا پکڑا گیا۔ سب سے پہلا شیعی مؤرخ یہی مسعودی ہے۔ کہ جس نے امام حسن رضی اللہ عنہ کی وفات کو بذریعہ زہر بیان کیا۔ تو معلوم ہوا۔ کہ اس کو بھی کوئی ایسی روایت نہ مل سکی۔ جس پر اس کو خود بھی اعتماد ہوتا۔ اور دوسرے بھی اعتماد کرتے۔ اس کے علاوہ اہل تشیع کی ایک اور معتبر کتاب میں امام حسن رضی اللہ عنہ کی وفات کے معاملہ میں متضاد روایتیں موجود ہیں۔ ملاحظہ ہوں۔

روضۃ الصفاء

۱۔ امیر معاویہ رضی اللہ عنہ نے امام حسن کی زوجہ جعدہ کو زہر آلود رومال دیا۔ اور ہدایت کی۔ کہ ان سے ہم بستری کے بعد اس رومال کو ان کی شرمگاہ پر مل دیا جائے۔ جعدہ نے ہدایت کے مطابق عمل کیا۔ اور اس سے امام حسن کی موت واقع ہو گئی۔

۲۔ امام حسن رضی اللہ عنہ کو زہر کا پیالہ پلا کر شہید کرا دیا گیا۔

۳۔ ایک گروہ کا خیال ہے۔ کہ امام حسن کو ایک بیماری نے آ لیا تھا۔ چالیس دن اس کی پیٹ میں رہ کر فوت ہو گئے۔

(تاریخ روضۃ الصفاء جلد ۳ ص ۴۰ ا
ذکر وفات امام حسن رضی اللہ عنہ۔
مطبوعہ لکھنؤ، مطبوعہ قدیم)

marfat.com
Marfat.com

لہذا ہم یہ کہیں گے۔ کہ حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ پر یہ الزام لگانا کہ انہوں نے امام حسن رضی اللہ عنہ کو زہر دلوا کر مروایا تھا۔ ایک بہت بڑا الزام ہے۔ جس کے لیے طعنہ گھڑنے والوں کو کوئی معتبر حوالہ و روایت نہ مل سکی۔

جواب سوم

کتب شیعہ کہتی ہیں۔ کہ امام حسن اور امیر معاویہ (رضی اللہ عنہما) کے درمیان خوشگوار تعلقات تھے۔

حضرت امام حسن رضی اللہ عنہ کے امیر معاویہ رضی اللہ عنہ سے باہم خوشگوار تعلقات تھے۔ امام حسن رضی اللہ عنہ سے کیے گئے تمام وعدہ جات حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ نے پورے کیے۔ اُن میں کسی وقت بھی دھوکہ نہ دیا گیا۔ جس کی بنا پر کشیدگی کا ماحول پیدا ہوتا۔ ملاحظہ ہو۔

الاخبار الطوال:

لَمْ يَرَ الْحَسَنُ وَالْحُسَيْنُ طُوْلَ حَيَاةِ مُعَاوِيَةَ سُوْءًا فِيْ اَنْفُسِهِمَا وَلَا مَكْرُوْهًا وَلَا قَطَعَ عَنْهُمَا شَيْئًا مِمَّا كَانَ شَرَطَ لَهُمَا وَلَا تَغَيَّرَ لَهُمَا عَنْ بِرٍّ۔

(الاخبار الطوال ص ۲۲۵ / بیان معاویۃ وعمرو بن العاص مطبوعہ بیروت طبع جدید)

ترجمہ:

حضرت امیر معاویہ کی زندگی بھر حضرت امام حسن و حسین رضی اللہ عنہما نے　　کوئی

marfat.com
Marfat.com

بُرائی اپنے بارے میں نہ پائی۔ اور نہ ہی انہیں امیر معاویہ کی طرف سے کسی تکلیف کا سامنا کرنا پڑا۔ اور نہ ہی امیر معاویہ رضی اللہ عنہ نے ان دونوں کے ساتھ کیے گئے وعدوں میں سے کسی وعدہ کو توڑا۔ اور ان سے کسی بہتری اور بھلائی کو کبھی روکا۔

نوٹ :۔

یاد رہے۔ کہ اہل تشیع اپنی دیرینہ عادت کے مطابق حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ اور حضرت امام حسن رضی اللہ عنہ کے مابین مخاصمت و اختلاف کو ثابت کرنے کی بہت کوشش کرتے ہیں۔ اور کرتے رہے ہیں۔ اس طعن سے ملتا جلتا اعتراض کئی مرتبہ کیا گیا۔ دیکھئے تا کہ جب حضرت امام حسن رضی اللہ عنہ چھ ماہ خلافت کرنے کے بعد حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کے حق میں دستبردار ہو گئے۔ اور آپ نے امیر معاویہ کی بیعت بھی کر لی۔ تو اس بات کا شیعوں کو شدید صدمہ ہوا۔ جیسا کہ ان کی کتاب "رجال کشی" میں موجود ہے۔ لہذا انہوں نے حضرت امام حسین رضی اللہ عنہ کو امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کے خلاف اکسانا شروع کر دیا۔ امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کو ان کی شرارت کا جب علم ہوا۔ تو انہوں نے امام موصوف کو خط لکھا جس کا تذکرہ خود انہی کی کتاب میں یوں مذکور ہے۔

مقتل ابی مخنف :۔

عربی عبارت کا خلاصہ یہ ہے۔ کہ امیر معاویہ رضی اللہ عنہ نے امام حسین رضی اللہ عنہ کو لکھا۔ کہ مجھے آپ کی طرف سے چند ایسی باتیں سننے میں آئی ہیں۔ جنہیں میں سچا نہیں سمجھتا۔ لیکن پھر بھی وضاحت کے لیے تکلیف دے رہا ہوں۔ آپ ان کے بارے میں فرمائیں۔ کہ کیا حقیقت حال ہے؟ حضرت امام پاک نے اس کا یہ جواب تحریر فرمایا۔

marfat.com
Marfat.com

كَتَبَ الْحُسَيْنُ كِتَابًا يَقُوْلُ فِيْهِ بِسْمِ اللهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ. اَمَّا بَعْدُ فَقَدْ وَصَلَنِيْ كِتَابُكَ وَفَهِمْتُ مَاذَكَرْتَ وَمَعَاذَ اللهِ اَنْ اَنْقُضَ عَهْدًا عَهِدَهٗ اِلَيْكَ اَخِي الْحَسَنُ.

(مقتل ابی مخنف ص ۶/ مقدمہ مطبوعہ نجف اشرف طبع جدید)

ترجمہ:-

امام حسین رضی اللہ عنہ نے امیر معاویہ کو ایک خط لکھا۔ بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ امابعد۔ مجھے تمہارا رقعہ ملا۔ اور جو کچھ آپ نے لکھا میں اُسے بخوبی سمجھ گیا۔ اللہ کی پناہ میرے بھائی ... امام حسن رضی اللہ عنہ نے جو آپ کے ساتھ عہد وپیمان کیے تھے۔ ان کو توڑنے سے میں اللہ کی پناہ مانگتا ہوں۔

جب یہ خط حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کو ملا۔ تو آپ نے کسی قسم کی ناراضگی کا اظہار نہ کیا۔ اور نہ ہی ان دونوں بھائیوں کے وظیفہ جات میں کوئی کمی کی۔ بلکہ بدستور اسی طرح جاری رہا جس طرح پہلے تھا۔ یہ وظیفہ کتنا تھا۔ سنیئے۔

مقتل ابی مخنف:-

وَكَانَ يَبْعَثُ اِلَيْهِ فِيْ كُلِّ سَنَةٍ اَلْفَ اَلْفِ دِيْنَارٍ سِوَى الْهَدَايَا مِنْ كُلِّ صِنْفٍ.

(مقتل ابی مخنف ص ۷، مقدمہ)

ترجمہ:-

حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ امام حسین رضی اللہ عنہ کی طرف سالانہ دس لاکھ دینار

marfat.com
Marfat.com

بطور وظیفہ بھیجا کرتے تھے۔ یہ وظیفہ تحائف اور دیگر اقسام کے ہدیہ جات کے علاوہ تھا۔

ان حوالہ جات کو پیش نظر رکھ کر کوئی بھی ذی ہوش یہ نتیجہ نہیں نکالے گا۔ کہ حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ اور حسنین کریمین کے درمیان بغض و عداوت تھی۔ ایک دوسرے کے دشمن تھے۔ بلکہ اس سے صاف ظاہر کہ ان حضرات کا باہم کتنا پیار تھا۔ اور ایک دوسرے پر کس قدر اعتماد تھا۔ ایسے دوستوں کے بارے میں کیا کوئی یہ سوچ سکتا ہے۔ کہ امیر معاویہ رضی اللہ عنہ نے امام حسن ایسے دوست اور محب کو زہر دلوایا ہوگا۔ تو معلوم ہوا۔ کہ زہر پلوانے کا واقعہ اہل تشیع کا خانہ ساختہ واقعہ ہے۔ جس کی اصلیت نظر آتی ہے۔ ورنہ حقیقت میں اس قسم کا واقعہ ان سے متوقع ہی نہیں ہے۔

جواب چہارم

اسلامی تاریخ کی قابلِ اعتبار کتب میں مذکور طعن کی صریح تردید موجود ہے

ہم نے مذکورہ طعن کے جو جوابات ذکر کیے۔ اگرچہ ایک منصف مزاج قاری کے لیے وہ کافی ہیں۔ لیکن پھر بھی ہم نے مزید اطمینان کے لیے کتب تاریخ سے اس کی صاف صاف تردید ذکر کرنے کو ترجیح دی۔ متعدد کتب میں اس طعن کی تردید کے علاوہ یہ بھی مذکور ہے۔ کہ یہ طعن اہل تشیع کا من گھڑت طعن ہے۔ حوالہ ملاحظہ ہو۔

تاریخ ابن خلدون:۔

وَمَا يُنْقَلُ اِنَّ مُعَاوِيَةَ دَسَّ اِلَيْهِ السَّمَّ مَعَ زَوْجَتِهٖ جُعْدَةَ بِنْتِ الْاَشْعَثِ فَهُوَ مِنْ اَحَادِيْثِ

marfat.com
Marfat.com

الشِّيْعَةِ وَحَاشَا لِمُعَاوِيَةَ مِنْ ذٰلِكَ ۔

(تاریخ ابن خلدون / جلد دوم ص ۱۸۲)

ترجمہ:۔

اور جو یہ بات نقل کی جاتی ہے۔ کہ حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ نے امام حسن رضی اللہ عنہ کو ان کی بیوی کے ذریعہ زہر دلوانے کی کوشش کی۔ امام حسن کی بیوی جعدہ بنت الاشعث ہے۔ یہ بات کوئی حقیقت نہیں رکھتی بلکہ یہ اہل شیع کی گھڑی ہوئی بات ہے۔ حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کے بارے میں اس قسم کی بات سوچنا اللہ اس سے پناہ دے۔ وہ اس سے بری ہیں۔

البدایۃ والنہایۃ:۔

وَعِنْدِیْ اَنَّ هٰذَا لَيْسَ بِصَحِيْحٍ وَعَدَمُ صِحَّتِهٖ عَنْ اَبِيْهِ مُعَاوِيَةَ بِطَرِيْقِ الْاُوْلٰى وَالْاُخْرٰى ۔

(البدایۃ والنہایۃ جلد ۸ ص ۴۳ مطبوعہ بیروت)

ترجمہ:۔

میرے نزدیک یہ بات کہ یزید نے امام حسن رضی اللہ عنہ کو زہر دے کر مروایا۔ بالکل غلط ہے۔ یونہی یہ بات یزید کے والد حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کی طرف منسوب کرنا بھی صحیح نہیں ہے۔ بلکہ بطریق اولیٰ غلط ہے۔

ان دو عدد حوالہ جات سے اس امر کی مکمل بیخ کنی کر دی گئی۔ کہ امام حسن رضی اللہ عنہ کو حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ یا ان کے بیٹے یزید نے زہر دلوا کر مروایا تھا۔ اس امر کا اہل تشیع

marfat.com
Marfat.com

کی پشت پناہی حاصل ہے۔ انہوں نے ہی اپنے مخصوص عقائد کے پیش نظر بات گھڑی۔ اور خود ہی اس کی تشہیر کر کے حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کو بدنام کرنے کی مذموم کوشش کی۔ اور کر رہے ہیں۔ لہٰذا نقل وعقل کے معیار پر پرکھا جانے کے بعد اس طعن کی حقیقت اظہر من الشمس ہو گئی۔

جواب پنجم

وہ حضرات حسنین کریمین، زہر دینے والے کو نہیں جانتے تھے۔ اہل تشیع کو کس نے بتا دیا۔؟

زہر دینے اور اس سے مرنے کا واقعہ جس شخصیت کے ساتھ رونما ہوا۔ اُن سے بڑھ کر کون جان سکتا ہے۔ کہ زہر دینے والا کون تھا۔ یا پھر اس زہر خوردہ کے قریبی رشتہ داروں کو کچھ علم ہو سکتا ہے۔ لیکن ہم نے فریقین کی متعدد کتب کی چھان بین کی۔ تاکہ کہیں سے کوئی ایسا استشہاد مل جائے۔ کہ امام حسن رضی اللہ عنہ نے خود زہر دہندہ کی نشاندہی کی ہو۔ یا ان کے چھوٹے بھائی حضرت امام حسین رضی اللہ عنہ نے کبھی اس کا تذکرہ کیا ہو۔ کہیں بھی ایسی صراحت نہ مل سکی۔ اگر بالتصریح کچھ پتہ چلا۔ تو وہ یہ کہ امام حسین رضی اللہ عنہ نے حضرت امام حسن رضی اللہ عنہ سے پوچھا۔ بھائی جان! آپ بتائیں کہ آپ کو زہر کس نے دیا ہے؟ جواباً امام حسن رضی اللہ عنہ نے فرمایا کیا تم اس سے جنگ کرو گے؟ امام حسین کہنے لگے۔ ہاں ضرور جنگ کروں گا۔ تو اس پر امام حسن رضی اللہ عنہ نے فرمایا۔ اگر وہ ہے۔ کہ جس پر میرا گمان ہے۔ تو اس سے اللہ تعالیٰ بدلہ لے گا۔ وہ قادر قیوم ہے۔ اور اگر وہ نہیں۔ تو پھر کسی بے گناہ کو سزا دلوانے کے لیے میں قطعاً تیار نہیں۔

marfat.com
Marfat.com

بحار الانوار:۔

ثُمَّ دَخَلْتُ عَلَيْهِ مِنَ الْغَدِ وَهُوَ يَجُوْدُ بِنَفْسِهِ وَالْحُسَيْنُ عِنْدَ رَأْسِهِ فَقَالَ يَا اَخِيْ مَنْ تَتَّهِمُ قَالَ لِمَ؟ لِتَقْتُلَهُ قَالَ نَعَمْ قَالَ اِنْ يَكُنِ الَّذِيْ اَظُنُّ فَاِنَّهُ اَشَدُّ بَأْسًا وَاَشَدُّ تَنْكِيْلًا وَاِلَّا يَكُنْ فَمَا اُحِبُّ اَنْ يُقْتَلَ بِيْ بَرِيْئٌ ثُمَّ قَضٰى عَلَيْهِ السَّلَامُ۔

(بحار الانوار تصنیف ملا باقر مجلسی جلد نمبر ۴۴ ص ۱۴۸ احیات السبطین الخ۔ مطبوعہ تہران طبع جدید)

ترجمہ:۔

عمرو بن اسحاق (راوی) کہتا ہے۔ کہ میں اگلے دن پھر امام حسن رضی اللہ عنہ کے ہاں حاضر ہوا۔ اس وقت ان پر جان کنی کا وقت آیا چاہتا تھا۔ امام حسین رضی اللہ عنہ اس وقت ان کے سرہانے بیٹھے تھے۔ تو امام حسین رضی اللہ عنہ نے پوچھا۔ بھائی! کس نے آپ کو زہر دیا ہے۔ آپ کو کس پر شبہ ہے؟ امام حسن رضی اللہ عنہ نے فرمایا۔ کیوں پوچھنا چاہتے ہو؟ کیا اس سے لڑائی کرو گے؟ امام حسین رضی اللہ عنہ نے عرض کیا۔ ہاں ضرور لڑوں گا۔ فرمایا۔ اگر وہی ہے۔ جو میرے خیال و گمان میں ہے۔ تو اللہ سخت سزا دینے والا ہے۔ وہ ضرور اسے سزا دے گا۔ اور اگر وہ نہیں۔ تو میں اس بات کو قطعاً پسند نہیں کرتا۔ کہ میری وجہ سے ایک بے قصور آدمی مارا جائے۔ یہ کہہ کر امام موصوف اللہ کو پیارے ہو گئے۔

marfat.com
Marfat.com

مروج الذہب:۔

فَقَالَ لَقَدْ سُقِيْتُ السَّمَّ عِدَّةَ مِرَارٍ فَمَا سُقِيْتُ مِثْلَ هٰذِهٖ لَقَدْ لَفَظْتُ طَائِفَةً مِّنْ كَبِدِيْ فَرَأَيْتُنِيْ أُقَلِّبُهُ بِعُوْدٍ فِيْ يَدِيْ فَقَالَ لَهُ الْحُسَيْنُ يَا أَخِيْ مَنْ سَقَاكَ قَالَ وَمَا تُرِيْدُ بِذٰلِكَ فَإِنْ كَانَ الَّذِيْ أَظُنُّهُ فَاللّٰهُ حَسِيْبُهُ وَإِنْ كَانَ غَيْرَهُ فَمَا أُحِبُّ أَنْ تُؤْخَذَ بِيْ بَرِيْئٌ فَلَمْ يَلْبَثْ بَعْدَ ذٰلِكَ إِلَّا ثَلَاثًا حَتّٰى تُوُفِّيَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ۔

(۱۔ مروج الذہب للمسعودی جلد ۲ ص ۴۲۷
ذکر خلافت الحسن الخ مطبوعہ بیروت
طبع جدید)

(۲۔ مناقب آل ابی طالب جلد ۴ ص ۴۲
فصل فی وفاتہ الخ ۔ مطبوعہ قم
طبع جدید)

(۳۔ کشف الغمہ فی معرفۃ الائمہ جلد اول ص ۵۸۵
فی شہادتہ علیہ السلام مطبوعہ
تبریز طبع جدید)

(۴۔ ناسخ التواریخ حالات امام حسن جلد ۱ ص ۱۴۶
مطبوعہ تہران طبع جدید)

marfat.com
Marfat.com

ترجمہ:۔

امام حسن رضی اللہ عنہ نے فرمایا مجھے کئی مرتبہ زہر دیا گیا۔ لیکن اس دفعہ کا زہر شدید ہے۔ میرے جگر کا ٹکڑا کٹ کر باہر نکل گیا ہے۔ تم دیکھ رہے ہو۔ کہ میں اس کو ہاتھ میں پکڑی چھڑی سے الٹ پلٹ کر رہا ہوں۔ اس پر امام حسین رضی اللہ عنہ نے پوچھا۔ یہ زہر کس نے دیا ہے؟ فرمایا۔ پوچھ کر کیا کرو گے؟ اگر وہی ہے جو میرے ظن و گمان میں ہے۔ تو اللہ تعالیٰ خوب بدلہ لینے والا ہے۔ اور اگر وہ نہیں کوئی دوسرا ہے۔ تو میں یہ ہرگز پسند نہیں کرتا کہ ایک بے قصور آدمی میری وجہ سے پکڑا جائے۔ اس کے بعد آپ تین دن کے اندر اندر خالق حقیقی کو پیارے ہو گئے۔

مذکورہ حوالہ جات سے ہم نے یہ ثابت کر دکھایا ہے۔ کہ حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ پر یہ الزام لگانا قطعاً بے بنیاد ہے۔ کہ انہوں نے امام حسن رضی اللہ عنہ کو زہر دلوا کر مروایا۔ ان حوالہ جات سے اس بات کی صاف صاف تردید ہوتی ہے۔ اور یہاں تک بھی بات سامنے آئی۔ کہ یہ اعتراض خود اہل تشیع کا وضع کیا ہوا ہے۔ اور پھر اس کے ساتھ ساتھ امام حسن رضی اللہ عنہ نے بھی زہر دینے والے کے بارے میں کچھ ارشاد فرمایا۔ اگرچہ امام حسین رضی اللہ عنہ نے بار بار اصرار کر کے پوچھا چاہا۔ لیکن ایک مرتبہ بھی امام حسن نے زہر دینے والے کی نشاندہی نہ کی۔ جب زہر سے شہید ہونے والا بولتا ہی نہیں کہ کس نے دیا تو کسی دوسرے کو اس کا علم کیسے ہو سکتا ہے۔ ہاں یہ ضرور ہے۔ کہ جنہوں نے یہ فسانہ تراشا انہوں نے اس فسانہ کا مرکزی کردار بھی خود متعین کر لیا ہو۔ تو کوئی حیران کن بات نہیں۔ ورنہ درحقیقت اس الزام میں کوئی صداقت نہیں۔ بالکل لغو اور بہتان ہے۔ جو امیر معاویہ رضی اللہ عنہ پر لگایا گیا ہے:

(فاعتبروا یا اولی الابصار)

marfat.com
Marfat.com

جواب ششم

مذکور طعن پر تنقید بلیغ

دلائل مذکورہ سے یہ بات بالکل ظاہر و باہر ہو گئی۔ کہ حضرت امام حسن رضی اللہ عنہ کو زہر دے کر مروانے کا ذکر کسی قابل اعتبار کتاب میں موجود نہیں ہے۔ اہل تشیع کا خود ساختہ واقعہ ہے۔ اِس کے گھڑنے کی ضرورت انہیں کیوں پیش آئی؟ اس کا کوئی ایک ہی سبب ہو سکتا ہے۔ اور وہ یہ کہ حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ یزید کو خلیفہ بنانے کی فکر میں تھے اور چاہتے تھے کہ زندگی میں ہی یہ معاملہ طے ہو جائے لیکن وہ سمجھتے تھے۔ کہ امام حسن رضی اللہ عنہ کی موجودگی میں ایسا کرنا ممکن نہیں ہے۔ لہٰذا انہیں راستہ سے ہٹانے کے لیے ان کی بیوی کے ذریعہ زہر دلوایا گیا۔

لیکن اس سبب زہر کی عقلاً ونقلاً حقیقت دیکھی جائے۔ تو اس کا کوئی وزن نہیں ہے۔ جو ہم متعدد حوالہ جات سے واضح کر چکے۔ عقلاً اس لیے ناقابلِ اعتبار ہے۔ کہ حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کو امام حسن کی بہ نسبت امام حسین رضی اللہ عنہ سے زیادہ خطرہ تھا۔ کیونکہ انہیں علم تھا۔ کہ امام حسن رضی اللہ عنہ درویش منش اور متواضع سیرت انسان ہیں۔ وہ کسی محاذ آرائی کے قائل نہیں ہیں۔ لیکن امام حسین رضی اللہ عنہ مجاہدانہ طبیعت اور صاحب جلال انسان تھے۔ وہ برائی کو دیکھ کر اُسے جوں کا توں دیکھنا گوارا نہیں کرتے تھے۔ امام حسین رضی اللہ عنہ کی اس سیرت کے بہت سے شواہد کتب اہل تشیع میں بھی موجود ہیں۔ یہی وجہ ہے۔ کہ اہل تشیع امام حسن اور ان کی اولاد کی بہ نسبت امام حسین اور ان کی اولاد کو امامت کا حق دار سمجھتے ہیں۔ بہر حال اس کی تفصیل

marfat.com
Marfat.com

کسی دوسرے مقام پر انشاء اللہ آئے گی۔

لہذا ثابت ہوا۔ کہ اصل خطرہ تو امام حسین رضی اللہ عنہ تھے۔ اس لیے امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کو ان کی فکر کرنی چاہیئے تھی اور یزید کی ولی عہدی کے پیش نظر امام حسین رضی اللہ عنہ کو زہر دے کر یا کسی اور طریقہ سے راستہ ہموار کرنا چاہیئے تھا۔ لیکن تاریخ گواہ ہے۔ کہ امام حسین رضی اللہ عنہ تو امن وامان اور حفاظت سے زندہ رہے۔ لیکن امام حسن رضی اللہ عنہ کو شہید کر دیا گیا۔ ابھی یزید کی تخت نشینی نہ ہوئی تھی۔ آخر یہ زہر دینے والا امام حسن رضی اللہ عنہ کا دوست تو ہو نہیں سکتا۔ کوئی دشمن ہی ہوگا جس نے خود دیا۔ یا کسی کے ذریعہ دلایا۔ آیئے ذرا دیکھیں۔ کہ امام حسن رضی اللہ عنہ سے عداوت کس کو تھی۔

حضرت امام حسن رضی اللہ عنہ نے چھ ماہ خلافت کرنے کے بعد جب حضرت امیر معاویہ کے حق میں دستبرداری کرلی۔ اور ان کی بیعت بھی کرلی۔ تو شیعہ لوگ ان کی جان کے دشمن ہو گئے۔ انہوں نے امام موصوف کو طرح طرح کی اذیتیں پہنچائیں۔ ان کو ستانے میں کوئی کسر نہ اٹھا رکھی۔
حتی کہ شہید تک کرنے کی ہر ممکن کوشش کی۔ ان باتوں کا ثبوت خود ان کی کتابیں پیش کر رہی ہیں۔

※ ※ ※
※

marfat.com
Marfat.com

امام حسن رضی اللہ عنہ پر اہل تشیع کے مظالم

(خود ان کی کتابوں سے)

۱۔ آپ کو شدید زخمی کر دیا۔ اور جان سے مارنے کی کوشش کی۔

● مناقب آل ابی طالب:۔

فَقَالُوْا وَاللّٰهِ يُرِيْدُ اَنْ يُّصَالِحَ مُعَاوِيَةَ وَ يُسَلِّمَ الْاَمْرَ اِلَيْهِ كَفَرَ وَاللّٰهِ الرَّجُلُ كَمَا كَفَرَ اَبُوْهُ فَانْتَهَبُوْا فُسْطَاطَهٗ حَتّٰى اَخَذُوْا مُصَلَّاهُ مِنْ تَحْتِهٖ وَ نَزَعَ مَطْرَفَهٗ عَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنُ جُعَالِ الْاَزْدِيْ وَطَعَنَهٗ جَرَاحُ بْنُ سِنَانِ الْاَسَدِيْ فِيْ فَخِذِهٖ۔

(۱۔ مناقب آل ابی طالب جلد ۴ ص ۳۳ فی صلحہ علیہ السلام مع معاویہ مطبوعہ قم طبع جدید)
(۲۔ ناسخ التواریخ حالات امام حسن رضی اللہ عنہ جلد اول ص ۲۱۱۔ مطبوعہ تہران طبع جدید)

marfat.com
Marfat.com

ترجمہ:۔

(جب شیعوں کو حضرت امام حسن اور حضرت امیر معاویہ کے مابین صلح ہو جانے کی خبر پہنچی) تو کہنے لگے۔ خدا کی قسم! یہ شخص حضرت امیر معاویہ سے صلح کرنا چاہتا ہے اور امور خلافت ان کے سپرد کرنا چاہتا ہے۔ یہ تو اپنے باپ کی طرح کافر ہو گیا ہے یہ کہہ کر ان کے خیمہ کو اکھاڑ کر پھینکا۔ آپ کے نیچے سے جائے نماز کھینچ لی گئی عبدالرحمٰن بن جعال ازدی نے آپ کی چادر شریف ان کے کندھے سے اتار لی اور جراح بن سنان اسدی نے آپ کی ران میں تیر مار کر زخمی کر دیا۔

۲۔ میرے قاتل شیعہ ہیں۔

(امام حسن رضی اللہ عنہ)

احتجاج طبرسی:۔

عَنْ زَيْدِ بْنِ وَهْبِ الْجُهَنِيِّ قَالَ لَمَّا طُعِنَ الْحَسَنُ بْنُ عَلِيٍّ عَلَيْهِ السَّلَامُ بِالْمَدَائِنِ اَتَيْتُهُ وَ هُوَ مُتَوَجِّعٌ فَقُلْتُ مَا تَرٰى يَا ابْنَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَاِنَّ النَّاسَ مُتَحَيِّرُوْنَ فَقَالَ اَرٰى وَ اللّٰهِ اَنَّ مُعَاوِيَةَ خَيْرٌ لِّيْ مِنْ هٰؤُلَاءِ يَزْعُمُوْنَ اَنَّهُمْ لِيْ شِيْعَةٌ اِبْتَغَوْا قَتْلِيْ وَ انْتَهَبُوْا ثِقْلِيْ وَ اَخَذُوْا مَالِيْ وَ اللّٰهِ لَئِنْ اٰخُذُ مِنْ مُعَاوِيَةَ عَهْدًا اَحْقِنُ بِهٖ دَمِيْ وَ اُوْمِنُ بِهٖ فِيْ اَهْلِيْ

marfat.com
Marfat.com

خَيْرٌ مِنْ اَنْ يَقْتُلُوْنِيْ فَتَضِيْعُ اَهْلُ بَيْتِيْ وَ اَهْلِيْ وَاللّٰهِ لَوْ قَاتَلْتُ مُعَاوِيَةَ لَاَخَذُوْا بِعُنُقِيْ حَتّٰى يَدْفَعُوْنِيْ اِلَيْهِ سَلَمًا۔

(۱۔ احتجاج طبرسی جلد ۲ ص ۱۰۔ ذکر احتجاجه علی من انکر علیه مصالحة معاویة مطبوعہ نجف اشرف طبع جدید)

(۲۔ ناسخ التواریخ حالات امام حسن جلد ۱ ص ۲۱۳-۲۱۴ مطبوعہ بیروت طبع جدید۔)

(۳۔ مروج الذہب جزء ۲ احیات السبطین ص ۱۰ مطبوعہ تہران طبع جدید)

(۴۔ بحار الانوار جلد ۴۴ حیات السبطین۔ ص ۲۰ مطبوعہ تہران طبع جدید)

ترجمہ:۔

زید بن وہب جہنی کہتا ہے۔ کہ جب امام حسن رضی اللہ عنہ کو مدائن میں نیزہ مار کر زخمی کر دیا گیا۔ تو اس وقت میں ان کے پاس حاضر ہوا۔ آپ شدید تکلیف محسوس کر رہے تھے۔ میں نے پوچھا اے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے فرزند! کچھ اس بارے میں بتلائیں۔ کیونکہ لوگ حیران و پریشان ہیں۔ تو فرمانے لگے۔ میری رائے میں حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ ان نام نہاد شیعوں سے کہیں بہتر ہیں۔ یہ تو میرے قتل کے درپے ہیں۔ انہوں نے میرا سامان لوٹا۔ میرا مال چھینا۔ خدا کی قسم اگر میں امیر معاویہ سے معاہدہ کر لیتا ہوں۔ تو اس کے ذریعہ میں اپنی جان محفوظ کر لوں گا۔ اپنا مال امن میں کر لوں گا۔ اور میں اپنے اہل و عیال کو محفوظ کر لوں گا۔ یہ

marfat.com
Marfat.com

اس سے کہیں بہتر ہے۔ کہ یہ میرے شیعہ کہلانے والے مجھے قتل کر ڈالیں۔ میرا گھر بار اور بال بچہ اجاڑ دیں۔ خدا کی قسم اگر میں امیر معاویہ سے لڑائی کرنا چاہوں۔ تو یہی لوگ میری گردن سے مجھے پکڑ کر ان کے سپرد کر دیں گے۔

۳۔ اہل تشیع نے میرے والد کو قتل کیا۔ اور مجھے لوٹ لیا۔ (امام حسن رضی اللہ عنہ)

مروج الذہب:۔

لَوْ لَمْ تَذْهَلْ نَفْسِيْ عَنْكُمْ اِلَّا لِثَلَاثِ خِصَالٍ لَذَهِلَتْ مَقْتَلُكُمْ لِاَبِيْ وَسَلْبُكُمْ ثِقْلِيْ وَطَعْنُكُمْ فِيْ بَطْنِيْ وَاِنِّيْ قَدْ بَايَعْتُ مُعَاوِيَةَ فَاسْتَمِعُوْا لَهُ وَاَطِيْعُوْا۔

(۱۔ مروج الذہب جلد ۲/ ذکر خلافت الحسن بن علی ص ۴۳۱ مطبوعہ تہران طبع جدید)
(۲۔ مناقب آل ابی طالب جلد ۴ ص ۳۴ ذکر فی صلحہ مع معاویہ مطبوعہ قم طبع جدید)
(۳۔ ناسخ التواریخ حالات امام حسن جلد ۱ ص ۲۲۸ مطبوعہ تہران طبع جدید)

marfat.com
Marfat.com

ترجمہ:-

امام حسن نے فرمایا۔ اے عراقیو! تمہارے تین کرتوتوں کی وجہ سے میں نے تمہیں اہمیت دینا چھوڑ دی ہے۔ اول یہ کہ تم نے میرے والد حضرت علی المرتضٰے رضی اللہ عنہ کو شہید کیا۔ دوسرا یہ کہ تم نے میرا سازو سامان لوٹ لیا۔ اور تیسرا یہ کہ تم نے ہی میرے پیٹ میں نیزہ مارا۔ میں نے امیر معاویہ کی بیعت کر لی ہے۔ لہذا اب تم کو ان کے احکام پر عمل کرنا اور ان کی اطاعت کرنا لازم ہے۔

۴۔ اپنے شیعوں کے مظالم کے ڈر سے میں نے امیر معاویہ سے صلح کر لی۔ (امام حسن)

مروج الذہب:-

وَ قَدْ كَانَ أَهْلُ الْكُوفَةِ انْتَهَبُوا سُوَادِقَ الْحَسَنِ وَرَحْلَهُ وَطَعَنُوا بِالْخَنْجَرِ فِي جَوْفِهِ فَلَمَّا تَيَقَّنَ مَا نَزَلَ بِهِ انْقَادَ إِلَى الصُّلْحِ۔

(مروج الذہب جلد ۲ ص ۴۳۱ مطبوعہ بیروت طبع جدید)

ترجمہ:-

اہل کوفہ (شیعان علی) نے امام حسن رضی اللہ عنہ کے سامان اور خیمہ کو لوٹ لیا اور ان کے پیٹ میں خنجر گھونپ دیا۔ پھر جب آپ کو اس مصیبت کا یقین ہو گیا جس

marfat.com
Marfat.com

سے آپ کا واسطہ پڑا تو امیر معاویہ کے ساتھ صلح کرنے کی ٹھان لی۔

۵۔ امیر معاویہ سے صلح ہو جانے کے بعد شیعوں کا امام موصوف کو گستاخانہ سلام۔

بحار الانوار:۔

عَنْ جَعْفَرٍ عَلَيْهِ السَّلَامُ قَالَ جَاءَ رَجُلٌ مِّنْ اَصْحَابِ الْحَسَنِ عَلَيْهِ السَّلَامُ يُقَالُ لَهُ سُفْيَانُ بْنُ لَيْلَى وَ هُوَ عَلٰى رَاحِلَةٍ لَّهُ فَدَخَلَ عَلَى الْحَسَنِ وَ هُوَ مُحْتَبٍ فِىْ فِنَاءِ دَارِهٖ فَقَالَ لَهُ السَّلَامُ عَلَيْكَ يَا مُذِلَّ الْمُؤْمِنِيْنَ فَقَالَ لَهُ الْحَسَنُ اِنْزِلْ وَ لَا تَعْجِلْ فَنَزَلَ فَعَقَلَ رَاحِلَتَهٗ فِى الدَّارِ وَ اَقْبَلَ يَمْشِىْ حَتّٰى اِنْتَهٰى عَلَيْهِ قَالَ فَقَالَ لَهُ الْحَسَنُ مَا قُلْتَ قَالَ قُلْتُ السَّلَامُ عَلَيْكَ يَا مُذِلَّ الْمُؤْمِنِيْنَ قَالَ وَ مَا عَلَّمَكَ بِذٰلِكَ قَالَ عَمِدْتَّ اِلٰى اَمْرِ الْاُمَّةِ فَخَلَعْتَ مِنْ عُنُقِكَ وَ قَلَّدْتَّهٗ هٰذَا الطَّاغِيَةَ يَحْكُمُ بِغَيْرِ مَا اَنْزَلَ اللّٰهُ قَالَ فَقَالَ الْحَسَنُ سَاُخْبِرُكَ لِمَ فَعَلْتُ ذٰلِكَ قَالَ سَمِعْتُ اَبِىْ عَلَيْهِ السَّلَامُ يَقُوْلُ قَالَ

marfat.com

Marfat.com

رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ لَنْ تَذْهَبَ الْاَیَّامُ
وَاللَّیَالِیْ حَتّٰی یَلِیَ اَمْرَ هٰذِهِ الْاُمَّةِ رَجُلٌ وَاسِعُ
الْبُلْعُوْمِ رَحْبُ الصَّدْرِ یَاْکُلُ وَلَا یَشْبَعُ وَهُوَ مُعَاوِیَةُ
فَلِذٰلِکَ فَعَلْتُ۔ (۱۔ بحار الانوار جلد ۱۰ ص ۲۳ تا ۲۴

حیات البسطین۔ مطبوعہ تہران طبع جدید۔)

(۲۔ مناقب آل ابی طالب جلد ۴ ص ۳۶

فی صلحہ علیہ السلام مع معاویۃ

مطبوعہ قم طبع جدید)

(۳۔ جلاء العیون جلد ۱ ص ۴۰۵ زندگانی امام

مجتبیٰ مطبوعہ تہران۔ طبع جدید)

ترجمہ:۔

حضرت امام باقر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ کہ امام حسن رضی اللہ عنہ کے اصحاب میں سے ایک شخص سفیان بن لیلیٰ اونٹ پر سوار امام حسن کے ہاں آیا۔ امام اس وقت مکان کے صحن میں اکڑوں بیٹھے تھے۔ اس نے امام موصوف کو ان الفاظ سے سلام کیا۔ اے مومنوں کو ذلیل کرنے والے تم کو سلام۔ امام نے فرمایا نیچے اتر آؤ جلدی کس کی ہے۔ وہ اترا۔ اور سواری کو مکان میں باندھا۔ بڑھتا ہوا امام حسن کے پاس پہنچا۔ امام حسن نے پوچھا۔ تم نے کیا کہا تھا۔ کہنے لگا۔ کہا تھا۔ اے مومنین کو ذلیل کرنے والے تم کو سلام۔ پوچھا۔ تمہیں یہ کس نے بتایا۔ کہنے لگا۔ تمہیں امت کے معاملات کا ذمہ دار بنایا گیا تھا لیکن اس ذمہ داری کو تم نے اتار پھینکا اور یہ ذمہ داری اس آدمی کو دے دی جو کہ اللہ کے احکام کے خلاف فیصلہ کرتا ہے۔ تو اس کو امام حسن رضی اللہ عنہ نے فرمایا۔ میں

marfat.com
Marfat.com

عنقریب تجھے بتاتا ہوں۔ کہ میں نے ایسا کیوں کیا۔ پھر کہنے لگے۔ کہ میں نے اپنے والد گرامی سے سن رکھا ہے۔ کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تھا۔ کچھ دن رات گزرنے کے بعد اس امت کی باگ ڈور ایسے آدمی کے ہاتھ میں آجائے گی۔ جو کھلے ہوئے منہ والا اور چوڑے سینہ والا ہو گا۔ کھائے گا لیکن سیر نہیں ہو گا۔ اور وہ شخص امیر معاویہ ہے۔ لہٰذا میں نے یہ سب کچھ اسی لیے کیا ہے۔

نوٹ:۔

حضرت امام باقر رضی اللہ عنہ سے مروی اس روایت میں امام حسن رضی اللہ عنہ کے ایک دیرینہ ساتھی "سفیان بن ابی لیلی" نے امام موصوف کو "یا مذل المومنین" کے الفاظ سے جان بوجھ کر اور عمداً خطاب کیا۔ یہ الفاظ اس کی زبان سے بلا ارادہ نہیں نکل گئے تھے۔ جس کی دلیل یہ ہے کہ امام حسن رضی اللہ عنہ نے جب اُسے فرمایا۔ ذرا آہستگی کے ساتھ بیٹھو۔ جلد بازی کا کیا فائدہ۔ تو اس کے بعد دوبارہ امام موصوف نے پوچھا۔ تم نے مجھے سلام کن الفاظ سے کیا تھا۔ اس نے پھر وہی الفاظ دہرا دیے۔

روایت مذکورہ میں حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کے بارے میں جن اوصاف کا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف نسبت کرنا بیان کیا گیا ہے۔ کہ وہ چوڑے سینہ والا ہو گا۔ کھائے گا لیکن سیر نہیں ہو گا۔ یہ تمام باتیں ان کے بارے میں امام حسن رضی اللہ عنہ کے حوالہ سے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف منسوب کرنا بالکل باطل اور غلط ہیں۔ یہ صرف اور صرف "ملا باقر مجلسی" کے ذہن کی پیداوار ہیں۔ اور اگر بالفرض تسلیم کیا جائے۔ کہ واقعی حضور سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم نے ہی یہ فرمایا تھا۔ تو اس سے اہل تشیع کو کیا فائدہ؟ یہ تو ان کے عقیدے کے سخت خلاف ہے۔ کیونکہ اس سے ثابت ہوا۔ کہ امام حسن رضی اللہ عنہ کو اپنے نانا کی اس بات کا علم تھا۔ کہ ایک دن خلافت امیر معاویہ کی ہو گی۔ اس لیے جب حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کی خلافت بطور ان کی علامات کے ذکر کر دی۔ تو امام حسن کی ان سے صلح اور خلافت سے دستبرداری اس پیش گوئی کی صداقت ہے

marfat.com
Marfat.com

جو حضور نے فرمائی تھی۔ دوسری یہ بات بھی ثابت ہوئی۔ کہ "ائمہ اہل بیت" کی خلافت کا منصوص من اللہ ہونا کوئی اصل نہیں رکھتا۔ یہ اہل تشیع کا من گھڑت عقیدہ ہے۔

خلاصہ:

کتب شیعہ اس امر کی واضح طور پر شہادت دیتی ہیں۔ کہ

۱۔ امام حسن رضی اللہ عنہ نے خلافت سے دستبرداری کی۔ اور امیر معاویہ سے صلح کر لینے کے بعد ان کی بیعت بھی کی۔

۲۔ امام حسن رضی اللہ عنہ کے "شیعوں" کو اس دستبرداری کا انتہائی دکھ ہوا۔

۳۔ شدید صدمہ کی بناء پر ان شیعوں نے امام موصوف کو قتل کرنے کی ہر ممکن کوشش کی۔

۴۔ امام پر حملہ کیا گیا۔ اور ان کے نیچے سے مصلی کھینچ لیا گیا۔

۵۔ ان کا مال لوٹ کر ان کے پیٹ یا ران میں خنجر گھونپا گیا۔

۶۔ انہیں "مسلمانوں کا رسوا کرنے والا" کہہ کر سلام کیا گیا۔

اور یہ امور بھی انہی کتب سے بالتصریح ثابت ہیں۔ کہ

۱۔ امام کے خیال میں "ان شیعوں" سے امیر معاویہ کہیں بہتر تھے۔

۲۔ شیعوں کے مظالم کے خوف کی وجہ سے آپ نے امیر معاویہ سے صلح کی۔ اور خلافت سے دستبرداری کی۔

۳۔ امیر معاویہ رضی اللہ عنہ امام حسن اور حسین رضی اللہ عنہما کی ہر ماہ ہزاروں درہم مالی مدد کیا کرتے تھے

۴۔ حسنین کریمین نے عمر بھر امیر معاویہ سے کوئی ایسی بات نہ دیکھی۔ جو قابل اعتراض ہو۔

۵۔ ان شیعوں نے من گھڑت خط لکھ کر امام حسین کو امیر معاویہ کے خلاف اکسانا چاہا۔ لیکن منہ کی کھانا پڑی۔

۶۔ انہی شیعوں نے امام حسن کے والد حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کو شہید کیا۔

marfat.com
Marfat.com

یہ ہے خلاصہ ان حوالہ جات کا جو" زہر دے کر مارنے" کے طعن کے جواب میں ہم نے کتب شیعہ سے پیش کئے۔ آپ ان امور کی باہم کڑیاں ملاتے چلے جائیں۔ تو یقیناً اسی نتیجہ پر پہنچیں گے۔ کہ حضرت امام حسن رضی اللہ عنہ کی دستبرداری سے پہلے کے حالات پر امن اور پرسکون تھے۔ امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کے ساتھ صلح اور ان کے حق میں دستبرداری کے بعد ان کی بیعت کر لینا ان تمام واقعات کی ابتداء قرار پایا۔ تو ہم اسی طرح کہہ سکتے ہیں جس طرح خود امام حسن رض نے فرمایا۔ کہ آپ کی شہادت میں ان لوگوں کا ہاتھ ہے۔ جنہوں نے آپ کے۔

پیٹ میں خنجر گھونپا

ان کے مال و اسباب کو لوٹا۔

ان کے مصلیٰ کو نیچے سے کھینچ لیا۔

ان پر قاتلانہ حملہ کیا۔

آپ کو "مسلمانوں کو ذلیل کرنے والا" کہہ کر سلام کیا۔

یہ ہیں وہ جو یہ کون ہیں۔ زہر اگر دیا۔ تو انہوں نے ہی دیا۔ کسی دوست کا یہ کام نہیں ہو سکتا۔

(فاعتبروا یا اولی الابصار)

marfat.com
Marfat.com

○

طعن نمبر (۵)

امیر معاویہ (رضی اللہ عنہ) عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کے قاتل ہیں

اہل سنت وجماعت کے ہاں ام المؤمنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کی اس قدر عظمت و منزلت ہے۔ کہ ان کی گستاخی کرنے والے کو جہنمی قرار دیتے ہیں۔ جب گستاخ پر یہ حکم ہے تو ان کے قاتل کو کون اچھا اور ایمان دار کہے گا۔ یہ بات اہل سنت کی کتابوں میں موجود ہے۔ امیر معاویہ (رضی اللہ عنہ) جب مدینہ آئے تو انہوں نے ام المؤمنین عائشہ (رضی اللہ عنہا) کی اپنے ہاں دعوت کی۔ جو دراصل ان کے ہلاک کرنے کا منصوبہ تھا۔ وہاں ایک گڑھا کھدوایا گیا۔ اس میں حضرت عائشہ کو گرا کر ہلاک کر دیا اور پھر چونے اور پتھر سے اس کو مضبوطی سے بند کر دیا۔ یہی طعن ایک شیعی مؤرخ سید حیدر علی نقوی نے اپنی تصنیف "تاریخ ائمہ"

marfat.com
Marfat.com

میں اس طرح نقل کیا ہے۔

تاریخ ائمہ :۔

۵۶ھ میں معاویہ مدینہ میں آیا۔ اور ایک مکان میں گڑھا کھدوا کر اس کو خس پوش کر کے آبنوس کی کرسی بچھوائی اور حضرت عائشہ کو دعوت کے بہانے بُلا کر اس پر بٹھایا۔ حضرت عائشہ بیٹھتے ہی گڑھے میں جا پڑیں۔ معاویہ نے اس گڑھے کو پتھر اور چُونے سے مضبوط کرا دیا اور مکہ کی طرف روانہ ہو گیا۔

(تاریخ ائمہ ص ۱۴۵ مطبوعہ لاہور)

جواب :۔ یہ کوئی ڈھکی چھپی بات نہیں۔ کہ اہل تشیع کو ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے بایں وجہ دشمنی ہے کہ وہ صدیق اکبر کی بیٹی ہوتے ہوئے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے نکاح میں کیوں آئیں۔ ان کی دشمنی دراصل صدیق اکبر سے ہے اور اس واسطہ سے حضرت عائشہ بھی انہیں بُری نظر آتی ہیں۔ ان کے علاوہ حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کے بھی یہ دشمن ہیں۔ ان دونوں کے بارے میں ان کے دل بغض وحسد میں جلتے رہتے ہیں۔ اور من گھڑت واقعات اور روایات سے اُس آگ پر پانی ڈالنے کی کوشش کرتے ہیں۔ لیکن "مُوتُوا بِغَيْظِكُمْ" کے ارشاد ربانی سے ان کی آگ نہ ختم ہونے والی ہے۔

اس شیعہ مُورخ کو یہ واقعہ لکھتے وقت معمولی سی بھی شرم وحیا نہ آئی کیونکہ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا وہ شخصیت ہیں جن کی تعریف کتاب اللہ میں موجود ہے اور احادیث نبویہ جن کے فضائل ومناقب سے بھری پڑی ہیں اُن کے بارے میں ایک بے سند اور بے سر و پا واقعہ نقل کر کے اپنے بغض وعناد کی تسکین کا سامان بنایا جا رہا ہے۔ اگر اس کی کوئی معقول وجہ بن سکتی تھی۔ تو اس مورخ کو

marfat.com
Marfat.com

یوں کرنا چاہیئے تھا کہ اہل سُنّت کی کسی معتبر کتاب سے اسی قسم کی کوئی روایت پیش کرتا۔ تو پھر اس کی تحریر کی طرف شاید کوئی توجہ دیتا۔ مگر چالاکی یہ کی کہ اس قصہ کی نسبت دو کتابوں کی طرف کر کے لکھا۔ کہ ان میں یہ واقعہ مذکور ہے اور ان میں سے ایک کے متعلق لکھا کہ وہ قلمی نسخہ کی شکل میں ہے۔ یعنی نہ کسی کو یہ کتاب ملے اور نہ ہی حقیقتِ حال کھُل سکے اور زور زور سے چلاتے رہیں کہ سنیوں کی کتاب میں یہ واقعہ لکھا ہے۔ اسے یوں ہی سمجھ لیں کہ کوئی شخص کسی شیعہ ذاکر یا مجتہد کے متعلق کہتا ہے۔

"اس نے کسی سے بدفعلی کی۔ پکڑے جانے پر اس کو وہیں مار دیا گیا اور اسی جگہ گڑھا کھود کر اس کی لاش کو ٹھکانے لگا دیا گیا۔"

لیکن حقیقت یوں ہو کہ اس کے مرنے کے وقت سینکڑوں آدمی موجود تھے۔ اس کی باقاعدہ نماز جنازہ پڑھی گئی اور اُسے سب کے سامنے قبرستان لے جا کر دفن کیا گیا۔ ان دونوں باتوں میں خود فیصلہ کر لو۔ کونسی بات درست اور حقیقت پر مبنی ہے اور کونسی جھوٹوں کا پلندہ ہے۔

ہم نے ایک فرضی واقعہ دو مختلف رنگوں میں اس لیے لکھا ہے۔ کہ کچھ ایسی ہی کیفیت حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کے متعلق سامنے آتی ہے۔ شیعہ مورخ نے حسد و بغض کا مظاہرہ کرتے ہوئے یہ ثابت کر دیا کہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کو امیر معاویہ رضی اللہ عنہ نے گڑھے میں گرا کر ہلاک کر دیا۔ اور پھر اس گڑھے کو پتھروں اور چونے سے چُن دیا گیا۔ اگر ایسا ہی ہوا تھا۔ تو پھر حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے کفن دفن اور جنازہ کی کوئی روایت نہ ہوتی اور لوگوں کو ان کی موت کا جب علم ہی نہیں ہوا۔ تو جنازہ میں شرکت کا کیا مطلب؟ پھر اگر ایسا ہی ہوا، تو کیا اس واقعہ کے بعد مسلمانوں کو اس کا علم ہوا یا نہ ہوا۔ نہ ہونا غیر ممکن

marfat.com
Marfat.com

ہے۔ کیونکہ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کی شخصیت ایک بین الاقوامی شخصیت تھی۔ خود صحابہ کرام نے ان سے اکتساب علم کیا۔ اور لاکھوں کی تعداد میں ان کے جانثار موجود تھے۔ لہذا اتنا عظیم سانحہ گزرا اور کسی نے ایک لفظ تک بھی احتجاجاً نہ کیا۔ اگر یہ واقعہ حقیقت پر مبنی ہوتا۔ تو واقعہ حرّہ اور واقعہ کربلا کی طرح اس کا چار دانگ عالم میں چرچا ہوتا۔ ہزاروں لاکھوں روایات اس پر شاہد ہوتیں۔ لیکن شیعی مؤرخ نے اس واقعہ کے ضمن میں دو کتابوں کا ذکر کیا۔ جن میں سے ایک کا کہیں وجود ہی نہیں۔ ان دو نام نہاد کتابوں کے علاوہ سیرت و احادیث کی کتب اور تاریخی اوراق میں اور اس کا کہیں ذکر موجود نہیں۔

رہا یہ مسئلہ کہ ام المؤمنین سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کی توہین کرنے والا گستاخ اور بے ادب ہے۔ ہماری کتب تو اس بارے میں صاف صاف بتلا رہی ہیں۔ اور اس کی صراحت معترض نے اعتراض میں بھی کی۔ لیکن یہ یاد رہے۔ کہ گستاخ عائشہ کو ہم ہی مردود بارگاہِ الٰہی نہیں کہتے۔ بلکہ خود شیعہ بھی اس کی اپنی کتب میں تائید و توثیق کرتے ہیں۔

منہج الصادقین

ابن عباس را روز عرفہ ازایں آیت سوال کردند فرمود کہ مَنْ اَذْنَبَ ذَنْبًا ثُمَّ تَابَ مِنْهُ قُبِلَتْ تَوْبَتُهٗ اِلَّا مَنْ خَاضَ فِیْ اَمْرِ عَائِشَةَ۔ یعنی ہرگاہ کسے گناہے کند و ازآں توبہ نماید توبۂ او مقبول است مگر آں کسے کہ در امر عائشہ خوض کردہ برا و افک کرد۔

(تفسیر منہج الصادقین جلد ۶ ص ۲۶۰ سورۂ نور مطبوعہ تہران)

marfat.com
Marfat.com

ترجمہ:۔ (حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کی برارت میں نازل شدہ آیات سورہ نور کے متعلق) لوگوں نے حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے یوم عرفہ (نویں ذوالحجہ) کو پوچھا۔ انہوں نے فرمایا۔ کہ کوئی شخص اگر کسی قسم کا گناہ کر لیتا ہے۔ اور پھر اس سے تائب ہو جائے۔ تو اللہ تعالیٰ اس کی توبہ قبول فرما لیتا ہے۔ لیکن اس شخص کی توبہ ہرگز قبول نہیں کی جاتی جس نے حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا پر لگائے گئے بہتان میں غور و خوض کیا (یعنی اُسے ثابت کرنے کے لیے غور و فکر کیا)۔

"تفسیر منہج الصادقین" کے مصنف نے حضرت ابن عباس کے حوالہ سے اپنا مسلک بیان کر دیا اور ہونا بھی یہی چاہیئے۔ لہٰذا معلوم ہوا کہ صرف اہلسنت کے ہاں ہی نہیں بلکہ اہل تشیع بھی گستاخ عائشہ (رضی اللہ عنہا) کو مردود اور ملعون سمجھتے ہیں۔ اس سے طعن مذکور کے راوی اور اس کے مؤید کے بارے میں خود بخود فیصلہ ہو جاتا ہے۔

ام المومنین سیدہ عائشہ صدیقہ کے وصال شریف کا اصل واقعہ

ام المومنین سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کے متعلق گذشتہ اوراق میں یہ گفت گو چل رہی تھی کہ ان کا وصال کہاں ہوا اور کیونکر ہوا؟ کیا نماز جنازہ کسی نے پڑھی؟ کس نے غسل دیا؟ دفنانے میں کون کون شریک تھے؟ طعن مذکور میں ان تمام باتوں کا انکار ہے۔ کیونکہ اس باطل ولغو روایت کے

marfat.com
Marfat.com

مطابق آپ کو گڑھے میں گرا کر ہلاک کر دیا گیا اور پھر گڑھے کو پتھر اور چونے سے بند کر دیا گیا۔

اسی لیے ہم نے ضروری سمجھا۔ کہ سیدہ رضی اللہ عنہا کی وفات کا اصل واقعہ ذکر کر دیں اور اس کے ساتھ ساتھ یہ بھی تذکرہ ہو جائے کہ جناب امیر معاویہ رضی اللہ عنہ اور حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کے درمیان عداوت و کدورت تھی یا ایک دوسرے کے بھی خواہ تھے۔ دونوں طرف کی کتب سے انشاء اللہ اس بارے میں حوالہ جات پیش کیے جا رہے ہیں۔ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کے وصال کا مختصر واقعہ یوں ہے۔

"آپ مدینہ منورہ میں بیمار ہوئیں اور رمضان المبارک کی سترہ تاریخ کو وصال فرمایا۔ آپ نے آخری وقت وصیت فرمائی۔ کہ مجھے رات کے وقت کفن دفن دیا جائے۔ رات کو جس قدر عظیم اجتماع ان کے جنازے کی نماز پڑھنے آیا۔ وہ اپنی مثال آپ تھا۔ نمازِ جنازہ سیدنا ابو ہریرہؓ نے پڑھائی۔ قبر میں اتارنے والوں میں عبداللہ بن زبیر اور عروہ بن زبیر، عبداللہ بن محمد بن عبدالرحمٰن، عبداللہ بن عبدالرحمٰن بن ابی بکر کے اسماء گرامی ہیں۔ دفنانے میں بھی یہی لوگ تھے۔"

روایت ۱

طبقات ابن سعد

اَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عُمَرٍ وحَدَّثَنِی ابْنُ اَبِیْ سَبْرَةَ عَنْ مُوْسَی بْنِ مَیْسَرَةَ عَنْ سَالِمٍ سَبْلَانَ قَالَ مَاتَتْ عَائِشَةُ لَیْلَةَ سَبْعَ عَشَرَةَ مَضَتْ مِنْ رَمَضَانَ بَعْدَ الْوِتْرِ

marfat.com
Marfat.com

فَاَمَرَتْ اَنْ تُدْفَنَ مِنْ لَيْلَتِهَا فَاجْتَمَعَ النَّاسُ وَحَضَرُوا فَلَمْ نَرَ لَيْلَةً اَكْثَرَ نَاسًا مِّنْهَا نَزَلَ اَهْلُ الْعَوَالِيْ فَدُفِنَتْ بِالْبَقِيْعِ۔

طبقات ابن سعد جلد ۸ ص ۷۶ ذکر ازواج الرسول صلی اللہ علیہ وسلم مطبوعہ بیروت

ترجمہ:۔ (بحذف اسناد) سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا نے رمضان المبارک کی سترہویں تاریخ بعد نماز عشاء وفات پائی وصال سے قبل انہوں نے وصیت کر دی تھی کہ مجھے رات کو ہی دفن کرنا آپ کی نماز جنازہ (بموجب وصیت) رات کو ہی پڑھی گئی۔ اور لوگوں کا اس قدر اجتماع تھا کہ میں نے اتنا بڑا اجتماع اس سے قبل کسی رات میں نہ دیکھا تھا۔ اور عوالی مدینہ کے لوگ بھی آ گئے۔ اور جنت البقیع میں آپ دفن ہوئیں۔

روایت ۲: طبقات ابن سعد:

اَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عُمَرَ حَدَّثَنِيْ عَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنُ عَبْدِ الْعَزِيْزِ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ اَبِيْ بَكْرِ بْنِ مُحَمَّدِ بْنِ عَمْرِو بْنِ حَزْمٍ قَالَ صَلّٰى اَبُوْ هُرَيْرَةَ عَلٰى عَائِشَةَ فِيْ رَمَضَانَ سَنَةَ ثَمَانٍ وَّخَمْسِيْنَ وَدُفِنَتْ بَعْدَ الْاِيْتَارِ۔

جلد ۸ ص ۷۷ مطبوعہ بیروت

marfat.com
Marfat.com

ترجمہ:۔ (بحذف اسناد) عمر بن حزم کہتے ہیں کہ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہ کی نماز جنازہ پڑھائی۔ یہ سن ۵۰ ہجری رمضان المبارک کا واقعہ ہے اور آپ کو بعد نماز وتر الفشاء جنت البقیع میں دفن کیا گیا۔

روایت ۳

اَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عُمَرَ حَدَّثَنَا ابْنُ اَبِیْ سَبْرَۃَ عَنْ عُثْمَانَ بْنِ اَبِیْ عَتِیْقٍ عَنِ الْقَاسِمِ بْنِ مُحَمَّدٍ قَالَ نَزَلْتُ فِیْ قَبْرِ عَائِشَۃَ اَنَا وَعَبْدُ اللّٰہِ بْنُ الزُّبَیْرِ وَعُرْوَۃُ بْنُ الزُّبَیْرِ وَ عَبْدُ اللّٰہِ بْنُ مُحَمَّدِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ وَعَبْدُ اللّٰہِ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ اَبِیْ بَکْرٍ۔

(۱۔ طبقات ابن سعد جلد ۸ ص۷۷
ذکر ازواج الرسول صلی اللہ علیہ وسلم
مطبوعہ بیروت)

(۲۔ البدایۃ والنہایۃ جلد ۸ ص۹۴
تذکرام المومنین حضرت عائشہ بنت ابی بکر۔
مطبوعہ بیروت)

ترجمہ:۔ (بحذف اسناد) قاسم بن محمد کہتے ہیں کہ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ

marfat.com
Marfat.com

عنہا کے دفنانے کے لیئے ہیں، عبداللہ بن زبیر، عروہ بن زبیر، عبداللہ بن محمد بن عبدالرحمٰن اور عبداللہ بن عبدالرحمٰن بن ابی بکر قبر میں اترے
روایت ۱۲
زرقانی۔

وَفِي الصَّحِيحِ عَنِ الْقَاسِمِ بْنِ مُحَمَّدٍ أَنَّ عَائِشَةَ مَرِضَتْ فَعَادَهَا ابْنُ عَبَّاسٍ فَقَالَ يَا أُمَّ الْمُؤْمِنِينَ تَقْدَمِينَ عَلَى فَرَطِ صِدْقٍ عَلَى رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَعَلَى أَبِي بَكْرٍ (وَ مَاتَتْ بِالْمَدِينَةِ سَنَةَ سَبْعٍ وَ خَمْسِينَ) فِيمَا ذَكَرَهُ عَلِيُّ بْنُ الْمَدِينِيِّ عَنْ سُفْيَانَ عَنْ هِشَامِ بْنِ عُرْوَةَ قَالَ فِي التَّقْرِيبِ وَهُوَ الصَّحِيحُ (وَ قَالَ الْعَامِدِيُّ لَيْلَةَ الثُّلَاثَاءِ لِسَبْعَ عَشَرَ خَلَتْ مِنْ رَمَضَانَ سَنَةَ ثَمَانٍ وَّخَمْسِينَ --------) (وَ أَوْصَتْ) ابْنَ أُخْتِهَا عُرْوَةَ (أَنْ تُدْفَنَ بِالْبَقِيعِ) فَقَالَتْ لَهُ إِذَا أَنَا مِتُّ فَادْفِنِّي مَعَ صَوَاحِبِي بِالْبَقِيعِ رَوَاهُ ابْنُ أَبِي خَيْثَمَةَ فَدُفِنَتْ بِهِ (لَيْلًا) وَ نَزَلَ فِي قَبْرِهَا

marfat.com
Marfat.com

الْقَاسِمُ بْنُ مُحَمَّدٍ وَابْنُ عَمِّهِ عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ وَعَبْدُ اللّٰهِ بْنُ اَبِیْ عَتِیْقٍ وَعُرْوَةُ وَعَبْدُ اللّٰهِ ابْنَا الزُّبَیْرِ كَمَا فِی الْعُیُوْنِ وَحَضَرَ جَنَازَتَهَا اَكْثَرُ اَهْلِ الْمَدِیْنَةِ (وَصَلّٰی عَلَیْهَا اَبُوْ هُرَیْرَةَ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ وَكَانَ یَوْمَئِذٍ خَلِیْفَةَ مَرْوَانَ ابْنِ الْحَكَمِ اَمِیْرِ الْمَدِیْنَةِ حِیْنَئِذٍ مِّنْ جِهَةِ مُعَاوِیَةَ (عَلَی الْمَدِیْنَةِ) لِاَنَّهٗ حَجَّ فَاسْتَخْلَفَ اَبَا هُرَیْرَةَ.

(زرقانی علی المواہب اللدنیہ للقسطلانی جلد ۳ صفحہ ۲۳۵-۲۳۶۔ تذکرہ عائشہ ام المؤمنین۔ مطبوعہ بیروت)

ترجمہ: قاسم بن محمد سے صحیح روایت ہے۔ کہ جب حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا بیمار پڑیں۔ تو حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما نے ان کی عیادت کی۔ دوران تیمارداری کہا۔ اے ام المؤمنین! آپ بھی خوشی کے ساتھ حضرت رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم اور ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے پاس جا رہی ہیں۔ آپ کا مدینہ منورہ میں ستاون ہجری کے اندر وصال ہوا۔ بعض کہتے ہیں وصال ۵۸ ہجری میں ہوا

سے منقول ہے۔ جو انھوں نے سفیان بن ہشام بن عروہ سے روایت کرتے ہوئے لکھا ہے۔ تقریب میں ہے۔ کہ یہی درست ہے۔

واقدی نے کہا۔ حضرت عائشہ کی وفات ۵۸ ہجری، ۱۷ رمضان المبارک بدھ کی رات کو ہوئی۔ وصال سے قبل انھوں نے اپنے بھانجے عروہ کو وصیت فرمائی کہ مجھے جنت البقیع میں دفن کیا جائے آپ نے عروہ سے فرمایا تھا کہ مجھے میری ہمجولیوں کے ساتھ بقیع میں دفنانا۔ ابن ابی خیثمہ نے یہ روایت کی۔ تو بموجب وصیت آپ کو وہیں دفن کیا گیا۔ بوقت دفن رات پڑ گئی تھی۔ انھیں قبر میں قاسم بن محمد، ان کے چچازاد بھائی عبداللہ بن عبدالرحمن اور عبداللہ بن ابی عتیق اور عروہ و عبداللہ جو دونوں زبیر کے بیٹے ہیں نے اتارا۔

عیون میں ایسے ہی مذکور ہے۔ آپ کی نماز جنازہ میں مدینہ کے اکثر باشندوں نے شرکت کی۔ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے ان کی نماز جنازہ پڑھائی۔ حضرت ابوہریرہ ان دنوں مروان بن حکم کے نائب تھے۔ جسے امیر معاویہ رضی اللہ عنہ نے مدینہ کا امیر مقرر کیا تھا۔ حضرت ابوہریرہ نائب اس لیے بنے۔ کیونکہ مروان ان دنوں حج کرنے گیا ہوا تھا۔ اس نے جاتے ہوئے ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کو اپنا قائم مقام کر دیا تھا۔

marfat.com
Marfat.com

امیر معاویہ رضی اللہ عنہ سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کی خدمت میں بہت قیمتی تحائف بھیجا کرتے تھے۔

حلیۃ الاولیاء:۔

حَدَّثَنَا اَبُوْ حَامِدِ بْنُ جَبْلَةَ ثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ اِسْحٰقَ ثَنَا اَبُو الْاَشْعَثِ الْعَجْلِيُّ ثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَكْرٍ عَنْ هِشَامِ بْنِ حَسَّانَ عَنْ هِشَامِ بْنِ عُرْوَةَ عَنْ اَبِيْهِ اَنَّ مُعَاوِيَةَ بَعَثَ اِلٰى عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا بِمِائَةِ اَلْفٍ فَوَاللّٰهِ مَا غَابَتِ الشَّمْسُ عَنْ ذٰلِكَ الْيَوْمِ حَتّٰى فَرَّقَتْهَا قَالَتْ مَوْلَاةٌ لَوِاشْتَرَيْتِ لَنَا مِنْ هٰذِهِ الدَّرَاهِمِ بِدِرْهَمٍ لَحْمًا فَقَالَتْ لَوْ قُلْتِ قَبْلَ اَنْ اُفَرِّقَهَا لَفَعَلْتُ۔

(حلیۃ الاولیاء و طبقات الاصفیاء جلد ۲ ص ۴۷ تذکرہ عائشہ زوج رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مطبوعہ بیروت)

ترجمہ:۔ (بحذف اسناد) حضرت عروہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں۔ کہ ایک مرتبہ حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ نے حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ

marfat.com
Marfat.com

عنہا کی خدمت میں ایک لاکھ درہم بھیجے۔ خدا کی قسم! اس دن سُورج غروب ہونے سے پہلے پہلے حضرت صدیقہ نے وہ تمام درہم نفقراء میں بانٹ دیئے۔ ان کی ایک باندی نے عرض کیا۔ کیا اچھا ہوتا اگر آپ ان دراہم میں سے ایک آدھ درہم کا ہمارے لیے گوشت خرید لیتیں۔ یہ سُن کر سیدہ نے فرمایا۔ افسوس ہے۔ تم نے مجھ سے یہ بات درہم بانٹنے سے پہلے کہی ہوتی۔ تو میں ایسا ضرور کرتی۔

حلیۃ الاولیاء

حَدَّثَنَا اِبْرَاهِيْمُ بْنُ مُحَمَّدِ بْنِ الْحَسَنِ ثَنَا اَحْمَدُ بْنُ سَعِيْدٍ ثَنَا ابْنُ وَهْبٍ اَخْبَرَنِيْ يَحْيَى بْنُ اَيُّوْبَ اَنَّ يَحْيَى بْنَ سَعِيْدٍ كَتَبَ اِلَيْهِ يُحَدِّثُ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ الْقَاسِمِ اَنَّهٗ قَالَ اَهْدٰى مُعَاوِيَةُ لِعَآئِشَةَ ثِيَابًا وَّ وَرَقًا وَ اَشْيَآءَ تُوْضَعُ فِيْ اُسْطُوَانِهَا فَلَمَّا خَرَجَتْ عَآئِشَةُ نَظَرَتْ اِلَيْهِ فَبَكَتْ ثُمَّ قَالَتْ لٰكِنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَمْ يَكُنْ يَجِدُ هٰذَا ثُمَّ فَرَّقَتْهُ وَلَمْ يَبْقَ مِنْهُ شَيْءٌ

marfat.com

Marfat.com

(حلیۃ الاولیاء جلد دوم ص۴۸ ذکر عائشہ زوج
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مطبوعہ بیروت)

ترجمہ:۔ (بحذف اسناد) عبدالرحمن بن قاسم کہتے ہیں۔ کہ حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ نے ایک مرتبہ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کی خدمت میں کچھ کپڑے، چاندی اور بہت سی دوسری چیزیں بطور ہدیہ دیں۔ جو آپ کے حجرہ شریف کے باہر رکھی گئیں۔ جب سیدہ گھر سے باہر تشریف لائیں اور ان چیزوں کو دیکھا تو رو پڑیں۔ پھر فرمانے لگیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس قسم کی اشیاء اپنے پاس نہ رکھیں۔ یہ کہہ کر ان چیزوں کو بانٹ دیا اور ایک چیز بھی اپنے پاس باقی نہ چھوڑی۔

روایات مذکورہ سے مندرجہ ذیل امور ثابت ہوئے

۱۔ حضرت امیر معاویہ رضی اللہ سیدہ عائشہ کو ہزاروں کی تعداد میں نقدی، کپڑے اور دیگر تحائف دیا کرتے تھے۔

۲۔ سیدہ صدیقہ رضی اللہ عنہا انتہائی سخاوت کا پیکر تھیں کہ لاکھوں دراہم کی اشیاء ایک ہی دن میں فقراء و مساکین پر بانٹ دیا کرتی تھیں۔

۳۔ حضرت ام المومنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا رمضان المبارک میں بیمار ہوئیں تو صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین ان کی عیادت و بیمار پرسی کے لیے ان کے ہاں جایا کرتے تھے۔

۴۔ حضرت صدیقہ رضی اللہ عنہا کا انتقال رات کے وقت بعد نماز وتر (عشاء)

marfat.com
Marfat.com

ہؤا۔ اور مدینہ منورہ میں ہوا۔

۵۔ سیدہ کے جنازہ کی نماز پر اہل مدینہ اور گردو نواح سے اس قدر کثیر تعداد میں لوگوں نے شرکت کی۔ کہ اتنا بڑا اجتماع اس سے قبل کسی رات کو دیکھنے میں نہ آیا تھا۔

۶۔ ام المومنین کی نماز جنازہ سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے پڑھائی۔ کیونکہ اس وقت عارضی طور پر مدینہ منورہ کا امیر انھیں مقرر کیا گیا تھا۔ ان کی نیابت مروان کے حج پر جانے کی وجہ سے تھی۔

۷۔ آپ کو خود ان کے بھتیجوں اور بھانجوں نے لحد میں اتارا۔

لمحہ فکریہ۔

ناظرین وقارئین کرام!

مذکورہ بالا کتاب فرازی میں پھر سے لائیں تو آخر میں اس کا خلاصہ ان الفاظ میں بیان کیا جا سکتا ہے۔

۱۔ امیر معاویہ رضی اللہ عنہ نے سیدہ رضی اللہ عنہا کو دعوت کے نام پر دھوکر دیا۔ اور اس کے پس پردہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی ہلاکت کی خواہش تھی جسے پورا کرنے کے لیے گڑھا کھدوایا گیا۔ اور اس میں ام المومنین کو گرا کر ہلاک کر دیا گیا۔

۲۔ جب حضرت صدیقہ اس گڑھے میں گر گئیں۔ تو اس کو پتھر چونے سے بند کر دیا گیا۔

۳۔ کسی کو ان کی فوتیدگی کا علم نہ ہؤا۔ لہٰذا نہ نماز جنازہ ہوئی اور نہ گور و کفن دیا گیا۔ انھیں ہمیشہ کے لیے اسی گڑھے میں دفن کر دیا گیا۔

marfat.com
Marfat.com

ان مذکورمختصرامور کو آپ نے دیکھا۔ اوران کے متعلق مذکورہ روایات بھی آپ نے ملاحظہ کیں تو دونوں کا موازنہ کرنے کے بعد کوئی ذی ہوش اور عقلمند آدمی اس سے انکار نہیں کرسکتا کہ طعن مذکور ایک فریب ایک چال اور مکروحیلہ کی ایک تصویر کے سوا کچھ اہمیت نہیں رکھتا۔

حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ جناب صدیقہ سے غایت عقیدت کی بنا پر انہیں تحفہ جات بھیجیں۔ اور ظالم ان کے بارے میں ہلاک کرنے کا الزام تھوپیں عقل کے اندھے انھیں عائشہ صدیقہؓ کو بے گوروکفن اور بغیر جنازہ پڑھے مدفون کریں۔ اور ادھر ام المومنین کے بھتیجے بھانجے انھیں لحد میں اتاریں۔ ابوہریرہ ان کی نماز جنازہ میں امامت کرائیں۔ دین کے دشمن انہیں خفیہ طور پر گڑھے میں پھینکنے کے قائل اور دوسری طرف اتنی کثیر جماعت کہ ان کی نماز جنازہ میں شرکت جو اس سے پہلے دیکھنے میں نہ آئی۔ اب ان ظالموں، دین کے دشمنوں اور عقل کے اندھوں کی بات پر کوئی کان نہ دھرے یا حقیقت حال کو قبول کرے۔ لہٰذا معلوم ہوا۔ کہ مذکورہ طعن ایک تارِ عنکبوت سے بھی کم وزنی ہے وہ تو معمولی سا ہوا کا جھونکا برداشت کرسکتا ہے۔ لیکن یہ طعن اتنی بھی سکت نہیں رکھتا کہ خود بخود کھڑا ہو سکے اس قدر بودے اور بھدے طعن کو اتنے تانز ونخرے سے پیش کرنا اور پھر سامنے آنے کی جرأت نہ کرنا کس قدر بے وقوفی ہے۔ کس قدر اس میں ناپائیداری ہے

جو شاخِ نازک پہ آشیانہ بنے گا ناپائیدار ہوگا۔

(فاعتبروا یا اولی الابصار)

---

marfat.com
Marfat.com

مذکورہ طعن کی تردید شیعہ کتب کی تحریرات سے بھی ملاحظہ ہو۔

تاریخ یعقوبی

وَتُوُفِّيَ اَيَّامَ مُعَاوِيَةَ اَرْبَعٌ مِّنْ اَزْوَاجِ رَسُوْلِ اللهِ حَفْصَةُ بِنْتُ عُمَرَ تُوُفِّيَتْ سَنَةَ ۴۵ وَصَلّٰى عَلَيْهَا مَرْوَانُ بْنُ الْحَكَمِ وَهُوَ عَامِلُ الْمَدِيْنَةِ وَصَفِيَّةُ بِنْتُ حُيَيِّ بْنِ اَخْطَبَ تُوُفِّيَتْ سَنَةَ ۵۰ وَ خَوْلَةُ بِنْتُ الْحَارِثِ تُوُفِّيَتْ سَنَةَ ۵۶ وَعَائِشَةُ بِنْتُ اَبِيْ بَكْرٍ تُوُفِّيَتْ سَنَةَ ۵۸ وَصَلّٰى عَلَيْهَا اَبُوْهُرَيْرَةَ وَكَانَ خَلِيْفَةً لِمَرْوَانَ عَلَى الْمَدِيْنَةِ۔

(تاریخ یعقوبی جلد دوم ص ۲۳۵ وفات حسن بن علی مطبوعہ بیروت جدید)

ترجمہ:۔ حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کے دورِ خلافت میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی چار ازواج مطہرات نے انتقال فرمایا۔ حفصہ بنت عمر سن ۴۵ ہجری میں فوت ہوگئیں۔ ان کی نمازِ جنازہ مروان بن حکم نے پڑھائی۔ کیونکہ وہ ان دنوں مدینہ کا عامل تھا۔

(۲) صفیہ بنت حی بن اخطب نے سن پچاس میں انتقال فرمایا۔

(۳) خولہ بنت الحارث سن ۵۶ ہجری میں اللہ کو پیاری ہوئیں۔

marfat.com
Marfat.com

(۴) عائشہ بنت ابوبکر صدیق سن ۵۸ ہجری میں دارفانی کو چھوڑ گئیں۔ ان کی نماز جنازہ ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے پڑھائی۔ ان دنوں یہ مروان (کی عدم موجودگی میں اس کے خلیفہ تھے۔

منتخب التواریخ:

وایضادرایں سال عائشہ زوجۂ پیغمبر (ص) از دنیا رحلت کرد در شب سہ شنبہ ہفدہم ماہ رمضان در سن شصت و ہفت سالگی وابوہریرہ بروی نماز خواند اورا در بقیع دفن کردند۔

(منتخب التواریخ ص۲۱۲ تصنیف ہاشم بن محمد علی خراسانی باب پنجم فصل یازدہم مطبوعہ تہران جدید)

ترجمہ: نیز اسی سال (سن ستاون ہجری) میں حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا زوجۂ رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا انتقال ہوا۔ آپ منگل کی رات سترہ رمضان المبارک سن سڑسٹھ ہجری میں دنیا سے رحلت کر گئیں۔ اور حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے ان کی نماز جنازہ پڑھائی۔ ان کو جنت البقیع میں دفنایا گیا۔

لمحہ فکریہ:

قارئین کرام! آپ نے دیکھا کہ خود شیعہ کتب میں مذکور طعن کی دھجیاں اڑائی گئیں۔ وہ آپ پر مخفی نہیں۔ ان دونوں روایات میں کہیں اس بات کا نام و نشان بھی نہیں۔ کہ حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ نے دھوکہ سے حضرت عائشہ

marfat.com
Marfat.com

صدیقہ رضی اللہ عنہا کو دعوت پر بلایا اور گڑھے میں گرا دیا۔ اور کسی نے ان کی نماز جنازہ پڑھی۔ نہ ان کا غسل ہوا۔ نہ کفن پہنایا گیا؟ آپ یقیناً کہیں گے کہ ان تمام باتوں میں کسی کا کوئی نام ونشان تک بھی نہیں ملتا اور شیعہ کتب میں بھی صاف صاف انہی باتوں کا ذکر ہوا ہے۔ جن کا ذکر اہل سنت کی کتب میں تھا۔ وہ یہ کہ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کو کسی حیلہ بہانہ کے بجائے اپنے آپ موت آئی۔ مدینہ منورہ میں بیمار رہنے کے بعد آپ نے سترہ رمضان المبارک کو دنیا فانی چھوڑی۔ اعزہ واقارب نے غسل وکفن دیا۔ حضرت ابو ہریرۃ رضی اللہ عنہ نے نماز جنازہ پڑھائی اور مدینہ اور اس کے گرد ونواح کے باشندوں نے ایک کثیر تعداد میں ان کی نماز جنازہ ادا کی۔

لہٰذا معلوم ہوا۔ کہ طعن مذکور ایک بغض وعداوت کی جیتی جاگتی تصویر ہے۔ امیر معاویہ رضی اللہ عنہ اور حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کی شدید ترین توہین ہے۔ اور ان کی شخصیات کو بدنام کرنے کی ایک ناپاک اور گھناؤنی سازش ہے جس سے معترضین نے اپنا منہ تو کالا کر لیا۔ لیکن ان دونوں شخصیات کے فضائل ومناقب میں سے کچھ بھی کم نہ کر سکے۔

(فاعتبروا یا اولی الابصار)

marfat.com
Marfat.com

طعن نمبر (۶)

امیر معاویہ رضی اللہ عنہ اپنی زندگی میں یزید کو ولی عہد بنا کر مسلمانوں کے خون سے کھیلے

امیر معاویہ رضی اللہ عنہ نے اپنی زندگی میں اپنے بیٹے یزید کو ولی عہد بنا کر ایک تو خلفائے راشدین کی سنت کی مخالفت کی۔ اور دوسرا مسلمانوں کے باہم لڑنے اور قتل وغارت کا ایسا دروازہ کھول دیا کہ آج تک امت مسلمہ متحد نہ ہو سکی۔ سانحہ کربلا بھی اسی کے اثرات میں سے ایک بہت بڑا اثر تھا۔ جس میں اہل بیت کا قتل عام ہوا۔

جواب:۔

طعن مذکور میں دراصل تین باتیں ذکر کی گئیں۔

۱۔ حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ نے یزید کو ولی عہد بنا کر خلفائے راشدین کی سنت کی مخالفت کی۔

marfat.com
Marfat.com

۲۔ یزید کی ولی عہدی سے امیر معاویہ نے قصداً اہل بیت کے قتل کا راستہ نکالا۔
۳۔ اگر امیر معاویہ ایسا نہ کرتے۔ تو واقعہ کربلا بھی پیش نہ آتا۔ اور مسلمان باہم شیر و شکر رہتے۔

ہم ان تینوں امور کی بالترتیب تردید کرتے ہیں۔ اور ہم ہی نہیں بلکہ خود اہل تشیع کی کتب بھی ان کی تردید کرتی ہیں۔ ملاحظہ کیجئے سنیئے۔

تردید امر اول:

بادشاہ کو ولی عہد بنانا ممنوع نہیں حضرت علی رضی اللہ عنہ نے بھی امام حسن کو ولی عہد بنایا

سب سے پہلی بات یہ ہے۔ کہ کسی معتبر اور مستند حدیث سے کوئی ایک آدھ ایسا حوالہ نہیں ملتا۔ نہ ہی کسی امام کا قول بالتصریح ایسا ملتا ہے۔ کہ جس میں یہ کہا گیا ہو۔ کہ کسی امام و خلیفہ کے لیے یہ جائز نہیں کہ وہ اپنے کسی رشتہ دار کو اپنا ولی عہد یا جانشین نہیں بنا سکتا۔ اگر ایسا کرے گا۔ تو اس کا یہ عمل خلاف اسلام ہو گا۔ بلکہ اس کے برعکس ولی عہدی کا ثبوت موجود ہے کتب شیعہ اس امر کی نشاندہی کرتی ہیں۔ کہ حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ نے اپنی زندگی میں امام حسن رضی اللہ عنہ کو ولی عہد مقرر کر دیا تھا۔

کشف الغمہ:

اِنَّ عَلِیًّا عَلَیْہِ السَّلَامُ اَوْصٰی بِھَا اِلَیْہِ وَ اَفْ ضَ
دَّ اَتُھَا عَلَیْہِ فَھُوَ عَلَیْہِ السَّلَامُ مَسْئَلَۃُ اِجْمَاعٍ

marfat.com
Marfat.com

وَقَدْ سَلِمَ الْمُدَّعٰى اِمَامَتِهٖ عَنِ النِّزَاعِ۔

(کشف الغمہ فی معرفۃ الائمہ جلد اول ص ۵۲۱
فی امامتہ علیہ السلام
مطبوعہ تبریز)

ترجمہ:

حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ نے اپنی زندگی میں ہی امام حسن رضی اللہ عنہ کو اپنا وصی اور ولی عہد بنا دیا۔ اور خلافت کی چادر بھی انہیں پہنا دی۔ لہٰذا حضرت امام حسن رضی اللہ عنہ کی خلافت ایک اجماعی مسئلہ ہے۔ اور ہر قسم کے تنازعات سے پاک ہے۔ (کیونکہ یہ دورِ خلافت اس زمانے میں شامل ہے۔ جس کو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے پیشگوئی فرماتے ہوئے تیس سال قرار دیا تھا۔)

لہٰذا معلوم ہوا۔ کہ جب حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ نے اپنے بیٹے کو ولی عہد بنا کر سنت خلفائے راشدین کی مخالفت نہیں کی۔ تو امیر معاویہ رضی اللہ عنہ نے بھی یزید کو ولی عہد بنا کر مخالفت نہیں کی۔ بلکہ حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کے طریقہ کی اتباع کی ہے۔

تردید امر دوم

امیر معاویہ کی یزید کو امام حسین رضی اللہ عنہ کے متعلق وصیت

یہ کہنا کہ حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ نے یزید کو ولی عہد بنا کر اہل بیت کے قصداً قتل کا دروازہ کھول دیا۔ پہلے امر کی طرح غلط اور بے اصل ہے۔ اس کی تردید بھی اہل تشیع کی کتب سے ملاحظہ فرمائیں۔

marfat.com
Marfat.com

مقتل ابی مخنف:۔

وَالرَّابِعُ الْحُسَيْنُ بْنُ عَلِيٍّ فَإِنَّ النَّاسَ تَدْعُوْهُ
حَتّٰى يَخْرُجَ عَلَيْكَ فَإِنْ ظَفِرْتَ بِهٖ فَاحْفَظْ
قَرَابَتَهٗ مِنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ
وَاعْلَمْ يَا بُنَيَّ اَنَّ اَبَاهُ خَيْرٌ مِّنْ اَبِيْكَ
وَجَدَّهٗ خَيْرٌ مِّنْ جَدِّكَ وَاُمَّهٗ خَيْرٌ
مِّنْ اُمِّكَ وَلِلْمَرْءِ مَا يَغْلِبُكَ وَهٰذِهٖ
وَصِيَّتِيْ اِلَيْكَ وَالسَّلَامُ وَطَوَى الْكِتَابَ
وَسَلَّمَهٗ لِلضَّحَّاكِ بْنِ قَيْسِ الْفِهْرِيِّ وَ
اَمَرَهٗ اَنْ يُسَلِّمَهٗ اِلٰى وَلَدِهٖ ثُمَّ اِنَّهٗ لَمْ
يَلْبَثْ حَتّٰى هَلَكَ وَذٰلِكَ لَيْلَةَ النِّصْفِ مِنْ
رَجَبٍ سَنَةَ سِتِّيْنَ مِنَ الْهِجْرَةِ
وَضَجَّتْ دِمَشْقُ لِمَوْتِهٖ۔

(مقتل ابی مخنف صفحہ نمبر ۸ / مقتدرہ مطبوعہ
نجف اشرف)

ترجمہ:۔

(امیر معاویہ رضی اللہ عنہ نے یزید کو مرض موت میں وصیت لکھواتے ہوئے
دیگر امور کے علاوہ چار آدمیوں کا ذکر بھی کیا کہ وہ یزید کے مقابلہ میں شاید آ جائیں
ان سے مقابلہ کے وقت اسے کیا کچھ کرنا چاہیئے۔ یہ تحریر کیا کہ ان چار

marfat.com
Marfat.com

میں سے ایک امام حسین بھی تھے۔ ان کے بارے میں وصیت کی کہ اچھے آدمی حسین بن علی ہیں۔ جن کو کوفی لوگ دعوت دیں گے۔ حتیٰ کہ وہ حسین ؓ تجھ پر خروج کریں گے۔ تو اگر تو ان کو پکڑنے اور شکست دینے میں کامیاب ہو جائے۔ تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے ان کی قرابت ضرور ذہن میں رکھنا۔ بیٹا! تجھے معلوم ہونا چاہیئے۔ کہ حسین کا باپ تمہارے باپ سے اس کے نانا تمہارے نانا سے اس کی والدہ تمہاری والدہ سے کہیں بہتر ہیں۔ اور آدمی کے لیے وہ کچھ ہے جو تیرے دل میں ہے۔ والسلام اس کے بعد وصیت نامہ لپیٹ دیا اور ضحاک بن قیس الفہری کے سپرد کرتے ہوئے حکم دیا کہ یہ وصیت نامہ میرے بیٹے کو دے دینا۔ اس وصیت کے بعد حضرت امیر معاویہ بہت جلد دنیا سے رخصت ہو گئے۔ یہ رجب کی پندرھویں رات ۶۰ھ ہجری کا واقعہ ہے۔ پورا دمشق امیر معاویہ کی موت پر کانپ اٹھا۔

مذکورہ حوالہ سے درج ذیل امور ثابت ہوئے

۱۔ حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کو فراست ایمانی اور سیاستِ جہانگیری سے بخوبی معلوم تھا۔ کہ کوفی شیعہ امام حسین رضی اللہ عنہ کو یزید کے خلاف خروج پر ضرور مجبور کریں گے۔

۲۔ آپ نے فرمایا اگر امام حسین رضی اللہ عنہ سے اسے یزید تیرا مقابلہ ہو ہی جائے۔ تو امام موصوف کی قرابت کو نہ بھولنا۔ نہ تیرا باپ ان کے باپ جیسا نہ تیرا نانا ان کے نانا جیسا اور نہ ہی تیری ماں ان کی ماں جیسی ماں ہے۔ لہٰذا کوئی نازیب حرکت نہ ہونے پائے۔

۳۔ امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کی وصیت کے الفاظ اس امر کی نشاندہی کرتے ہیں کہ یزید سے امام حسین رضی اللہ عنہ کو کسی قسم کی تکلیف کا سامنا نہ کرنا پڑے۔ بلکہ یزید ان کے آباؤ اجداد

marfat.com

Marfat.com

کے مقام و مرتبہ کو دیکھ کر درگزر کرے۔ اور حسن سلوک سے پیش آئے۔

امالی صدوق:۔

عَنْ لِمی (ع) قَالَ سَأَلْتُ جَعْفَرَ بْنَ مُحَمَّدِ
ابْنِ عَلِيِّ بْنِ الْحُسَيْنِ (ع) فَقُلْتُ حَدِّثْنِي عَنْ
مَقْتَلِ ابْنِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَآلِهٖ
فَقَالَ حَدَّثَنِيْ اَبِيْ عَنْ اَبِيْهِ قَالَ لَمَّا حَضَرَتْ
مُعَاوِيَةَ الْوَفَاةُ دَعَا ابْنَهٗ يَزِيْدَ لَعَنَهُ اللّٰهِ
عَلَيْهِ فَاَجْلَسَهٗ بَيْنَ يَدَيْهِ فَقَالَ لَهٗ
يَا بُنَيَّ اِنِّيْ قَدْ ذَلَّلْتُ لَكَ الرِّقَابَ الصِّعَابَ
وَ وَطَّدْتُ لَكَ الْبِلَادَ وَجَعَلْتُ الْمُلْكَ وَ مَا
فِيْهِ لَكَ طُعْمَةً وَ اِنِّيْ اَخْشٰى عَلَيْكَ مِنْ
ثَلٰثَةِ نَفَرٍ يُخَالِفُوْنَ عَلَيْكَ بِجُهْدِهِمْ
وَ هُمْ عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ
وَعَبْدُ اللّٰهِ بْنُ الزُّبَيْرِ وَ الْحُسَيْنُ بْنُ عَلِيٍّ
فَاَمَّا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ عُمَرَ فَهُوَ مَعَكَ فَالْزِمْهُ
وَلَا تَدَعْهُ وَ اَمَّا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ الزُّبَيْرِ
فَقَطِّعْهُ اِنْ ظَفِرْتَ بِهٖ اِرْبًا اِرْبًا فَاِنَّهٗ يَجْثُوْا
لَكَ كَمَا يَجْثُوا الْاَسَدُ لِفَرِيْسَتِهٖ وَيُوَارِبُكَ
مُوَارَبَةَ الثَّعْلَبِ لِلْكَلْبِ وَ اَمَّا الْحُسَيْنُ
(ع) فَقَدْ عَرَفْتَ حَظَّهٗ مِنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ (ص)

marfat.com
Marfat.com

وَهُوَ مِنْ لَحْمِ رَسُوْلِ اللّٰهِ وَ دَمِهٖ
وَ قَدْ عَلِمْتَ لَا مَحَالَةَ اَنَّ اَهْلَ الْعِرَاقِ
سَيُخْرِجُوْنَهٗ اِلَيْهِمْ ثُمَّ يَخْذُلُوْنَهٗ
وَ يُضِيْعُوْنَهٗ فَاِنْ ظَفِرْتَ بِهٖ فَاعْرِفْ
حَقَّهٗ وَ مَنْزِلَهٗ مِنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ (ص)
وَ لَا تُؤَاخِذْهُ بِفِعْلِهٖ وَ مَعَ ذٰلِكَ
فَاِنَّ لَنَا بِهٖ خُلْطَةً وَ رَحِمًا وَ
اِيَّاكَ اَنْ تَنَالَهٗ بِسُوْءٍ وَ يَرٰى مِنْكَ
مَكْرُوْهًا۔

(۱۔ الامالی والمجالس للشیخ الصدوق
ص ۹۲/ المجلس الثلاثون
مطبوعہ قم)
(۲۔ بحار الانوار جلد ۱۰ صفحہ نمبر ۱۹۰،
باب تاریخ حسین بن علی۔
طبع ایران قدیم)

ترجمہ:۔
لی روایت کرتا ہے کہ میں نے امام جعفر رضی اللہ عنہ سے پوچھا مجھے امام حسین رضی اللہ عنہ کے قتل کے بارے میں کچھ بتلایئے؟ انہوں نے فرمایا کہ میرے والد نے اپنے والد امام زین العابدین رضی اللہ عنہ سے روایت کی۔ کہ جب امیر معاویہ کے انتقال کا وقت قریب آگیا۔ تو انہوں نے اپنے بیٹے یزید (لعنہ اللہ)

marfat.com
Marfat.com

کو اپنے پاس بلوایا۔ اُنے پراُسے اپنے سامنے بٹھا کر کہا۔ بیٹا! میں نے بڑے بڑے جناد ریوں کو تیرے لیے سرنگوں کر دیا۔ اور شہروں کو تیرے ماتحت کر دیا اور ملک کی تمام دولت تیری جھولی میں ڈال دی۔ اس کے باوجود میں تین آدمیوں سے تیرے بارے میں پریشان ہوں۔ وہ پوری طاقت سے تیری مخالفت کریں گے۔ وہ یہ ہیں۔ (۱) عبداللہ بن عمر بن الخطاب (۲) عبداللہ بن الزبیر۔ (۳) حسین بن علی۔ ان میں سے عبداللہ بن عمر تیرے ساتھ ہے۔ اُسے ضرور ساتھ رکھنا۔ عبداللہ بن الزبیر جہاں کہیں داؤ لگے۔ اس کے ٹکڑے ٹکڑے کر دینا کیونکہ وہ تجھ پر اس طرح گھات لگا کر حملہ کرے گا۔ جس طرح شیر اپنے شکار پر حملہ کرتا ہے۔ اور لومڑی کی طرح تیرے ساتھ مکر و فریب کرے گا۔ جس طرح لومڑی کتے سے فریب کرتی ہے۔ اور حسین بن علی تو ان کا تعلق جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے ہے۔ اس کو اچھی طرح جانتا ہے۔ وہ حضور کے جسم اور خون کا حصہ ہیں۔ اور میں بخوبی جانتا ہوں۔ کہ عراقی انہیں اپنے ہاں بلانے میں کامیاب ہو جائیں گے۔ اور پھر انہیں خوب ذلیل کریں گے۔ اور انہیں شہید کر دیں گے۔ تو اگر تجھے ان پر دسترس حاصل ہو جائے۔ تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ ان کے مقام و مرتبہ کا ضرور خیال رکھنا اور ان کے کسی کام پر ان کی گرفت نہ کرنا۔ اس عظمت کے علاوہ ان کی ہمارے ساتھ رشتہ داری اور قرابت بھی تو ہے۔ میں تجھے خبردار کرتا ہوں۔ کہ تجھ سے ان کو کوئی تکلیف نہ ہونے پائے۔ اور نہ ہی وہ تیری طرف سے کسی برائی میں گرفتار ہوں۔

marfat.com
Marfat.com

مذکورہ حوالہ سے مندرجہ ذیل امور ثابت ہوئے

۱۔ امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کے ہاں امام حسین کی بہت عزت و منزلت تھی اسی لیے فرمایا کہ آپ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے گوشت اور خون کا حصہ ہیں۔

۲۔ عراقی شیعہ امام حسین رضی اللہ عنہ کو جب اپنے ہاں بلا کر یزید سے مقابلہ کرانا چاہیں تو امیر معاویہ نے فرمایا۔ بیٹا۔ ایسے میں امام حسین رضی اللہ عنہ کے مقام و مرتبہ کا ضرور خیال رکھنا۔ ان کے کسی فعل پر گرفت نہ کرنا۔

۳۔ امام حسین رضی اللہ عنہ اور امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کے درمیان خونی و نسبی رشتہ بھی تھا اس رشتہ کی وجہ سے بھی امیر معاویہ رضی اللہ عنہ نے یزید کو بدسلوکی کرنے سے منع کیا۔

حاصل کلام:

اہل تشیع کی دو کتابوں کے حوالہ سے ہم نے جو امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کی وصیت کے الفاظ ذکر کیے ہیں۔ یہی مضمون ان کی بہت سی دیگر کتب میں بھی موجود ہے۔ وصیت کے ان الفاظ سے یہی معلوم ہوتا ہے۔ کہ خود امیر معاویہ رضی اللہ عنہ امام حسین رضی اللہ عنہ کی بہت زیادہ عزت فرمایا کرتے تھے۔ اور اسی کی اپنے بیٹے کو بھی وصیت کی جس سے یہ بھی واضح ہو گیا۔ کہ امیر معاویہ رضی اللہ عنہ نے یزید کو جب ولی عہد مقرر کیا۔ تو اس کی تقرری اس وجہ سے نہ ہوئی۔ کہ اس سے امام حسین رضی اللہ عنہ کو ذلیل کرنا اور ان کی مخالفت کرنا مقصود تھی۔ اس ثبوت کی مضبوطی روایت مذکورہ کے راویان کی وجہ سے اور بڑھ جاتی ہے "امالی صدوق" کی روایت میں حضرات ائمہ اہل بیت راوی ہیں۔ اور اہل بیت کے ان مقتدر ناموں سے کذب بیانی کی توقع فضول و عبث ہے۔ اس لیے میں اہل تشیع کو دعوت دیتا ہوں

marfat.com
Marfat.com

کو روایت مذکورہ کے پڑھنے کے بعد اب تمہارے لیے دو ہی راستے ہیں۔

۱۔ یہ کہو کہ حضرت امام جعفر، امام باقر اور امام زین العابدین رضی اللہ عنہم نے محض امیر معاویہ کو راضی کرنے کے لیے غلط بیانی اور دروغ گوئی سے کام لیا اگر ایسا ہے تو پھر تمہیں ایسے اماموں سے کوئی تعلق نہیں رکھنا چاہیے۔ پھر مزید یہ کہ "فقہ جعفریہ" ہے ہی ان کی روایات کا نام۔ اگر یہی جھوٹے ہیں تو ساری فقہ جعفریہ جھوٹ کا پلندہ ٹھہری۔

۲۔ یا مان لو۔ کہ حضرات ائمہ کرام نے امیر معاویہ کی وصیت کو حق و صحیح سمجھ کر نقل کیا۔ اور ہونا بھی یہی چاہیے۔ کیونکہ تمہاری کتابیں ببانگِ دہل کہہ رہی ہیں۔ کہ اہل بیت کا ہر ایک امام "علم کلی" جانتا ہے تو پھر ان ائمہ سے یہ بات کیونکر چھپی رہ سکتی ہے۔ کہ امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کا اپنے بیٹے یزید کو وصی بنانا اور پھر اسے وصیت کرنا کہ اہل بیت کی تعظیم و تکریم میں کسر اٹھا نہ رکھنا غلط ہے۔

لہذا معلوم ہوا۔ کہ جو لوگ حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ پر یہ الزام دھرتے ہیں۔ کہ انہوں نے یزید کو وصی اور ولی عہد بنا کر اہل بیت پر ظلم و ستم کے دروازے کھول دیئے۔ بالکل کذب و افتراء ہے۔ حقیقت اس کے الٹ ہے۔ یعنی یہ کہ امیر معاویہ رضی اللہ عنہ نے بتاکید وصیت فرمائی۔ کہ بیٹا خبردار امام حسین اور دیگر اہل بیت کی تعظیم و تکریم میں کمی نہ آنے پائے ان کی باتوں سے درگزر کرنا۔ وہ ان کی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے قرابت تمہارے لیے واجب الاحترام ہے۔ انہیں ستانے کی قطعاً کوشش نہ کرنا۔

(فاعتبروا یا اولی الابصار)

marfat.com
Marfat.com

تردید امر سوم

امیر معاویہ قتل حسین سے لاتعلق ہیں

حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ پر یہ الزام لگانا بھی قطعاً بے بنیاد ہے۔ کہ آپ اگر یزید کو ولی عہد اور وصی مقرر نہ کرتے تو واقعہ کربلا وقوع پذیر نہ ہوتا۔ کیونکہ قرآن و حدیث اس کی واضح تردید کر رہے ہیں۔ قرآن کریم میں ہے۔ اِذَا جَاءَ اَجَلُهَا لَا يَسْتَاْخِرُوْنَ سَاعَةً الخ جب لوگوں کی موت کا وقت آجاتا ہے۔ تو ایک لمحہ کے لیے آگے پیچھے نہیں ہو سکتے۔

خود اہل تشیع کی کتب کہتی ہیں۔ کہ جب امام حسین کی شہادت کا وقت قریب آگیا۔ تو اللہ تعالیٰ نے ان کی مدد کے لیے آسمانوں سے فرشتے بھیجے۔ لیکن فرشتوں کے آنے سے قبل ہی امام جامِ شہادت نوش فرما چکے تھے۔ مقصد یہ ہے۔ کہ تقدیر کا بہر حال وقت مقرر ہے۔ ہزاروں لاکھوں تدابیر و اسباب دھرے کے دھرے رہ جاتے ہیں۔

واقعہ کربلا کے بارے میں ہر شخص جانتا ہے۔ کہ کوفیوں نے ایک دو نہیں تقریباً اٹھارہ ہزار لگاتار خطوط لکھے۔ آپ ایک آدھ خط ملنے پر ہی کوفہ جانے کو تیار نہیں ہو گئے تھے۔ بلکہ خطوط کا انبار لگنے پر اس بارے میں غور و فکر کیا۔ کہ یہ خطوط وفاداری کی علامت ہیں یا غداری کی۔ پھر مزید تحقیق کے لیے اپنے بھائی حضرت مسلم بن عقیل کو کوفہ بھیجا۔ ان کی آمد پر اٹھارہ ہزار کے لگ بھگ کوفی آپ کی بیعت میں آگئے۔ حالات کا جائزہ لے کر جناب مسلم بن عقیل نے امام موصوف کو خط لکھا۔ کہ اہل کوفہ قابل اعتماد لوگ ہیں۔ آپ تشریف لے آئیں۔

marfat.com

Marfat.com

اس کے بعد جب اہل مدینہ کو علم ہوا۔ کہ امام موصوف کوفہ جانے کی تیاری میں ہیں۔ تو عبداللہ بن عمر، عبداللہ بن الزبیر، عبداللہ بن عباس اور محمد بن الحنفیہ ایسے صاحبانِ فراست نے بہت سمجھایا۔ کہ کوفی بے وفا ہیں انہوں نے آپ کے والد سے بھی غداری کی۔ آپ وہاں جانے کا ارادہ ترک کریں۔ لیکن آپ نے اپنے اجتہاد پر عمل پیرا ہو کر ان کی بات نہ مانی۔ کوفہ روانہ ہو گئے۔ اور اہل وعیال کو بھی اسی اعتماد پر ساتھ لے لیا۔

امام حسین رضی اللہ عنہ نے کوفیوں پر اجتہادی طور پر اعتماد کر لیا۔ لیکن وہ انتہائی درجہ کے بے وفا نکلے۔ ان کی بے وفائی سے امام کے اجتہاد پر اعتراض تو نہیں کرنا چاہیئے بعینہٖ اسی طرح امیر معاویہ رضی اللہ عنہ نے اجتہاد فرمایا۔ کہ میرے بعد میرا بیٹا خلیفہ بن کر میری وصیت پر عمل کرے گا۔ اور اہل بیت کی تعظیم و تکریم کا شیوہ اپنائے گا۔ لیکن یزید نے ایسا نہ کیا۔ تو اس سے امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کے اجتہاد پر اعتراض کیوں؟

امیر معاویہ کے یزید کو ولی عہد بنانے کی حقیقت حال

حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کا یزید کو ولی عہدی اور تفویض خلافت کا معاملہ ایک باپ ہونے کی حیثیت سے ہرگز نہ تھا۔ نہ ہی اس میں خاندانی اقتدار انتقال کی کوئی وجہ مخفی تھی۔ امیر معاویہ رضی اللہ عنہ نے اپنے دور میں مسلمانوں کے مابین دو خوفناک جنگیں دیکھی تھیں۔ ایک جنگ جمل اور دوسری جنگ صفین۔ ان دونوں لڑائیوں میں اسی نوے ہزار کے لگ بھگ مسلمان شہید ہو گئے۔ ان حالات میں امیر معاویہ کیسے

marfat.com

Marfat.com

سوچ سکتے تھے۔ کہ میرے جانے کے بعد پھر وہی حالات پیدا ہو جائیں۔ کہ مسلمان باہم دست و گریبان ہوں۔ آپ نے اس مسئلہ پر غور و خوض کے لیے اہل حل و عقد کو بلایا۔ ان سے مشورہ لیا۔ کہ آئندہ باہمی قتل و غارت، اختلاف و انتشار کے انسداد کے لیے کیا کرنا چاہیے۔ تو کثرتِ رائے سے یہ طے پایا۔ کہ چونکہ بنی امیہ کا اس وقت پورے ملک پر تسلط ہے۔ اصلی قوت اور طاقت کا مرکز ہیں۔ اور حقیقت یہ تھی۔ کہ یہ لوگ یزید کے سوار کسی دوسرے کے خلیفہ اور ولی عہد بننے پر ہرگز رضامند نہ تھے۔ اگرچہ یہ بھی حقیقت ہے کہ اس وقت یزید سے بڑھ کر صاحبانِ فراست و سیاست موجود تھے۔ لیکن لوگوں کی سوچ تھی جس پر لگام ڈالی نہیں جاسکتی تھی لیکن ان اچھے لوگوں کو نظر انداز صرف اسی بنا پر کیا گیا۔ کہ ان کے خلیفہ بننے سے انتشار و افتراق پر قابو پانا مشکل ہو جائے گا۔ تو کثرت رائے سے یزید کو ہی خلیفہ بنانے کا فیصلہ ہوا لیکن اس کے باوجود حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ نے یزید کو انتہائی سخت وصیت لکھی۔ کہ اہل بیت کا ہر طرح خیال رکھنا۔ جیسا کہ گزشتہ حوالہ جات میں ہم ذکر کر چکے۔ امیر معاویہ رضی اللہ عنہ نے کثرتِ رائے سے فیصلہ کے بعد اللہ کی بارگاہ میں اس تعلق کے لیے دعا مانگی۔ جس کے الفاظ یہ ہیں۔

البدایہ والنہایہ:۔

رَوَيْنَا عَنْ مُعَاوِيَةَ اَنَّهٗ قَالَ يَوْمًا فِيْ خُطْبَتِهٖ اَللّٰهُمَّ اِنْ كُنْتَ تَعْلَمُ اَنِّيْ وَلَّيْتُهٗ لِاَنَّهٗ فِيْمَا اَرَاهُ اَهْلٌ لِذٰلِكَ فَاَتْمِمْ لَهٗ مَا وَلَّيْتَهٗ وَاِنْ كُنْتُ وَلَّيْتُهٗ لِاَنِّيْ اُحِبُّهٗ فَلَا تُتْمِمْ لَهٗ مَا

marfat.com
Marfat.com

وَلِيَّتُهٗ۔

(البدایہ والنہایہ جلد نمبر ۸ صفحہ نمبر ۸۰۔
ثم دخلت سنة ست وخمسين
مطبوعہ بیروت)

ترجمہ:۔
امیر معاویہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ کہ آپ نے ایک دن دوران خطبہ یہ دعا مانگی ” اے اللہ! تو جانتا ہے۔ کہ میں نے اس کو اس کی اہلیت کی بنا پر ولی عہد اور خلیفہ بنانے کا فیصلہ کیا۔ تو میری اس تمنا کو پورا فرما دے۔ اور اگر میں نے اسے اس لیے ولی عہد بنایا۔ کہ مجھے اس سے پیار و محبت تھی تو اے اللہ! اس کو ولی عہدی میں ناکام بنا دے۔ اور اس کی تکمیل نہ فرما۔

نبراس:۔

وَاِنَّمَا نَصَبَهٗ مُعَاوِيَةُ ظَنًّا بِصَلَاحِهٖ كَمَا رُوِيَ عَنْهُ اَنَّهٗ قَالَ اَللّٰهُمَّ اِنْ كَانَ يَزِيْدُ عَلٰى مَا اَظُنُّهٗ وَ اِلَّا فَعَجِّلْ مَوْتَهٗ وَقَدْ اُسْتُجِيْبَ دُعَاءُهٗ فَلَمْ يَطُلْ مُلْكُهٗ۔

(نبراس شرح، شرح العقائد ص ۵۴۱
مطبوعہ ملک دین محمد لاہور)

ترجمہ:
حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ نے یزید کو اس کی لیاقت و استعداد کے پیش نظر خلیفہ بنایا

marfat.com
Marfat.com

جیسا کہ خود ان سے مروی ہے۔ دعا کی اے اللہ! اگر یزید ویسا ہی ہے جیسا اس کے بارے میں میرا گمان ہے۔ تو بہت بہتر۔ اور اگر ویسا نہیں۔ تو اس کو جلدی موت دے دے۔ اللہ تعالیٰ کے حضور حضرت امیر معاویہ کی دعا مقبول ہوئی۔ اس یزید کو زیادہ دیر خلافت کرنا نصیب نہ ہوا۔

لمحۂ فکریہ:۔

قارئین کرام! اور حق و صداقت کے متلاشی اہل تشیع! یزید کے ولی عہد بنانے پر حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کو مورد الزام ٹھہرایا گیا۔ ہم نے اس الزام کی کتب شیعہ سے تردید پیش کر دی۔ اور اس پر مزید یہ کہ حضرات آئمہ اہل بیت کی روایت کے مطابق ان وصایا کا بھی ذکر کر دیا گیا۔ جو حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ نے بوقت انتقال یزید کو کی تھیں۔ ان تمام حوالہ جات اور شہادتوں کے مطالعہ کے بعد امیر معاویہ رضی اللہ عنہ پر وارد کیے گئے طعن کی تردید ثابت ہو چکی تھی۔ لیکن پھر اس کے بعد اہل سنت کی مشہور و متداول کتاب "نبراس" سے امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کی برسرِ عام اس دعا کا ہم نے تذکرہ بھی کر دیا۔ جو آئمہ اہل بیت کی روایات کی پوری پوری تائید کرتی ہے۔

ان تمام باتوں سے یہی نتیجہ اخذ ہوتا ہے۔ کہ حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ نے یزید کی ولی عہدی اس ارادہ سے ہرگز نہ کی تھی۔ کہ اس کے ذریعہ اہل بیت کے ساتھ جنگ و جدل کی نوبت آئے گی۔ بلکہ کھلے دل اور صاف الفاظ میں آپ اللہ تعالیٰ سے دعا کرتے ہیں۔ یا اللہ! اگر میں نے یزید کو محض قرابت اور شفقتِ پدری کی بنا پر خلافت دینے کا ارادہ کیا۔ تو ہرگز ہرگز اس کو پورا نہ ہونے دے۔ اور اگر مفادِ عامہ اور امت کی بھلائی کے پیش نظر ایسا کیا۔ تو اس کو کامیاب و کامران بنا۔ امیر معاویہ کی خلوص نیت کا یہ عالم تھا کہ ان کے عزائم بر پورا نہ اترنے کی صورت میں اس کے لیے موت تک کی دعا کر ڈالی۔ صاحبِ نبراس کے

marfat.com
Marfat.com

مطابق چونکہ یزید کا وطیرہ اس کے بالکل الٹ تھا۔ جو امیر معاویہ رضی اللہ عنہ نے اس سے وابستہ سمجھ رکھا تھا۔ تو اللہ تعالیٰ نے ان کی دعا کو شرف قبولیت عطا فرمایا۔ اور یزید بہت جلد اس دنیا سے اٹھ گیا۔ اور تا دیر خلافت قائم نہ رہ سکی۔

ان تمام دلائل و شواہد کی صورت میں حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کا دامن ان الزامات و اعتراضات سے بالکل پاک ہے۔ جو معترض ان پر لگاتا ہے۔ کیونکہ ان کی برأت ائمہ اہل بیت کی روایات بھی کر رہی ہیں۔ اور خود ان کی وصیت اور دعا بھی اس کی شاہد ہے۔ لہٰذا مذکورہ طعن جھوٹ اور فریب کا ایک پلندہ ہے۔ اور دھوکہ دہی کی ایک نہایت گھناؤنی کوشش ہے۔ جسے ہر ذی عقل سلیم جان سکتا ہے۔

(فاعتبروا یا اولی الابصار)

marfat.com
Marfat.com

طعن نمبر (۷)

حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ نے صحابیٔ رسول جناب حجر بن عدی کو بلا وجہ قتل کیا۔

اس طعن اور اس کے جواب کے لیے بہت عرصہ مجھے پس و پیش رہا۔ کیونکہ مطاعن پر میں بہت کچھ لکھ چکا تھا۔ لیکن برخوردار مولوی طیب اور ناصر صاحبان کا اصرار تھا۔ کہ اس طعن کا بھی کچھ تذکرہ ہونا چاہیئے۔ کیونکہ اہل تشیع اس کا اپنی مجالس میں بہت زیادہ بیان کرتے ہیں۔ میں نے بھی جب اس کے بارے میں متداول تاریخی کتب کا مطالعہ کیا۔ تو پھر فیصلہ کر لیا۔ کہ واقعی اس طعن پر تفصیلی طور پر لکھنا چاہیئے۔ کیونکہ کئی ایک حقائق اس کے پس پردہ نظر آئے۔ جن سے عدم واقفیت کی بنا پر صرف کتب شیعہ کو دیکھنے والا بہت سے خیالات و توہمات باطلہ کا شکار ہو سکتا ہے۔ ہمارا طریقہ کار یہ ہوگا۔ کہ اول اس طعن کی وہ عبارات پیش کی جائیں گی۔ جو شیعہ علماء نے تحریر کی ہیں۔ ان کے بعینہٖ نقل کرنے کے بعد وضاحت و تفصیل کے ساتھ اس پر اٹھائے گئے اعتراضات کے جوابات دیئے جائیں گے۔

marfat.com
Marfat.com

یہ طعن ذرا تفصیل کے ساتھ سید محمد ذوالقرنین زیدی شیعی نے اپنی تالیف "حضرت امیر معاویہ تاریخ کے آئینہ میں،، میں ذکر کیا۔ اسی کی تائید "چودہ ستارے" میں نجم الحسن شیعی نے کی۔ اور خان بہادر نواب احمد حسین نے بھی "تاریخ احمدی" میں اس کو نقل کیا۔ ذوالقرنین کی کتاب میں چونکہ اس بارہ میں تفصیل بھی ہے۔ اور یہاں اہل تشیع کی مایہ ناز کتاب بھی۔ اس لیے اس کی من وعن عبارت نقل کی جاتی ہے۔ ملاحظہ ہو۔

حضرت امیر معاویہ تاریخ کے آئینہ میں

مؤرخین کہتے ہیں۔ کہ امیر معاویہ نے جب مغیرہ بن شعبہ کو عامل کوفہ مقرر کیا۔ انہوں نے مغیرہ کو اپنے پاس بلایا اور کہا۔ اما بعد۔ صاحب علم روز مصیبت سے پہلے ہی خبردار اور ہوشیار ہو جایا کرتا ہے۔ اور صاحب حکمت بغیر تعلیم کے تمہارے لیے کافی ہو سکتا ہے۔ میں تم کو کئی باتوں کے متعلق نصیحت کرنا چاہتا ہوں مگر ان کو اس خیال سے ترک کرتا ہوں کہ مجھے تمہاری دوربینی پر اعتماد ہے۔ مگر میں تمہیں ایک بات کے متعلق ضرور نصیحت کروں گا۔ اور وہ یہ کہ علی کرم اللہ وجہہ پر سب وشتم کرنا اور ان کی مذمت کرنا حضرت عثمان کے لیے رحمت و مغفرت کی دعا کرنا۔ اور علی کرم اللہ وجہہ کے اصحاب کی عیب جوئی کرنا۔ ان ہدایات کے زیر اثر حضرت علی کو نماز کے بعد گالیاں دی جاتی تھیں۔ نیک دل مسلمانوں کو یہ سب وشتم برا لگتا۔ اور وہ انہیں ٹوکتے ان ٹوکنے والوں میں حضرت حجر بن عدی پیش پیش تھے۔ مغیرہ کے بعد زیاد حاکم کوفہ بن کر آیا۔ یہ احسان فراموش حضرت علی پر سب وشتم کرتا اور آپ کی شان میں نازیبا کلمات بکتا۔ اور امیر پر لعن طعن کے لیے لوگوں کو ابھارتا۔ جب زیاد خطبہ میں حضرت علی کو گالیاں دیتا

marfat.com
Marfat.com

تو حضرت حجر اللہ کر اسی کا جواب دینے لگتے۔ اس گستاخی اور تلخی کے ساتھ اور واقعات بھی رونما ہوئے۔ جس کی وجہ سے زیاد آپ کا جانی دشمن بن گیا۔ وہ حضرت حجر کو بار بار قتل کی دھمکیاں دیتا تھا۔ اور کہتا تھا۔ کہ میں کوفہ کی زمین کو حجر سے پاک نہ کر دوں اور اُسے آنے والوں کے لیے سامان عبرت نہ بنا دوں تو میرا نام بھی زیاد نہیں۔ اس کشیدگی اور تلخی کے ساتھ اور واقعات بھی رونما ہوئے ایک واقعہ یہ تھا۔ کہ ایک عرب مسلمان نے ایک ذمی کو قتل کر دیا۔ زیاد نے ذمی کے خون کا قصاص مسلم عرب سے مناسب نہ سمجھا۔ اور خون بہا ادا کرنے کا فیصلہ کر دیا۔ ذمی کے وارثوں نے خون بہا لینے سے انکار کر دیا۔ اور کہا ہمیں یہ بتایا جاتا ہے۔ کہ اسلام لوگوں میں مساوات کا قائل ہے۔ عرب کی غیر عرب پر کوئی برتری تسلیم نہیں کرتا۔ حجر اس فیصلے سے ناراض ہوئے۔ اور اس کے نفاذ پر خاموش رہنے سے انکار کر دیا۔ لوگوں نے بھی حجر کا ساتھ دیا۔ زیاد کو خطرہ پیدا ہوا۔ کہ فیصلہ نافذ کرنے سے فتنہ پیدا ہو گا۔ تب اس نے قصاص کا حکم دیا اور امیر معاویہ کو حجر اور ان کے ساتھیوں کے طرز عمل کی شکایت کی۔ امیر معاویہ نے جواب دیا کہ موقعہ کے منتظر رہو۔ اور پہلی فرصت میں اس کا کام تمام کر دو۔

پھر ایک دن زیاد نے جمعہ کے خطبے کو اتنا طویل کیا۔ کہ نماز قضا ہونے لگی۔ تو حجر نے اُسے ٹوکا۔ اب تو زیاد کو جلال آگیا۔ اور اس نے حجر بن عدی کو مزہ چکھانے کا عہد کر لیا۔ حجر کو مع اس کے ساتھیوں کے گرفتاری کا حکم دے دیا۔ اس کے بعد زیاد نے کوفہ والوں کی ایک جماعت سے حجر اور اس کے ساتھیوں کے خلاف شہادتیں اس فرد جرم پر لیں۔ کہ انہوں نے ایک جتھا بنا لیا ہے۔ خلیفہ کو اعلانیہ گالیاں دیتے ہیں۔ امیر المومنین کے خلاف لڑنے کی دعوت دیتے ہیں۔ ان کا دعویٰ یہ ہے۔ کہ خلافت آل

marfat.com
Marfat.com

ابی طالب کے سوا کسی کے لیے درست نہیں۔ انہوں نے شہر میں فساد بپا کیا۔ اور امیر المومنین کے عامل کو نکال باہر کیا۔ ابو تراب کی حمایت کرتے ہیں ان پر رحمت بھیجتے ہیں۔ اور ان کے مخالفین سے اظہار برأت کرتے ہیں۔ زیاد نے اس بیان پر لوگوں سے دستخط لیے، زیاد نے گواہوں میں ان حضرات کا نام بھی درج کر دیا۔ جو کہ حاضر نہ تھے۔ اور جنہوں نے نہ ہی دستخط کیے تھے۔ ان حضرات میں ایک قاضی شریح بھی تھے۔ جب ان کو اس مکر و فریب کا علم ہوا کہ ان کی مرضی کے بغیر ایسے محضر نامے پر ان کے جعلی دستخط کر دیئے گئے ہیں۔ تو معاویہ کو انہوں نے ایک خط تحریر کیا۔ جس میں حضرت حجر کے بارے میں یہ شہادت دی کہ میری اصل شہادت حضرت حجر کے بارے میں یہ ہے کہ وہ ان لوگوں میں سے ہیں۔ جو نماز قائم کرتے ہیں۔ زکوٰۃ دیتے ہیں اور دائما حج وعمرہ کرتے رہتے ہیں۔ نیکی کا حکم دیتے ہیں۔ اور بدی سے روکتے ہیں۔ ان کا خون اور مال حرام ہے۔ آپ چاہیں تو انہیں قتل کر دیں۔ ورنہ معاف کر دیں۔ امیر معاویہ نے زیاد کو لکھا۔ کہ حجر اور ان کے ساتھیوں کو زنجیروں میں جکڑ کر میرے پاس بھیج دو۔ حجر جب امیر معاویہ کے سامنے لائے گئے۔ تو معاویہ نے کہا۔ کہ واللہ تجھ سے درگزر نہ کروں گا۔ نہ در گزر ہونے دوں گا۔ لے جاؤ اسے یہاں سے اور اس کی گردن مار دو، حجر اور ان کے ساتھیوں نے تمام رات نماز پڑھنے میں گزار دی۔ صبح ہوئی اور ان کو قتل کرنے کے لیے نکالا گیا۔ تو حجر نے کہا مجھے ذرا وضو کر کے نماز پڑھنے دو۔ چنانچہ ان کو نماز پڑھنے کی اجازت مل گئی۔ نماز پڑھ کر فرمانے لگے۔ خدا کی قسم میں نے کبھی آج سے زیادہ ہلکی نماز نہیں پڑھی۔ اگر مجھے یہ خوف نہ ہوتا کہ وہ لوگ خیال کریں گے۔ کہ میں موت سے ڈر گیا ہوں۔ تو میں اور زیادہ نماز پڑھتا۔ اور

marfat.com
Marfat.com

پھر کہا کہ اے خدا ہم اپنی قوم کے خلاف تجھ سے مدد طلب کرتے ہیں۔ قتل سے قبل جلاد نے آپ کے سامنے یہ شرط پیش کی۔ کہ ہمیں حکم دیا گیا ہے۔ کہ اگر تم علی سے تبرا کا اظہار کرو اور ان پر لعنت بھیجو۔ تو تمہیں چھوڑ دیا جائے ورنہ قتل کر دیا جائے سان حضرات نے یہ شرط ماننے سے انکار کر دیا۔ حضرت حجر نے کہا۔ میں زبان سے وُہ بات نہیں نکال سکتا۔ جو خدا کو ناراض کرے۔ پھر حضرت حجر اور ان کے ساتھی مرج عذرا کے مقام پر محبوس کر دیئے گئے۔ تو وہاں یزید بن حجیۃ کے ذریعہ سے معلوم ہوا کہ انہیں قتل کی سزا ملنے والی ہے۔ اس پر حضرت حجر نے یزید سے کہا۔ کہ وہ امیر معاویہ سے جا کر کہیں کہ ہم اپنی بیعت پر قائم ہیں۔ ہمارے خلاف گواہی عداوت اور اتہام پر مبنی ہے مگر امیر معاویہ نے اس کے جواب میں کہا۔ زیاد ہمارے نزدیک حجر سے زیادہ سچا ہے

(۱۔ امیر معاویہ تاریخ کے آئینہ میں ص۳۲ حصہ دوم تصنیف سید ذوالقرنین زیدی شیعی)

(۲۔ چودہ ستارے مصنفہ نجم الحسن کراروی ص ۲۰۸)

(۳۔ تاریخ احمدی مؤلفہ احمد حسین ۲۱۶ مطبوعہ لاہور)

٭

marfat.com

Marfat.com

درج بالا عبارت سے چھ امور یا طعن ثابت ہوئے۔ جن کی تفصیل یہ ہے

۱۔ امیر معاویہ رضی اللہ عنہ نے جب کوفہ کی گورنری مغیرہ بن شعبہ کے سپرد کی۔ تو اس شرط پر کہ تم نے حضرت علی المرتضٰے کو سب وشتم اور حضرت عثمان کے لیے دعائے مغفرت کو نہیں چھوڑنا ہوگا۔

۲۔ مغیرہ بن شعبہ اور ان کے بعد زیاد جب حضرت علی المرتضٰے رضی اللہ عنہ پر سب وشتم کرتے تو حجر بن عدی ان کو ٹوکتے تھے۔ اور ان کا جواب دیتے تھے۔

۳۔ حجر بن عدی کے اس طرز اور مخالفت کی وجہ سے یزید نے ان کے خلاف غلط گواہیاں تیار کیں۔ جس کا ثبوت قاضی شریح کا وہ خط ہے۔ کہ جس میں انہوں نے امیر معاویہ کو اپنی شہادت کے غلط طور پر قلمبند ہونے کا ذکر کیا تھا۔

۴۔ حجر بن عدی اور ان کے ساتھیوں کو قتل کرنے سے پہلے یہ پیغام پہنچایا گیا۔ کہ اگر اب بھی تم حضرت علی المرتضٰے پر لعن طعن کرنے کا عہد کرو۔ تو تمہاری جان بخشی ہوسکتی ہے لیکن انہوں نے یہ پیش کش بھی ٹھکرا دی۔

۵۔ قتل سے کچھ دیر پہلے حجر بن عدی نے کہا۔ کہ میری طرف سے امیر معاویہ کو یہ پیغام پہنچا دو۔ کہ میں اُسی پہلی بیعت پر قائم ہوں۔ اور یہ کہ میرے خلاف جو شہادتیں تم تک پہنچائی گئیں۔ وہ غلط ہیں۔ اس پیغام کے جواب میں امیر معاویہ نے کہا۔ کہ حجر کی بہ نسبت زیاد میرے نزدیک زیادہ سچا ہے

marfat.com
Marfat.com

۶ - امیر معاویہ رضی اللہ عنہ نے ایسے ایسے ظالم لوگ اپنے عامل و گورنر مقرر کیے۔ جو حجر بن عدی اور ان کے ساتھیوں کے قتل کا ذریعہ بنے۔

نوٹ

جیسا کہ شروع میں ہم بیان کر چکے ہیں۔ کہ اوپر کی عبارت ذوالقرنین شیعی کی کتاب سے نقل کی گئی ہے۔ اور ذوالقرنین نے اس عبارت میں ابن اثیر، ابن خلدون البدایہ والنہایہ اور تاریخ طبری سے استفادہ کیا ہے۔ اس عبارت میں بنیادی بات یہی تھی۔ کہ جناب حجر بن عدی یہ سننا گوارہ نہ کرتے تھے۔ کہ کوئی شخص علی الاعلان حضرت علی المرتضیٰ کو بُرا بھلا کہے۔ لیکن بعض شیعہ ذاکرین و واعظین اس طعن کو یوں بھی رنگ دیتے ہیں۔ کہ مغیرہ بن شعبہ اور زیاد نے حجر بن عدی کو مجبور کیا۔ کہ وہ حضرت علی المرتضیٰ پر لعن طعن کریں۔ جب انہوں نے اس جبر کا مقابلہ کرتے ہوئے انکار کر دیا۔ تو ان کی گرفتاری عمل میں آئی۔ اور بعد میں انہیں قتل کر دیا گیا۔ مختصر یہ کہ حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کی شخصیت پر حجر بن عدی اور ان کے ساتھیوں کے قتل کا الزام لگتا ہے۔ آخر حجر بن عدی صحابی رسول تھے۔ اور اُن کے قتل کا سبب بھی کوئی سببِ قتل نہ تھا۔ یہ ناحق خون امیر معاویہ کی گردن پر ہے۔ لہٰذا وہ ظالم ہوئے۔ اور مسلمانوں کے خلیفہ بننے کے مستحق نہ ہوئے۔

جواب

یہ اعتراض اور اس قسم کے دیگر اعتراضات کے بارے میں ہم اہلسنت کا عقیدہ یہ ہے۔ کہ حضرات صحابہ کرام کے مابین ہونے والے تنازعات اور اختلافات کے بارے میں ہمیں غور و خوض کر کے کسی کو سچا، دوسرے

marfat.com

Marfat.com

کو جھوٹا کہنے سے اجتناب کرنا چاہیئے۔ کیونکہ ان کا تعلق تقدیر کے ساتھ ہے جس پر تفصیلی بحث ہے۔ اس مقام پر...... حضرت حجر بن عدی اور ان کے رفقاء کے واقعہ کو اہل تشیع ایسا رنگ دیتے ہیں۔ کہ جس سے حضرات صحابہ کرام کی شخصیات پر دھبہ لگ جاتا ہے۔ سیدنا حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ کی شہادت ظلماً ہوئی۔ اس پر تمام امت مسلمہ کا اتفاق ہے۔ اور یہ کہ عثمان غنی کے قاتلین پر حضرات صحابہ کرام بھی لعن طعن کرتے رہے۔ ان میں حضرت علی المرتضیٰ بھی ہیں۔ حضرت عثمان غنی کی شہادت کے بعد صحابہ کرام میں اختلاف ہوا۔ جس کی تفصیل جنگ جمل اور جنگ صفین کی بحث میں تحفہ جعفریہ کے حصہ سوم اور چہارم میں ہم کر چکے ہیں۔ مختصر یہ کہ شہادت عثمان سے قبل حضرت علی نے حسن و حسین کو، حضرت طلحہ و زبیر نے اپنے اپنے صاحبزادوں کو جناب عثمان کی حفاظت کی خاطر ان کے دروازے پر پہرہ دینے کے لیے مقرر کیا تھا۔ ان محافظوں کے ساتھ باغیوں کی جھڑپیں بھی ہوئیں۔ اور ان پہرہ داروں کو زخم بھی آئے۔ جب شہادت عثمان ہو چکی۔ تو ان حضرات سے ان کے والدوں نے باز پرس بھی کی۔ انہوں نے اپنی صفائی اس طرح بیان کی۔ کہ ہم تو دروازے پر متعین تھے۔ لیکن باغی تو مکان کے پچھلے حصہ سے دیوار پھاند کر اندر داخل ہو گئے۔ اس پر انہیں معذور سمجھا گیا تاریخی گواہی تو یہاں تک ملتی ہے۔ کہ حضرت عثمان کی خبر شہادت سن کر طلحہ، زبیر اور علی المرتضیٰ ہوش باختہ ہو گئے تھے۔ اور رو رو کر یہ کہتے تھے۔ کہ ہمیں معلوم نہ تھا۔ کہ معاملہ یہاں تک پہنچ جائے گا۔ پھر کیا ہوا۔ جب دار الخلافہ خلیفہ سے خالی ہو گیا۔ اور پورے مدینہ میں باغی جمع ہو گئے۔ اور انہیں کوئی پوچھنے والا نہ تھا ایسے میں تمام موجود لوگوں کی نظریں حضرت علی المرتضیٰ کی طرف تھیں۔ عظمت نشان اور قرابت رسول کی وجہ سے آپ محترم تھے۔ خلافت کے لیے آپ کا

marfat.com
Marfat.com

انتخاب عمل میں آیا۔ اعلان خلافت کے بعد باقی بھی آپ کی بیعت میں داخل ہو گئے۔ آپ نے سردست معاملہ کی نزاکت کے پیش نظر قاتلانِ عثمان سے قصاص لینے میں تامل کیا۔ تاکہ قدم مضبوط ہو جائیں۔ اور پھر ان سے دو دو ہاتھ ہو جائیں۔ لیکن اللہ تعالیٰ کو کچھ اور ہی منظور تھا۔ حضرت علی سے صحابہ کرام نے قاتلانِ عثمان کے قصاص کا مطالبہ کر دیا۔ یہ لوگ اس واقعہ سے اس قدر دکھی تھے۔ کہ جہاں کہیں دو چار آدمی جمع ہوتے۔ وہاں شہادت عثمان زیر بحث آتی۔ سسکیاں بھر کر لوگ روتے تھے۔ کیونکہ لوگوں کو یہ یاد تھا۔ کہ حضرت عثمان کو جب باغی شہید کرنے لگے۔ تو ان کی بیوی نائلہ ان پر گر پڑیں۔ لیکن باغیوں نے ان کی بھی انگلیاں کاٹ دی تھیں۔ آپ کی قمیص جب آپ کے چچا زاد بھائی امیر معاویہ کو پہنچائی گئی۔ تو اس میں نائلہ کی کٹی ہوئی انگلیاں بھی تھیں۔ اس قمیص کو بمعہ کٹی ہوئی انگلیوں کے دمشق کی جامع مسجد کے دروازے پر لٹکایا گیا۔ یہ دیکھ کر لوگ زار و قطار روتے اور قاتلوں پر لعنت بھیجتے۔ ادھر حضرت علی المرتضیٰ نے جب امیر معاویہ کو معزول کرنے اور ان سے بیعت لینے کے لیے ایک قاصد روانہ کیا۔ تو امیر نے اس قاصد کے ہاتھ جواباً ایک لفافہ بطرف علی المرتضیٰ بھیجا۔ جب حضرت علی نے یہ لفافہ کھولا۔ تو اس کو خالی پا کر امیر معاویہ کی نیت جان گئے۔ قاصد سے شام کے حالات دریافت فرمائے۔ اس پر قاصد نے جو کچھ کہا۔ صاحب تاریخ طبری نے اسے یوں لکھا ہے۔

marfat.com
Marfat.com

شہادت عثمان غنی پر اہل شام کے غم وغصہ کا عالم

تاریخ طبری

قَالَ وَرَائِی تَرَکْتُ قَوْمًا لَا یَرْضُوْنَ اِلَّا بِالْقَوَدِ قَالَ مِمَّنْ قَالَ مِنْ عِنْدِ نَفْسِكَ وَتَرَکْتُ سِتِّیْنَ اَلْفَ شَیْخٍ یَبْکِیْ تَحْتَ قَمِیْصِ عُثْمَانَ وَهُوَ مَنْصُوْبٌ لَهُمْ قَدْ اَلْبَسُوْهُ مِنْبَرَ دِمَشْقَ فَقَالَ مِنِّیْ یَطْلُبُوْنَ دَمَ عُثْمَانَ اَلَسْتُ مَوْتُوْرًا کَتِرَةِ عُثْمَانَ اَللّٰهُمَّ اِنِّیْ اُبَرِّاُ اِلَیْكَ مِنْ دَمِ عُثْمَانَ۔

(تاریخ طبری جلد پنجم ص ۱۶۳۔ کامل ابن اثیر جلد سوم ص ۲۰۲)

ترجمہ:

قاصد کہنے لگا۔ میں ان لوگوں کو اس حال میں چھوڑ کر آیا ہوں۔ کہ وہ حضرت عثمان کے قاتلوں سے قصاص کے علاوہ کسی بات پر راضی نہ ہوں گے۔ پوچھا۔ وہ کس سے قصاص لینا چاہتے ہیں۔ کہا۔ آپ سے۔ اور میں نے ساٹھ ہزار کے لگ بھگ بزرگ لوگوں کو حضرت عثمان کی قمیص کے نیچے روتا دیکھا ہے۔ وہ قمیص دمشق کی جامع مسجد کے منبر پر لٹکائی ہوئی تھی۔ حضرت علی نے پوچھا۔ کیا وہ مجھ سے خون عثمان کا مطالبہ کرتے ہیں۔ کیا میں ان کی شہادت پر غم زدہ نہ ہوا۔ کیا مجھے ان کی شہادت کا دکھ نہ ہوا تھا؟ اے اللہ!

marfat.com
Marfat.com

میں خونِ عثمان سے تیری بارگاہ میں برائت کرتا ہوں۔
چونکہ حضرت عثمان کے قاتل بھی حضرت علی المرتضےٰ کی بیعت کر چکے تھے۔ اس لیے لوگ حضرت علی کو بھی شہادت عثمان میں ملوث کرتے تھے لیکن حقیقت یہ ہے۔ کہ حضرت علی المرتضیٰ قتل عثمان میں کسی طور بھی شریک نہ تھے۔ بلکہ آپ تو قاتلوں پر لعنت بھیجا کرتے تھے۔ اس کی تفصیل تحفہ جعفریہ جلد چہارم میں ہم ذکر کر چکے ہیں۔ جس کا خلاصہ یہ ہے۔ کہ جس طرح امیر معاویہ اور ان کے رفقاء حضرت عثمان غنی کے قاتلوں پر برسرِ منبر لعنت کیا کرتے تھے۔ اسی طرح حضرت علی المرتضےٰ بھی ان کے لیے ہلاکت کی دعا اور ان سے بیزاری کا اظہار فرمایا کرتے تھے۔

مروج الذہب

ثُمَّ نَادٰی عَلِیٌّ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ طَلْحَۃَ حِیْنَ رَجَعَ الزُّبَیْرُ یَا اَبَا مُحَمَّدٍ مَا الَّذِیْ اَخْرَجَکَ قَالَ الطَّلَبُ بِدَمِ عُثْمَانَ قَالَ عَلِیٌّ قَاتَلَ اللّٰہُ اَوْلَانَا بِدَمِ عُثْمَانَ۔

(مروج الذہب جلد دوم
ص ۳۶۴ ذکر خطبۃ علی
قبل الاستحکام)

ترجمہ:
جب حضرت زبیر رضی اللہ عنہ نے جنگ سے منہ پھیر لیا۔ تو حضرت علی المرتضےٰ نے حضرت طلحہ کو کہا۔ اسے ابا محمد! تجھے کس

marfat.com
Marfat.com

بات نے لڑائی کے لیے نکلنے پر آمادہ کیا؟ جناب طلحہ بولے۔ حضرت عثمان کے خون کے بدلہ نے۔ علی المرتضیٰ کہنے لگے۔ اللہ سمجھے! عثمان کے خون کا مطالبہ کرنے میں ہم زیادہ حق دار ہیں۔

امالی طوسی

عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَبَّاسٍ عَنْ عَلِی بْنِ اَبِیْ طَالِبٍ عَلَیْهِ السَّلَامُ قَالَ اِنْ شَاءَ النَّاسُ قُمْتُ لَهُمْ مَقَامَ اِبْرَاهِیْمَ فَحَلَفْتُ لَهُمْ بِاللّٰهِ مَا قَتَلْتُ عُثْمَانَ وَلَا اَمَرْتُ بِقَتْلِهٖ وَلَقَدْ نَهَیْتُهُمْ فَعَصَوْنِیْ۔

(امالی شیخ طوسی جلد اول ص ۲۷۵ الجزء ۱۰)

ترجمہ:

حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ سے جناب عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں۔ کہ حضرت علی نے فرمایا۔ اگر لوگوں کی خواہش ہو۔ تو میں مقام ابراہیم پر کھڑا ہو کر خدا کی قسم اٹھا کر ان کو یقین دلا سکتا ہوں۔ کہ قتل عثمان کا نہ تو میں نے حکم دیا۔ اور نہ ہی خود یہ کام کیا۔ میں تو قاتلوں کو منع کرتا رہا۔ لیکن انہوں نے نہ مانا۔

نہج البلاغۃ

وَکَانَ بَدْءُ اَمْرِنَا اَلْتَقَیْنَا وَالْقَوْمُ مِنْ اَهْلِ الشَّامِ وَالظَّاهِرُ اَنَّ رَبَّنَا وَاحِدٌ۔ وَ نَبِیَّنَا

marfat.com
Marfat.com

وَاحِدٌ وَدَعْوَتُنَا فِی الْاِسْلَامِ وَاحِدَۃٌ وَلَا نَسْتَزِیْدُ هُمْ فِی الْاِیْمَانِ بِاللّٰهِ وَالتَّصْدِیْقِ بِرَسُوْلِهٖ وَلَا یَسْتَزِیْدُوْنَنَا اَلْاَمْرُ وَاحِدٌ اِلَّا مَا اخْتَلَفْنَا فِیْهِ مِنْ دَمِ عُثْمَانَ وَنَحْنُ مِنْهُ بُرَاءٌ۔

(نہج البلاغہ ص ۴۴۸ مکتوب ۵۸ مطبوعہ بیروت)

ترجمہ:

جنگ صفین کے معاملات کے بارے میں حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ نے بہت سے شہروں کے معززین کو یہ تحریر لکھی "ہم اور شامی لوگ جو آپس میں لڑ پڑے۔ اس کی کیا وجہ تھی۔ حالانکہ ان کا اور ہمارا رب ایک ہی ہے۔ نبی بھی ایک اور دعوت اسلام بھی ایک ہے۔ ہم اللہ پر ایمان اور اس کے رسول کی تصدیق کے بارے میں ان سے زیادتی کے طلبگار نہیں۔ اور نہ ہی ان باتوں میں وہ ہم سے زیادہ اچھے ہونے کے خواہش مند ہیں۔ ہاں حضرت عثمان کا خون تھا جو ہمارے مابین وجہ اختلاف بنا۔ حالانکہ ہم اس سے بری الذمہ ہیں۔

غلط فہمیوں کی بناء پر قتل عثمان غنی کے بعد ایک دوسرے پر طعن شروع ہو گیا تھا

مختصر یہ کہ حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کسی طور پر قتل عثمان میں شریک نہ تھے۔ یہ یاد رہے۔ کہ کچھ شیعان علی (رافضی) خواہ مخواہ حضرت علی کو شہادت عثمان

marfat.com
Marfat.com

میں ملوث کرتے ہیں۔ یہ ان کی کھلی منافقت ہے۔ ہم نے یہ تفصیل اس لیے پیش کی۔ تاکہ یہ بات واضح ہو جائے۔ کہ شہادت عثمان کے بعد حضرات صحابہ کرام دو گروہوں میں بٹ گئے تھے۔ ایک حضرت علی المرتضیٰ کے طرفدار اور دوسرے قصاصِ دم عثمان کے طالب ہونے کی وجہ سے ان کے مخالف تھے۔ ان مخالفین کا مطالبہ یہ تھا۔ کہ سب سے پہلے قتلِ عثمان کا قصاص لیا جائے۔ پھر آپ خلافت کریں۔ لیکن حضرت علی نے حالات کی نزاکت کی وجہ سے اس مطالبہ کو فوری طور پر پورا کرنے پر آمادگی کا اظہار نہ کیا۔ جس کی بنا پر لوگوں نے آپ کو بھی شہادتِ عثمان میں ملوث کرنا شروع کر دیا۔ اور جب منبروں پر علی الاعلان قاتلانِ عثمان پر لعن طعن کیا جاتا۔ تو گاہے بگاہے حضرت علی المرتضیٰ کے بارے میں سست الفاظ زبان پر آ جاتے۔ ان کی وجہ سے جو لوگ حضرت علی کے طرفدار تھے۔ یا انہیں علم تھا۔ کہ حضرت علی اس میں ملوث نہیں انہیں یہ بات بُری لگتی۔ ماحول ایسا بن گیا تھا۔ کہ جب بھی کوئی نام لیے بغیر قاتلانِ عثمان پر لعن طعن کرتا۔ تو طرفدارانِ علی یہ سمجھتے۔ کہ اجمالی طور پر ایسا کرنے والا حضرت علی المرتضیٰ کو بُرا بھلا کہہ رہا ہے۔ بس اسی ماحول کی وجہ سے باہم کھینچا تانی شروع ہو گئی۔ اور جوابی کاروائی بھی شروع ہو گئی۔ یعنی قاتلانِ عثمان پر لعن طعن کرنے والے چونکہ طرفدارانِ حضرت علی کی نظر میں حضرت علی کو بھی بُرا بھلا کہتے تھے۔ اس لیے ان طرفداروں نے لعن طعن کرنے والوں اور ان کے رفقاء کو بھی انہی الفاظ سے یاد کرنا شروع کر دیا۔ جن سے وہ یاد کیا کرتے تھے، شہادت حضرت عثمان غنی کے بعد حالات کا یہ رُخ بن چکا تھا۔ جو آپ پڑھ چکے ہیں۔

ان حالات کے پیش نظر ذوالقرنین شیعی کے اعتراضات و مطاعن میں سے کافی کا جواب عیاں ہو جاتا ہے۔ گزشتہ اوراق میں ذوالقرنین کی زبانی اس

marfat.com
Marfat.com

طعن کی عبارت دیکھی۔ یہ مضمون البدایۃ والنہایۃ، تاریخ طبری اور ابن اثیر میں مذکور ہے۔ سردست البدایۃ والنہایۃ کی اصل عبارت پیش خدمت ہے۔ تاکہ آپ کو معلوم ہو جائے۔ کہ نقل عبارت اور ترجمہ میں اپنا الو سیدھا کرنے کے لیے ذوالقرنین شیعی نے کیا کیا خیانتیں کیں۔ حوالہ ملاحظہ ہو۔

حجر بن عدی کے قتل کا پورا اصل واقعہ تاریخ کی زبانی

البدایۃ والنہایۃ

وَكَانَ اِذَا كَانَ الْمُغِيْرَةُ بْنُ شُعْبَةَ عَلَى الْكُوْفَةِ اِذَا ذَكَرَ عَلِيًّا فِيْ خُطْبَةٍ يَتَنَقَّصُهُ بَعْدَ مَدْحِ عُثْمَانَ وَشِيْعَتِهِ فَيَغْضَبُ حَجَرٌ هٰذَا وَيُظْهِرُ الْاِنْكَارَ عَلَيْهِ وَلٰكِنْ كَانَ الْمُغِيْرَةُ فِيْهِ حِلْمٌ وَّاَنَاةٌ وَّكَانَ يَصْفَحُ عَنْهُ وَيَعِظُهُ فِيْمَا بَيْنَهُ وَبَيْنَهُ۔ وَيُحَذِّرُهُ عَنْ هٰذَا الصَّنِيْعِ فَاِنَّ مُعَارَضَةَ السُّلْطَانِ شَدِيْدٌ وَبَالُهَا فَلَمْ يَرْجِعْ حَجَرٌ عَنْ ذَالِكَ فَلَمَّا كَانَ فِيْ اٰخِرِ اَيَّامِ الْمُغِيْرَةِ قَامَ حَجَرٌ يَوْمًا فَاَنْكَرَ عَلَيْهِ فِي الْخُطْبَةِ وَصَاحَ بِهٖ وَذَمَّهُ بِتَاخِيْرِهِ الْعَطَاءَ عَنِ النَّاسِ وَقَامَ مَعَهُ فِئَامُ النَّاسِ لِقِيَامِهٖ يُصَدِّقُوْنَهُ وَيُشَنِّعُوْنَ عَلَى الْمُغِيْرَةِ وَدَخَلَ الْمُغِيْرَةُ بَعْدَ الصَّلٰوةِ قَصْرَ الْاِمَارَةِ وَدَخَلَ مَعَهُ جُمْهُوْرُ الْاُمَرَاءِ فَاَشَارُوْا عَلَيْهِ بِرَدْعِ حَجَرٍ هٰذَا عَمَّا تَعَاطَاهُ مِنْ شَقِّ الْعَصٰى وَالْقِيَامِ عَلَى الْاَمِيْرِ

marfat.com
Marfat.com

وَذَمُّوهُ وَحَثَوا عَلَى التَّنْكِيلِ فَصَفَحَ عَنْهُ وَحَلُمَ بِهِ وَذَكَرَ يُونُسُ بْنُ عُبَيْدٍ اَنَّ مُعَاوِيَةَ كَتَبَ اِلَى الْمُغِيْرَةِ يَسْتَمِدُّهُ بِمَالٍ يَبْعَثُهُ مِنْ بَيْتِ الْمَالِ فَبَعَثَ عِيْرًا تَحْمِلُ مَالًا فَاعْتَرَضَ لَهَا حَجَرٌ فَاَمْسَكَ بِزِمَامِ اَوَّلِهَا وَقَالَ لَا وَاللّٰهِ حَتّٰى يُؤْتٰى فِيْ كُلِّ ذِيْ حَقٍّ حَقَّهُ فَقَالَ شَبَابُ ثَقِيْفٍ الْمُغِيْرَةَ اَلَا نَاْتِيْكَ بِرَاْسِهِ فَقَالَ مَا كُنْتُ لَاَفْعَلَنَّ ذَالِكَ بِحَجَرٍ فَتَرَكَهُ فَلَمَّا بَلَغَ مُعَاوِيَةَ ذَالِكَ عَزَلَ الْمُغِيْرَةَ وَوَلّٰى زِيَادًا وَالصَّحِيْحُ اَنَّهُ لَمْ يَعْزِلِ الْمُغِيْرَةَ حَتّٰى مَاتَ فَلَمَّا تُوُفِّيَ الْمُغِيْرَةُ بْنُ شُعْبَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ وَجُمِعَتِ الْكُوْفَةُ مَعَ الْبَصْرَةِ لِزِيَادٍ دَخَلَهَا وَقَدِ الْتَفَتَ عَلٰى حَجَرٍ جَمَاعَةٌ مِّنْ شِيْعَةِ عَلِيٍّ يَقُوْلُوْنَ اَمْرَهُ وَيَشُدُّوْنَ عَلٰى يَدِهِ وَيَسُبُّوْنَ مُعَاوِيَةَ وَيَتَبَرَّؤُوْنَ مِنْهُ فَلَمَّا كَانَ اَوَّلُ خُطْبَةٍ خَطَبَهَا زِيَادٌ بِالْكُوْفَةِ ذَكَرَ فِيْ اٰخِرِهَا فَضْلَ عُثْمَانَ وَذَمَّ مَنْ قَتَلَهُ اَوْ اَعَانَ عَلٰى قَتْلِهِ فَقَامَ حَجَرٌ كَمَا كَانَ يَقُوْمُ فِيْ اَيَّامِ الْمُغِيْرَةِ وَتَكَلَّمَ بِنَحْوِ مَا قَالَ لِلْمُغِيْرَةِ فَلَمْ يَعْرِضْ لَهُ زِيَادٌ ثُمَّ رَكِبَ زِيَادٌ اِلَى الْبَصْرَةِ وَاَرَادَ اَنْ يَّاْخُذَ حَجَرًا مَعَهُ اِلَى الْبَصْرَةِ لِئَلَّا يُحْدِثَ حَدَثًا فَقَالَ اِنِّيْ مَرِيْضٌ فَقَالَ وَاللّٰهِ اِنَّكَ لَمَرِيْضُ الدِّيْنِ وَالْقَلْبِ وَالْعَقْلِ وَاللّٰهِ لَئِنْ اَحْدَثْتَ شَيْئًا لَاَسْعَيَنَّ فِيْ قَتْلِكَ ثُمَّ

marfat.com
Marfat.com

سَارَ زِيَادٌ اِلَى الْبَصْرَةِ فَبَلَغَهُ اَنَّ حُجْرًا وَّ اَصْحَابَهُ اَنْكَرُوْا عَلٰى نَائِبِهِ بِالْكُوْفَةِ وَهُوَ عَمْرُو بْنُ حُرَيْثٍ وَّ حَصَبُوْهُ وَ هُوَ عَلَى الْمِنْبَرِ يَوْمَ الْجُمُعَةِ فَرَكِبَ زِيَادٌ اِلَى الْكُوْفَةِ فَنَزَلَ فِي الْقَصْرِ ثُمَّ خَرَجَ اِلَى الْمِنْبَرِ وَعَلَيْهِ قَبَاءُ سُنْدُسٍ وَّ مُطْرَفُ خَزٍّ اَحْمَرَ فَقَدْ فَرَّقَ شَعْرَهُ وَحُجْرٌ جَالِسٌ وَّ حَوْلَهُ اَصْحَابُهُ اَكْثَرُ مَا كَانُوْا يَوْمَئِذٍ وَّكَانَ مَنْ لَبِسَ مِنْ اَصْحَابِهِ يَوْمَئِذٍ نَحْوًا مِّنْ ثَلَاثَةِ الْاٰفٍ وَّ جَلَسُوْا حَوْلَهُ فِي الْمَسْجِدِ فِي الْحَدِيْدِ وَ السِّلَاحِ فَخَطَبَ زِيَادٌ فَحَمِدَ اللّٰهَ وَ اَثْنٰى عَلَيْهِ ثُمَّ قَالَ اَمَّا بَعْدُ فَاِنَّ غِبَّ الْبَغْيِ وَ الْغَيِّ وَخِيْمٌ وَ اِنَّ هٰؤُلَاءِ اَمِنُوْنِيْ فَاجْتَرَؤُا عَلَيَّ وَ ايْمُ اللّٰهِ لَئِنْ لَّمْ تَسْتَقِيْمُوْا لَأُدَاوِيَنَّكُمْ بِدَوَائِكُمْ ثُمَّ قَالَ مَا اَنَا بِشَيْءٍ اِنْ لَّمْ اَمْنَعْ سَاحَةَ الْكُوْفَةِ مِنْ حُجْرٍ وَّ اَصْحَابِهِ وَ اَدَعْهُ نَكَالًا لِّمَنْ بَعْدَهُ وَيْلُ اُمِّكَ يَا حُجْرُ. سَقَطَ بِكَ الْعَشَاءُ عَلٰى سِرْحَانٍ ثُمَّ قَالَ

اَبْلِغْ نَصِيْحَةَ اَنَّ رَاعِيَ اِبْلِهَا
سَقَطَ الْعَشَاءُ بِهِ عَلٰى سِرْحَانٍ

وَجَعَلَ زِيَادٌ يَقُوْلُ فِي خُطْبَتِهِ اِنَّ مِنْ حَقِّ اَمِيْرِ الْمُؤْمِنِيْنَ يَعْنِيْ كَذَا وَ كَذَا. فَاَخَذَ حُجْرٌ كَفًّا حَصْبَاءَ فَحَصَبَهُ وَقَالَ كَذَبْتَ عَلَيْكَ لَعْنَةُ اللّٰهِ فَانْحَدَرَ زِيَادٌ فَصَلّٰى ثُمَّ دَخَلَ الْقَصْرَ وَاسْتَحْضَرَ

marfat.com
Marfat.com

حَجَرًا وَيُقَالُ إِنَّ زِيَادًا لَمَّا خَطَبَ طَوَّلَ الْخُطْبَةَ وَأَخَّرَ الصَّلٰوةَ فَقَالَ لَهُ حَجَرٌ الصَّلٰوةُ فَمَضٰى فِي خُطْبَتِهِ فَلَمَّا خَشِيَ فَوْتَ الصَّلٰوةِ عَمَدَ إِلٰى كَفٍّ مِنْ حَصْبَاءَ وَنَادَى الصَّلٰوةُ وَثَارَ النَّاسُ مَعَهُ فَلَمَّا رَأٰى ذَالِكَ زِيَادٌ نَزَلَ فَصَلّٰى بِالنَّاسِ فَلَمَّا انْصَرَفَ مِنْ صَلٰوتِهِ كَتَبَ إِلٰى مُعَاوِيَةَ فِي أَمْرِهِ وَكَثَّرَ عَلَيْهِ فَكَتَبَ إِلَيْهِ مُعَاوِيَةُ أَنْ شُدَّهُ فِي الْحَدِيْدِ وَاحْمِلْهُ إِلَيَّ فَبَعَثَ إِلَيْهِ زِيَادٌ أَبِي الشُّوْرَطَةِ ـ وَهُوَ شَدَّادُ بْنُ الْهَيْثَمِ وَمَعَهُ أَعْوَانُهُ فَقَالَ لَهُ إِنَّ الْأَمِيْرَ يَطْلُبُكَ فَامْتَنَعَ مِنَ الْحُضُوْرِ إِلٰى زِيَادٍ وَقَامَ دُوْنَهُ أَصْحَابُهُ فَرَجَعَ الْوَالِيْ إِلٰى زِيَادٍ فَأَعْلَمَهُ فَاسْتَنْهَضَ زِيَادٌ جَمَاعَاتٍ مِّنَ الْقَبَائِلِ فَرَكِبُوْا مَعَ الْوَالِيْ إِلٰى حَجَرٍ وَأَصْحَابِهِ فَكَانَ بَيْنَهُمْ قِتَالٌ بِالْحِجَارَةِ وَالْعَصٰى فَعَجَزُوْا عَنْهُ فَنَدَبَ مُحَمَّدَ بْنَ الْأَشْعَثِ وَأَمْهَلَهُ ثَلَاثًا وَّجَهَّزَ مَعَهُ جَيْشًا فَرَكِبُوْا فِي طَلَبِهِ وَلَمْ يَزَالُوْا حَتّٰى أَحْضَرُوْهُ إِلٰى زِيَادٍ وَّمَا أَغْنٰى عَنْهُ قَوْمُهُ وَلَا مَنْ كَانَ يَظُنُّ أَنْ يَّنْصُرُهُ فَعِنْدَ ذَالِكَ قَيَّدَهُ زِيَادٌ وَّسَجَنَهُ عَشَرَةَ أَيَّامٍ وَبَعَثَ بِهِ إِلٰى مُعَاوِيَةَ وَبَعَثَ مَعَهُ جَمَاعَةً يَّشْهَدُوْنَ عَلَيْهِ أَنَّهُ سَبَّ الْخَلِيْفَةَ وَأَنَّهُ حَارَبَ الْأَمِيْرَ وَأَنَّهُ يَقُوْلُ إِنَّ هٰذَا الْأَمْرَ لَا يَصْلُحُ إِلَّا فِي آلِ عَلِيِّ بْنِ أَبِي طَالِبٍ وَكَانَ مِنْ جُمْلَةِ الشُّهُوْدِ

marfat.com
Marfat.com

عَلَيْهِ اَبُوْ بُرْدَةَ بْنُ اَبِيْ مُوْسٰى وَوَائِلُ بْنُ حُجْرٍ وَعَمْرُو
بْنُ سَعْدِ بْنِ اَبِيْ وَقَّاصٍ وَاِسْحَاقُ وَاِسْمَاعِيْلُ وَمُوْسٰى
بَنُوْ طَلْحَةَ بْنِ عُبَيْدِ اللّٰهِ وَالْمُنْذِرُ بْنُ الزُّبَيْرِ وَ
كَثِيْرُ بْنُ شِهَابٍ وَثَابِتُ بْنُ رِبْعِيٍّ فِيْ سَبْعِيْنَ وَيُقَالُ
اِنَّهٗ كُتِبَتْ شَهَادَةُ شُرَيْحٍ الْقَاضِيْ فِيْهِمْ وَاَنَّهٗ
اَنْكَرَ ذٰلِكَ وَقَالَ اِنَّمَا قُلْتُ لِزِيَادٍ اِنَّهٗ كَانَ صَوَّامًا
قَوَّامًا ثُمَّ بَعَثَ زِيَادٌ حُجْرًا وَاَصْحَابَهٗ مَعَ وَائِلِ بْنِ
حُجْرٍ وَكَثِيْرِ بْنِ شِهَابٍ اِلَى الشَّامِ وَكَانَ مَعَ حُجْرِ
بْنِ عَدِيٍّ مِنْ اَصْحَابِهٖ جَمَاعَةٌ
قِيْلَ عِشْرُوْنَ وَقِيْلَ اَرْبَعَةَ عَشَرَ رَجُلًا مِنْهُمُ الْاَرْقَمُ
بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ الْكِنْدِيُّ وَشَرِيْكُ بْنُ شَدَّادٍ الْحَضْرَمِيُّ
وَصَيْفِيُّ بْنُ فُسَيْلٍ وَقَبِيْصَةُ بْنُ ضُبَيْعَةَ بْنِ حَرْمَلَةَ
الْعَبْسِيُّ وَكَرِيْمُ بْنُ عَفِيْفٍ الْخَثْعَمِيُّ وَعَاصِمُ بْنُ عَوْفٍ
الْبَجَلِيُّ وَوَرْقَاءُ بْنُ سُمَيٍّ الْبَجَلِيُّ وَكِدَامُ بْنُ حَيَّانَ
وَعَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنُ حَسَّانَ الْعَنَزِيَّانِ عَنْ بَنِيْ تَمِيْمٍ وَ
مُحْرِزُ بْنُ شِهَابٍ التَّمِيْمِيُّ وَعُبَيْدُ اللّٰهِ بْنُ حَوِيَّةَ
السَّعْدِيُّ التَّمِيْمِيُّ اَيْضًا فَهٰؤُلَاءِ اَصْحَابُهُ الَّذِيْنَ
وَصَلُوْا مَعَهٗ فَسَارُوْا بِهِمْ اِلَى الشَّامِ ثُمَّ اِنَّ زِيَادًا
اَتْبَعَهُمْ بِرَجُلَيْنِ اٰخَرَيْنِ عُتْبَةَ بْنَ الْاَخْنَسِ مِنْ بَنِيْ
سَعْدٍ وَسَعْدَ بْنَ عِمْرَانَ الْهَمْدَانِيَّ فَكَمَلُوْا اَرْبَعَةَ
عَشَرَ رَجُلًا فَيُقَالُ اِنَّ حُجْرًا لَمَّا دَخَلَ عَلٰى مُعَاوِيَةَ

marfat.com
Marfat.com

قَالَ السَّلَامُ عَلَيْكَ يَا اَمِيْرَ الْمُؤْمِنِيْنَ فَغَضِبَ مُعَاوِيَةُ غَضَبًا
شَدِيْدًا وَاَمَرَ بِضَرْبِ عُنُقِهٖ هُوَ وَمَنْ مَعَهٗ وَيُقَالُ
اِنَّ مُعَاوِيَةَ رَكِبَ فَتَلَقَّاهُمْ فِيْ بُرْجِ عَذْرَاءَ وَيُقَالُ بَلْ
بَعَثَ اِلَيْهِمْ مَنْ تَلَقَّاهُمْ اِلٰى عَذْرَاءَ تَحْتَ ثَنِيَّةِ الْعُقَابِ
فَقَتَلُوْا هُنَاكَ وَكَانَ الَّذِيْنَ بَعَثَ اِلَيْهِمْ ثَلَاثَةٌ وَهُمْ
هَدِيَّةُ بْنُ فَيَاضِ الْقَضَاعِيُّ وَحُصَيْنُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ الْكَلَابِيُّ
وَاَبُوْ شَرِيْفِ الْبَدَوِيُّ فَجَاءُوْا اِلَيْهِمْ فَبَاتَ حُجْرٌ
وَاَصْحَابُهٗ يُصَلُّوْنَ طُوْلَ اللَّيْلِ فَلَمَّا صَلَّوْا الصُّبْحَ
قَتَلُوْهُمْ وَهٰذَا هُوَ الْاَشْهَرُ وَاللّٰهُ اَعْلَمُ

(۱- البدایۃ والنہایۃ جلد ۸ ص ۵۰ تا ۵۵
۵۱ھ ہجری مطبوعہ بیروت
طبع قدیم)

(۲- تاریخ طبری ص ۱۴۱ تا ۱۵۶ جلد
۶ مطبوعہ بیروت طبع قدیم)

(۳)- الکامل فی التاریخ ابن اثیر جلد ۳
ص ۴۷۲ تا ۴۸۵ تذکرہ ۵۱ھ ہجری
مطبوعہ بیروت طبع جدید)

(۴- تاریخ ابن خلدون جلد سوم
ص ۱۲ تا ۱۷ مطبوعہ بیروت طبع جدید)

ترجمہ: مغیرہ بن شعبہ جب کوفہ کے گورنر تھے۔ تو اپنے خطبہ میں حضرت علی المرتضیٰ کا ذکر تنقیص شان کے طور پر کرتے حالانکہ وہ

marfat.com
Marfat.com

اسی خطبہ میں پہلے حضرت عثمان اور ان کے ساتھیوں کی خوب تعریف کر چکے ہوتے۔ تو جناب حجر غضبناک ہو جاتے اور اس پر اظہارِ ناپسندیدگی کرتے۔ لیکن چونکہ مغیرہ میں بردباری اور حلم تھا۔ اس لیے وُہ یہ دیکھ کر جناب حجر کو سمجھاتے کہ تمہیں ایسا نہیں کرنا چاہیئے۔ اور اس کے انجام سے ڈراتے۔ کیونکہ خلیفہ وقت کی گرفت بڑی سخت ہوتی ہے۔ لیکن جناب حجر پھر بھی باز نہ آتے تھے۔ جناب مغیرہ کی گورنری کے آخری دنوں میں ایک دن حضرت حجر کھڑے ہوئے۔ اور دوران خطبہ مغیرہ کو ٹوک دیا اور زور سے ان کی مذمت کی۔ کیونکہ انہوں نے لوگوں کے عطیات ان تک پہنچانے میں بہت تاخیر کی تھی۔ اس دقعہ موجود لوگوں کی ایک بہت بڑی تعداد بھی ان کی ہم نوائی میں کھڑی ہو گئی۔ اور ان کی تصدیق کرنے لگی۔ نماز سے فراغت پر حضرت مغیرہ بہت سے امراء کی معیّت میں قصرِ امارۃ میں داخل ہوئے۔ تو ان امیر لوگوں نے جناب مغیرہ سے درخواست کی کہ حجر کو ان کے رویے سے باز رکھا جائے۔ کیونکہ وہ انتشار کا سبب بن رہے ہیں۔ اور امیر کی نافرمانی کی راہ ہموار کر رہے ہیں۔ ان امراء نے مذمت کرتے ہوئے انہیں راہِ راست پر لانے کو کہا لیکن حضرت مغیرہ نے اس سے چشم پوشی فرمائی۔ اور ان امراء کی بات نہ مانی۔

یونس بن عبید راوی ہیں کہ جناب امیر معاویہ نے حضرت مغیرہ کی طرف ایک رقعہ بھیجا۔ کہ بیت المال سے کچھ رقم بھیج کر میری مدد کی جائے۔ اس پر جناب مغیرہ نے سامان سے لدے

marfat.com
Marfat.com

چند اونٹ روانہ کیے۔ اس پر جناب حجر نے اُن کا راستہ روک کر کہا۔ خدا کی قسم! یہ اس وقت تک نہیں ہوگا جب تک ہر حق دار اپنا حق وصول نہیں کر لیتا۔ اس پر شباب ثقیف نے جناب مغیرہ کو کہا۔ کیا ہم حجر بن عدی کا سر نہ تمہارے سامنے پیش کر دیں؟ یہ سُن کر مغیرہ بولے۔ میں ایسا ہرگز کرنے کے لیے تیار نہیں ہوں۔ اس پر لوگوں نے جناب حجر کو چھوڑ دیا۔ جب اس واقعہ کی خبر حضرت امیر معاویہ کو پہنچی۔ تو انہوں نے مغیرہ کو معزول کر کے ان کی جگہ زیاد کو گورنر مقرر کر دیا۔ لیکن صحیح یہ ہے۔ کہ حضرت مغیرہ معزول نہ ہوئے۔ اور تا دم آخر وہ گورنر رہے۔ جب مغیرہ بن شعبہ کا انتقال ہوا۔ تو کوفہ اور بصرہ کے لوگوں نے زیاد کے گورنر بنائے جانے پر اتفاق کر لیا۔ زیاد ان دونوں علاقہ جات کا امیر مقرر ہوا۔ ادھر شیعان علی کے کچھ گروہ جناب حجر بن عدی کے گرد جمع ہونا شروع ہو گئے۔ اور یہ باور کرانے لگے۔ کہ ہم تو آپ کا حکم مانیں گے اور آپ کی تائید کریں گے۔ اور ان لوگوں نے امیر معاویہ پر لعن طعن شروع کر دیا۔ اور ان سے بیزاری کا اظہار بھی۔ پھر جب زیاد نے کوفہ میں اپنی گورنری کا پہلا خطبہ دیا۔ تو اس نے اس کے آخر میں حضرت عثمان کے فضائل اور ان کے قاتلوں کی مذمت کی۔ اور ہر اس شخص کی مذمت کی جس نے قتلِ عثمان میں حصہ لیا۔ اس دوران حضرت حجر کھڑے ہو گئے۔ اور وہی انداز اپنایا۔ جو اس سے پہلے دورِ مغیرہ بن شعبہ میں اپنایا کرتے تھے۔ لیکن زیاد نے کوئی پرواہ نہ کی۔ پھر زیادہ جانب بصرہ روانہ ہوا۔ اور ارادہ

marfat.com
Marfat.com

کیا کہ حجر بن عدی کو بھی اپنے ساتھ بصرہ لے جائے۔ تاکہ عدم موجودگی میں کوئی واقعہ رونما نہ ہو جائے۔ جب حجر کو پیغام بھیجا تو انہوں نے کہا۔ میں بیمار ہوں۔ یہ سن کر زیاد کہنے لگا۔ بخدا! تم دین دل اور عقل کے بیمار ہو۔ خدا کی قسم! اگر میرے بعد کوئی واقعہ ہو گیا۔ تو پھر تمہاری خیر نہیں۔ یہ کہہ کر زیاد بصرہ چلا گیا۔ وہاں پہنچنے پر اسے اطلاع ملی۔ کہ حجر اور ان کے ساتھیوں نے اس کے قائم مقام گورنر کی حکم عدولی شروع کر دی۔ اس قائم مقام گورنر یعنی عمرو بن حدیث کو جمعہ کے دن دوران خطبہ کنکریاں ماریں۔ یہ خبر سن کر زیاد نے واپس کوفہ کا سفر باندھا۔ واپسی پر محل میں ٹھہرا اور تھوڑی دیر بعد سندس اور مطرف کا لباس زیب تن کر کے منبر پر وعظ کرنے کے لیے آیا۔ جناب حجر مع اپنے ساتھیوں کے وہاں بیٹھے ہوئے تھے۔ آج اُن کی تعداد پہلے سے کچھ زیادہ تھی۔ تین ہزار کے لگ بھگ ان کے ساتھیوں نے اپنے آپ کو مسلح کیا ہوا تھا۔ ادھر زیاد نے اللہ کی حمد و ثنا کے بعد یہ کہا۔ کہ بغاوت اور خلیفہ پر دلیری کی سزا بڑی سخت ہو گی۔ اور یہ لوگ جو آج دلیر بنے بیٹھے ہیں۔ کل تک یہی امن کے طالب تھے۔ خدا کی قسم! اگر انہوں نے اپنا رویہ درست نہ کیا۔ میں تمہاری بیماری کی دوا ضرور پلاؤں گا۔ پھر کہنے لگا۔ اگر حجر اور اس کے ساتھیوں سے میں نے کوفہ کی سرزمین کو پاک نہ کر دیا۔ تو میں بالکل بے حیثیت اور نکما ہوں گا۔ میں انہیں ایسی عبرت ناک سزا دوں گا۔ جس سے بعد میں آنے والے بھی سبق سیکھیں گے۔ اے حجر! تم یاد رکھو۔

marfat.com
Marfat.com

تمہاری حالت اس چرواہے کی مانند ہو چکی ہے۔ جسے لوگ نصیحت کرتے ہوں۔ کہ رات کے وقت بھیڑیئے کا سامنا کر کے اپنی موت کو آواز نہ دینا۔ پھر زیاد نے تقریر کرتے ہوئے جناب امیر معاویہ کے حقوق کا ذکر کیا۔ اور ان کی اطاعت کی تبلیغ کی۔ اس پر جناب حجر نے کنکریوں کی ایک مٹھی بھر کر زیاد کی طرف پھینک دی۔ اور کہا۔ خدا کی لعنت تم جھوٹ کہہ رہے ہو۔ زیاد نے خطبہ ختم کیا۔ نماز پڑھنے کے بعد اپنے محل میں چلا گیا۔ اور حجر کو بُلوایا۔ یہ بھی بیان کیا جاتا ہے۔ کہ زیاد نے جب خطبہ کو بہت طول دیا۔ اور نماز میں تاخیر کر دی۔ تو جناب حجر نے باآواز بلند اسے نماز ادا کرنے کی تلقین کی۔ لیکن اس نے ایک نہ سُنی اور خطبہ میں مشغول رہا۔ جب نماز کے قضا ہو جانے کا خطرہ ہوا۔ تو جناب حجر نے مٹھی بھر کنکریاں ماریں، اور نماز کی ادائیگی کا کہا۔ لوگوں نے بھی اس معاملہ میں جناب حجر کا ساتھ دیا۔ زیاد نے جب یہ ماجرا دیکھا۔ تو منبر سے اتر کر فوراً نماز پڑھائی۔ نماز سے فراغت پر یہ سارا معاملہ اس نے امیر معاویہ کو لکھ بھیجا۔ اور کچھ اپنی طرف سے زائد باتیں بھی ساتھ لکھیں۔ اس کے جواب میں حضرت امیر معاویہ نے حکم دیا۔ کہ حجر کو بیڑیوں میں ڈال کر میرے پاس پہنچایا جائے زیاد اور ابی شرط یعنی شداد بن ہیثم کو بمعہ مددگاروں کے بھیجا جناب حجر کو کہا۔ کہ امیر المومنین نے تمہیں طلب کیا ہے۔ لیکن حجر نے زیاد کے پاس حاضر ہونے سے انکار کر دیا۔ خود حجر اور ان کے ساتھی حالات کا مقابلہ کرنے کے لیے اٹھ کھڑے ہوئے۔

marfat.com
Marfat.com

یہ روالی واپس زیاد کے پاس آیا۔ اور حالات سے آگاہ کیا۔ اس کے بعد زیاد نے قبائل کی بہت سی جماعتیں تیار کیں۔ اور روالی کے ساتھ انہیں جناب حجر اور ان کے ساتھیوں کی طرف بھیجا۔ ان دونوں کے مابین پتھروں اور ڈنڈوں سے لڑائی ہوئی جس پر زیاد کے ساتھی پسپا ہو گئے۔ اور حجر کو بمعہ ساتھیوں کے گرفتار کرنے میں ناکامی ہوئی۔ اس کے بعد محمد بن اشعث کو تین دن تک تیاری کرا کے ایک بڑے لشکر کے ساتھ جناب حجر کو گرفتار کرنے کے لیے بھیجا گیا۔ بالآخر انہوں نے زیاد کے پاس حاضر کر دیا۔ حجر کے ساتھی ساتھ نہ دے سکے۔ اور نہ ہی وہ لوگ جو بوقت ضرورت مدد کا وعدہ کرتے تھے۔ اب زیاد نے انہیں گرفتار کر کے دس دن کی قید سُنا دی۔ پھر حجر کو ایک جماعت کے ساتھ امیر معاویہؓ کے پاس بھیجا۔ اور بہت سے آدمی ساتھ بھیجے جو ان کے خلاف وہاں گواہی دیں گے۔ کہ انہوں نے خلیفہ کو گالیاں دیں۔ امیر سے لڑائی کی۔ اور ان کا یہ کہنا ہے۔ کہ خلافت صرف علی بن ابی طالب کی اولاد کا حق ہے۔ ان گواہوں میں سے ابو بردہ بن ابی موسیٰ، وائل بن حجر، عمرو بن سعد بن ابی وقاص اسحاق، اسماعیل، موسیٰ۔ بنو طلحۃ بن عبیداللہ، منذر بن زبیر، کثیر بن شہاب ثابت بن ربعی بھی تھے۔ اور یہ بھی بیان کیا جاتا ہے۔ کہ زیاد نے تحریری گواہیوں میں حضرت شریح القاضی کی گواہی بھی لکھی تھی۔ حالانکہ انہوں نے اس سے انکار کیا تھا۔ اور کہتے ہیں۔ کہ میں نے زیاد کو بتا دیا تھا۔ کہ حجر ایک نیک آدمی ہے۔ وہ

marfat.com
Marfat.com

بہت روزے رکھنے والا رات بھر نوافل ادا کرنے والا ہے۔ بہرحال زیاد نے جناب حجر بن عدی کو وائل بن حجر اور کثیر بن شہاب کے ساتھ شام کی طرف روانہ کر دیا۔ ان کے ساتھ ابن جبلہ الکندی، شریک بن شداد الحضرمی، صیفی بن فسیل، قبیصہ بن ضبیعہ بن حرملۃ العبسی، کریم بن عضیف الخثعمی، عاصم بن عوف البجلی، رقار بن سمی البجلی، کدام بن حبان، عبدالرحمٰن بن حسان العریان تمیمی، محرز بن شہاب تمیمی، عبیداللہ بن حویۃ السعدی جو بنی سعد تھے۔ یہ وہ لوگ تھے جو جناب حجر کے ساتھ شام کی طرف روانہ ہوئے۔ زیاد نے اس کے بعد دو اور آدمی بعد میں بھیجے۔ یعنی عتبہ بن الاخنس جو بنی سعد سے تھا۔

اور دوسرا سعد بن عمران الہمدانی تھا۔ اس طرح اب چودہ اشخاص ہو گئے۔ بیان کیا جاتا ہے۔ کہ جب جناب حجر امیر المومنین امیر معاویہ کے پاس حاضر ہوئے۔ تو انہوں نے السلام علیک یا امیر المومنین کہا۔ یہ سن کر امیر معاویہ آگ بگولا ہو گئے۔ اور ان کی گردن مارنے کا حکم دے دیا۔ یہ بھی کہا جاتا ہے۔ کہ خود امیر معاویہ سوار ہو کر اس قافلہ کے راستہ میں آئے۔ اور برج عذرا میں ان کی ملاقات ہوئی۔ یہ بھی آیا ہے۔ کہ امیر معاویہ نے بجائے خود کچھ لوگوں کو ان کی طرف بھیجا۔ جو انہیں مقام عذرا میں ملے انہوں نے حجر اور ان کے ساتھیوں کو وہیں قتل کر دیا۔ جن کو امیر معاویہ نے بھیجا تھا۔ وہ تین آدمی تھے۔ ہدبہ بن فیاض قضاعی، حضین بن عبداللہ الکلابی اور ابو شریف البدری۔ یہ جناب حجر اور ان کے ساتھیوں کے پاس آئے۔ اس وقت جناب حجر اور ان کے ساتھیوں نے

marfat.com
Marfat.com

رات سوگئے تک نوافل ادا کیے۔ جب نماز صبح ادا کر چکے۔ تو انہیں قتل کر دیا گیا۔

البدایہ والنہایہ کی مذکورہ عبارت سے مندرجہ ذیل امور ثابت ہوئے

۱۔ جناب مغیرہ بن شعبہ دوران خطبہ حضرت عثمان کے فضائل بیان کرتے۔ اور حضرت علی کی تنقیص شان کرتے۔ جس پر جناب حجر انہیں ٹوک دیتے لیکن مغیرہ کے حلم اور بُردباری سے معاملہ خراب نہ ہوا۔

۲۔ مغیرہ بن شعبہ سے امیر معاویہ کے بیت المال سے مدد طلب کرنے پر جب مغیرہ نے سامان سے لدے کچھ اونٹ بھیجنا چاہے۔ تو جناب حجر نے ان اونٹوں کو روک کر کہا۔ کہ جب تک حق داروں کے حقوق پورے نہیں ہوتے۔ میں یہ مال وہاں جانے کی اجازت نہیں دوں گا اس پر شباب ثقیف کے لوگوں نے حجر کو قتل کرنے کی اجازت طلب کی لیکن مغیرہ نے اجازت نہ دی۔

۳۔ مغیرہ بن شعبہ کے انتقال کے بعد جب کوفہ کی گورنری زیاد کے سپرد کی گئی۔ تو شیعیان علی کی تمام جماعتیں جناب حجر کے پاس جمع ہوئیں۔ اور کہنے لگیں۔ کہ ہم آپ کے سوا کسی کا حکم نہیں مانیں گے۔ تمہارے ہاتھ مضبوط کریں گے۔ اور امیر معاویہ کو گالیاں نکالیں گے۔

۴۔ زیاد نے گورنر بننے کے بعد جب اپنے اولین خطبہ میں حضرت عثمان کے فضائل اور ان کے قاتلوں کی مذمت کی۔ تو حجر بن عدی نے کھڑے ہو کر زیاد کو خوب کوسا۔ بعد میں زیاد نے حجر کو اپنے ساتھ

marfat.com

Marfat.com

بصرہ چلنے کو کہا۔ لیکن وہ نہ ملنے۔ اور بیماری کا بہانہ بنایا۔

۵۔ زیاد کے بصرہ پہنچنے پر اسے خبر ملی۔ کہ حجر اور ان کے ساتھیوں نے کوفہ میں گڑبڑ کر دی ہے۔ اور ان کے نائب پر دوران خطبہ کنکریاں پھینکی ہیں۔ زیاد فوراً واپس کوفہ آیا۔ اور اس نے جب آکر خطبہ دیا۔ تو دیکھا۔ کہ حجر اور ان کے تقریباً تین ہزار ساتھی مسلح وہاں بیٹھے ہیں۔ یہ دیکھ کر زیاد نے انہیں بغاوت سے باز رہنے اور اس کے نتائج سے خبردار کیا۔

۶۔ دوران خطبہ زیاد کو بھی حجر بن عدی نے کنکریاں ماریں۔ اور جھوٹا کہا۔ اور لعنت بھیجی۔

۷۔ زیاد نے جب حجر اور ان کے ساتھیوں کی گرفتاری کا حکم دیا۔ تو گرفتار کرنے والوں اور ان کے درمیان پتھروں اور لاٹھیوں سے تصادم ہوا اور حجر گرفتار نہ ہو سکے۔

۸۔ دوبارہ جب زیاد نے حجر کی گرفتاری کے لیے لوگوں کو بھیجا۔ تو حجر کے ساتھی بھاگ گئے۔ اور حجر کو گرفتار کرکے امیر معاویہ کے پاس شام بھیج دیا گیا۔

۹۔ جب حجر بن عدی کو امیر معاویہ کے پاس شام بھیجا گیا۔ تو ان کے خلاف شہادتی بھی بھیجے گئے۔ جو ان امور کی شہادت دیں گے۔ کہ حجر اور ان کے ساتھی خلیفہ وقت کو گالی دیتے ہیں۔ امیر سے لڑائی کرتے ہیں۔ اور یہ بھی کہتے ہیں۔ کہ خلافت کا حق صرف اور صرف آل علی بن ابی طالب کو ہے۔

marfat.com
Marfat.com

امور مذکورہ کا خلاصہ

حجر بن عدی یہ گوارا نہ کرتے تھے۔ کہ ان کے سامنے حضرت عثمان کے فضائل بیان کیے جائیں۔ بلکہ وہ اور اس کے ساتھی ان پر سب و شتم کے قائل تھے۔ اس کے برخلاف وہ حضرت علی المرتضٰی اور ان کے ساتھیوں کی تعریف کرتے تھے۔ اس کی شہادت میں اتنا ہی کافی ہے۔ کہ حضرت مغیرہ بن شعبہ رضی اللہ عنہ کے سامنے کھڑے ہو کر روکنا صرف اس بنا پر تھا۔ کہ وہ حضرت عثمان کی تعریف کیوں کرتے ہیں۔ جب انہوں نے قاتلانِ عثمان پر لعنت کی۔ تو حجر بن عدی نے برملا انکار کرتے ہوئے انہیں جھوٹا قرار دیا۔ اس کے علاوہ مغیرہ بن شعبہ کی وفات کے بعد جب شیعیانِ علی ان کے ہمنوا اور مددگار بن گئے۔ تو ان کے دل میں یہ سما گیا۔ کہ اب امیرِ وقت کا ہم مقابلہ کرسکتے ہیں۔ یہی وجہ تھی۔ کہ ہزاروں شیعیانِ علی ہر وقت مسلح ہو کر ان کے ساتھ رہتے تھے۔ پھر ان مسلح شیعیان علی کا زیاد کے ساتھیوں کے ساتھ باقاعدہ مقابلہ بھی ہوا۔ حتیٰ کہ ان لوگوں نے حجر بن عدی کو بغاوت پر آمادہ کر دیا۔ لیکن جب وقت آیا۔ تو یہ لوگ کسی کام نہ آئے گرفتاری کے بعد جب حجر بن عدی کی بغاوت پر گواہیاں قائم ہوئیں۔ تو امیر معاویہ نے ان گواہیوں کی بنا پر انہیں قتل کروا دیا۔ تاکہ فتنہ یہیں دب جائے۔

☆

marfat.com

Marfat.com

○

ذوالقرنین زیدی شیعی کے ذکر کردہ طعن میں مذکورہ چھ عدد امور کا بالترتیب جواب

جواب اوّل

عہد معاویہ میں گورنروں کو لعنت بر علی کا پابند کیا جانا شیعوں کی روایت ہے۔

الزام یہ تھا۔ کہ سنیوں کی تاریخ میں مذکور ہے۔ کہ جب امیر معاویہ نے حضرت مغیرہ بن شعبہ کو کوفہ کا گورنر مقرر کیا۔ تو ان کو دس امر کا پابند کیا گیا تھا۔ ان میں دو امر یہ تھے کہ وہ قاتلانِ عثمان کے لیے رحم کی دعا اور حضرت علی المرتضیٰ پر سب و شتم کو ترک نہیں کریں گے۔ اس اعتراض کا کتب اہل سنت میں کوئی ثبوت نہیں ہے۔ کیونکہ جن کتب کا زیدی شیعی نے سہارا لیا۔ ان میں سے ماسوا طبری کے کسی میں اس کی سند مذکور نہیں۔ اس لیے بے سند ہونے کی وجہ سے کوئی الزام ثابت نہیں ہو سکتا۔ رہا یہ معاملہ کہ تاریخ طبری میں اس کی سند موجود ہے۔ تو اس سلسلہ میں ہم عقائد جعفریہ جلد چہارم میں محمد ابن جریر طبری کے بارے میں تحقیق بیان کر چکے ہیں۔ کہ اس میں تشیع تھا۔ خصوصاً ان مسائل میں جن سے امیر معاویہ رضی اللہ عنہ

marfat.com
Marfat.com

پر طعن آتا ہو۔ یا شان علی المرتضیٰ کا معاملہ ہو۔ میزان الاعتدال جلد ۳ ص ۲۵ حرف میم کے تحت ابن جریر کے بارے میں مرقوم ہے "فیہ تشیع" اس میں تشیع پایا جاتا ہے۔ لہٰذا ایسی روایت کہ جس سے امیر معاویہ کی تنقیص نکلتی ہو اس میں ابن جریر کی عبارت قابل اعتبار نہیں ہے۔ علاوہ ازیں اس روایت کے بانی ہشام اور لوط بن یحییٰ ابو مخنف ہیں۔ تاریخ طبری میں اس واقعہ کی سند یوں مذکور ہے۔

قَالَ هِشَامُ بْنُ مُحَمَّدِ بْنِ السَّائِبِ الْكَلْبِي عَنْ مُجَالِدِ بْنِ سَعِيْدٍ وَالصَّقْعَبِ بْنِ زُهَيْرٍ وَفُضَيْلِ بْنِ خُدَيْجٍ وَالْحُسَيْنِ بْنِ عُقْبَةَ الْمُرَادِي۔

اب مختصر طور پر ہشام بن محمد اور ابو مخنف کی سیرت وعقائد کتب اسمائے رجال سے ملاحظہ ہوں۔

میزان الاعتدال

هِشَامُ بْنُ مُحَمَّدِ بْنِ السَّائِبِ الْكَلْبِيُّ اَبُوْ الْمُنْذِرِ الْاَخْبَارِيُّ النَّسَّابَةُ الْعَلَّامَةُ رَوٰى عَنْ اَبِيْهِ اَبِي النَّضْرِ الْكَلْبِيِّ الْمُفَسِّرِ وَعَنْ مُجَاهِدٍ وَحَدَّثَ عَنْهُ جَمَاعَةٌ قَالَ اَحْمَدُ بْنُ حَنْبَلٍ اِنَّمَا كَانَ صَاحِبَ سَمَرٍ وَنَسَبٍ مَا ظَنَنْتُ اَنَّ اَحَدًا يُحَدِّثُ عَنْهُ وَقَالَ الدارقطني وغيره متروك وَقَالَ ابْنُ عَسَاكِرَ رَافِضِيٌّ لَيْسَ بِثِقَةٍ۔

(میزان الاعتدال جلد سوم ص ۵۶ مطبوعہ بیروت طبع قدیم)

marfat.com
Marfat.com

ترجمہ:

ابو منذر ہشام بن محمد الکلبی اخباری اور نسب بیان کرنے والا عالم ہے اپنے باپ ابو النضر سے روایت کرتا ہے۔ اس کے علاوہ امام مجاہد سے بھی اس کی مرویات ملتی ہیں۔ اس سے ایک جماعت نے حدیث بیان کی۔ احمد بن حنبل کا کہنا ہے۔ کہ یہ شخص قصہ کہانیاں بیان کرنے والا اور نسب کے حالات کا ماہر تھا۔ میں گمان نہیں کرتا۔ کہ اس سے کسی نے کوئی حدیث بیان کی ہو گی۔ دارقطنی نے اسے متروک کہا۔ اور ابن عساکر نے اس کے رافضی ہونے کی وجہ سے اس کو غیر ثقہ کہا۔

میزان الاعتدال:

لُوطُ بْنُ یَحْیٰی اَبُوْ مَخْنَفٍ اَخْبَارِیٌّ تَالِفٌ لَا یُوْثَقُ بِہٖ تَرَکَہٗ اَبُوْ حَاتِمٍ وَغَیْرُہٗ وَقَالَ الدارقطنی ضَعِیْفٌ وَقَالَ ابْنُ مُعِیْنٍ لَیْسَ بِثِقَۃٍ وَقَالَ مَرَّۃً لَیْسَ بِشَیْءٍ وَقَالَ ابْنُ عَدِیٍّ شِیْعِیٌّ مُتَحَرِّقٌ صَاحِبُ اَخْبَارِ ھِمْ۔

(میزان الاعتدال جلد ۲ ص ۳۶۰)

ترجمہ:

ابو مخنف لوط بن یحییٰ اخباری شخص تھا۔ قابل وثوق نہ تھا۔ ابو حاتم نے اسے ترک کیا۔ دارقطنی نے اسے ضعیف اور ابن معین نے غیر ثقہ کہا۔ مرۃ کے نزدیک یہ کچھ بھی وقعت نہ رکھتا تھا۔ اور ابن عدی

marfat.com
Marfat.com

نے اسے دل جلا شیعہ کہا۔ اور شیعوں کے واقعات لکھنے والا کہا۔

زیدی شیعی کا مذکورہ طعن جن کے سہارے کھڑا تھا۔ وہ بھی قابل اعتبار نہ رہے۔ اول صاحب تاریخ طبری میں تشیع موجود تھا اس لیے امیر معاویہ کے بارے میں اس کی ایسی روایت جس سے ان کی شخصیت پر حرف آتا ہو قطعاً نامقبول۔ دوسرا جن رواۃ کے ذریعہ اس روایت کو لایا۔ وہ بھی رافضی اور اِدھر اُدھر کی ہانکنے والے غیر ثقہ تو پھر ان حالات میں حضرت امیر معاویہ پر طعن کس طرح تسلیم کیا جا سکتا ہے۔ آیئے لوط بن یحییٰ اور ہشام کے متعلق کچھ کتب اہل تشیع کے حوالہ جات بھی دیکھ لیں۔ وہ ان کے بارے میں کیا کہتے ہیں۔

لوط بن یحییٰ کے شیعہ ہونے میں تامل کی ضرورت نہیں

تنقیح المقال

وَتَنْقِيْحُ الْمَقَالِ فِيْ حَالِ الرِّجَالِ اَنَّهٗ لَا يَنْبَغِي التَّاَمُّلُ فِيْ كَوْنِهٖ شِيْعِيًّا اِمَامِيًّا كَمَا صَرَّحَ بِذَالِكَ جَمَاعَةٌ وَاِنْكَارُ ابْنِ اَبِي الْحَدِيْدِ ذَالِكَ بِقَوْلِهٖ فِيْ شَرْحِ النَّهْجِ وَاَبُوْ مِخْنَفٍ مِّنْ مُّحَدِّثِيْنَ وَمِمَّنْ يَّرٰى صِحَّةَ الْاِمَامَةِ بِالْاِخْتِيَارِ وَلَيْسَ مِنَ الشِّيْعَةِ وَلَا مَعْدُوْدًا مِّنْ رِّجَالِهَا اُنْتَهٰى مِنْ كُنْرَافَاتِ الَّتِيْ تَصَوَّرَتِ

marfat.com
Marfat.com

الْعَامَّةُ عَلَيْهَا فِي مَذْهَبِهِمْ فِيمَا يَرْجِعُ إِلَيْهِ كَيْفَ وَقَدْ صَرَّحَ جَمَاعَةٌ مِنْهُمْ بِتَشَيُّعِهِ سَبَبًا لِرَدِّ رِوَايَتِهِ كَمَا هِيَ عَادَتُهُمْ غَالِبًا الاَتَرٰى إِلٰى قَوْلِ صَاحِبِ الْقَامُوْسِ فِي مَادَّةِ خ - ن - ف - وَمِخْنَفٌ كَمِنْبَرٍ وَ أَبُوْمِخْنَفٍ لُوْطُ بْنُ يَحْيٰى إِخْبَارِيٌّ شِيْعِيٌّ تَالِفٌ مَتْرُوْكٌ إِنْتَهٰى وَالْعَجَبُ الْعُجَابُ اَنَّ ابْنَ اَبِي الْحَدِيْدِ نَطَقَ بِمَا سَمِعَ بَعْدَ اَنْ رَوٰى اَشْعَارًا فِي اَنَّ عَلِيًّا وَصِيُّ رَسُوْلِ اللهِ وَقَالَ هٰذِهِ الْاَشْعَارُ وَالْاَرَاجِزُ جَمَعَهَا اَبُوْمِخْنَفٍ لُوْطُ بْنُ يَحْيٰى فِي كِتَابِ وَقْعَةِ الْجَمَلِ اِنْتَهٰى - فَاِنَّ نَقْلَهُ تِلْكَ الْاَشْعَارَ شَاهِدٌ لِتَشَيُّعِهِ وَاِلَّا لَمْ يَكُنْ لِيَرْوِيَهَا كَمَا هِيَ عَادَةُ اَهْلِ السُّنَّةِ غَالِبًا وَبِالْجُمْلَةِ فَكَوْنُ الرَّجُلِ شِيْعِيًّا اِمَامِيًّا مِمَّا لَايَنْبَغِي الرَّيْبُ فِيْهِ

(تنقیح المقال جلد دوم صفحہ نمبر ۴۴
من ابواب اللام)

ترجمہ:

لوط بن یحیےٰ کے شیعہ امامی ہونے میں کسی کو شک نہ کرنا چاہیئے جیسا کہ اس کی ایک جماعت نے تصریح بھی کر دی ہے۔ اور ابن ابی حدید کا نہج البلاغۃ کی شرح میں لوط بن یحیےٰ کو محدثین میں شمار کرنا اور مسئلہ امامت کو اختیاری ماننے والا کہہ کر اس کے شیعہ ہونے کا انکار کرنا ان واہی تباہی باتوں میں سے ہے جو عوام

میں ہوتی ہیں۔ یہ کیونکر درست ہو سکتا ہے۔ حالانکہ ایک بہت بڑی جماعت نے اس کے تشیع کی صراحت کر دی ہے۔ اور اسی وجہ سے اس کی روایات اہل سنت قبول نہیں کرتے۔ کیونکہ ان کی غالباً یہی عادت ہوتی ہے۔ صاحب قاموس نے خ۔ ن۔ ف کے مادہ میں بحث کرتے ہوئے جو لکھا تم ذرا اس کو نو پڑھو۔ لکھا ہے کہ مخنف بروزن منبر ہے۔ اور لوط بن یحییٰ ابو مخنف قصہ کہانیاں بیان کرنے والا شیعی ہے۔ اور متروک ہے۔ ابن ابی الحدید کے اس قول پر تعجب علی تعجب یوں بھی ہے۔ کہ اس نے ابو مخنف کے شیعہ نہ ہونے کی بات ان تحریرات اور اشعار ذکر کرنے کے بعد کی۔ جن میں ابو مخنف نے حضرت علی کو وصی رسول اللہ کہا ہے اور یہاں تک ابن ابی حدید نے لکھ کر یہ کہا۔ کہ یہ وہ اشعار ہیں۔ جو ابو مخنف نے "وقعۃ الجمل" میں لکھے ہیں۔ کیونکہ ان اشعار کا نقل کرنا اس کے تشیع کی گواہی کے لیے کافی ہے۔ ورنہ وہ ان کو ذکر ہی نہ کرتا۔ جیسا کہ غالباً اہل سنت کی عادت ہے۔ کہ جو شخص شیعہ ہو وہ ان کے اشعار نقل نہیں کرتے۔ لہٰذا ابو مخنف کے امامی شیعی ہونے میں کسی قسم کا کوئی شک نہیں ہونا چاہیئے۔

اعیان الشیعہ:

قَالَتِ الْعُلَمَاءُ اَبُوْمِخْنَف بِاَمْرِ الْعِرَاقِ وَاَخْبَارِهَا وَفُتُوْحِهَا يَزِيْدُ عَلٰى غَيْرِهٖ وَالْمَدَائِنِيُّ بِاَمْرِ خُرَاسَانَ وَالْهِنْدِ وَالْفَارِسِ وَالْوَاقِدِيُّ بِالْحِجَازِ

marfat.com
Marfat.com

وَالسِّيْرَةِ وَقَدِ اشْتَرَكُوْا فِيْ فُتُوْحِ الشَّامِ۔ اِثْنَانِ مِنَ الثَّلَاثَةِ شِيْعَةٌ ابومخنف والواقدیؒ۔
(المائتہ الثانیۃ)

(اعیان الشیعہ جلد اول ص ۱۵۳)

ترجمہ:

شیعہ علماء کہتے ہیں۔ کہ عراق کے واقعات، فتوحات اور اخبار کا سب سے زیادہ جاننے والا ابومخنف ہے۔ اور خراسان، ہندوستان اور ایران کے معاملات کا ماہر مدائنی تھا۔ حجاز اور سیرت پر مضبوط گرفت رکھنے والا واقدی تھا۔ یہ تینوں فتوح الشام کے موضوع پر لکھنے والے باہم مشترک ہیں۔ ان تین میں سے دو یعنی ابومخنف اور واقدی شیعہ ہیں۔ اور مدائنی اہل سنت میں سے ہے۔)

ہشام بن محمد بلا شبہ شیعہ ہے

تنقیح المقال:

هِشَامُ بْنُ مُحَمَّدِ بْنِ السَّائِبِ اَبُوالْمُنْذِرِ النَّاسِبِ الْكَلْبِيِّ اِنَّ كَوْنَ الرَّجُلِ اِمَامِيًّا لَا شُبْهَةَ فِيْهِ كَمَا يُسْتَفَادُ مِنْ كَلَامِ النَّجَاشِيِّ۔

(تنقیح المقال جلد سوم ص ۳۰۲ من ابواب الهاء)

ترجمہ:

ہشام بن محمد السائب الکلبی کے امامی شیعہ ہونے میں کوئی شبہ

marfat.com
Marfat.com

نہیں۔ جیسا کہ نجاشی کے کلام سے اس کا ثبوت ہوتا ہے۔

اعیان الشیعہ:

مُؤَلِّفُوْا الشِّيْعَةِ فِي التَّارِيْخِ وَالسِّيَرِ وَالْمَغَازِيْ وَمِنْهُمْ هِشَامُ بْنُ مُحَمَّدِ بْنِ السَّائِبِ الْكَلْبِيِّ۔

(اعیان الشیعہ جلد اول ص ۱۵۴ مطبوعہ بیروت)

ترجمہ:

سیرت تاریخ اور مغازی میں جن شیعہ مصنفین نے تصانیف لکھیں۔ ان میں سے ایک ہشام بن محمد بن سائب کلبی بھی ہے۔

خلاصہ کلام یہ ہے۔ کہ ہشام بن محمد السائب اور اس کا استاد ابو مخنف صرف علمائے اہل سنت کی تحقیق کے مطابق ہی شیعہ نہیں بلکہ انہیں خود شیعہ علماء بھی امامی شیعی کہتے ہیں۔ اگر کسی شیعہ نے ابو مخنف کو سنی کہنے کی جرارت کی۔ تو صاحب تنقیح المقال نے اس کی خوب خبر لی۔ اور اسے خرافات کے طور پر پیش کیا۔ یعنی ابن ابی حدید نے ابو مخنف کو شیعیت سے خارج کر کے ایک خرافات کی ہے۔ اور پھر اسی پر بس نہیں بلکہ خرافات کی وجہ بھی بیان کر دی۔ یعنی جبکہ واقعہ جمل کے ضمن میں اس کے اشعار اور خبریہ کلام اس امر کی صراحت کرتا ہے۔ کہ اس کے نزدیک حضرت علی وصی رسول اللہ ہیں۔ تو پھر اس عقیدہ کے ہوتے ہوئے اسے تشیعیت سے خارج کر کے ایک خرافات کرنا کس قدر تعجب کی بات ہے۔ ہشام بن محمد اور ابو مخنف کے شیعہ ہونے پر شیعہ سنی دونوں متفق ہیں۔ پھر ایسے لوگوں کی روایت سے امیر معاویہ پر طعن

marfat.com
Marfat.com

کی بجائے اور کس امر کی توقع ہو سکتی ہے۔ لہٰذا تاریخ طبری میں ابن جریر کا ان کی روایات کا سہارا لے کر امیر معاویہ رضی اللہ عنہ پر یہ طعن ذکر کرنا کہ انہوں نے مغیرہ بن شعبہ وغیرہ کو گورنر اس شرط پر مقرر کیا تھا۔ کہ وہ حضرت علی المرتضٰے پر سب و شتم کریں ایک طرف ابن جریر کے تشیع کی طرف اشارہ کرتی ہے۔ اور دوسری طرف ہشام اور ابو مخنف کے خبث باطنی کی آئینہ دار ہے۔ بلکہ معلوم یہ ہوتا ہے۔ کہ امیر معاویہ کی طرف سے گورنروں کی شرط ہشام اور ابو مخنف ان دونوں میں سے کسی ایک کی اختراع ہے۔

فاعتبروا یا اولی الابصار

marfat.com
Marfat.com

جواب طعن دوم

امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کے مقرر کردہ گورنر حضرت علی المرتضیٰ پر سب وشتم نہیں کرتے تھے بلکہ قاتلانِ عثمان کو برا بھلا کہتے تھے

زیدی شیعی کے مذکور طعن میں امر دوم یہ تھا کہ حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کے مقرر کردہ گورنر یکے بعد دیگرے حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ پر لعنت بھیجتے تھے۔ تو اس سلسلہ میں حقیقت کیا ہے۔ آئیے ذرا اس بارے میں معاملہ کی تہ تک پہنچیں۔ سیدنا حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ کی شہادت کو ہر شخص یہ سمجھتا تھا۔ کہ یہ ظلماً ہوئی۔ چنانچہ حضرت مغیرہ بن شعبہ اور زیاد کا بھی یہی نظریہ تھا یہ دونوں اپنے اپنے خطبوں میں قاتلانِ عثمان غنی پر لعن طعن کیا کرتے تھے۔ لیکن تاریخ طبری سمیت کسی کتاب سے زیدی شیعی یہ نہیں دکھا سکتا۔ کہ ان دونوں نے کسی خطبہ میں حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کا نام لے کر ان پر لعن طعن کیا ہو۔ بلکہ ان کا طریقہ یہ تھا۔ کہ جو بھی قاتلانِ عثمان کے زمرہ میں آتا وہ

marfat.com
Marfat.com

عمومی انداز میں اُسے بُرا بھلا کہتے تھے۔ یعنی قاتلانِ عثمان پر خدا کی لعنت حضرت علی المرتضٰے رضی اللہ عنہ کے بارے میں جو تاثر تھا وہ یہ کہ آپ نے ان قاتلوں سے قصاص لینے میں جلدی نہ کی۔ آپ کا یہ فعل کچھ لوگوں کو ناپسند تھا۔ یہ نہیں کہ آپ بھی قاتلانِ عثمان میں سے ہونے کی وجہ سے لوگوں کے نزدیک مطعون تھے۔ حضرت علی کرم اللہ وجہہ خود بھی قاتلانِ عثمان پر لعنت بھیجا کرتے تھے۔ اور ان سے بیزاری کا اظہار فرمایا کرتے تھے۔ لیکن کچھ لوگوں نے یہ تاثر پھیلا دیا تھا۔ کہ قاتلانِ عثمان کو برا بھلا کہنے والا نام لیے بغیر حضرت علی کو بھی بُرا بھلا کہہ دیتا ہے۔ اسی تاثر کی بنا پر حجر بن عدی جب مغیرہ بن شعبہ یا زیاد سے بر سر منبر قاتلانِ عثمان کے بارے میں لعن طعن کے الفاظ سنتے۔ تو یہ سمجھتے۔ کہ اس طرح یہ لعن طعن کرنے والا حضرت علی المرتضٰے کو بھی بُرا بھلا کہہ رہا ہے۔ حالانکہ ایسا ہرگز نہ تھا۔ اسی مغالطہ کی بنا پر مغیرہ بن شعبہ اور زیاد کو حجر بن عدی جھوٹا بھی کہتے۔ حالانکہ ان دونوں کا طریقہ اور حضرت علی المرتضٰے کا طریقہ ایک ہی تھا۔ یعنی تینوں حضرات قاتلانِ عثمان کی مذمت کیا کرتے تھے۔ تاریخ طبری نے جو الفاظ لکھے ہیں۔ ذرا اُن پر نظر دوڑالی جائے۔

تاریخ طبری

وَاَقَامَةُ الْمُغِيْرَةِ عَلَى الْكُوْفَةِ عَامِلًا لِمُعَاوِيَةَ سَبْعَ سِنِيْنَ وَاَشْهُرٍ وَهُوَ مِنْ اَحْسَنِ شَيْئٍ سِيْرَةً وَّاَشَدُّ حُبًّا لِلْعَافِيَةِ غَيْرَ اَنَّهُ لَا يَدَعُ ذَمَّ عَلِيٍّ وَّالْوُقُوْعَ فِيْهِ وَالْعَيْبَ لِقَتَلَةِ عُثْمَانَ وَاللَّعْنَ عَلَيْهِمْ وَالدُّعَاءَ لِعُثْمَانَ بِالرَّحْمَۃِ

marfat.com
Marfat.com

وَالْاِسْتِغْفَارَ لَهُ وَالتَّزْكِيَةَ لِأَصْحَابِهِ فَكَانَ
حُجْرُ بْنُ عَدِيٍّ إِذَا سَمِعَ ذَالِكَ قَالَ بَلْ إِيَّاكُمْ فَذَمَّمَ اللّٰهُ
وَلَعَنَ ثُمَّ قَامَ فَقَالَ إِنَّ اللّٰهَ عَزَّ وَجَلَّ يَقُولُ كُونُوا
قَوَّامِينَ بِالْقِسْطِ شُهَدَاءَ لِلّٰهِ وَإِنِّي أَشْهَدُ أَنَّ مَنْ
تَذُمُّونَ وَتُعَيِّرُونَ لَأَحَقُّ بِالْفَضْلِ وَأَنَّ مَنْ تُزَكُّونَ
وَتُطْرُونَ أَوْلَى بِالذَّمِّ فَيَقُولُ لَهُ الْمُغِيرَةُ يَا حُجْرُ
لَقَدْ رُمِيَ بِسَهْمِكَ إِذْ كُنْتُ أَنَا الْوَالِي عَلَيْكَ يَا حُجْرُ
وَيْحَكَ اتَّقِ السُّلْطَانَ اتَّقِ غَضَبَهُ وَسَطْوَتَهُ
فَإِنَّ غَضْبَةَ السُّلْطَانِ أَحْيَانًا مِمَّا يُهْلِكُ أَمْثَالَكَ
كَثِيرًا ثُمَّ يَكُفُّ عَنْهُ وَيَصْفَحُ فَلَمْ يَزَلْ حَتَّى
كَانَ فِي آخِرِ إِمَارَتِهِ قَامَ الْمُغِيرَةُ فَقَالَ فِي عَلِيٍّ وَ
عُثْمَانَ كَمَا كَانَ يَقُولُ وَكَانَتْ مَقَالَتُهُ اللّٰهُمَّ
ارْحَمْ عُثْمَانَ بْنَ عَفَّانَ وَتَجَاوَزْ عَنْهُ وَأَجْزِهِ
بِأَحْسَنِ عَمَلِهِ فَإِنَّهُ عَمِلَ بِكِتَابِكَ وَاتَّبَعَ سُنَّةَ نَبِيِّكَ
صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَجَمَعَ كَلِمَتَنَا وَحَقَنَ دِمَاءَنَا
وَقُتِلَ مَظْلُومًا اللّٰهُمَّ فَارْحَمْ أَنْصَارَهُ وَأَوْلِيَاءَهُ
وَمُحِبِّيهِ وَالطَّالِبِينَ بِدَمِهِ وَيَدْعُو عَلَى قَتَلَتِهِ فَقَامَ
حُجْرُ بْنُ عَدِيٍّ فَنَعَرَ نَعْرَةً بِالْمُغِيرَةِ سَمِعَهَا كُلُّ
مَنْ كَانَ فِي الْمَسْجِدِ وَخَارِجًا مِنْهُ فَقَامَ مَعَهُ أَكْثَرُ
مِنْ ثُلُثَيِ النَّاسِ يَقُولُ صَدَقَ حُجْرٌ۔

(تاریخ طبری جلد ۵ ص ۱۴۱ سن ہجری ۵۱)

marfat.com
Marfat.com

ترجمہ:

حضرت امیر معاویہ کی طرف سے جناب مغیرہ بن شعبہ سات سال سے کچھ اوپر تک کوفہ کے عامل (گورنر) رہے۔ وہ سیرت کے اعتبار سے بہترین آدمی تھے۔ اور معاف کر دینا ان کا محبوب مشغلہ تھا۔ ہاں وہ حضرت علی کی مذمت سے باز نہ آتے تھے۔ ان کی عیب جوئی کرتے۔ اور قاتلانِ عثمان پر لعن طعن کرتے۔ اور خود حضرت عثمان کے لیے اللہ تعالیٰ سے رحمت و مغفرت کی درخواست کرتے اور ان کے ساتھیوں کی پاکیزگی بیان کرتے۔ جب حجر بن عدی یہ سب کچھ سنتے۔ تو کہتے کہ یہ سب کچھ تم ہی ہو یعنی جو کچھ تم نے قاتلان عثمان کو یا حضرت علی کو کہا۔ ان باتوں کے مستحق تم خود ہو۔ پھر کھڑے ہو کر کہتے۔ کہ اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے حق و انصاف کی گواہی دینے والے بن جاؤ۔ اور میں گواہی دیتا ہوں۔ کہ جس کی تم مذمت اور عیب جوئی کرتے ہو۔ وہ فضیلت کے اعتبار سے تم سے بڑھ کر ہے۔ اور جن کی پاکدامنی اور خوبیاں بیان کرتے ہو۔ وہ قابل مذمت ہیں۔ یہ سن کر انہیں مغیرہ کہتے۔ اے حجر! تو نے مجھ پر تیر مارا۔ دیکھو میں تمہارا والی ہوں۔ اے حجر! افسوس ہے۔ خلیفہ کے غصہ اور رعب سے ڈرو۔ بعض دفعہ اس کا غصہ تم جیسے لوگوں کی ہلاکت کا سبب بن جاتا ہے۔ یہ کہہ کر خاموش ہو جاتے۔ اور درگزر فرماتے۔ یونہی معاملہ چلتا رہا۔ گورنری کے آخری ایام میں ایک مرتبہ جناب مغیرہ نے کھڑے ہو کر حضرت علی و عثمان کے بارے میں وہی کچھ کہا۔ جو وہ پہلے کہا کرتے تھے

marfat.com

Marfat.com

ان کی گفت گو یہ تھی۔ اے اللہ! عثمان بن عفان پر رحم فرما۔ ان کی خطائیں معاف کر دے۔ ان کے اعمال کی انہیں اچھی جزا عطا فرما کیونکہ انہوں نے تیری کتاب پر عمل کیا۔ تیرے نبی کی سنت کی اتباع کی۔ ہمارے اتحاد کو قائم رکھا۔ اور ہمارے خون کی حفاظت کی۔ وہ ظلماً قتل کیے گئے۔ اے اللہ! ان کے ساتھیوں پر بھی رحم فرما۔ ان کے دوستوں اور معاونین پر بھی مہربانی کر۔ ان کے خون کا قصاص طلب کرنے والوں پر رحمت نازل فرما۔ اور ان کے قاتلوں کے لیے بد دعا کی۔ یہ سب کچھ سن کر حجر بن عدی اُٹھے۔ انہوں نے مغیرہ کے خلاف اس زور سے نعرہ لگایا۔ کہ تمام حاضرین مسجد کے علاوہ مسجد سے باہر والوں نے بھی وہ سنا۔ اس کے ساتھ ہی موجود لوگوں میں سے دو تہائی لوگ ان کی ہم نوائی میں اٹھ کھڑے ہوئے۔ اور سب بول پڑے حجر بن عدی سچ کہتا ہے۔

تبصرہ:

تاریخ طبری کے مذکورہ حوالہ سے یہ بات ثابت ہوتی ہے۔ کہ جناب مغیرہ بن شعبہ جہاں عثمان غنی اور ان کے ساتھیوں کے حق میں دعائیہ کلمات کہتے وہاں ان کے قاتلوں کی مذمت اور ان پر لعن طعن کرتے۔ لیکن اس سب کچھ میں حضرت علی کو کبھی بھی انہوں نے شمار نہ کیا۔ اس عمومی لعن طعن پر حجر بن عدی کھڑے ہو کر ان کی مخالفت کرتے۔ لیکن یہ سب کچھ آپ خندہ پیشانی سے برداشت کرتے۔ صرف حجر بن عدی کو تنبیہ کرتے۔ کہ تمہارا رویہ خود تمہارے لیے نقصان ثابت ہو سکتا ہے۔ لیکن انہیں اس کی پرواہ نہ ہوتی۔ لہذا معلوم ہوا کہ امیر معاویہ

marfat.com
Marfat.com

پر یہ الزام دھرنا کہ انہوں نے مغیرہ بن شعبہ کو یہ ہدایت کر رکھی تھی ۔ کہ تم نے اپنے ہر خطبہ میں علی المرتضیٰ پر لعن طعن کرنا ہے ۔ بالکل غلط اور بے اصل ہے اسی طرح زیاد کے خطبوں میں بھی یہی کچھ ہوتا ۔ اور مغیرہ بن شعبہ کی طرح حجر بن عدی زیاد کے خطاب کے دوران بھی بول پڑتے ۔ اور کنکریاں تک اٹھا کر ان پر پھینکتے ۔ اس لیے زیدی شیعہ کا یہ الزام قطعاً درست نہیں ۔ کہ امیر معاویہ رضی اللہ عنہ اپنے گورنروں سے حضرت علی المرتضیٰ پر لعن طعن کرایا کرتے تھے ۔ خود شیعہ تصانیف بھی یہی کہتی ہیں ۔ حوالہ ملاحظہ ہو ۔

حجر بن عدی اموی گورنر پر دوران خطبہ سنگ باری شروع کر دیا کرتے تھے

اخبار الطوال :

قَالُوْا وَقَدْ كَانَ مُعَاوِيَةُ خَلَّفَ عَلَى الْكُوْفَةِ حِيْنَ شَخَصَ مِنْهَا الْمُغِيْرَةُ بْنُ شُعْبَةَ فَصَعِدَ الْمِنْبَرَ يَوْمَ الْجُمُعَةِ لِيَخْطُبَ فَحَصَبَهُ حُجْرُ بْنُ عَدِيٍّ وَكَانَ مِنْ شِيْعَةِ عَلِيٍّ فِيْ نَفَرٍ مِنْ اَصْحَابِهٖ فَنَزَلَ مُسْرِعًا عَنِ الْمِنْبَرِ وَدَخَلَ قَصْرَ الْاِمَارَةِ وَبَعَثَ اِلٰى حُجْرٍ بِخَمْسَةِ اٰلَافِ دِرْهَمٍ تَرَضَّاهُ بِهَا فَقِيْلَ لِلْمُغِيْرَةِ لِمَ فَعَلْتَ هٰذَا وَفِيْهِ عَلَيْكَ وَهْنٌ وَغَضَاضَةٌ ؟ فَقَالَ لَا قَدْ قَتَلْتُهُ بِهَا ۔ فَلَمَّا

marfat.com
Marfat.com

مَاتَ الْمُغِيْرَةُ وَجَمَعَ مُعَاوِيَةُ لِزِيَادٍ الْكُوفَةَ اِلَى الْبَصْرَةِ كَانَ يُقِيْمُ بِالْبَصْرَةِ سِتَّةَ اَشْهُرٍ وَبِالْكُوفَةِ مِثْلَ ذَالِكَ فَخَرَجَ فِي بَعْضِ خَرَجَاتِهِ اِلَى الْبَصْرَةِ وَخَلَّفَ عَلَى الْكُوفَةِ عَمْرُو بْنُ حُرَيْثٍ الْعَدَوِيُّ فَصَعِدَ عَمْرُو بْنُ حُرَيْثٍ ذَاتَ جُمُعَةٍ عَلَى الْمِنْبَرِ لِيَخْطُبَ وَقَعَدَ لَهُ حَجَرُ بْنُ عَدِيٍّ وَاَصْحَابُهُ فَحَصَبُوْهُ فَنَزَلَ مِنَ الْمِنْبَرِ فَدَخَلَ الْقَصْرَ وَاَغْلَقَ بَابَهُ۔

(اخبار الطوال ص ۲۲۲ ذکر بین المعاویہ وعمرو بن العاص)

ترجمہ:

بیان کرتے ہیں۔کہ امیر معاویہ نے جب کوفہ سے روانگی کا ارادہ کیا۔تو یہاں کا گورنر مغیرہ بن شعبہ کو مقرر کیا۔جناب مغیرہ ایک مرتبہ جمعہ کا خطبہ دینے کے لیے منبر پر چڑھے۔تو حجر بن عدی نے اپنے ساتھیوں کی موجودگی میں ان پر کنکریاں پھینکیں۔یہ فوراً منبر سے اتر کر قصر امارت میں گئے۔اور وہاں سے پانچ ہزار درہم حجر کے لیے بھیجے۔تاکہ ان کا غصہ ٹھنڈا ہو جائے۔مغیرہ سے لوگوں نے پوچھا۔آپ نے ایسا کیوں کیا۔اس میں تو آپ کی کمزوری اور ڈرپوکی کا اظہار ہوتا ہے۔؟ کہنے لگے۔ایسا نہیں بلکہ میں نے تو ان درہموں کے ذریعہ انہیں ٹھنڈا کر دیا ہے۔پھر جب مغیرہ کا انتقال ہو گیا تو امیر معاویہ نے کوفہ کی گورنری زیاد کے سپرد کی۔اور اس کے

marfat.com

Marfat.com

ساتھ بصرہ کا بھی عامل اسی کو مقرر کر دیا۔ زیاد چھ مہینے بصرہ اور چھ مہینے کوفہ میں رہتا تھا۔ ایک مرتبہ کسی کام کی خاطر یہ بصرہ جانے لگا۔ اور کوفہ پر عمرو بن حریث العدوی کو اپنا نائب مقرر کر دیا۔ تو یہی نائب عمرو بن حریث ایک جمعہ کا خطبہ دینے کے لیے منبر پر چڑھا تو حجر بن عدی اور اس کے ساتھیوں نے اس پر بھی کنکریاں پھینکیں یہ منبر سے اتر کر سیدھا قصر امارت میں گیا۔ اور دروازہ بند کر دیا۔

تبصرہ:

حجر بن عدی اور ان کے رفقاء کا طرز عمل ہم نے دونوں مکتبہ فکر کی کتب سے پیش کیا ہے۔ جناب مغیرہ بن شعبہ اور زیاد اپنے اپنے خطبوں کے دوران قاتلانِ عثمان کو بُرا بھلا کہتے تھے۔ لیکن اس غلط تاثر کی بنا پر کہ حضرت علی نے چونکہ فوراً ان سے قصاص نہ لیا۔ اس لیے لوگوں نے انہیں بھی قتل عثمان میں برابر کا شریک سمجھا۔ اس کی وجہ سے اگرچہ کوئی حضرت علی کا نام نہ بھی لیتا۔ تو بھی مخالف یہی سمجھتا۔ کہ قاتلانِ عثمان کو سب و شتم کرنے والا حضرت علی کو بھی ایسا ہی کہہ رہا ہے۔ لہذا قاتلانِ عثمان کو کوئی بھی بُرا بھلا کہتا۔ تو وہ ان شیعیان علی اور حجر بن عدی وغیرہ کی نوک جھونک سے محفوظ نہ رہتا۔ اور یہ بھی بات قابل ذکر ہے۔ کہ حجر بن عدی وغیرہ کا یہ طرز عمل کوئی اصلاحی نہ تھا، بلکہ تخریبی اور باغیانہ تھا۔ اسی وجہ سے بعض لوگوں نے مغیرہ سے اجازت طلب کی۔ کہ ہمیں ان کی گردن مارنے کا حکم دیا جائے بلکہ جب زیاد کو دوران خطبہ حجر بن عدی نے جھوٹا کہا۔ اور اس پر لعنت بھیجی۔

marfat.com
Marfat.com

ساتھ بصرہ کا بھی عامل اسی کو مقرر کر دیا۔ زیاد چھ مہینے بصرہ اور چھ مہینے کوفہ میں رہتا تھا۔ ایک مرتبہ کسی کام کی خاطر یہ بصرہ جانے لگا۔ اور کوفہ پر عمرو بن حریث العدوی کو اپنا نائب مقرر کر دیا۔ تو یہی نائب عمرو بن حریث ایک جمعہ کا خطبہ دینے کے لیے منبر پر چڑھا تو حجر بن عدی اور اس کے ساتھیوں نے اس پر بھی کنکریاں پھینکیں یہ منبر سے اتر کر سیدھا قصر امارت میں گیا۔ اور دروازہ بند کر دیا۔

تبصرہ:

حجر بن عدی اور ان کے رفقاء کا طرز عمل ہم نے دونوں مکتبہ فکر کی کتب سے پیش کیا ہے۔ جناب مغیرہ بن شعبہ اور زیاد اپنے اپنے خطبوں کے دوران قاتلانِ عثمان کو بُرا بھلا کہتے تھے۔ لیکن اس غلط تاثر کی بنا پر کہ حضرت علی نے چونکہ فوراً ان سے قصاص نہ لیا۔ اس لیے لوگوں نے انہیں بھی قتل عثمان میں برابر کا شریک سمجھا۔ اس کی وجہ سے اگرچہ کوئی حضرت علی کا نام نہ بھی لیتا۔ تو بھی مخالف یہی سمجھتا۔ کہ قاتلانِ عثمان کو سب و شتم کرنے والا حضرت علی کو بھی ایسا ہی کہہ رہا ہے۔ لہٰذا قاتلانِ عثمان کو کوئی بھی بُرا بھلا کہتا۔ تو وہ ان شیعیان علی اور حجر بن عدی وغیرہ کی نوک جھونک سے محفوظ نہ رہتا۔ اور یہ بھی بات قابل ذکر ہے۔ کہ حجر بن عدی وغیرہ کا یہ طرز عمل کوئی اصلاحی نہ تھا، بلکہ تخریبی اور باغیانہ تھا۔ اسی وجہ سے بعض لوگوں نے مغیرہ سے اجازت طلب کی۔ کہ ہمیں ان کی گردن مارنے کا حکم دیا جائے بلکہ جب زیاد کو دوران خطبہ حجر بن عدی نے جھوٹا کہا۔ اور اس پر لعنت بھیجی۔

marfat.com
Marfat.com

تو اس نے بھی یہی کہا تھا۔ کہ تمہارا باغیانہ انداز درست نہیں۔ اس کا انجام کسی وقت بھی بُرا نکل سکتا ہے۔ بغاوت از خود ایک فتنہ ہے۔ امیر معاویہ نے غالبًا اسی فتنہ کو بند کرنے کے لیے حجر بن عدی کو قتل کرایا۔ جیسا کہ وہ خود بھی یہی کہتے ہیں۔ ان واقعات سے معلوم ہوتا ہے۔ کہ حضرت امیر معاویہ نے مغیرہ اور زیاد کو اس کا پابند نہیں کیا تھا۔ کہ وہ دوران خطبہ حضرت علی کو گالیاں دیں۔ اب ناظرین آپ ہی بتائیں۔ کہ قاتلان عثمان کو بُرا بھلا کہہ کر مغیرہ اور زیاد نے کونسا جرم کیا ہے۔ اگر یہ جرم ہے۔ تو یہی جُرم حضرت علی سے بھی سرزد ہوا۔ اب جھوٹے واقعات کی آڑ میں امیر معاویہ کو بُرا بھلا کہنا کونسی دانشمندی ہے۔ پھر عجیب بات یہ ہے۔ کہ حجر بن عدی نے مغیرہ وغیرہ کو بعض دفعہ اس وقت تنگ کرنا اور کنکریاں مارنا شروع کیں۔ جب ابھی انہوں نے خطبہ شروع بھی نہ کیا تھا۔ نہ کسی پر لعن طعن کیا اور نہ کسی کی تعریف و توصیف کے لیے لب کشائی کی۔ یہ انداز کس امر کی نشاندہی کرتا ہے۔ پچھلے حوالہ میں آپ ملاحظہ کر چکے ہیں۔ کہ کنکریاں مارنے کے عوض میں مغیرہ نے حجر بن عدی کو پانچ ہزار درہم دیئے۔ اور کہا کہ میں نے اس طریقہ سے حجر کو قتل کر دیا ہے۔ اخبار الطوال میں اس قتل کی وضاحت موجود نہیں۔ لیکن تاریخ طبری نے اس کی تاویل بیان کرتے ہوئے لکھا کہ

تاریخ طبری:

فَقَالَ لَهُمُ الْمُغِيْرَةُ اِنِّيْ قَدْ قَتَلْتُهُ اَيْ اَنَّهُ سَيَاْتِيْ اَمِيْرٌ بَعْدِيْ فَيَحْسَبُهُ مِثْلِيْ فَيَصْنَعُ بِهِ شَبِيْهًا بِمَا تَرَوْنَهُ يَصْنَعُ بِيْ فَيَاْخُذُ

marfat.com
Marfat.com

عِنْدَ اَوَّلِ وَهْلِهٖ فَيَقْتُلَهٗ شَرَّ قِتْلَهٖ۔

(طبری جلد ۶ ص ۱۴۲)

ترجمہ:

مغیرہ نے لوگوں سے کہا۔ کہ میں نے پانچ ہزار درہم دے کر حجر کو قتل کر دیا۔ یعنی عنقریب میرے بعد کوئی امیر آئے گا۔ تو حجر اس کے ساتھ بھی یہی رویہ برتے گا۔ جو اس نے میرے ساتھ برتا۔ تو وہ اسے پہلی فرصت میں ہی گرفت میں لے لیگا۔ اور بہت بُری طرح قتل کر دے گا۔

اس سے صاف واضح ہوتا ہے۔ کہ جناب مغیرہ بن شعبہ نے باوجود گورنر ہونے کے ہمیشہ حجر بن عدی سے درگزر کیا۔ لیکن وہ جانتے تھے۔ کہ اس قسم کی روک ٹوک حجر کی عادت ثانیہ بن چکی ہے۔ لہذا اس کا نتیجہ قتل ہی دکھائی دیتا ہے۔ آپ نے اس کی کج فہمی کو پانچ ہزار درہم دے کر اور مضبوط کر دیا۔ وہ سمجھا کہ مجھ سے ڈر کر پانچ ہزار درہم دیئے جا رہے ہیں۔

لہذا وہ اپنے رویہ پر نادم ہونے کی بجائے اور پھولا نہ سمایا۔ حضرت مغیرہ چاہتے تھے۔ کہ حجر کا خون میرے دامن کو نہ گندا کرے۔ اس لیے وہ اعلیٰ حکمت عملی سے اپنا وقت گزار گئے۔ اور حجر بن عدی نے رویہ تبدیل نہ کیا۔ لہذا حضرت مغیرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کسی طرح بھی حجر بن عدی کے معاملہ میں مجرم قرار نہیں دیئے جا سکتے۔ اور نہ ہی کوئی۔ ایک مرفوع اور صحیح روایت اس بارے میں مل سکتی ہے۔ جس کے راوی اہل سنت میں سے ہوں۔ اور

marfat.com
Marfat.com

اس میں یہ مذکور ہو۔ کہ حضرت امیر معاویہ نے اپنے گورنر مغیرہ بن شعبہ کو حضرت علی پر سب وشتم کا حکم دیا تھا۔

(فاعتبروا یا اولی الابصار)

marfat.com
Marfat.com

طعن سوم کا جواب اول

حجر بن عدی کی بغاوت پر صحیح اور ثقہ شہادتیں قائم ہوئی تھیں

امر سوم یہ تھا۔ کہ زیاد نے حجر بن عدی کے خلاف جھوٹی گواہیاں دینے والے اور جھوٹی تحریری گواہیاں بھی امیر معاویہ کے پاس بھیجیں اس کا ثبوت قاضی شریح کی تحریر ہے۔ جب انہیں پتہ چلا۔ کہ میرا نام بھی ان لوگوں میں سے ہے۔ جن کی تحریری گواہیاں امیر معاویہ کو بھیجی گئیں اور ان میں حجر بن عدی کو مجرم ثابت کیا گیا ہے۔ تو قاضی شریح نے اس پر امیر معاویہ کو لکھا۔ میرے نزدیک حجر بن عدی راتوں کو جاگنے والا، بہت روزے رکھنے والا اور نیک آدمی ہے۔

اس الزام کا ایک جواب یہ ہے۔ کہ قاضی شریح یا چند اور آدمیوں کی جھوٹی گواہی سے تمام گواہوں کا جھوٹا ہونا ثابت نہیں ہوتا۔ نیز صاحب البدایۃ والنہایۃ نے قاضی شریح کی بات بھی ''و یقال'' کے ساتھ تحریر کی۔ جس کی حقیقت خود محل نظر ہے۔ گویا قاضی شریح کی بات

marfat.com
Marfat.com

بھی اس قدر مضبوط نہیں کہ اُسے بے دھڑک ذکر کیا جائے۔ علاوہ ازیں جو اعتراضات حجر بن عدی پر تھے۔ اور جن کی بابت اس کے خلاف گواہ بھیجے گئے وہ یہ تھے۔ کہ حجر بن عدی خلیفہ کو گالی دیتا ہے۔ امیر سے لڑتا ہے اور خلافت کو آل علی بن ابی طالب کے لیے مخصوص مانتا ہے۔ ان امور میں سے کون سا امر ایسا ہے۔ جو خواہ مخواہ حجر بن عدی پر الزام کے طور پر لگایا جا رہا ہے۔ یہ تینوں باتیں گزشتہ حوالہ جات کی روشنی میں خود حجر بن عدی میں موجود تھیں یَسُبُّوْنَ مُعَاوِیَۃَ وَیَتَبَرَّؤُوْنَ مِنْہُ۔ یعنی حجر بن عدی اور اس کے ساتھی امیر معاویہ کو گالی دیتے اور ان سے بیزاری کا اظہار کرتے تھے۔ حجر بن عدی اور اس کے ساتھیوں نے مغیرہ بن شعبہ کو بُرا بھلا کہا اور پھر زیاد پر کنکریاں پھینکیں۔ جب زیاد نے ان کی گرفتاری کے لیے آدمی بھیجے۔ تو ان سے مسلح تصادم کیا گیا۔ اور خلافت آل علی بن ابی طالب کے لیے مختص ماننا۔ ان میں سے کوئی بھی بات غلط نہ تھی۔ تاکہ اس کے ثبوت کے لیے کسی گواہ کو غلط کہا جاسکے۔ یہ گواہی دینے والے تین آدمی تھے۔ اخبار الطوال میں ان کے نام اس طرح لکھے ہیں

اخبار الطوال:

وَبَعَثَ زِیَادٌ بِثَلَاثَۃِ نَفَرٍ مِّنَ الشُّہُوْدِ یَشْہَدُوْا عِنْدَہٗ بِمَا فَعَلَ حَجَرٌ وَّاَصْحَابُہٗ مِنْہُمْ اَبُوْ بُرْدَۃَ بْنُ اَبِیْ مُوْسٰی وَشُرَیْحُ بْنُ ہَانِیْ الْحَارِثِیْ وَاَبُوْ عُبَیْدَۃُ التَّیْمِیُّ

(اخبار الطوال ص ۲۲۴)

marfat.com
Marfat.com

ترجمہ:

زیاد نے تین گواہ بھی ساتھ بھیجے۔ تاکہ وہ حجر اور اس کے ساتھیوں کے کرتوتوں کی گواہی دیں۔ ان میں ابوبردہ بن ابی موسیٰ، شریح بن ہانی الحارثی اور ابو عبیدہ التمیمی تھے۔ ان تینوں میں سے شریح بن ہانی الحارثی وہ شخص ہے۔ جس کی سچائی خود اہل تشیع کو مسلّمہ ہے۔ اور یہ بھی کہ وہ شیعہ تھا۔ صاحب تنقیح المقال نے لکھا ہے۔

تنقیح المقال:

شُرَيْحُ بْنُ هَانِي بْنِ يَزِيْدَ الْحَارِثِيِّ مِنْ خُلَّصِ اَصْحَابِ اَمِيْرِالْمُؤْمِنِيْنَ شَهِدَ مَعَهُ صِفِّيْنَ وَكَانَ اَمِيْرًا عَلٰى مُقَدَّمَةِ الْجَيْشِ الَّتِيْ كَانَتْ مَعَ زِيَادِ بْنِ الْمُنْذِرِ الْحَارِثِيِّ وَلَمَّا لَحِقَهُمَا اُشْتُرُ بِاَمْرِ عَلِيٍّ اَمَرَهُ اَنْ يَّجْعَلَ زِيَادًا عَلَى الْمَيْمَنَةِ وَشُرَيْحًا عَلَى الْمَيْسَرَةِ اِذَا صَارَفَ مُقَدَّمَةَ مُعَاوِيَةَ وَهٰذَا يَدُلُّ عَلٰى غَايَةِ اِعْتِمَادِهٖ عَلٰى ثُبَاتِهٖ وَقُوَّتِ اِيْمَانِهٖ۔

(تنقیح المقال جلد دوم ص ۸۳)

marfat.com
Marfat.com

ترجمہ:

شریح بن ہانی بن یزید الحارثی الہمدانی جناب علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کے مخلص ساتھیوں میں سے ایک تھا۔ آپ کے ساتھ جنگ صفین میں موجود تھا۔ اور اس فوجی قافلہ کا سپہ سالار تھا۔ جس کو زیاد بن منذر الحارثی کی سرکردگی میں دیا گیا تھا۔ جب ان دونوں کو اشتر بن مالک حضرت علی کے حکم سے جا ملا۔ تو اس نے کہا۔ کہ زیاد کو میمنہ اور شریح کو میسرہ پر مقرر کیا جائے۔ یہ اس وقت جب امیر معاویہ سے تمہارا آمنا سامنا ہو۔ یہ بات اس پر دلالت کرتی ہے۔ کہ حضرت علی المرتضیٰ کو شریح کی طاقت اور ایمان پر انتہائی اعتماد تھا۔

نوٹ

امیر معاویہ کے پاس مذکورہ تین گواہوں کو جو شخص لے کر جا رہا تھا۔ اس کا نام وائل بن حجر ہے۔ اس شخص نے جب حجر بن عدی اور ان کے ساتھیوں کو امیر معاویہ کے سامنے پیش کیا۔ تو وائل بن حجر اور چند دیگر آدمیوں نے ان کی سفارش کی۔ جس کی وجہ سے امیر معاویہ نے ان میں سے تین آدمی چھوڑ دیئے تھے۔ حوالہ ملاحظہ ہو۔

کامل ابن اثیر

وَشَفَعَ وَائِلُ بْنُ حُجْرٍ فِي الْاَرْقَمِ فَتَرَكَهُ لَهُ وَشَفَعَ اَبُو الْاَعْوَرِ السُّلَمِيُّ فِيْ عُتْبَةَ ابْنِ الْاَخْنَسِ فَتَرَكَهُ وَشَفَعَ حَمْزَةُ بْنِ مَالِكِ الْهَمْدَانِيُّ فِيْ سَعْدِ بْنِ نَمْرَانَ

marfat.com
Marfat.com

فَوَهَبَهُ لَهُ وَ شَفَعَ حُبَيْبُ بْنُ مَسْلَمَةَ فِي ابْنِ حُوَيَّةٍ فَتَرَكَهُ لَهُ وَ قَامَ مَالِكُ بْنُ هُبَيْرَةَ السَّكُونِي فَقَالَ دَعْ لِي ابْنَ عَمِّي حَجَرًا فَقَالَ لَهُ هُوَ رَأْسُ الْقَوْمِ وَ اَخَافُ اِنْ خَلَّيْتُ سَبِيْلَهُ اَنْ يُفْسِدَ عَلَىَّ مِصْرِهِ

(تاریخ کامل ابن اثیر جلد سوم ص ۴۸۴ ذکر مقتل حجر بن عدی ۵۱ھ)

ترجمہ:

وائل بن حجر نے ارقم، ابوالاعور السلمی نے عتبہ بن الاخنس، حمزہ بن مالک الہمدانی نے سوید بن نمران، حبیب بن مسلمہ نے ابن حویہ کے لیے سفارش کی۔ امیر معاویہ نے ان تمام کی سفارش قبول کر کے ان کو چھوڑ دیا۔ پھر جب مالک بن ہبیرہ السکونی نے کھڑے ہو کر کہا۔ میری خاطر میرے چچازاد بھائی حجر بن عدی کو بھی چھوڑ دیجئے تو جناب امیر معاویہ نے فرمایا۔ یہ تو قوم کا سرغنہ ہے۔ اگر میں نے اس کو چھوڑ دیا۔ تو شہر کا نظام درہم برہم کر دے گا۔

تبصرہ

مذکورہ حوالہ سے یہ بات معلوم ہوئی، کہ زیاد نے جن لوگوں کی زیر نگرانی حجر بن عدی اور ان کے ساتھیوں کو امیر معاویہ کے پاس بھیجا تھا۔ ان کی باہم دشمنی نہ تھی۔ ورنہ کوئی بھی کسی کی سفارش نہ کرتا۔ اب خیال آتا ہے۔ کہ جب وائل بن حجر نے سفارش کر کے ارقم کو چھوڑالیا۔ حالانکہ ارقم بھی حجر بن عدی کے ساتھیوں میں سے تھے۔ تو انہوں نے یا دیگر لوگوں نے ماسوا مالک بن ہبیرہ کے کسی

marfat.com
Marfat.com

نے حجر بن عدی کی سفارش نہ کی۔ وائل بن حجر کا حجر بن عدی کی سفارش نہ کرنا دو وجہ سے ہی ہو سکتا ہے۔ اول یہ کہ ان دونوں کے درمیان عداوت ہو یعنی وائل بن حجر ان لوگوں میں سے ہو۔ جو امیر معاویہ کے حامی اور حضرت علی المرتضیٰ پر سب وشتم کرنے والے تھے۔ اور حجر بن عدی حضرت علی المرتضےٰ کا بہی خواہ اور امیر معاویہ کا دشمن ہو۔ اس دشمنی اور نظریہ کی مخالفت کی بنا پر وائل بن حجر نے حجر بن عدی کی سفارش نہ کی ہو۔ دوسری وجہ یہ ہو سکتی ہے۔ کہ وہ جانتے تھے کہ حجر بن عدی رہائی کے بعد بھی اپنا رویہ تبدیل نہیں کرے گا۔ اور بعد میں کسی وقت بھی اپنے کرتوتوں کی بنا پر گرفتار ہو سکتا ہے۔ جب اس کی دوبارہ گرفتاری عمل میں آئی۔ تو میں امیر معاویہ کو کیا منہ دکھاؤں گا۔ نظر انصاف سے یہی معلوم ہو گا۔ کہ وائل بن حجر کی اس کے حق میں سفارش نہ کرنا دوسری وجہ کی بنا پر تھا۔ ورنہ لازم آئے گا۔ کہ وہ ارقم کی سفارش بھی غلط کر چکے تھے اور دوسری یہ بات بھی ماننی پڑے گی۔ کہ وائل بن حجر دشمنانِ شیر خدا میں سے ہوں۔ حالانکہ جنگ صفین میں وہ ان کے جانثاروں میں سے تھے۔

حوالہ ملاحظہ ہو۔

تنقیح المقال:

وائل بن حجر الحضرمی عدہ الثلاثہ و غیرھم من الصحابۃ کان قیلا من اقیال حضر موت وکان ابوہ من ملوکھم بشر النبی بمجیئہ قبل وصولہ الیہ بایام واکرمہ عند وصولہ الیہ وشھد مع امیرالمومنین

marfat.com
Marfat.com

صُفِّيْنَ وَكَانَ عَلَى رَأيِهِ حَضَرَمَوْتُ يَوْمَئِذٍ وَيُسْتَفَادُ مِنْ ذَالِكَ حُسْنُ حَالِه۔

(تنقیح المقال جلد سوم ص ۲۷۷ من ابواب الواؤ)

ترجمہ:

وائل بن حجر الحضرمی کو تینوں نے صحابہ میں شمار کیا ہے حضرموت کے سرداروں میں سے تھے۔ ان کا باپ حضرموت کے بادشاہوں میں سے ایک تھا حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کے بارے میں خوش خبری دی تھی۔ کو چند دن بعد حضرموت کا بادشاہ آئے گا۔ لہذا اس کے آنے پر تم اس کی عزت کرنا۔ چنانچہ ایسا ہی ہوا۔ پھر انہوں نے حضرت علی المرتضٰے کے ساتھ جنگ صفین میں شرکت کی۔ حضرموت کا معاملہ ان کی رائے کے مطابق طے پایا۔ ان تمام باتوں سے ان کی بہتری اور حالات کی صحت کا پتہ چلتا ہے۔

لہذا معلوم ہوا۔ کہ جن لوگوں کی معیت میں حجر بن عدی وغیرہ کو امیر معاویہ کے پاس بھیجا گیا۔ ایک تو وہ ایسی باتوں کے گواہ کے طور پر جا رہے تھے۔ جو حجر بن عدی اور ان کے ساتھیوں میں درحقیقت موجود تھیں۔ حقیقت کی گواہی جھوٹی گواہی نہیں کہلاتی۔ اور دوسری بات یہ کہ جن لوگوں کو ان کا نگران بنایا گیا۔ وہ بھی ان کے ہم نوا اور ہم خیال تھے۔ شریح بن ہانی جو نگران تھا۔ پکا شیعہ تھا۔ اور حضرت علی المرتضٰے کے جانثاروں میں سے تھا۔ اسی طرح وائل بن حجر بھی حضرت علی المرتضٰی کا خاص آدمی تھا۔ اس لیے ایک ہی نظریہ کے اور ایک ہی خیال کے لوگ اگر اپنے ہم خیال و ہم مسلک کی سفارش

marfat.com
Marfat.com

نہیں کرتے۔ تو صرف اس لیے کہ اس کے فتنہ و فساد سے وہ بخوبی آگاہ تھے۔

مغالطہ:

صاحب تنقیح المقال نے شریح ابن ہانی کے حالات تحریر کرنے کے بعد لکھا۔ کہ یہ شخص وہ تھا۔ جس نے امیر معاویہ کے دربار میں زیاد کی طرف سے حجر بن عدی کے خلاف گواہی دینے سے انکار کر دیا تھا۔ اور یہ بھی کہ زیاد نے میری گواہی غلط طور پر درج کر دی ہے۔ اس سے یہ ثابت کیا گیا۔ کہ زیاد نے کچھ لوگوں کی جھوٹی گواہی بھی تحریر کی تھی۔ لیکن زیدی شیعی اس کے خلاف لکھتا ہے۔ وجہ یہ ہے۔ کہ زیدی شیعی نے اس کی بجائے قاضی شریح کا نام لکھا۔ لیکن البدایہ والنہایہ میں بھی اس گواہ کا نام قاضی شریح ہی لکھا ہے۔ اسی طرح اخبار الطوال میں شریح بن ہانی کے بارے میں مرقوم ہے۔ کہ اس نے امیر معاویہ کے ہاں حجر بن عدی کے خلاف گواہی دی۔ اور احمد بن داؤد دینوری صاحب اخبار الطوال نے شریح بن ہانی کے بارے میں کوئی ایسی بات نہ لکھی جس سے یہ ثابت ہوتا ہو کہ اس گواہ نے حجر بن عدی کے خلاف گواہی نہیں دی۔ تو معلوم ہوا کہ جس طرح شریح بن ہانی کے دو ساتھیوں نے حجر بن عدی کے خلاف امیر معاویہ کے ہاں گواہی دی تو یقیناً شریح بن ہانی نے بھی ایسا کیا ہوگا۔ ورنہ یہ مذکور

ہوتا۔ کہ ان تین گواہوں میں سے دو نے تو مخالفانہ گواہی دی لیکن تیسرے نے انکار کر دیا۔ جبکہ ایسا نہیں۔ بہر حال ان لوگوں نے وہی کچھ بیان کیا جو حجر بن عدی میں پایا جاتا تھا۔ اور یہ گواہ ویسے بھی حضرت علی المرتضیٰ کے طرفدار ہونے کی وجہ سے حجر بن عدی کے ہم نوا تھے۔ اس سے یہی نتیجہ نکلتا ہے۔ کہ حجر بن عدی کا قتل غلط شہادتوں کی بنا پر نہ ہوا۔ بلکہ وہ واقعاتی گواہیاں تھیں۔ اس لیے اس قتل کا الزام زیاد پر نہیں آ سکتا۔ کہ اس نے جھوٹی

marfat.com

Marfat.com

گواہیوں کے ذریعہ حجر بن عدی کو قتل کروایا۔

جواب دوم

حجر بن عدی کو بغاوت پر اکسانے والے بھی کوئی شیعہ تھے اور ان کے خلاف گواہی دینے والے بھی یہی تھے

غلط شہادتوں کی بنا پر قتلِ حجر واقع ہونا ہم اُسے رد کر چکے ہیں۔ یعنی وہ شہادتیں غلط نہ تھیں۔ اور ہم یہ بھی ثابت کر چکے۔ کہ گواہی دینے والوں میں دو آدمی یعنی شریح ابن ہانی اور وائل بن حجر شیعیان علی میں سے تھے۔ اس لیے یہ کہنا کہ شہادتیں غلط اور پھر شہادتیں دینے والے سُنی تھے۔ دونوں باتیں بعید از قیاس ہیں۔ بلکہ اس کے برعکس یہ ثابت ہوتا ہے۔ کہ جن لوگوں کی گواہی سے حجر بن عدی کو قتل کیا گیا۔ وہ شیعیانِ علی تھے۔ بلکہ خود حجر بن عدی بھی اس کو صراحت کرتا ہے۔ کہ مجھے مروانے والے اور میرے خلاف گواہی دینے والے میری جماعت کے افراد تھے۔

marfat.com

Marfat.com

تاریخ ابن اثیر:

ثُمَّ قَالَ اللّٰھُمَّ اِنَّا نَسْتَعِیْنُکَ عَلٰی اُمَّتِنَا فَاِنَّ اَھْلَ الْکُوْفَۃِ شَھِدُوْا عَلَیْنَا وَاِنَّ اَھْلَ الشَّامِ یَقْتُلُوْنَنَا۔

(۱۔ تاریخ کامل ابن اثیر جلد سوم ص۴۸۵ مطبوعہ بیروت طبع جدید)
(۲۔ تاریخ طبری جلد ۶ ص ۱۵۴، بیروت قدیم)
(۳۔ ابن خلدون جلد سوم ص۱۶ مطبوعہ بیروت طبع جدید)

ترجمہ:

جب حجر بن عدی کو قتل کیا جانے لگا۔ تو یہ دعا مانگی۔ اے اللہ! ہم اپنے لوگوں کے خلاف تجھ سے ہی مدد طلب کرتے ہیں۔ یقیناً کوفیوں نے ہمارے خلاف گواہیاں دیں۔ اور شامیوں نے ہمیں قتل کر دیا۔

تبصرہ:

مقام غور ہے۔ کہ زیدی شیعی یہ کہہ رہا ہے۔ کہ سنیوں کی غلط گواہیوں کی وجہ سے حجر بن عدی کو قتل کیا گیا۔ حالانکہ تاریخی حوالہ جات اور خود حجر بن عدی نے آخری لمحات میں جو کچھ کہا۔ اس سے یہ ثابت ہوتا ہے۔ کہ جن کی گواہیوں

marfat.com
Marfat.com

پر اُسے موت کے گھاٹ اتارا گیا۔ وہ اس کے اپنے ساتھی تھے۔ اور ان ہی میں سے تھے۔ جنہوں نے اسے ہر ممکن تعاون کا یقین دلایا تھا۔ اور یہ وہی تھے جنہوں نے اس کے احکامات کی تعمیل کا اقرار کیا تھا۔ یہی وُہ لوگ تھے جنہوں نے ابتداء میں اس کے حق میں زیاد کی مخالفت بھی مول لی۔ یہی وُہ لوگ تھے جنہوں نے اس کے احکامات کی تعمیل کا اقرار کیا تھا۔ پھر جب موقعہ آیا۔ تو اسے اکیلا چھوڑ کر بھاگ کھڑے ہوئے۔ اور پھر اسی کے خلاف گواہیاں بھی دینے کے لیے تیار ہو گئے۔ بالآخر اپنوں سے حجر بن عدی کو قتل تک پہنچنا پڑا۔ جب اسے گرفتار کیا گیا۔ تو یہ لوگ اس کے کسی کام نہ آئے یہی واقعات بوقتِ قتل حجر بن عدی کے سامنے آئے۔ تو اس نے ان نام نہاد شیعیانِ علی کے لیے اللہ کے حضور بد دعا کی۔ اور ان کی بربادی کے لیے اس کے حضور ہاتھ بلند کیے۔

کوفیوں کی غداری ایک دیرینہ عادت تھی

آپ حضرات امام حسین رضی اللہ عنہ کا واقعہ یاد کریں۔ جب کوفہ روانہ ہونے لگے۔ تو ابن عباس اور ابن عمر نے عرض کیا۔ کوفی آپ کے والد کے قتل کے ذمہ دار ہیں۔ آپ کے بھائی امام حسن سے انہوں نے کیا سلوک کیا۔ یہ سب کچھ آپ کو یاد ہے۔ لیکن آپ پھر بھی کوفہ روانہ ہو گئے۔ راستہ میں مسلم بن عقیل اور عبداللہ کی شہادت کی جب آپ کو خبر ملی۔ تو فرمایا۔ قَدْ خَذَلَتْنَا شِیْعَتُنَا۔ ہمیں ہمارے ہی شیعوں نے ذلیل و رسوا کر دیا ہے۔ (بحوالہ مقتل ابی مخنف) امام جب شہید کر دیئے گئے۔ تو سیدہ زینب نے ان کوفیوں کی غداری کی جو تصویر کھینچی۔ اُسے شیعہ تصنیف جلاء العیون نے یوں قلمبند کیا ہے۔

marfat.com
Marfat.com

جلاء العیون:

بشیر بن حزیم اسدی کہتا ہے۔ کہ اس وقت حضرت زینب دختر امیر المومنین نے اشارہ کیا۔ اور کہا خاموش رہو۔ اس حالت شدت و اضطراب میں! اس طرح کلام کرتی ہیں۔ گویا امیر المومنین کلام فرماتے ہیں پس بعد ادائے حمد الٰہی و درود سید نا مختار و اہل بیت اخیار و عترت اطہار وغیرہ فرمایا ما بعد۔ اے اہل کوفہ: اے اہل مکر و غدر و حیلہ تم ہم پر گریہ کرتے ہو اور تم نے ہمیں قتل کیا ہے۔ ابھی تمہارے ظلم سے ہمارا رونا موقوف نہیں ہوا ہے۔ اور تمہاری مثل اس عورت کی ہے جو اپنی رسی کو مضبوط بٹتی اور کھول ڈالتی تھی۔ تم نے بھی اپنی رسی ایمان کو توڑا اور اپنے کفر کی طرف گئے تمہارا دعویٰ مکر سراسر بے اصل اور ایک فن باطل ہے اور مانند خوشامد کنیزاں و عیب جوئی دشمناں اور مثل تمہاری ایسی ہے۔ جیسے گھاس گھوڑے پر اُگی قبر سیاہ و تیرہ تار پر آرائش نقرہ کاری کی گئی ہو۔ تم نے اپنے لیے آخرت میں توشہ و ذخیرہ بہت خراب بھیجا۔ اور اپنے کو ابدالآباد و سزاوار جہنم کیا۔ تم ہم پر گریہ و نالہ کرتے ہو۔ خود تم نے ہی قتل کیا اور خود ہی روتے ہو ہاں اللہ کی قسم تم ہی زیادہ روؤ گے اور کم ہنسو گے۔

(ترجمہ جلاء العیون جلد دوم ص ۲۷۰ مطبوعہ انصاف پریس لاہور)

المختصر یہ کہ حجر بن عدی کے قتل کے ذمہ دار سنی نہیں بلکہ شیعہ ہیں۔ اور جن لوگوں کی گواہیوں سے اسے قتل کیا گیا۔ وہ کوفی اور شیعیان علی تھے۔ اس اقرار کا خود حجر بن عدی نے بھی آخری وقت اپنے الفاظ میں اظہار کیا۔ جب ان لوگوں سے حضرت علی المرتضیٰ، امام حسن و حسین، مسلم بن عقیل اور دیگر جلیل القدر

marfat.com
Marfat.com

حضرات نہ بچ سکے۔ اور ان کی غداری کا نشانہ بن گئے۔ تو حجر بن عدی ان کے ساتھی کیا تھے۔ لہٰذا شیعوں کا یہ واویلا کرنا کہ امیر معاویہ نے حجر بن عدی کو قتل کیا۔ اور ان کا کوئی قصور نہ تھا۔ اس لیے امیر معاویہ معاذ اللہ ظالم و قاتل ٹھہرے۔ بالکل فضول ہے بلکہ حقیقت یہ ہے۔ کہ امیر معاویہ رضی اللہ عنہ سے شیعیان علی نے حجر بن عدی کو قتل کروادیا۔ اس لیے اصل قاتل یہی لوگ ہیں۔

فاعتبروا یا اولی الابصار

marfat.com
Marfat.com

طعن چہارم کا جواب اول

حضرت امیر معاویہ فضائل علی سنا کرتے اور رویا کرتے تھے۔

حجر بن عدی وغیرہ کو ان کی موت سے قبل یہ کہا گیا۔ کہ اگر اب بھی تم حضرت علی المرتضٰے پر لعن طعن کر دو۔ تو ہم تمہیں چھوڑ دیں گے۔ انہوں نے موت تو قبول کر لی۔ لیکن یہ تسلیم نہ کیا۔ اس طعن کے بارے میں اول تو ہم یہ کہتے ہیں۔ کہ اگرچہ البدایہ والنہایہ اور ابن اثیر میں یہ روایت موجود ہے۔ لیکن دونوں کتابوں میں اس کی کوئی سند بیان نہیں کی گئی۔ ہاں طبری میں اس کی سند موجود ہے۔ اور یہ آپ پڑھ چکے ہیں۔ کہ صاحب طبری میں تشیع کی وجہ سے اس کی ایسی روایات نامقبول ہیں۔ دوسری بات یہ کہ اس کے راویوں میں ابو مخنف اور نذر بن صالح عبسی ایسے شخص بھی ہیں۔ جن میں سے اول الذکر کٹر شیعہ امامی اور دوسرا مجہول ہے۔ لوط بن یحیٰے ابو مخنف کے امامی شیعی ہونے کی بحث گزشتہ اوراق میں گزر چکی ہے۔ اور نذر بن صالح کے بارے

marfat.com
Marfat.com

میں میزان الاعتدال کے یہ الفاظ ہیں۔ المنذر بن صالح مجہول۔ اور یہ بھی امر واقعی ہے کہ حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ جب حضرت علی المرتضیٰ کی تعریف سُنا کرتے۔ تو رو یا کرتے تھے۔ اور آپ کے فضائل کی تصدیق کیا کرتے تھے۔ ایسے شخص سے یہ توقع کیونکر کی جا سکتی ہے۔ کہ وہ کسی کی معافی کو حضرت علی المرتضیٰ پر سب و شتم کرنے سے مشروط کر دے۔ آیئے شیخ صدوق سے اس کی تصدیق لیجئے۔

امالی شیخ صدوق:

قال دخل ضرار بن حمزة النهشلی علی معاویة بن ابی سفیان فقال له صف علیا قال او تعفینی فقال لا بل صفه لی فقال ضرار رحم الله علیا کان والله فینا کاحدنا ید نینا اذا تیناه و یجیبنا اذا سالناه ویقربنا اذا زرناه لا یغلق دوننا باب و لا یحجبنا عنه حاجب و نحن والله مع تقریبه لنا وقربه منا لا نکلمه لهیبته و لا نبتدیه لعظمته فاذا تبسم فعن مثل اللؤلؤ المنظوم فقال معاویة زدنی من صفته فقال ضرار رحم الله علیا کان والله طویل السهاد قلیل الرقاد یتلو کتاب الله آناء اللیل سدو له وغارت نجومه و هو قابض علی لحیته یتململ تململ السلیم و یبکی بکاء الحزین و هو یقول یا دنیا الیّ تعرضت

marfat.com
Marfat.com

ام الی تشوقت هیمات
هیهات لا حاجة لی فیك ابنتك ثلاثا لارجعة لی علیك ثم یقول واه واه لبعد السفر و قلة الزاد و خشونة الطریق قال فبکی معاویة و قال حسبك یا ضرار کذالك کان والله علیؑ رحم الله ابا الحسن۔

(امالی الصدوق ص ۳۷۱ مجلس ۹۱
مطبوعہ قم طبع قدیم)

ترجمہ:

ضرار بن حمزہ جب امیر معاویہ کے پاس گیا۔ تو انہوں نے کہا حضرت علی المرتضیٰ کی شان میں کچھ کہو کہنے لگا۔ کیا آپ مجھے معاف نہیں کرسکتے۔ فرمایا۔ نہیں کچھ نہ کچھ ضرور کہو۔ اس پر ضرار بولا۔ اللہ تعالیٰ حضرت علی پر رحم فرمائے۔ وہ ہم میں ایسے تھے کہ جب بھی ہم میں سے کوئی ان کے پاس جاتا۔ وہ اسے قریب بٹھاتے اور اگر کوئی سوال کرتا تو اس کا جواب عطا فرماتے۔ بوقتِ زیارت قرب عطا فرماتے۔ اور ان کے دروازے ہمارے لیے ہر وقت کھلے رہتے۔ کوئی پہرے دار ہمارے اور ان کے درمیان آڑے نہ آتا۔ اور خدا کی قسم ہم باوجود اس کے کہ ان سے بہت قریب ہوتے۔ ہمیں پھر بھی ان کی ہیبت سے گفتگو کرنے کی ہمت نہ پڑتی۔ اور ان کی عظمت کے پیش نظر ہمیں گفتگو میں

marfat.com
Marfat.com

ابتداء کرنے کی جرأت نہ ہوئی۔ جب وہ تبسم فرماتے۔ تو یوں لگتا۔ کہ موتیوں کا ہار نظر آتا ہے۔ یہ سن کر جناب معاویہ نے فرمایا۔ ذرا اور فضائل بیان کرو۔ پھر ضرار بولا۔ اللہ ان پر رحم کرے۔ وہ بہت زیادہ جاگنے والے اور بہت کم سونے والے تھے۔ دن رات میں بکثرت قرآن کریم پڑھتے۔ اللہ کی محبت میں وارفتہ تھے۔ اور اگر بوقت شب کوئی انہیں دیکھ پاتا۔ تو اُسے اس حالت میں نظر آتے۔ کہ اپنی ریش مبارک ہاتھ میں پکڑی ہوئی زار و قطار رو رہے ہیں۔ اور وہ کہا کرتے تھے۔ کہ اے دنیا! تو اگر میری طرف آئے یا مجھ سے منہ پھیرے۔ صد افسوس مجھے تیری کوئی ضرورت نہیں ہے۔ میں نے تجھے تین طلاقیں دے کر ہمیشہ کے لیے اپنے سے جدا کر دیا۔ پھر فرماتے۔ ہائے افسوس! سفر طویل ہے۔ زادِ راہ قلیل ہے راستہ پرخطر ہے۔ یہ سن کر حضرت امیر معاویہ رو پڑے۔ اور فرمانے لگے۔ اے ضرار! رک جاؤ۔ خدا کی قسم! علی المرتضٰی ایسے ہی تھے۔ اللہ تعالیٰ ابو الحسن پر رحم فرمائے۔

جواب دوم: لفظ سب کی تحقیق

شیخ صدوق کی عبارت نے واضح کر دیا۔ کہ حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ سے یہ توقع کرنا کہ وہ حضرت علی المرتضٰی پر سب و شتم کرتے تھے۔ یا اس کا حکم دیتے تھے۔ از روئے عقل و نقل ناممکن ہے۔ ذرا بتلایئے تو سہی کہ جو شخص علی المرتضٰی کے فضائل و محامد سن کر اُن کی تصدیق بھی کرے۔ اور پھر زار و قطار رو پڑے۔ کیا اُس سے کوئی عقلمند یہ باور کر

marfat.com
Marfat.com

سکتا ہے۔ کہ وہ اسی تعریف والے کی شخصیت پر لعن طعن کرتے ہوں گے۔؟ لہذا معلوم ہوا۔ کہ عقل سلیم اس بات کو ہرگز تسلیم نہیں کر سکتی۔ کہ امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کی زبان سے حضرت علی المرتضٰی کے بارے میں سب وشتم کے الفاظ نکلتے تھے۔ اور نقلاً اس لیے ناممکن ہے۔ کہ جن روایات سے یہ ثابت ہوتا ہے ان کا راوی لوط بن یحیٰی ابو مخنف ہے۔ اور یہ افسانہ تراش اور امامی شیعہ تھا۔ اس سے حضرت امیر معاویہ کے بارے میں اسی قسم کی روایات متوقع ہو سکتی ہیں۔ اس لیے ایسے شخص کی روایات سے امیر معاویہ کی ذات پر طعن ہرگز ثابت نہیں ہو سکتا۔ اور بالفرض تسلیم کہ لوط بن یحیٰی کی روایت درجہ صحت تک پہنچتی ہے۔ پھر بھی سب وشتم کا اطلاق صرف لعن طعن اور گالی گلوچ کے لیے مخصوص نہیں۔ یہ دیگر مفہوم کے لیے بھی استعمال ہوتا ہے۔ چنانچہ بروایت بخاری اسے دو سخت کلامی کے معنی میں بھی استعمال کیا گیا ہے۔ ملاحظہ ہو۔

بخاری شریف:

فَلَمَّا دَخَلَ قَالَ عَبَّاسٌ يَا اَمِيْرَا لْمُؤْمِنِيْنَ اَقْضِ بَيْنِيْ وَ بَيْنَ هٰذَا وَهُمَا يَخْتَصِمَانِ فِي الَّتِيْ اَفَاءَ اللّٰهُ عَلٰى رَسُوْلِهٖ مِنْ بَنِي النَّضِيْرِ فَاسْتَبَّ عَلِيٌّ وَعَبَّاسٌ

(بخاری شریف جلد دوم ص ۵۷۵)

ترجمہ:

جب حضرت علی اور عباس دونوں سیدنا فاروق اعظم کے

marfat.com
Marfat.com

ہاں تشریف لائے۔ تو حضرت عباس بولے۔ اے امیر المؤمنین! میرے اور اس کے مابین فیصلہ کیجئے۔ دونوں کا جھگڑا بنی نضیر کے مال غنیمت میں تھا۔ یہ دونوں ایک دوسرے پر "سب" کر رہے تھے۔

حضرت علی المرتضٰی رضی اللہ عنہ کو حضرت عباس رضی اللہ عنہ اور یہ اُن کو کیا کہہ رہے تھے؟ اگر معنی گالی گلوچ ہے۔ تو پھر سیدنا عباس نے بھی معاذاللہ حضرت علی المرتضٰی پر سب وشتم کیا۔ اور حضرت علی نے جناب عباس کو بھی گالی سے جواب دیا۔ معاذ اللہ۔ معلوم ہوا۔ کہ یہاں اس سے مراد باہم سخت کلامی تھی۔ اور فریقین میں بعض دفعہ ایسا ہو جاتا ہے۔

بلکہ بروایت موطا امام مالک یہ الفاظ خود سرکار دوعالم صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف بھی منسوب ہیں۔ واقعہ یوں ہے۔ کہ جب حضور صلی اللہ علیہ وسلم تبوک کی طرف تشریف لے گئے۔ تو آپ نے حضرات صحابہ کرام سے فرمایا۔ انشاء اللہ تم کل تبوک چشمہ پر پہنچ جاؤ گے۔ لیکن میرے آنے تک اس کے پانی کو استعمال نہ کرنا۔

موطا امام مالک:

فَجِئْنَاهَا وَقَدْ سَبَقَنَا اِلَيْهَا رَجُلَانِ وَالْعَيْنُ تَبِضُّ بِشَيْءٍ مِنْ مَاءٍ فَسَاَلَهُمَا رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ هَلْ مَسَسْتُمَا مِنْ مَاءِهَا شَيْئًا فَقَالَا نَعَمْ فَسَبَّهُمَا رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَقَالَ لَهُمَا مَا شَاءَ اللّٰهُ اَنْ يَقُوْلَ۔

marfat.com
Marfat.com

ترجمہ:

ہم وہاں پہنچے۔ لیکن ہم میں سے دو شخص دوسروں کی بہ نسبت وہاں جلدی پہنچ گئے۔ چشمہ میں پانی چمک رہا تھا۔ جب حضور صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لائے۔ تو ان دونوں سے پوچھا۔ تم نے اس چشمہ کا پانی استعمال تو نہیں کیا؟ عرض کی۔ استعمال کیا ہے۔ یہ سن کر حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ان دونوں کو "سب" دی۔ اور جو اللہ نے چاہا۔ کہہ دیا۔

اس روایت سے بھی معلوم ہوا۔ کہ سرکار دوعالم صلی اللہ علیہ وسلم نے ان دونوں مردوں کو ڈانٹ پلائی۔ اور سخت سست کہا۔ یہ نہیں کہ آپ نے اُن پر لعن طعن کیا۔ اور گالی گلوچ شروع کر دیا۔ جب "سب" کا معنی صرف لعن طعن اور گالی گلوچ نہیں تو پھر اہل تشیع کو یہ اصرار کیوں کہ "سب" کا معنی گالی گلوچ اور لعن طعن ہی ہوتا ہے۔

مختصر یہ کہ روایت مذکورہ (حجر بن عدی کے قتل والی) ابن جریر نے باسند ذکر کی۔ لیکن خود ابن جریر غیر ثقہ اور ناقابل اعتبار ہے۔ کیونکہ اس میں تشیع تھا اس لیے خاص کر اس کی وہ روایات جس میں "تشیع" کی طرفداری ہو۔ وہ قطعاً قابل قبول نہیں ہو سکتیں۔ اور روایت مذکورہ بھی اسی ضمن میں آتی ہے اور اس شخصیت سے حضرت علی المرتضٰی پر لعن طعن کرنا یا لعن طعن کرنے کا حکم دینا کیونکر متوقع جو اُن کے فضائل سُن کر آبدیدہ ہو جاتا ہو۔ اور ان کی تصدیق کرتا ہو۔ اور پھر یہ احتمال بھی موجود کہ "سب" کا معنی صرف لعن طعن یا گالی دینا ہی نہیں۔ لہٰذا اسے صرف اسی مفہوم پر منحصر کر دینا کونسی علمیت ہے۔ یہ ہیں وہ شواہد کہ جن سے ثابت ہوتا ہے۔ کہ حجر بن عدی کا طرف

marfat.com
Marfat.com

جو امیر معاویہ کی طرف سے یہ پیغام پہنچانے کی روایت آئی ہے۔ کہ علی المرتضیٰ کو برا بھلا کہو۔ تو چھوٹ جاؤ گے۔ بالکل غلط ہے۔ نہ عقل اسے تسلیم کرے۔ اور نہ نقل ایسی کہ اس پر یقین کیا جا سکے۔

(فاعتبروا یا اولی الابصار)

marfat.com
Marfat.com

طعن پنجم کا جواب

جن اموی گورنروں پر شیعوں کو اعتراض ہے وہ حضرت علی کے دور سے مقرر شدہ تھے

امر خامس یہ ہے۔ کہ حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ نے اپنے دور خلافت میں ظالم لوگوں کو عامل اور گورنر بنا کر امت مسلمہ پر ظلم کیا۔ حجر بن عدی ایسے عظیم صحابی ان کے گورنر کی وجہ سے شہید ہوئے۔ اور یہی زیاد کہ جس نے حجر بن عدی کو قید کر کے شام بھجوایا اسی کے بیٹے عبید اللہ بن زیاد کے ہاتھوں امام عالی مقام جناب حسین رضی اللہ عنہ اور آپ کے بہتر ساتھیوں نے جام شہادت نوش فرمایا ان تمام شہداء کا خون امیر معاویہ کے طرز حکومت کی وجہ سے خود ان پر آن گرتا ہے۔ سو اس سلسلہ میں گزارش ہے۔ کہ اگر ایسا ہوا تو بھی اہل تشیع کے نزدیک قابل اعتراض کیوں؟ اعتراض تب ہوتا۔ کہ ہم اہل سنت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کو معصوم سمجھتے۔ بلکہ تم اہل تشیع تو انہیں عام مسلمانوں سے بھی گیا گزرا کہتے ہو اب ایسے عام مسلمانوں سے بھی کم تر آدمی نے اگر اپنے گورنر (بقول تمہارے)

marfat.com
Marfat.com

ظالم مقرر کر دیئے۔ تو اس میں کیا اعتراض؟

ادھر سیدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کے بارے میں اہل تشیع کا یہ عقیدہ ہے۔ کہ وہ معصوم عن الخطاء ہیں۔ بادل وغیرہ بھی ان کے حکم سے برستے ہیں۔ اور خدا کی خدائی ان کی مرضی کے مطابق چلتی ہے۔ تو انہی کی خلافت کے دوران یہی زیاد فارس کا گورنر رہا ہے۔ جب حضرت علی المرتضیٰ آئندہ کے تمام حالات و واقعات سے باخبر تھے۔ تو ایسے شخص کو انہوں نے گورنری کیوں عطا فرمائی شان علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ ایک شیعہ مصنف نے یوں بیان کی۔

جلاء العیون:

جناب علی علیہ السلام نے اپنے بعض خطبات میں ارشاد فرمایا ہے۔ میں وہ ہوں جس کے پاس غیب کی کنجیاں ہیں۔ جنہیں بعد رسول میرے سوا کوئی نہیں جانتا۔ میں وہ ذوالقرنین ہوں جس کا ذکر صحف اولیٰ میں ہے۔ میں خاتم سلیمان کا مالک ہوں۔ میں یوم حساب کا مالک ہوں۔ میں صراط اور میدان حشر کا مالک ہوں میں قاسم جنت والنار ہوں۔ میں اول آدم ہوں۔ اول نوح ہوں میں جبار کی آیت ہوں میں اسرار کی حقیقت ہوں۔ میں درختوں کو پتوں کا لباس دینے والا ہوں۔ میں پھلوں کا پکانے والا ہوں۔ میں چشموں کا جاری کرنے والا ہوں۔ میں نہروں کو بہانے والا ہوں۔ میں علم کا خزانہ ہوں۔ میں علم کا پہاڑ ہوں۔ میں امیرالمومنین ہوں۔ میں سرچشمہ یقین ہوں۔ میں زمینوں اور آسمانوں میں حجت خدا ہوں۔ میں متزلزل کرنے والا ہوں۔ میں صاعقہ ہوں میں

marfat.com
Marfat.com

حقانی آواز ہوں۔ میں قیامت ہوں ان کے لیے جو قیامت کی تکذیب کرتے ہیں۔ میں وہ کتاب ہوں جس میں کوئی ریب نہیں۔ میں وُہ اسمائے حسنیٰ ہوں جن کے ذریعہ خدا نے دعا قبول کرنے کا حکم دیا۔ میں وہ نور ہوں جس سے موسیٰ نے ہدایت کا اقتباس کیا میں صور کا مالک ہوں۔ میں قبروں سے مُردوں کو نکالنے (زندہ کرنے) والا ہوں۔ میں یوم النشور کا مالک ہوں۔ میں نوح کا ساتھی اور اس کا نجات دینے والا ہوں۔ میں ایوب بلا رسیدہ کا صاحب اور اس کو شفا دینے والا ہوں۔ میں نے اپنے رب کے امر سے آسمانوں کو قائم کیا۔ میں صاحب ابراہیم ہوں۔ میں حکیم کا بھید ہوں۔ میں ملکوت کو دیکھنے والا ہوں۔ میں وہی ہوں جسے موت نہیں۔ میں تمام مخلوقات پر ولی حق ہوں۔ میں وہ ہوں جس کے سامنے بات نہیں بدل سکتی۔ مخلوق کا حساب میری طرف سے ہے۔ میں وُہ ہوں جسے امر مخلوق تفویض کیا گیا۔ اور میں خلیفۃ اللہ ہوں۔

(مقدمہ جلاء العیون جلد دوم ص۔ ۶
مطبوعہ شعبہ جنرل بک ایجنسی انصاف
پریس لاہور)

اس قدر ہمہ گیر اور عالم و بصیر شخصیت نے یہ جانتے ہوئے کہ زیاد ظالم ہو گا۔ اسے فارس کا گورنر بنایا۔ اگر اس کو امیر معاویہ گورنر بنائیں۔ تو وہ مورد الزام اور اگر حضرت علی المرتضےٰ مقرر کریں۔ تو معصوم کے معصوم ہی رہیں یہ فرق کیوں؟

ہو سکتا ہے۔ کہ کسی کے ذہن میں یہ بات آئے۔ کہ زیاد کو گورنر

marfat.com
Marfat.com

بنائے جانے کا واقعہ کہاں مذکور ہے۔ تو اس بارے میں اس زبدی شیعی کی کتاب کا اہم اقتباس پیش کرتے ہیں۔ ملاحظہ ہو۔

حضرت امیر معاویہ تاریخ کے آئینہ میں

علامہ ابوالفدار لکھتے ہیں۔ کہ سمیہ حارث بن کندہ ثقفی کی ایک لونڈی تھی۔ اس نے ان کا نکاح ایک رومی غلام مسمّٰی عبید سے کر دیا تھا۔ اس غلام سے سمیہ نے ایک بچہ جنا۔ وہ زیاد تھا۔ یہ شخص ازروئے شرع اس حارث کا غلام ہوا۔ پھر ایسا اتفاق ہوا کہ ابوسفیان بھی ایام جاہلیت میں طائف کی طرف گیا۔ یہ جا کر ایک کلال کے گھر جو شراب بیچتا تھا۔ اترا۔ اس شراب فروش کو ابواسیم سلونی کہتے تھے۔ اس کے بعد جب ابوسفیان کو نشہ غالب ہوا۔ اس نے عورت کی خواہش کی۔ ابودیم نے کہا اگر تو چاہے تو سمیہ موجود ہے۔ ابوسفیان نے کہا اچھا اُسے لاؤ۔ اگرچہ اُس کے پستان بڑے ہیں۔ اور پیٹ بھی بڑا ہے بہر تقدیر ابوسفیان نے اس سے صحبت کی اس کو حمل ہو گیا۔ کہتے ہیں اس حمل سے زیاد پیدا ہوا۔ زیاد جب جوان ہوا تو فصیح و بلیغ ہوا۔ پھر حضرت علی کے زمانہ میں فارس کا عامل مقرر ہوا۔ حضرت امام حسن نے خلافت معاویہ کی بیعت اختیار کر لی۔ معاویہ کو یہ خوف لاحق ہوا۔ کہ ایسا نہ ہو کہ زیاد کسی شخص کو بنی ہاشم سے ملا کر اپنے ہمراہ کر لے۔ اور پھر لڑائی کرنا پڑے۔

(معاویہ تاریخ کے آئینہ میں ص۹۱)

حضرت معاویہ کی نوکر شاہی کا ظالم ترین کارندہ زیاد بن عبید تھا جس نے بصرہ اور عراق کی زمین کو بے گناہ خلقت کے خون سے رنگ دیا۔

marfat.com
Marfat.com

امیر معاویہ کی حکومت میں سیاسی استحکام اسی کی خون ریزیوں کا نتیجہ تھا شروع میں یہ طرفداران علی میں سے تھا۔ اور حضرت امام حسن کی صلح کے بعد اس نے معاویہ کی بیعت سے گریز کیا۔ لیکن حضرت امیر معاویہ نے اس کو اپنا ہم نوا اور اپنا بھائی بنانے کے لیے شریعت کو بھی پس پشت ڈالنے میں کوئی تامل نہ کیا۔ اس شرمناک واقعہ کی تفصیل مؤرخین نے یہ بیان کی ہے۔ کہ امیر معاویہ نے زیاد کو بیعت کر لینے اور فارس کے بیت المال کا وہ گورنر تھا۔ سپرد کرنے کے لیے دھمکی آمیز خط لکھا۔ جس پر زیاد نے لوگوں سے خطاب کر کے کہا۔ مجھے اس عورت کے بیٹے نے خط لکھ کر دھمکایا ہے۔ جو کلیجے کھایا کرتی تھی۔ یہ نفاق اور شقاق کی کان پر رئیس الاحزاب مجھے ڈراتا اور دھمکاتا ہے۔ حالانکہ میرے اور اس کے درمیان رسول خدا کے چچیرے بھائی اور امام حسن بن علی کرم اللہ وجہہ کے ستر ہزار مسلح شمشیر زن سپاہیوں کا واسطہ ہے۔ خدا کی قسم! وہ مجھے اکیلا ل جائے۔ تو مجھے آگ بھبوکا اور تلوار دھنی پائے گا۔ (تصنیف ذوالقرنین زیدی حصہ دوم ص ۱۸)

مذکورہ دونوں عبارتیں اس کی تصریح کرتی ہیں۔ کہ زیاد کو حضرت علی المرتضیٰ نے اپنے دور خلافت میں فارس کا گورنر بنایا۔ اب ذرا سینے پر ہاتھ رکھ کر ایمان سے بتائیے۔ کہ ایسے ظالم اور حرامی شخص کو ایک شخص غیب جانتے ہوئے اور آئندہ کے واقعات سمجھتے ہوئے پھر گورنر بناتا ہے۔ تو وہ زیادہ خطرناک اور قابل اعتراض ہوگا۔ یا وہ کہ جسے عام مسلمانوں کی طرح کل کا کوئی علم نہیں۔ اسی طرح امام حسن تو یہ جب سب کچھ جانتے تھے کہ ایک دن امیر معاویہ کا بیٹا یزید میرے بھائی اور دیگر اہل بیت کو بھوکا پیاسا میدان کربلا میں شہید کرائے گا۔ تو پھر مسند خلافت ایسے شخص کو کیوں تفویض

marfat.com
Marfat.com

کی ؟ یہی زیاد ہے جس نے شروع شروع میں امیر معاویہ کو دھمکی کا جواب اس سختی سے دیا۔ کہ ستر ہزار کا لشکر اس کے ساتھ ان کا مقابلہ کرنے کے لیے تیار تھا۔ بہرحال زیاد کو گورنر بنا کر امیر معاویہ نے اگر ظلم کیا۔ تو یہ فتویٰ بطریقہ اولیٰ حضرت علی المرتضیٰ پر بھی لگ سکتا ہے۔ اس مقام پر جو جواب اہل تشیع کا وہی ہمارا ہو گا۔

طعن ششم کا جواب

حجر بن عدی رضی اللہ عنہ نے شروع سے ہی امیر معاویہ کی حکومت نہ مانی تھی اور حسنین کو بھی بغاوت پر اکسایا تھا۔ شیعہ کتب

حجر بن عدی نے موت سے کچھ لمحات پہلے امیر معاویہ کو یہ پیغام پہنچایا کہ میں تو آپ کی بیعت پر قائم ہوں۔ لوگوں نے خواہ مخواہ میرے خلاف گواہیاں دے کر یہ ثابت کرنے کی کوشش کی کہ میں آپ کا مخالف ہوں امیر معاویہ نے اس کے جواب میں کہا تھا۔ کہ تمہاری بہ نسبت زیاد میرے نزدیک زیادہ سچا ہے۔ پھر اسے قتل کر دیا گیا۔ حجر بن عدی کا امیر معاویہ کی بیعت کا انکار کرنا پچھلے افسانوں کی طرح ایک افسانہ ہے۔ آپ عنقریب ملاحظہ فرمائیں گے لیکن اس بات کے بے اصل اور باطل ہونے کی اور بھی وجوہات ہیں۔ اور وہ وہی ہیں۔ جو گزشتہ اوراق میں ہم بیان کر چکے ہیں۔ یعنی ابن الزام کی صاحب طبری نے جتنی روایات ذکر کی ہیں۔ وہ ہشام بن محمد سے روایت کیں۔ اور یہ شخص لوط بن یحییٰ کا شاگرد اور اپنے استاد کی طرح شیعہ ہے۔ صاحب

marfat.com
Marfat.com

البدایہ والنہایہ نے بھی واقعات کربلا طبری کے حوالہ سے نقل کرنے کے بعد صاف صاف لکھ دیا۔ کہ طبری نے یہ روایات و واقعات لوط بن یحییٰ سے روایت کیے ہیں۔ اور لوط بن یحییٰ ایک قصہ گو اور افسانہ نویس آدمی گزرا ہے۔ اس لیے ایسے اخباری آدمی کی روایت اور وہ بھی طبری کے ذریعہ انہیں کون تسلیم کرے گا۔ کہ ان کے ذریعہ امیر معاویہ پر الزام آ گئے۔ کہ انہوں نے حجر بن عدی کو آخری وقت اپنی بیعت کا اقرار کرنے پر نہ چھوڑا۔ اور زیاد کے حق میں فیصلہ کرتے ہوئے امیر معاویہ نے اسے قتل کروا دیا۔

اور یہ حقیقت ہے۔ کہ حجر بن عدی نے امیر معاویہ کی بیعت ابتداءً ہی قبول نہ کی تھی۔ جبکہ امام حسن رضی اللہ عنہ امیر معاویہ کے حق میں دستبردار ہو گئے۔ اور ان کے ہاتھ پر بیعت کر لی۔ تو حجر بن عدی نے بیعت سے انکار کر دیا۔ اس کی تفصیل شیعہ کتاب اخبار الطوال سے سنیئے۔

اخبار الطوال:

قَالُوْا وَاَوَّلُ مَنْ لَقِیَ الْحَسَنَ بْنَ عَلِیٍّ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ فَنَدَّمَہٗ عَلٰی مَا صَنَعَ وَدَعَا اِلٰی رَدِّ الْحَرْبِ حَجْرُ بْنُ عَدِیٍّ فَقَالَ لَہٗ یَا ابْنَ رَسُوْلِ اللّٰہِ لَوَدِدْتُ اَنِّیْ مِتُّ قَبْلَ مَا رَاَیْتُ اَخْرَجْتَنَا، مِنَ الْعَدْلِ اِلَی الْجَوْرِ فَتَرَکْنَا الْحَقَّ الَّذِیْ کُنَّا عَلَیْہِ وَدَخَلْنَا فِی الْبَاطِلِ الَّذِیْ کُنَّا نَہْرُبُ مِنْہُ وَاَعْطَیْنَا الدَّنِیَّۃَ مِنْ اَنْفُسِنَا وَقَبِلْنَا الْخَسِیْسَۃَ الَّتِیْ لَمْ تَلِقْ بِنَا۔

marfat.com
Marfat.com

فاشتدّ علی الحسن رضی اللہ عنہ کلام حجر فقال لہ انی رأیت ھوی عظم الناس فی الصلح وکرھوا الحرب فلم احبّ ان احملھم علی ما یکرھون فصالحت بقیًا علی شیعتنا خاصۃ من القتل فرأیت رفع ھذہ الحروب الیٰ یوم ما فان اللہ کلّ یوم ھو فی شان ۔ قال فخرج من عندہ ودخل علی الحسین رضی اللہ عنہ مع عبیدۃ بن عمرو فقالا ابا عبد اللہ شریتم الذّل بالعزّ وقبلتم القلیل وترکتم الکثیر اطعنا الیوم واعصنا الدّھر دع الحسن ومارای من ھذا الصلح واجمع الیک شیعتک من اھل الکوفۃ وغیرھا وولنی وصاحبی ھذہ المقدمۃ فلایشعر ابن ھند الّا ونحن نقادعہ بالسیوف۔ فقال الحسین انا قد بایعنا وعاھدنا ولا سبیل الی نقض بیعتنا وروی عن علیّ بن محمد بن بشیر الھمدانی قال خرجت انا وسفیان ابن لیلیٰ حتیّ قدمنا علی الحسن المدینۃ فدخلنا علیہ وعندہٗ المسیب بن بشیر الھمدانی والوداد التمیمی وسراج بن مالک الخثعمی فقلت السلام علیک یا مذلّ المؤمنین

marfat.com
Marfat.com

قال وعليك السلام اجلس لست مذل المؤمنين و لكني معزّ هم ما اردت بمصالحة معاوية الا ان اوقع عنكم القتل عنه ما رأيت من تباطوءِ اصحابي عن الحرب و نكولهم من القتال والله لئن سرنا اليه بالجبال والشجر ماكان بدٌّ من افضاء هذا الامر اليه۔ قال ثم خرجنا من عنده ودخلنا على الحسين فاخبرنا بما ردّ علينا فقال صدق ابومحمد فليكن كلّ رجلٍ منكم حلسا من احلاس بيته مادام هذا الانسان حيًّا۔

(اخبار الطوال ص ۲۲۰-۲۲۱ تذکرہ زیاد مطبوعہ بیروت طبع جدید)

ترجمہ:

سب سے پہلا وہ شخص کہ جس نے امام حسن رضی اللہ عنہ کو امیر معاویہ کے حق میں دستبردار ہونے پر مذمت کی اور لڑائی پر ابھارا وہ حجر بن عدی تھا۔ یہ کہنے لگا۔ اے رسول اللہ کے فرزند! میں نے جو دیکھا اس سے پہلے میں مرگیا ہوتا تو اچھا ہوتا۔ تم نے ہمیں عدل سے ظلم کی طرف دھکیل دیا ہے۔ پس ہم نے حق کو ترک کر دیا جس پر ہم پہلے قائم تھے۔ اور جس باطل سے بھاگا کرتے تھے۔ اُسی میں جا گرے۔ ہم نے خود اپنے لیے کمینگی اور ذلت خریدی جو ہمارا رخ بھی نہ کر سکتی تھی۔ یہ باتیں امام حسن کو ناگوار گزریں۔ اور کہنے لگے۔ اے حجر بن عدی! ایک اکثریت کی خواہش یہ دیکھی تھی

کہ ہمیں صلح کر لینی چاہیئے۔ اور ہم میں سے اکثر نے لڑائی کو ناپسند کیا۔ کہ اپنے ساتھیوں کو ایسی حالت میں لے جاؤں۔ جو انہیں ناپسند تھی۔ میں نے اس شرط پر صلح کر لی کہ ہمارے شیعہ قتل نہیں کیے جائیں گے۔ اس لیے میں نے اس لڑائی کو کسی دن کے لیے اٹھا رکھا۔ سو اللہ تعالیٰ کی ہر روز نئی حکمتیں سامنے آتی ہیں۔ دیکھو اُسے کیا منظور ہے۔

یہ باتیں سن کر حجر وہاں سے سیدھا امام حسین رضی اللہ عنہ کے پاس آیا۔ اس کے ساتھ عبیدہ بن عمرو بھی تھا۔ دونوں بولے۔ اے ابوعبداللہ! تم نے عزت کا سودا ذلت سے کر لیا۔ قلیل کو قبول کر کے کثیر کو چھوڑ دیا۔ آج ہماری مانیئے اور لوگوں کی نہ سنیئے۔ وہ یہ کہ امام حسن نے جو صلح کی ہے۔ اسے توڑ دیجئے۔ اپنے شیعوں کو جمع کیجئے۔ مجھے اور میرے اس ساتھی کو مقدمۃ الجیش بنا دیجئے۔ کیونکہ ابن ہند (امیر معاویہ) تلواروں کی جھنکار کے بغیر نہیں سمجھے گا۔

یہ سن کر امام حسین رضی اللہ عنہ نے فرمایا۔ ہم نے اُن سے بیعت بھی کی اور ہم معاہدہ بھی کر لیا۔ اس بیعت کو توڑنے کا کوئی راستہ نہیں۔ علی بن محمد بن بشیر ہمدانی سے مروی ہے۔ کہ میں اور سفیان ابن لیلیٰ مدینہ منورہ میں امام حسن سے ملے۔ اس وقت ان کے پاس مسیب بن نجبہ، عبداللہ بن الوداد تیمی اور سراج بن مالک الخثعمی بھی تھے۔ میں نے کہا۔ اے مسلمانوں کو ذلیل کرنے والے سلام علیک۔ امام حسن نے

marfat.com
Marfat.com

جواب دیا۔ وعلیک السلام بیٹھو۔ میں نے مسلمانوں کو ذلیل نہیں کیا بلکہ عزت دلانے والا ہوں۔ امیر معاویہ سے مصالحت میں نے اس لیے کی۔ تاکہ تم لڑائی سے بچ جاؤ۔ کیونکہ میں دیکھ رہا تھا۔ کہ میرے ساتھی لڑنے کے لیے ہرگز تیار نہیں۔ وہ اس سے انکاری ہیں خدا کی قسم! اگر ہم پہاڑ اور درخت سے کر اُن کا مقابلہ کرتے تو بھی انجام یہی ہونا تھا۔ جواب ہو گیا۔ امام حسن کا یہ جواب سن کر ہم واں سے امام حسین کے پاس آئے۔ اور امام حسن کی باتیں انہیں بتائیں فرمانے لگے۔ ابو محمد نے سچ کہا ہے۔ لہٰذا تم میں سے ہر ایک کو اپنے اپنے گھر میں سکون سے بیٹھنا چاہیئے۔ جب تک یہ شخص زندہ ہے۔

عبارت بالا سے درج ذیل امور ثابت ہوئے

۱۔ امام حسن نے جب امیر معاویہ کے حق میں دستبرداری کی اور ان کی بیعت کی۔ تو حجر بن عدی نے غصہ کا اظہار کرتے ہوئے کہا کاش اس دن سے پہلے میں مر گیا ہوتا۔

۲۔ حجر بن عدی نے جب امام حسن کو واہی تباہی سنائیں۔ تو امام نے سچی بات فرمادی۔ وہ یہ کہ تمہاری بربادی کے پیش نظر میں نے ایسا کیا۔ تاکہ تم اس سے بچ جاؤ۔

۳۔ امام حسین رضی اللہ عنہ کو حجر بن عدی نے امیر معاویہ کے ساتھ مکمل جنگ کرنے پر بھڑکایا۔ لیکن امام نے فرمایا۔ ہم بیعت نہیں توڑ سکتے

marfat.com
Marfat.com

۴- امام حسن نے علی بن محمد اور سفیان ابن لیلی سے کہا۔ اگرچہ ہماری فوج پہاڑوں اور درختوں کی طرح بکثرت ہو۔ تو بھی ہم امیر معاویہ سے خلافت چھین نہیں سکتے۔

۵- امام حسین نے ان دونوں کو فرمایا۔ بھائی حسن سچ کہتا ہے۔ اس لیے جب تک امیر معاویہ زندہ ہے۔ اُسے شکست نہیں دی جا سکتی۔

لمحۂ فکریہ:

اخبار الطوال کی عبارت سے حاصل شدہ امور آپ نے ملاحظہ کیے۔ حجر بن عدی وغیرہ نے امام حسن وحسین کو ہر طرح سے بیعتِ معاویہ توڑنے پر مجبور کیا۔ لیکن دونوں نے ان کی ایک نہ سنی۔ اور دوٹوک انداز میں فرما دیا۔ کہ امیر معاویہ کو شکست دینا اور ان سے خلافت چھیننا ناممکن ہے۔ گویا حسنین کو کسی طرح یہ پیش گوئی مل چکی تھی۔ اس لیے وہ کسی بھی بھڑکانے میں نہ آئے۔ امام حسن کی یہ پیش گوئی شیعہ کتب میں مختلف طریقوں سے مذکور ہے۔ ہم یہ چاہتے ہیں۔ کہ چند حوالہ جات ذکر کریں تاکہ ان میں اس پیشگوئی کے علاوہ کئی اور انکشاف بھی سامنے آئیں۔ اور امیر معاویہ کے متعلق اہلبیت کے خیالات کا بھی کچھ پتہ چل جائے۔

marfat.com
Marfat.com

حضور صلی اللہ علیہ وسلم اور اہل بیت نے امیر معاویہ کی حکومت کی پیشگوئی فرمائی

البدایۃ والنہایۃ

حَدَّثَنِیْ سُفْیَانُ اللَّیْلُ قَالَ قُلْتُ لِلْحَسَنِ بْنِ عَلِیٍّ لَمَّا قَدِمَ مِنَ الْکُوْفَۃِ اِلَی الْمَدِیْنَۃِ یَا مُذِلَّ الْمُؤْمِنِیْنَ قَالَ لَا تَقُلْ ذَالِکَ فَاِنِّیْ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ یَقُوْلُ لَا تَذْھَبُ الْاَیَّامُ وَ اللَّیَالِیْ حَتّٰی یَمْلِکَ مُعَاوِیَۃُ فَعَلِمْتُ اَنَّ اَمْرَ اللّٰہِ وَاقِعٌ فَکَرِھْتُ اَنْ تُھْرَقَ بَیْنِیْ وَ بَیْنَہٗ دِمَآءُ الْمُسْلِمِیْنَ وَ قَالَ مُجَالِدٌ عَنِ الشَّعْبِیِّ عَنِ الْحَارِثِ الْاَعْوَرِ قَالَ قَالَ بَعْدَ رَجْعِ مِنْ صِفِّیْنَ اَیُّھَا النَّاسُ لَا تَکْرَھُوْا اِمَارَۃَ مُعَاوِیَۃَ فَاِنَّکُمْ لَوْ فَقَدْتُمُوْہُ رَاَیْتُمُ الرُّؤُوْسَ تُنْدَرُ عَنْ کَوَاھِلِھَا کَاَنَّھَا الْحَنْظَلُ۔

(البدایۃ والنہایۃ جلد ۸ ص ۱۳۱)

ترجمہ:

سفیان کہتے ہیں۔ کہ میں نے حسن بن علی کو کوفہ سے مدینہ پہنچنے پر کہا۔ اے مسلمانوں کو ذلیل کرنے والے فرمایا۔ یہ نہ کہو۔ کیونکہ میں نے

marfat.com
Marfat.com

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سُنا۔ فرمایا کہ ایک نہ ایک دن معاویہ ضرور حکومت کرے گا۔ تو اسکی میں جان گیا۔ کہ امیر معاویہ کی حکومت اللہ کا ایک حکم ہے جو ہو کر رہے گا۔ لہذا میں نے اُن سے لڑکر مسلمانوں کے خون کو گرانا اچھا نہ سمجھا۔ شعبی سے مجالد نے بیان کیا کہ حارث اعور بیان کرتا ہے۔ کہ جب امام حسن صفین سے واپس آئے۔ تو لوگوں سے فرمایا۔ معاویہ کی حکومت کو برامت جانو۔ اور اگر تم نے انہیں گم پایا۔ تو حنظل کی طرح لوگوں کے سر اُن کے جسموں سے اُڑتے نظر آئیں گے۔

خلافت امیر معاویہ اللہ تعالیٰ کی اٹل تقدیر ہے۔ امام حسن اور حضرت علی کا فیصلہ

الامامۃ والسیاسۃ:

اَنَّ اَبِیْ کَانَ یُحَدِّثُنِیْ اَنَّ مُعَاوِیَۃَ سَیَلِی الْاَمْرَ فَوَاللّٰہِ لَوْ سِرْنَا اِلَیْہِ بِالْجِبَالِ وَالشَّجَرِ مَا شَکَکْتُ اَنَّہٗ سَیَظْہَرُ اِنَّ اللّٰہَ لَا مُعَقِّبَ لِحُکْمِہٖ وَلَا رَادَّ لِقَضَائِہٖ

(امامت و سیاست ص ۱۶۴
جلد اول مطبوعہ مصر طبع قدیم)

ترجمہ:

(امیر معاویہ کے حق میں دستبرداری پر جب لوگوں نے امام حسن

marfat.com
Marfat.com

کو مختلف طریقوں سے تنگ کیا، تو فرمایا۔ کہ میرے والد گرامی بیان کرتے تھے۔ یقیناً معاویہ امارت سنبھالے گا۔ خدا کی قسم! اگر ہم پہاڑوں اور درختوں کی مقدار برابر بڑا لشکرلے کر اُن کا مقابلہ کریں۔ تو بھی مجھے یقین کامل ہے۔ کہ وہ عنقریب اس منصب کو سنبھالیں گے۔ اللہ تعالیٰ کا حکم کبھی ٹل نہیں سکتا۔ اور اس کا فیصلہ کبھی رد نہیں ہو سکتا۔

نوٹ:

جہاں تک امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کی خلافت کا مسئلہ ہے۔ جو ان حوالہ جات میں بیان ہوا۔ اس کا اگرچہ مذکورہ طعن سے براہِ راست کوئی تعلق نہیں۔ لیکن پھر بھی بالواسطہ یہ حوالہ جات معاون بن سکتے ہیں۔ بہرحال اہل بیت نے اور ان کے ساتھیوں نے جب امیر معاویہ کے بارے میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی حدیث مبارک سُنی۔ تو انہوں نے اسے تسلیم کرنے میں کوئی ہچکچاہٹ نہ کی۔ اور نہ ہی مقابلہ کے لیے تیار ہوئے۔ امیر معاویہ کی حکومت تقضائے الٰہی تھی۔ جسے کوئی روک نہ سکتا تھا۔ یہی وجہ تھی۔ کہ حضرت علی نے بھی امام حسن کو وصیت فرمائی کہ بیٹا! معاویہ کی خلافت کو نہ بُرا جانو اور نہ ان کی مخالفت کرو۔ امام حسن نے بھی اس لیے ان کی بیعت کر لی تھی۔ ان حالات میں حجر بن عدی وغیرہ کا کردار آپ نے پڑھا۔ خود بھی امیر معاویہ کی خلافت کو تسلیم نہ کیا۔ اور لوگوں کو بھی ان کے خلاف بھڑکاتے رہے۔ جب حجر بن عدی وغیرہ نے ان کی بیعت کا انکار کر کے ان کے خلاف محاذ آرائی شروع کر دی۔ اور ہزاروں لوگوں کو اپنے ساتھ ملا کر باغیانہ طرز اپنائی۔ تو اس کا انجام وہی ہونا تھا۔ جو ہوا۔ اس پر واویلا کیوں؟

marfat.com
Marfat.com

حجر بن عدی کا قتل خوفِ فتنہ کی وجہ سے ہوا۔

حوالہ ۱: البدایۃ والنہایۃ

اَخْبَرَنِی ابْنُ لَهِيْعَةَ عَنْ اَبِی الْاَسْوَدِ قَالَ دَخَلَ مُعَاوِيَةُ عَلٰی عَائِشَةَ فَقَالَتْ مَا حَمَلَكَ عَلٰی قَتْلِ اَهْلِ عَذْرَاءَ حَجَرًا وَ اَصْحَابَهُ؟ فَقَالَ اَمِيْرُ الْمُؤْمِنِيْنَ اِنِّیْ رَاَيْتُ فِیْ قَتْلِهِمْ صَلَاحًا لِلْاُمَّةِ وَفِیْ مَقَامِهِمْ فَسَادًا لِلْاُمَّةِ۔

(جلد ۸ ص ۵۵)

ترجمہ:

امیر معاویہ رضی اللہ عنہ ایک مرتبہ سیدہ عائشہ صدیقہ کے ہاں تشریف لے گئے۔ مائی صاحبہ نے دریافت فرمایا۔ تم نے اہل عذرا یعنی حجر بن عدی اور اس کے ساتھیوں کو کیوں قتل کیا؟ امیر معاویہ نے کہا۔ ان کا قتل کر دینا امت کی بہتری کے لیے تھا۔ اور ان کا چھوڑ دینا میری رائے کے مطابق فسادِ امت تھا۔

marfat.com
Marfat.com

حوالہ ۲: البدایۃ والنہایۃ

لَمَّا قَدِمَ مُعَاوِيَةُ الْمَدِيْنَةَ دَخَلَ عَلٰى عَائِشَةَ فَقَالَتْ اَقَتَلْتَ حجراً؟ فَقَالَ يَا اُمَّ الْمُؤْمِنِيْنَ اِنِّيْ وَجَدْتُ قَتْلَ رَجُلٍ فِيْ صَلَاحِ النَّاسِ خَيْرًا مِنَ اسْتِحْيَائِهِ فِيْ فَسَادِهِمْ۔

(جلد ۸ ص ۵۵ مطبوعہ بیروت طبع قدیم)

ترجمہ:

جب امیر معاویہ مدینہ تشریف لائے۔ تو سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کے ہاں حاضر ہوئے۔ مائی صاحبہ نے پوچھا۔ کیا تم نے حجر بن عدی کو قتل کیا ہے؟ عرض کی اے ام المومنین! لوگوں کی بہتری اور خیر خواہی کے لیے ایک شخص کو قتل کر دینا اس سے بہتر ہے۔ کہ اُسے عوام کے فساد کے لیے زندہ چھوڑ دیا جائے۔

حوالہ ۳: کامل ابن اثیر

وَقَامَ مَالِكُ بْنُ هُبَيْرَةَ السَّكُوْنِيُّ فَقَالَ دَعْ لِيْ ابْنَ عَمِّيْ حجراً فَقَالَ لَهٗ هُوَ رَاْسُ الْقَوْمِ وَاَخَافُ اِنْ خَلَّيْتُ سَبِيْلَهٗ اَنْ يُّفْسِدَ عَلٰى مِصْرِهٖ۔

(ابن اثیر جلد ۳ ص ۴۸۴)

marfat.com
Marfat.com

ترجمہ:

(امیر معاویہ سے مختلف لوگوں نے مختلف قیدیوں کی رہائی کی درخواست کی تو آپ نے وہ تسلیم کر لی۔ اسی سلسلہ میں جب مالک بن ہبیرہ نے اپنے چچا زاد بھائی حجر بن عدی کے لیے سفارش کی۔ تو امیر نے جواب دیا۔ یہ قوم کا سرغنہ ہے۔ اگر میں نے اُس کو چھوڑ دیا۔ تو شہر میں فساد برپا کرے گا۔

حوالہ ۷: اخبار الطوال

فدخل مالك بن هبيرة على معاوية فقال يا امير المومنين اسأت فى قتلك هولاء النفر ولم يكونوا احدثوا ما استوجبوا به القتل فقال معاوية قد كنت هممت بالعفو عنهم الا ان كتاب زياد ورد علي يعلمني انهم رؤساء الفتنة وانى متى قتلتهم اجتثثت الفتنة من اصلها۔

(اخبار الطوال ص ۲۲۴
مطبوعہ بغداد)

ترجمہ:

مالک بن ہبیرہ سفارش کی خاطر امیر معاویہ کے پاس آیا۔ اور کہا۔ اے امیر المومنین! جن لوگوں کو تم نے قتل کر دیا۔ وہ ایسے مجرم نہ تھے۔ کہ ان کی سزا قتل ہوتی۔ یہ سن کر معاویہ نے کہا۔ میں نے

marfat.com
Marfat.com

تو ان کی معافی کا پکا ارادہ کر لیا تھا لیکن جب زیاد کا رقعہ ملا۔ تو اس سے معلوم ہوا۔ کہ یہ لوگ فتنہ کے بانی ہیں۔ جب ان کو قتل کر دوں تو فتنہ جڑ سے اکھڑ جائے گا۔

حوالہ ۵ البدایۃ والنہایۃ

يُرْوٰى عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ الْحَارِثِ قَالَ لِمُعَاوِيَةَ اَقَتَلْتَ حَجَرًا بْنَ الْاَدْبَرِ؛ فَقَالَ مُعَاوِيَةُ قَتْلُهٗ اَحَبُّ اِلَيَّ مِنْ اَنْ اَقْتُلَ مَعَهٗ مِائَةَ اَلْفٍ وَقَدْ ذَكَرَ ابْنُ جَرِيْرٍ وَغَيْرُهٗ عَنْ حَجَرِ بْنِ عَدِيٍّ وَاَصْحَابِهٖ اَنَّهُمْ كَانُوْا يَنَالُوْنَ مِنْ عُثْمَانَ وَيُطْلِقُوْنَ فِيْهِ مَقَالَةَ الْجَوْرِ وَيَنْتَقِدُوْنَ عَلَى الْاُمَرَاءِ وَيُسَارِعُوْنَ فِي الْاِنْكَارِ عَلَيْهِمْ وَيُبَالِغُوْنَ فِيْ ذَالِكَ وَيَتَوَلَّوْنَ شِيْعَةَ عَلِيٍّ وَيَتَشَدَّدُوْنَ فِي الدِّيْنِ۔

(البدایۃ والنہایۃ جلد ۸
ص ۵۴ مطبوعہ بیروت طبع قدیم)

ترجمہ:

حضرت امیر معاویہ سے پوچھا گیا۔ آپ نے حجر بن ادبر کو قتل کیا ہے۔؟ فرمایا۔ اس کا قتل کرنا میرے نزدیک ایک لاکھ کے قتل کرنے سے زیادہ بہتر معلوم ہوتا ہے۔ ابن جریر وغیرہ ذکر کرتے ہیں۔ کہ حجر بن عدی اور اس کے ساتھی حضرت عثمان کی

marfat.com
Marfat.com

عیب جوئی کرتے، انہیں ظالم کہتے، ان کے امراء پر ناجائز تنقید کرتے اور ان کے انکار میں جلد باز تھے۔ اور ان کے مقابلہ میں شیعیانِ علی سے دوستی رکھتے۔ دین میں بڑے سختی پسند تھے۔

لمحۂ فکریہ:

دونوں طرف کی کتب سے یہ بات ظاہر ہو گئی۔ کہ حجر بن عدی اور ان کے ساتھیوں کو بغاوت اور فتنہ کی پاداش میں قتل کیا گیا۔ امیر معاویہ رضی اللہ عنہ نے جب ان کے چند ایک ساتھیوں کو سفارش پر چھوڑ دیا۔ تو آپ نے حجر بن عدی کو بھی معاف کرنے کا ارادہ کر لیا تھا۔ لیکن زیاد کے خط سے واقعات کا صحیح علم ہونے پر معلوم ہوا۔ کہ یہ تو تمام ساتھیوں کا سرغنہ ہے۔ اس کی رہائی بہت بڑے فساد کا پیش خیمہ بن سکتی ہے۔ اس لیے اس کے خاتمہ میں ہی امت کی بھلائی ہے۔ سو آپ نے بغاوت اور فساد کے پیش نظر اسے اور اس کے ساتھیوں کو قتل کرنے کا حکم دے دیا۔ اور یہی حقیقت ہے۔ کہ ایک لیڈر کے طور پر شیعیان علی ہر وقت اس کو امیر معاویہ اور آپ کے گورنروں کے خلاف محاذ آرائی پر ابھارتے۔ اور مسلح ہو کر ہر وقت ساتھ رہتے۔ حتیٰ کہ مسجد میں بھی اسلحہ سمیت حاضر ہوئے۔ اس کے ساتھیوں کا برانگیختہ کرنا درج ذیل حوالہ جات سے ثابت ہوتا ہے۔

marfat.com
Marfat.com

حجر بن عدی کی بغاوت پر سُنّی شیعہ کتب کے حوالہ جات

تاریخ یعقوبی:

انہم یجتمعون فیتکلمون و یذ برون علیہ و علی معاویۃ و یذ کرون مساویہما و یحرّضون النّاس۔

(تاریخ یعقوبی ص ۲۳۰ مطبوعہ بیروت
تذکرہ وفات حسن بن علی)

ترجمہ:
"شیعیان علی" حجر بن عدی کے پاس جمع ہوتے۔ ادھر ادھر کی ہانکتے۔ امام حسن اور امیر معاویہ کے خلاف تدابیر پر غور کرتے۔ ان کی برائیاں کرتے۔ اور لوگوں کو ان کے خلاف ہر ممکن بھڑکانے کی کوشش کرتے۔

البدایۃ والنہایۃ

فلمّا توفّی المغیرۃ بن شعبۃ رضی اللّٰہ عنہ

marfat.com
Marfat.com

وجمعت الكوفة مع البصرة لزياد دخلها و قد التف على حجر جماعات من شيعة على يقودون امره ويشدون على يده ويسبون معاوية و يتبرؤن منه۔

(البداية والنهاية جلد ۸ ص ۵۵)

ترجمہ:

جب کوفہ کے گورنر حضرت مغیرہ بن شعبہ رضی اللہ عنہ کا انتقال ہوا۔ تو زیاد کو کوفہ اور بصرہ کا گورنر مقرر کیا گیا۔ اس وقت حجر بن عدی کے پاس شیعیان علی کی بہت سی جماعتیں جمع ہوتیں۔ اور یہ اعلان کرتیں۔ کہ ہم تمہارا حکم مانیں گے۔ اور تمہارے ہاتھ مضبوط کریں گے۔ یہ لوگ حضرت معاویہ کے بارے میں غلط سلط باتیں کرتے اور گالی گلوچ تک سے بھی باز نہ آتے۔ اور ان سے بیزاری کا بھی اظہار کرتے۔

طبقات ابن سعد:

وَكَانَ مِنْ اَصْحَابِ عَلِيِّ بْنِ اَبِيْ طَالِبٍ وَ شَهِدَ مَعَهُ الْجَمَلَ وَصِفِّيْنَ فَلَمَّا قَدِمَ زِيَادُ بْنُ اَبِيْ سُفْيَانَ وَالِيًا عَلَى الْكُوْفَةِ دَعَا بِحُجْرِ بْنِ عَدِيٍّ فَقَالَ تَعْلَمُ اَنِّيْ اَعْرِفُكَ وَقَدْ كُنْتُ اَنَا وَاِيَّاكَ عَلٰى مَا قَدْ عَلِمْتَ يَعْنِيْ مِنْ حُبِّ عَلِيِّ بْنِ اَبِيْ طَالِبٍ وَاِنَّهُ قَدْ جَاءَ غَيْرُ ذَالِكَ وَاِنِّيْ

marfat.com
Marfat.com

أُنْشِدُكَ اللّٰهَ إِنْ تَقْطُرَ لِي مِنْ دَمِكَ قَطْرَةٌ فَاسْتَفْرِغْ
كُلَّهُ أَمْلِكْ عَلَيْكَ لِسَانَكَ وَلْيَسَعْكَ مَنْزِلُكَ وَ
هٰذَا سَرِيْرِي فَهُوَ مَجْلِسُكَ وَحَوَائِجُكَ مَقْضِيَّةٌ
لَدَيَّ فَاكْفِنِي نَفْسَكَ فَإِنِّي أَعْرِفُ عَجَلَتَكَ ،
فَأُنْشِدُكَ اللّٰهَ يَا أَبَا عَبْدِ الرَّحْمٰنِ فِي نَفْسِكَ وَ
إِيَّاكَ وَهٰذِهِ السَّفَلَةَ وَهٰؤُلَاءِ السُّفَهَاءَ أَنْ
يَسْتَزِلُّوكَ عَنْ رَأْيِكَ فَإِنَّكَ لَوْ هُنْتَ عَلَيَّ
أَوِ اسْتَخْفَفْتُ بِحَقِّي لَمْ أَخُصَّكَ بِهٰذَا مِنْ نَفْسِي
فَقَالَ حُجْرٌ قَدْ فَهِمْتُ ثُمَّ انْصَرَفَ إِلٰى مَنْزِلِهِ
فَأَتَاهُ إِخْوَانُهُ مِنَ الشِّيْعَةِ فَقَالُوْا مَا قَالَ لَكَ
الْأَمِيْرُ ؟ قَالَ قَالَ لِي كَذَا وَكَذَا قَالُوْا مَا
نَصَحَ لَكَ فَأَقَامَ فِيْهِ بَعْضَ الْإِعْتِرَاضِ وَكَانَتِ
الشِّيْعَةُ يَخْتَلِفُوْنَ إِلَيْهِ وَيَقُوْلُوْنَ إِنَّكَ شَيْخُنَا
وَأَحَقُّ النَّاسِ بِإِنْكَارِ هٰذَا الْأَمْرِ - وَكَانَ
إِذَا جَاءَ إِلَى الْمَسْجِدِ مَشَوْا مَعَهُ فَأَرْسَلَ إِلَيْهِ
عَمْرُو بْنُ حُرَيْثٍ وَهُوَ يَوْمَئِذٍ خَلِيْفَةُ زِيَادٍ
عَلَى الْكُوْفَةِ وَزِيَادٌ بِالْبَصْرَةِ أَبَا عَبْدِ الرَّحْمٰنِ
مَا هٰذِهِ الْجَمَاعَةُ وَقَدْ أَعْطَيْتَ الْأَمِيْرَ مِنْ نَفْسِكَ
مَا قَدْ عَلِمْتَ ؟ فَقَالَ لِلرَّسُوْلِ تُنْكِرُوْنَ مَا
أَنْتُمْ فِيْهِ إِلَيْكَ وَرَاءَكَ أَوْسَعُ لَكَ فَكَتَبَ عَمْرُو
بْنُ حُرَيْثٍ بِذٰلِكَ إِلٰى زِيَادٍ وَكَتَبَ إِلَيْهِ إِنْ كَانَتْ

marfat.com

Marfat.com

لك حاجة بالكوفة فاعجل فاغذ زياد السير حتى قدم الكوفة فارسل الى عدى بن حاتم و جرير بن عبد الله البجلى و خالد بن عرفطة العذرى حليف بنى زهرة والى عدة من اشراف اهل الكوفة فارسلهم الى حجر بن عدى ليعذر اليه و ينهاه عن هذه الجماعة وان يكف لسانه عما يتكلم به فأتوه فلم يجبهم الى شيئ و لم يكلموا احد امنهم وجعل يقول يا غلام اعلف البكر قال و بكر فى ناحية الدار فقال له عدى بن حاتم أمجنون انت؟ اكلمك بما اكلمك به و انت تقول يا غلام اعلف البكر

؟ بلغ

الضحى كل ما ارى فنهض القوم عنه وأتوا زياداً فاخبروه ببعض و خزنوا بعضاً وحسنوا امره وسألوا زياداً الرفق به۔

(طبقات ابن سعد جلد ۶ ص ۲۱۸ مطبوعہ بیروت طبع جدید)

ترجمہ:

حجر بن عدی جناب علی المرتضیٰ کے ساتھیوں میں سے تھا جنگ جمل

marfat.com

Marfat.com

اور صفین میں ان کے ساتھ شریک ہوا۔ پھر جب زیاد بن ابی سفیان کوفہ کا گورنر بن کر آیا۔ تو اس نے حجر کو بُلوا بھیجا۔ آپ نے اسے کہا۔ تمہیں معلوم ہے۔ کہ میں تجھے جانتا ہوں۔ میں اور تم جس عقیدہ پر تھے۔ وہ بھی تجھے معلوم ہے۔ یعنی حضرت علی بن ابی طالب کے ہم دونوں شیدائی تھے۔ اب بات اور بن گئی ہے۔ تمہیں قسمیہ کہتا ہوں۔ کہ تم اگر میرے لیے خون کا ایک قطرہ بہاؤ گے میں تمہاری خاطر سارا خون گرا دوں گا۔ اپنی زبان گرفت میں رکھو۔ اور اپنا مقام و مرتبہ پہچانو۔ یہ میرا تخت ہے۔ اس پر آرام کرو۔ تمہاری ضروریات میں پوری کروں گا۔ تم اپنی جان مجھ سے محفوظ کر لو۔ میں تمہارا پروگرام اچھی طرح جانتا ہوں۔ اے ابو عبدالرحمن! تمہیں خدا کی قسم دلاتا ہوں۔ تم اپنی خود حفاظت کرو یہ بے وقوف لوگ جو بے وقوفی سے تجھے تیرے مقام سے گرانے کے درپے ہیں۔ اگر تو نے میری اہانت کی یا میرے حق کو اہمیت نہ دی۔ تو اپنی جان سے تو میرے نزدیک زیادہ عزیز نہ ہوگا۔ یہ سن کر حجر کہنے لگا۔ میں آپ کا مقصد سمجھ چکا ہوں۔ یہ کہہ کر گھر آگیا۔ یہاں اس کے شیعہ ساتھی آئے اور پوچھنے لگے۔ امیر نے تمہیں کیا کہا ہے۔؟ کہا یہ یہ بات کہی ہے۔

کہنے لگے کیا خوب نصیحت کی ہے۔ اس میں کچھ قابل اعتراض باتیں ہیں۔ شیعہ لوگ اس کی طرف آتے جاتے رہے۔ اور کہا کرتے تھے۔ کہ آپ ہمارے بزرگ ہیں۔ اور اس معاملہ

marfat.com
Marfat.com

میں انکار کرنا آپ کا حق بنتا ہے۔ حجر جب بھی مسجد میں آتا۔ تو یہ بھی اس کے ساتھ ہوتے عمرو بن حریث جو زیاد کی طرف سے کوفہ میں اس کے قائم مقام تھا اس نے حجر کی طرف پیغام بھیجا۔ کیونکہ خود زیاد ان دنوں بصرہ گیا ہوا تھا۔ پیغام میں کہا ابو عبدالرحمٰن! یہ سب کچھ کیا ہو رہا ہے؟ تمہیں امیر زیاد نے اپنی طرف سے جو کچھ کہا کہہ دیا۔ وہ تم کو یاد نہیں رہا۔ اس پیغام لانے والے کو کہا۔ لوگ تمہارا انکار کرتے ہیں تم جا تو تمہارا کام جانے۔ عمرو بن حریث نے یہ باتیں بصرہ میں زیاد کی طرف لکھ بھیجیں۔ اور لکھا۔ کہ جلدی سے کوفہ آجایئے۔ آپ کی بہت ضرورت ہے۔ زیاد جلدی سے کوفہ آگیا۔ اور عدی بن حاتم، جریر بن عبداللہ خالد بن عرفطہ اور دیگر اہل کوفہ کے جانے پہچانے آدمیوں کی طرف پیغام بھجوایا۔ اور انہیں اپنے ہاں بلوایا۔ پھر انہیں حجر بن عدی کی طرف بھیجا۔ کہ اسے سمجھائیں۔ اور ہماری طرف سے اتمام حجت کریں۔ اور کہیں کہ اس جماعت شیعہ کا ساتھ چھوڑ دو۔ اپنی زبان کو لگام دو۔ جب یہ رئیس لوگ حجر بن عدی کے پاس آئے۔ تو اس نے ان کی کسی بات کا جواب دینا گوارہ نہ کیا۔ اور بولا۔ اے غلام! اونٹ کو چارہ ڈال دے۔ اونٹ حویلی کے ایک کونہ میں تھا۔ یہ سن کر عدی بن حاتم نے کہا۔ کیا تم پاگل ہو گئے ہو؟ میں تم سے گفتگو کرتا ہوں۔ اور تم جواب دینے کی بجائے غلام کو حکم دیتے ہو۔ کہ اونٹ کو چارہ ڈالو۔ پھر عدی بن حاتم نے اپنے ساتھیوں سے کہا۔ اٹھو چلتے ہیں۔ اس شخص کو ضعف نے آگھیرا ہے۔ اس کے حواس درست نہیں رہے۔ لوگ اٹھ کر آگئے۔ اور زیاد کے پاس واپس آئے۔ اور حجر کی کچھ

marfat.com
Marfat.com

باتیں بنائیں۔ اور پھر سفارش کی کہ اس کے ساتھ نرمی برتی جائے۔

عبارت بالا سے درج ذیل امور ثابت ہوئے

۱۔ "حجر بن عدی" حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کے ان مخصوص شیعوں میں سے تھا۔ کہ آپ کے بغیر کسی سے روایت بھی نہ کرتا تھا۔

(طبقات جلد ۶ ص ۲۲۰)

۲۔ گورنر کوفہ زیاد نے حجر بن عدی کی ہر خواہش پوری کرنے کی ذمہ داری اٹھائی۔ اس شرط پر کہ وہ امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کی مخالفت ترک کر کے ان کی پیروی کرے۔

۳۔ زیاد نے حجر بن عدی کو سمجھایا۔ کہ تمہارے یہ ساتھی (شیعیان علی) بے وقوف ہیں۔ ان کی بے وقوفی کا شکار نہ کر کہیں نقصان نہ اٹھانا ان سے بچو۔

۴۔ زیاد نے جب کوفہ کے معززین کو حجر کے پاس بھیجا۔ کہ اُسے سمجھایا جائے۔ تو اس نے اُن کی باتوں کا مجنونانہ جواب دیا۔ اس پر بھی ان معززین نے زیاد کے پاس جا کر اس کے ساتھ نرمی کرنے کی سفارش کی۔

۵۔ حجر بن عدی کے پاس اس کے شیعہ اکٹھے ہو کر امیر معاویہ اور امام حسن کے بارے میں منصوبہ جات تیار کیا کرتے تھے۔

۶۔ یہی شیعہ جب اس کے ہاں جمع ہوتے تو اسے اپنا بزرگ اور رہنما

marfat.com
Marfat.com

کہتے۔ اور کہتے کہ امیر معاویہ کی خلافت کا انکار کرنا سب سے زیادہ حق آپ کا حق بنتا ہے۔

لمحۂ فکریہ:

ان تمام امور سے ثابت ہوتا ہے۔ کہ حجر بن عدی اگرچہ ابتداءً اچھی سیرت و کردار کے مالک تھے۔ لیکن رفتہ رفتہ جماعتِ شیعہ نے ان کو بہلا پھسلا کر خلیفہ وقت کی مخالفت اور پھر بغاوت تک پہنچا دیا۔ اور پھر مسلح ہو کر ان کو اپنی ہمدردیاں جتلائیں۔ جس سے یہ پھسل گئے۔ اور بیعت سے کنارہ کش ہو گئے۔ اس بات کا تذکرہ خود کتب شیعہ میں بھی موجود ہے ملاحظہ ہو۔

تاریخ ائمہ:

> حجر بن عدی مشاہیر صحابہ سے ہیں۔ جب زیاد عراق کا حاکم ہوا تو اس نے سختی اور بد چلنی شروع کی۔ تو حجر نے اس کی بیعت فسخ کر دی۔ تو شیعیان علی کی ایک جماعت اس کی پیرو ہو گئی۔
>
> (تاریخ ائمہ ص ۲۲۵ تذکرہ اصحاب امیر المومنین مطبوعہ لاھور)

اس تمام بحث سے ثابت ہوا۔ کہ حجر بن عدی نے امیر وقت اور خلیفہ وقت کے خلاف باغیانہ محاذ قائم کر رکھا تھا۔ اور ہر وقت مسلح افراد ان کے ساتھ ہوتے تھے۔ اور امیر کی بیعت بھی توڑ دی تھی۔ اب اس مقام پر

marfat.com
Marfat.com

ہم مناسب سمجھتے ہیں۔ کہ ایک باغی کے بارے میں فقہ جعفریہ سے کچھ اقتباسات پیش کریں۔ اس کی تعریف اور اس کا حکم درج ذیل حوالہ سے ملاحظہ ہو۔

بغاوت اور اس کی تعریف و حکم از کتب شیعہ

المبسوط:

قال اللہ تعالیٰ وان طائفتان من المؤمنین اقتتلوا فاصلحوا بینھما فان بغت احدیھما علی الاخریٰ فقاتلوا التی تبغی حتی تفیئ الی امر اللہ فان فاءت فاصلحوا بینھما بالعدل واقسطوا ان اللہ یحب المقسطین...... قالوا فی الآیۃ خمس فوائد احدھا ان البغاۃ علی الایمان لان اللہ سماھم مومنین الثانی وجوب قتالھم فقال «فقاتلوا التی تبغی» وھذا اصحیح عندنا

(مبسوط ج ۷ ص ۲۶۲ مطبوعہ طہران کتاب قتال اہل البغی)

ترجمہ:

قرآن کریم میں اللہ نے فرمایا۔ وان طائفتان الخ اگر مسلمانوں کے دو گروہ باہم لڑ پڑیں۔ تو ان کے مابین صلح کرا دیا کرو۔ پھر اگر ان میں سے ایک دوسرے کے خلاف بغاوت کرتا ہے تو باغی جماعت کو قتل کر دو۔ یا وہ اللہ کے حکم کی طرف لوٹ آئے

marfat.com
Marfat.com

اگر لوٹ آئے تو ان دونوں کے مابین عدل کرو۔ اللہ تعالیٰ یقیناً عدل کرنے والوں کو دوست رکھتا ہے۔

شیعہ علماء کہتے ہیں۔ کہ آیت بالا میں پانچ فائدے ہیں۔ پہلا یہ کہ باغی بہرحال مومن رہتا ہے۔ کیونکہ اللہ تعالیٰ نے انہیں مومن کہا ہے۔ دوسرا فائدہ یہ ہے کہ باغیوں کا قتل و قتال واجب ہے۔ اور ہم اہل تشیع کے ہاں یہ صحیح ہے۔

نوٹ:

یاد رہے کہ آیت بالا کے فوائد میں سے فائدہ اولیٰ کے تحت طوسی نے اپنا اجتہاد بھی دکھایا ہے۔ وہ یہ کہ آیت میں مومن سے مراد منافق ہے۔ لیکن یہ سیاق و سباق کے بالکل خلاف ہے۔ کیونکہ آیت مطلق ہے۔ اور سیاق و سباق کے طور پر کامل مومن کا ہی معنی درست نظر آتا ہے۔

باغیوں سے قتال واجب ہے

المبسوط:

ولا خلاف ایضا ان قتال اهل البغی واجب وقد قاتل ابو بکر طائفتین قاتل اهل الردة قوما ارتدوا بعد النبی صلی الله علیه وسلم وقاتل مانعی الزکوة وکانوا مومنین وانما منعوها بتاویل یدل علی ذالک ان ابا بکر لما ثبت علی قتالهم قال عمر کیف تقاتلهم وقد قال النبی صلی الله علیه وسلم

marfat.com
Marfat.com

امرت ان اقاتل الناس حتی یقولوا لا الہ الا اللہ فاذا قالوھا عصموا منی دماءھم واموالھم الا بحقھا وحسابھم علی اللہ فقال ابو بکر واللہ لا فرقت بین ما جمع اللہ ھذا من حقھا لو منعونی عقالاً مما یعطون رسول اللہ اقاتلھم علیھا..... فاذا ثبت قتال مانعی الزکوۃ کان قتال اھل البغی بذالک اولی۔

(المبسوط فی فقہ الامامیہ للسیوطی۔ جلد ۷ ص ۲۶۳ تا ۲۶۴ مطبوعہ مکتبہ مرتضویہ)

ترجمہ:

باغیوں کے قتال کے جواب میں کوئی اختلاف نہیں۔ ابوبکر صدیق نے دو گروہوں کے ساتھ لڑائی کی تھی۔ ایک گروہ وہ جو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد مرتد ہو گیا تھا۔ اور دوسرا زکوٰۃ کا انکار کرنے والا تھا۔ حالانکہ دونوں مومن تھے۔ اس سے منع ایک تاویل کے طور پر کیا گیا تھا۔ اس کی دلیل یہ ہے۔ کہ جب ابوبکر صدیق ان کے قتال پر ڈٹ گئے۔ تو عمر بن خطاب نے کہا۔ تم ان سے کیونکر قتال کرتے ہو۔ حالانکہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد گرامی ہے۔ مجھے لوگوں کے ساتھ قتال کا اس وقت تک حکم دیا گیا ہے جب تک وہ لا الہ الا اللہ نہیں کہہ لیتے۔ اور جب وہ یہ کہہ لیں۔ تو مجھ سے انہوں نے اپنا خون اور مال محفوظ کر لیا۔ ہاں اگر اس کے حصول

marfat.com
Marfat.com

کا کوئی حق ہوا تو پھر محفوظ نہ ہوں گے۔ بہر حال اُن کا معاملہ اللہ تعالیٰ کے سپرد ہے۔ یہ سُن کر ابوبکر صدیق نے کہا۔ خدا کی قسم! جسے اللہ تعالیٰ جمع کر دے میں اس میں تفریق نہیں ہونے دوں گا یہ اس کے حق میں سے ہے۔ اگر ان لوگوں نے اپنے مال میں سے ایک رسی بھی دینے سے انکار کیا وہ جو وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو دیا کرتے تھے۔ تو میں اس پر بھی ان سے قتال کروں گا۔ جبکہ زکوٰۃ ادا نہ کرنے والوں کے ساتھ قتال کا ثبوت موجود ہے۔ تو پھر باغیوں کے ساتھ بطریقِ اولیٰ ہوگا۔

المبسوط:

روي ابن عمر وسلمة بن اكوع و ابوهريرة ان النبي صلى الله عليه وسلم قال من حمل علينا السلاح فليس منا و روى عنه انه قال من خرج عن الطاعة وفارق الجماعة فميتته جاهلية و روى ابن عباس ان النبي صلى الله عليه وسلم قال من فارق الجماعة شبراً فقد خلع ربقة الاسلام عن عنقه

(المبسوط جلد ۱۰ ص ۱۲۳
كتاب قتال اهل البغي)

ترجمہ:

ابن عمر، سلمہ بن اکوع اور ابوہریرہ رضی اللہ عنہم بیان کرتے ہیں کہ

marfat.com
Marfat.com

حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ جس نے ہمارے خلاف ہتھیار اٹھائے۔ وُہ ہم سے نہیں۔ یہ بھی فرمایا۔ جو طاعت سے منہ پھیرے گا۔ اور جماعت سے جُدا ہو گا۔ وہ جاہلیت کی موت مرے گا ابن عباس فرماتے ہیں۔ کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ جس نے جماعت سے ایک بالشت بھر دُوری اختیار کی۔ اس نے اپنی گردن سے اسلام کی رسی اتار پھینکی۔

جس آدمی کی خلافت وامامت پر اجماع ہو جائے اس کی مخالفت بغاوت کہلاتی ہے

المبسوط

فان الامامة کانت بعد عثمان لعلی علیه السلام بلا خلاف وکل من خالفه فقد بغی علیه وخرج عن قبضة الامام ووجب قتالهم تسمیتهم بغاة عندنا ذم لانه کفر عندنا۔

(مبسوط جلد ہفتم ص ۲۶۴)

ترجمہ:

حضرت عثمان غنی کے بعد امامت بلا خلاف حضرت علی المرتضیٰ کی تھی۔ اور جس نے اس سے خلاف کیا۔ اس نے اُن پر بغاوت

marfat.com
Marfat.com

کی۔ اور امام کے پیروؤں میں سے نکل گیا۔ اور ان سے قتال واجب ہو گیا۔ ہمارے (اہل تشیع) نزدیک ایسے شخص کو باغی کہنا قابل مذمت ہے۔ کیونکہ ایسا کرنا ہم کفر سمجھتے ہیں۔ (لہٰذا وہ کافر ہے۔)

لمحہ فکریہ:

اہل تشیع کی معتبر کتاب المبسوط کے حوالہ جات سے "باغی" کے ساتھ سلوک واضح ہو گیا۔ اور یہ بھی پتہ چلا کہ باغی کسے کہتے ہیں۔ مختصر یہ کہ "باغی" وہ شخص ہے۔ جو متفقہ امام یا خلیفہ کی مخالفت کرے۔ اور وہ واجب القتل ہے۔ یہی عقیدہ اور قانون ہے کہ اہل تشیع امیر معاویہ کے خلاف حضرت علی کی جنگ کو سچا ثابت کرتے ہیں۔ اب جبکہ حسن و حسین وغیرہ نے امیر معاویہ کی بیعت کو تسلیم کر لیا۔ تو پھر ان سے مخالفت کرنے والے پر بھی وہی قانون لاگو ہونا چاہیئے۔ حجر بن عدی نے امیر معاویہ کی بیعت توڑ دی۔ شیعیان علی کے کہنے پر محاذ آرائی پر تیار ہوئے۔ بلکہ مقابلہ میں بھی آئے۔ پھر پکڑے گئے۔ اور قتل کر دیئے گئے۔ تو معلوم ہوا۔ کہ قانونِ بغاوت کے اعتبار سے جو کچھ ان کے ساتھ کیا گیا۔ وہ درست تھا۔ اور حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کے فعل کے مخالف نہیں تھا۔

marfat.com
Marfat.com

حضرت حجر بن عدی رضی اللہ عنہ
کا مرتبہ ، مقام اور فضائل

حضرت حجر بن عدی رضی اللہ عنہ ان جلیل القدر شخصیات میں سے تھے جنہیں صحابیت کے ساتھ ساتھ بڑی عزت کی نگاہ سے دیکھا جاتا تھا۔ سیدنا حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما ان کی بہت تعظیم و توقیر کیا کرتے تھے حضرات محدثین کرام نے ان کے مخصوص اعمال کو بطور حجت پیش کیا ہے۔ اس موضوع پر چند حوالہ جات پیش خدمت ہیں۔

الاستیعاب فی معرفۃ الاصحاب

عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ سِيرِيْنَ اَنَّهٗ كَانَ اِذَا سُئِلَ عَنِ الرَّكْعَتَيْنِ عِنْدَ الْقَتْلِ قَالَ صَلَّاهُمَا خُبَيْبٌ وَحَجَرٌ وَهُمَا فَاضِلَانِ۔

(الاستیعاب ص ۵۸ ج ۱
مطبوعہ بیروت طبع جدید)

ترجمہ:

جناب محمد بن سیرین رضی اللہ عنہ سے جب یہ سوال کیا جاتا کہ کیا قتل کا حکم ملنے کے بعد قتل ہونے والا دو رکعت نفل پڑھ سکتا ہے۔ تو آپ فرماتے۔ ہاں۔ حضرت خبیب اور حجر رضی اللہ عنہما

marfat.com
Marfat.com

نے یہ نماز پڑھی۔ اور یہ دونوں بزرگ صحابی تھے۔

الاستیعاب:

قال احمد قلت یحییٰ بن سلیمان ابلغك ان حجرا کان مستجاب الدعوة قال نعم وکان من افاضل اصحاب النبی صلی اللہ علیہ وسلم۔

(الاستیعاب ج ۱ ص ۳۵۸)

ترجمہ:

امام احمد فرماتے ہیں۔ کہ میں نے یحییٰ بن سلیمان سے پوچھا۔ کیا تمہیں معلوم ہے۔ کہ حجر بن عدی مستجاب الدعوات تھے؟ فرمانے لگے۔ ہاں۔ وہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے بزرگ صحابہ میں سے تھے۔

البدایۃ والنہایۃ

قال المرزبانی قد روی ان حجر بن عدی وفد الی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مع اخیہ ھانی بن عدی وکان ھذا الرجل من عباد الناس وزھادھم وکان بارًّا بامہ وکان کثیر الصلوة والصیام قال ابو معشر ما احدث قط الا توضاء الا صلّٰی رکعتین --- ھکذا قال غیر واحد من الناس۔

(البدایۃ والنہایۃ جلد ۸ ص ۵۰ ۱۵۱م)

marfat.com
Marfat.com

ترجمہ:

روایت ہے۔ کہ حجر بن عدی اپنے بھائی ہانی بن عدی کے ساتھ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس حاضر ہوئے۔ آپ (حجر بن عدی) بہت بڑے عبادت گزار اور زاہد تھے۔ اپنی والدہ کے نہایت فرمانبردار۔ بہت زیادہ صوم وصلوٰۃ ادا کرنے والے تھے۔ ابو معشر کا کہنا ہے۔ کہ ان کا جب بھی وضو ٹوٹتا فوراً تازہ وضو کے بعد دو رکعت تحیۃ الوضو ادا کرتے تھے۔ یہی باتیں کئی ایک لوگوں نے بیان کی ہیں۔

marfat.com

Marfat.com

حجر بن عدی نے قتل ہونے سے پہلے دوگانہ ادا کیا

تاریخ طبری:

ثم ان حجرا قال لهم دعوني اتوضاء قالوا له توضاء فلما ان توضاء قال لهم دعوني اصل ركعتين فايمن الله ما توضأت قط الا صليت ركعتين قالوا فصل فصلى ثم انصرف فقال والله ما صليت صلوة قط اقصر منها ولولا ان تروا ان ما بي جزع من الموت لاحببت ان استكثر منها قال اللهم انا نستعيذ بك على امتنا فان اهل الكوفة شهدوا علينا وان اهل الشام يقتلوننا۔

(طبری جلد ۶ ص ۱۴۵ سنہ ۵۱ھ)

ترجمہ:

قتل کرنے والوں کو حجر بن عدی نے کہا مجھے وضو کرنے کی اجازت دو۔ انہوں نے اجازت دے دی۔ وضو کے بعد انہوں نے کہا۔ اب مجھے دو رکعت پڑھنے کی بھی مہلت دو۔

marfat.com
Marfat.com

خدا کی قسم! میں نے ہر وضوء کے بعد آج تک دو رکعت تحیۃ الوضوء نہیں چھوڑی۔ آپ نے اجازت ملنے پر دوگانہ ادا کیا۔ پھر فرمایا خدا کی قسم! اس نماز سے مختصر نماز میں نے آج تک ادا نہ کی۔ اگر تم یہ نہ سوچتے۔ کہ حجر نے موت کے ڈر سے نماز لمبی کر دی۔ تو میں خوب لمبی نماز ادا کرتا۔ نماز کے بعد اللہ کے حضور یوں دعا کی۔ اے اللہ! ہم اپنے شیعوں کے خلاف تجھ سے مدد کے طلب گار ہیں۔ کوفیوں نے ہمارے خلاف گواہیاں دیں۔ اور شامیوں نے ہمیں قتل کیا۔

بطور نمونہ چند حوالہ جات آپ نے ملاحظہ کیے۔ جناب حجر بن عدی رضی اللہ عنہ کیسی بزرگ شخصیت تھے۔ بہت بڑے عابد، زاہد، ہر وقت باوضو رہنے والے، والدہ کے تابع فرمان اور شب بیدار تھے۔ لیکن شیعیانِ علی نے انہیں اپنے جال میں پھنسا کر خلیفہ وقت کے خلاف بغاوت پر آمادہ کر دیا بالآخر یہ اپنے مقصد میں کامیاب ہو گئے۔ اور شہید ہوتے وقت اپنے شیعوں کے کردار کو واضح کر گئے۔ اس دھوکہ دہی اور جھوٹی حمایت کی وجہ سے جب ان کی شہادت ہوئی۔ تو دیگر صحابہ کرام نے اس پر افسوس بھی کیا۔ اور بعض نے ان کے بچانے کی کوشش بھی فرمائی۔ چند حوالہ جات ملاحظہ ہوں

پ

marfat.com
Marfat.com

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ کا افسوس اور ان کے قتل پر رونا

الاصابۃ فی تمیز الصحابۃ:

عن نافع قال لما انطلق بحجر بن عدی کان ابن عمر یتخبر عنہ فاخبر بقتلہ وھو بالسوق فاطلق حبوتہ وولی وھو یبکی۔

(الاصابۃ ص ۳۱۵ جلد ۱ حرف الحاء القسم الاول)

ترجمہ:

نافع کہتے ہیں۔ کہ جب زیاد نے حجر بن عدی کو گرفتار کر کے امیر معاویہ کے پاس بھیجا۔ تو عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ ان کے بارے میں پوچھتے رہتے۔ پھر جب انہیں ان کی شہادت کی خبر دی گئی۔ آپ اس وقت بازار میں تھے۔ تو چادر کو کھول کر روتے ہوئے واپس آگئے۔

marfat.com
Marfat.com

سیّدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا نے ان کے بچانے میں کوشش فرمائی

البدایۃ والنہایۃ

ثم او فدهم الی معاویۃ و بلغ الخبر عائشۃ فارسلت عبد الرحمٰن بن الحارث بن هشام الی معاویۃ تسألہ ان یخلی سبیلهم فلما دخلوا علی معاویۃ قرأ کتاب زیاد فقال معاویۃ اخرجوا بهم الی عذراء فاقتلوهم هناك فذهبوا بهم ثم قتلوا منهم سبعۃ واطلقوا السبعۃ الباقین ولكن كان حجر فیمن قتل فی السبعۃ الاول۔

(البدایۃ والنہایہ ص ۵۴ جلد اول)

ترجمہ:

سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا نے عبد الرحمٰن بن حارث کو امیر معاویہ کی طرف بھیجا۔ اور سفارش کی۔ کہ حجر بن عدی کو معاف کر دیا جائے۔ جب یہ لوگ امیر معاویہ کے پاس پہنچے۔ آپ نے زیاد کا رقعہ پڑھا۔ تو معاویہ نے کہا۔ انہیں مقام عذرا لے

marfat.com
Marfat.com

طرف سے جا کر قتل کر دو۔ چنانچہ انہیں وہاں پہنچا یا گیا۔ پھر ان میں سے سات کو قتل کیا گیا۔ اور سات کو چھوڑ دیا گیا۔ لیکن حجر بن عدی ان سات میں تھے جنہیں قتل کیا گیا تھا۔

حضرت ربیع نے حجر کے قتل ہونے کی خبر سن کر اپنے وصال کی دعا کی

تاریخ طبری:

ثم خرج فی ثیاب بیاض فی یوم جمعة فقال ایها الناس انی قد مللت الحیاة وانی داع بدعوة فامنوا ثم رفع یدهٗ بعد الصلوة وقال اللهم ان کان لی عندك خیر فاقبضنی الیك عاجلا وامن الناس فخرج فلا توارت ثیابه حتّٰی سقط فحمل الی بیته واستخلف ابنه عبد الله ومات من یومه۔

(الطبری جلد ۵ ص ۱۶۳ ۵۳ھ)

ترجمہ:

پھر حضرت ربیع سفید کپڑے زیب تن کر کے جمعہ کے لیے تشریف لائے۔ اور کہا۔ لوگو! میں زندگی سے پریشان آ گیا ہوں۔ اور دیکھو میں ایک دعا کرتا ہوں۔ تم سب آمین کہنا۔ یہ کہہ کر آپ نے

marfat.com
Marfat.com

دعا کے لیے ہاتھ بلند کیے۔ اور نماز کے بعد یوں کیا۔ اے اللہ! اگر میرے لیے تیری بارگاہ میں بہتری ہے۔ تو میری روح قبض فرمالے۔ اور بہت جلد مجھے اپنے پاس بلا لے۔ لوگوں نے آمین کہی۔ آپ مسجد سے نکلے۔ ابھی کپڑے سنبھالنے نہیں پائے تھے کہ زمین پر گر گئے۔ لوگوں نے آپ کو (مردہ حالت میں) اٹھایا۔ اور گھر پہنچا دیا۔ آپ نے اپنے پیچھے اپنا بیٹا عبداللہ چھوڑا۔ اور اسی دن فوت ہو گئے۔

الاستيعاب

و لما بلغ الربيع بن زياد الحارثي من بني الحرث بن كعب و كان فاضلا جليلا و كان عاملا لمعاوية على خراسان و كان الحسن بن ابي الحسن كاتبه فلما بلغه قتل معاوية حجر بن عدى دعا الله عز و جل فقال اللهم ان كان للربيع عندك خير فاقبضه اليك وعجل فلم يبرح من مجلسه حتى مات و كان قتل معاوية لحجر بن عدى بن الادبر سنة احدى وخمسين

(الاستیعاب ص ۳۵۹/الجزء الاوّل)

ترجمہ:

جب حضرت ربیع بن زیاد حارثی کو حضرت حجر بن عدی کے

marfat.com

Marfat.com

قتل کی خبر پہنچی۔ آپ (ربیع بن زیاد) بڑے فاضل اور جلیل القدر صحابی تھے۔ حضرت معاویہ کی طرف سے خراسان کے گورنر تھے حسن بن ابی الحسن ان کا کاتب تھا۔ خبر قتل سن کر اللہ تعالیٰ سے دعا کی۔ اے اللہ! اگر ربیع کے لیے تیرے ہاں خیر ہے۔ تو اُسے فوراً اپنی طرف بُلا لے۔ یہ کہہ کر آپ مجلس سے ابھی نہیں اٹھے تھے۔ کہ انتقال کر گئے۔ حضرت امیر معاویہ نے جناب حجر بن عدی رضی اللہ عنہ کو ۵۱ھ میں قتل کیا تھا۔

خود امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کو بھی حجر بن عدی کے قتل پر صدمہ ہوا

تاریخ طبری

قالت یا معاویۃ اما خشیت اللہ فی قتل حجر واصحابہ قال لست انا قتلتھم انما قتلھم من شھد علیھم...... وزعموا ان معاویۃ قال عند موتہ یوم لی من ابن الادبر طویل ثلاث مرات یعنی حجراً۔

(الطبری ص ۱۵۷ جلد ۵ مطبوعہ بیروت)

ترجمہ:

جب امیر معاویہ رضی اللہ عنہ سیدہ عائشہ صدیقہ کے ہاں آئے

marfat.com
Marfat.com

تو مائی صاحبہ نے انہیں پوچھا، حجر بن عدی اور ان کے ساتھیوں کے قتل کرتے وقت تمہیں خوفِ خدا نہ آیا؟ کہنے لگے۔ میں نے انہیں قتل نہیں کیا۔ انہیں تو ان کے گواہوں نے مروایا ہے لوگوں کا خیال ہے۔ کہ حضرت معاویہ نے اپنی موت کے وقت تین مرتبہ کہا تھا۔ اے حجر! تیری وجہ سے میری موت کا دن لمبا ہو گیا۔

کامل ابن اثیر:

قَالَ ابْنُ سِيْرِيْنَ بَلَغَنَا اَنَّ مَعَاوِيَةَ لَمَّا حَضَرَتْهُ الْوَفَاتُ جَعَلَ يَقُوْلُ يَوْمِيْ مِنْكَ يَا حَجَرُ طَوِيْلٌ۔

(ابن اثیر جلد سوم ص ۴۸۸)

ترجمہ:

ابن سیرین کہتے ہیں۔ ہمیں یہ خبر ملی کہ جب امیر معاویہ کی موت قریب ہوئی۔ تو انہوں نے یہ کہنا شروع کر دیا۔ اے حجر! تیری وجہ سے میرا دن لمبا ہو گیا۔

لمحۂ فکریہ:

سیّدنا حضرت حجر بن عدی رضی اللہ عنہ کی جلالت و بزرگی اپنی جگہ مسلّم تھی اس کا کوئی بھی انکار نہیں کر سکتا۔ اسی وجہ سے بہت سے جلیل القدر صحابہ کرام کو آپ کی شہادت پر دلی صدمہ ہوا۔ مائی صاحبہ سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا

marfat.com
Marfat.com

نے ان کی رہائی کی سفارش بھی کی۔ جو امیر معاویہ نے منظور بھی کر لی تھی۔ لیکن یہ اس وقت جام شہادت نوش کر چکے تھے۔ خود امیر معاویہ رضی اللہ عنہ بھی اس قتل پر خوش نہ تھے۔ اسی لیے ان کے قتل کا سارا بوجھ ان کے خلاف گواہی دینے والے ان کے شیعوں پر آپ نے ڈالا۔ اور آخری وقت بھی آپ اس قتل کو نہ بھول سکے۔ اور فرماتے رہے کہ حجر بن عدی کی وجہ سے میرا دن لمبا ہوتا جا رہا ہے۔ بہرحال آپ نے بامر مجبوری ان کو قتل کروایا۔

حضرت امیر معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی بردباری اور تحمل کا مختصر نمونہ

سیدنا امیر معاویہ رضی اللہ عنہ اپنے حوصلہ اور بردباری کے لحاظ سے صحابہ کرام میں معروف و مشہور تھے۔ سختیوں کے پہاڑ ٹوٹ پڑیں مصائب کی آندھیاں چل پڑیں۔ لیکن آپ کمال تحمل سے کام لیتے۔ اسی تحمل اور بردباری کے بارے میں سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا نے ان سے دریافت کیا۔ کہ اے معاویہ! حجر بن عدی کے بارے میں آپ نے بردباری کا مظاہرہ کیوں نہ کیا؟

ناسخ التواریخ:

قَالَ لِاَنَّ اللّٰہَ تَعَالٰی بَعَثَ مُحَمَّدًا صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ فَکَذَّبْتُمُوْہُ وَسَفَّہْتُمُوْہُ

marfat.com
Marfat.com

وجعلتموہ مجنونا فآویناہ و نصرناہ فانزل الله و الذین آووا و نصروا اولئک ھم المؤمنون حقا وکان النبی صلی الله علیہ وسلم محسنا لنا متجاوزا عن سیئاتنا فلم لم تفعل انت کذالک کاتک خالفت رسول الله
معاویہ لختے سر بگریباں بردبس آغاز سخن کرد و گفت فصیح تر در زبان عرب کیست طرماخ گفت مائیم ای معاویہ گفت از کجا گوئی گفت امراء القیس بن حجر الکندی از ماست ....
دیگر بار معاویہ لختے خاموش بنشست پس سر برداشت و گفت قوی ترمرد در عرب کیست طرماخ گفت مائیم ای معاویہ گفت از کجا گوئی گفت عمرو بن معدیکرب زبیدی فارس شجعان است در جاہلیت و در اسلام چنانکہ رسول خدا فرمود معاویہ گفت اے طرماخ تو کجا بودی کہ او را دست بگردن بستہ آوردند گفت کدام کس او را مغلول ومقہور کرد گفت علی بن ابی طالب قال الطرماخ واللہ لو عرفت مقام لسلمت الیہ الخلافۃ ولا طمعت فیہا ابدا۔
معاویہ در خشم شد و گفت اے عجوزہ یمن با من احتجاج میکنی ؟
قال نعم احجک یا عجوز مضر لان عجوز الیمن بلقیس امنت باللہ و تزوجت نبیہ سلیمان ابن داؤد علیہ السلام و عجوز مضر جدتک التی قال اللہ فی حقھا امراتہ حمالۃ الحطب فی جیدھا حبل من مسد ۔ ایں وقت معاویہ زمانے بیندیشید

marfat.com
Marfat.com

آنگاروئے بطرماح کرد وگفت خداوند ترا جزائے خیر دہاد کہ مرے خردمند ہستی ورفت گان خود را شاد کردی۔ وادرا بعطائے لائق شاد خاطر ساخت ورخصت انصراف داد۔

(ناسخ التواریخ جز اول از جلد پنجم
در حالات امام حسن ص ۲۷۴-۲۷۵)

ترجمہ:

طرماخ بن عدی بن حاتم ایک شیعہ تھا۔ امیر معاویہ سے اس کا مکالمہ صاحب ناسخ التواریخ نے ذکر کیا۔ امیر معاویہ نے اس سے پوچھا۔ کہ عرب میں سب سے پہلے اسلام کون لایا۔ طرماخ نے کہا ہم نے اسلام سب سے پہلے قبول کیا۔ امیر معاویہ نے دلیل پوچھی۔ تو طرماخ بولا۔ اللہ تعالیٰ نے رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو مبعوث فرمایا۔ تم نے ان کی تکذیب کی۔ انہیں بے وقوف کہا۔ انہیں دیوانہ کا خطاب دیا۔ ہم ہیں کہ انہیں ہم نے ٹھکانہ دیا۔ ان کی مدد کی جس پر اللہ تعالیٰ نے یہ آیت اتاری۔ "اور وہ لوگ جنہوں نے اُن کی مدد کی اور ان کو جگہ دی وہی سچے پکے مومن ہیں۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم ہمارے محسن تھے۔ ہماری غلطیوں سے درگزر فرماتے تھے۔ تم نے ایسا کیوں نہ کیا۔ گویا تم نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی مخالفت کی ہے یہ سُن کر حضرت معاویہ کچھ دیر کے لیے سوچ میں ڈوب گئے۔ پھر سر اٹھایا اور پوچھا۔ عرب میں فصیح تر کون ہوا ہے۔ طرماخ نے کہا۔ ہم۔ پوچھا کیا دلیل ہے۔ کہنے لگا۔ امرؤ القیس بن کندی ہم میں سے تھا۔ معاویہ پھر کچھ دیر خاموش ہو گئے۔ پھر سر اٹھایا اور

marfat.com
Marfat.com

پوچھا۔ عرب میں سے طاقتور ترین کون ہوا۔ طرماح بولا۔ ہم۔ پوچھا دلیل کیا ہے۔ کہنے لگا۔ عمرو معدیکرب عرب کا بہادر ترین آدمی تھا جاہلیت اور اسلام میں اس کا کوئی ثانی نہ تھا۔ جیسا کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے۔ امیر معاویہ نے پوچھا۔ تو اس وقت کہاں تھا۔ جب اس پہلوان کے ہاتھ گردن پر باندھ کر لایا گیا تھا۔ پوچھنے لگا۔ کس نے اس پہلوان کو پچھاڑا تھا۔ اور کون اس پر غالب آیا تھا معاویہ کہنے لگے۔ ان کا نام علی بن ابی طالب ہے۔ یہ سن کر طرماح بولا۔ خدا کی قسم! اگر تو اس کے مرتبہ ومقام کو سمجھتا تو خلافت اس کے سپرد کر دیتا۔ اور اس کا کبھی لالچ نہ کرتا۔ حضرت معاویہ کو غصہ آگیا۔ اور کہنے لگے۔ اے یمنی بوڑھے مجھ پر حجت بازی کرتا ہے؟ طرماح بولا۔ ہاں۔ اے مضر کے بوڑھے۔ کیوں نہ کروں۔ کیونکہ یمنی بوڑھی بلقیس نامی نے اللہ پر ایمان لا کر اس کے نبی حضرت سلیمان سے شادی کر لی تھی۔ اور مضر کی بڑھیا جو تمہاری دادی تھی اللہ تعالیٰ نے اس کے بارے میں فرمایا۔ ابولہب کی بیوی ایندھن اٹھائے ہوئے ہو گی۔ اس کی گردن میں بان کی رسی پڑے گی۔ اسی وقت حضرت معاویہ کچھ دیر سوچ میں پڑ گئے۔ پھر طرماح کی طرف منہ کر کے بولے۔ اللہ تعالیٰ تجھے جزائے خیر دے۔ تو عقلمند آدمی ہے۔ اور اپنے گزرے ہوئے آباؤ اجداد کو تو نے خوش کر دیا ہے۔ پھر اسے دل خوش کر کے اس کے لائق انعام دیکر رخصت فرمایا۔

٭

marfat.com
Marfat.com

ناسخ التواریخ:

درہم دراں سال بعضی از خراج مملکت یمن را بسوئی معاویہ حمل میدادند چوں حاملان خراج بمدینہ رسیدند حسین بن علی علیہ السلام فرمان داد تا آں اموال و اثقال را ماخوذ داشتند و آں جملہ را بر اہل بیت خود بخش دوستان خود بخش فرمود و بسوئے معاویہ بدیں گونہ مکتوب کرد و بدو فرستاد۔

مِنَ الْحُسَيْنِ بْنِ عَلِيٍّ عَلَيْهِ السَّلَامُ إِلَى مُعَاوِيَةَ بْنِ أَبِي سُفْيَانَ أَمَّا بَعْدُ فَإِنَّ عِيْرًا مَرَّتْ بِنَا مِنَ الْيَمَنِ تَحْمِلُ مَالًا وَحُلَلًا وَعَنْبَرًا وَطِيْبًا إِلَيْكَ لِتُودِعَهَا خَزَائِنَ دِمَشْقَ وَتَعُلَّ بِهَا بَعْدَ النَّهَلِ بَنِي أَبِيْكَ وَإِنِّي احْتَجْتُ إِلَيْهَا فَأَخَذْتُهَا وَالسَّلَامُ

چوں ایں مکتوب بمعاویہ رسید در پاسخ نوشت۔ مِنْ عِنْدِ عَبْدِ اللّٰهِ مُعَاوِيَةَ أَمِيْرِ الْمُؤْمِنِيْنَ إِلَى الْحُسَيْنِ بْنِ عَلِيٍّ سَلَامٌ عَلَيْكَ أَمَّا بَعْدُ فَإِنَّ كِتَابَكَ وَرَدَ عَلَيَّ تَذْكُرُ أَنَّ عِيْرًا مَرَّتْ بِكَ مِنَ الْيَمَنِ تَحْمِلُ مَالًا وَحُلَلًا وَعَنْبَرًا وَطِيْبًا إِلَيَّ لِأُوْدِعَهَا خَزَائِنَ دِمَشْقَ وَأَعُلَّ بِهَا بَعْدَ النَّهَلِ بَنِي أَبِي وَإِنَّكَ احْتَجْتَ إِلَيْهَا فَأَخَذْتَهَا۔ وَلَمْ تَكُنْ جَدِيْرًا بِأَخْذِهَا إِذْ نَسَبْتَهَا إِلَيَّ لِأَنَّ الْوَالِيَ أَحَقُّ بِالْمَالِ ثُمَّ عَلَيْهِ الْمَخْرَجُ مِنْهُ وَأَيْمُ اللّٰهِ لَوْ تَرَكْتَ ذَالِكَ حَتّٰى صَارَ

marfat.com
Marfat.com

اِنِّیْ لَمْ اَنْجُسْكَ حَظَّكَ عَنْهُ وَلٰكِنِّیْ قَدْ
ظَنَنْتُ یَا ابْنَ اَخِیْ اَنَّ فِیْ رَأْسِكَ نَزْوَةً و بودی
اِنْ یَكُوْنُ ذَالِكَ فِیْ زمانی فاعرف لك قَدْرَكَ
وَاَتَجَاوَزُ عَنْ ذَالِكَ وَلٰكِنِّیْ وَاللّٰهِ اَتَخَوَّفُ اَنْ
تُبْتَلٰی بِمَنْ لَا یُنْظِرُكَ فُوَاقَ نَاقَةٍ۔

(ناسخ التواریخ احوال امام حسین جزء اول ازجلد ششم

ص ۱۹۵)

ترجمہ:

اسی سال یمن کے خراج سے لدے ہوئے کچھ اونٹ حکومت کے آدمی امیر معاویہ کے پاس لا رہے تھے۔ جب یہ مدینہ منورہ پہنچے تو امام حسین رضی اللہ عنہ نے انہیں روک لیا۔ اور یہ تمام سامان اپنے دوستوں، عزیزوں وغیرہ میں تقسیم کر دیا۔ اور امیر معاویہ کی طرف ایک رقعہ لکھا۔ "یہ خط حسین بن علی کی طرف سے معاویہ بن سفیان کی طرف ہے۔ اللہ تعالےٰ کی حمد و ثنا کے بعد گزارش ہے کہ ایک قافلہ یمن سے خراج لے کر تمہارے پاس آ رہا تھا۔ اس میں جواہر و قیمتی لباس وغیرہ تھا۔ تم اُسے دمشق میں اپنے خزانے میں رکھ لیتے۔ اور اپنے ساتھیوں میں تقسیم کر دیتے۔ لیکن مجھے ضرورت تھی۔ اسی لیے میں نے اُن سے لے کر باہم تقسیم کر دیا ہے۔ والسلام۔

جب یہ خط امیر معاویہ کے پاس پہنچا۔ تو انہوں نے اس کے جواب میں لکھا۔ یہ خط اللہ کے بندے امیر المؤمنین معاویہ کی

marfat.com
Marfat.com

طرف سے حسین بن علی کی طرف سے ہے۔ سلام کے بعد گزارش ہے کہ آپ کا رقعہ ملا۔ جس میں یمنی خراج کا ذکر تھا۔ بہر حال جو کچھ آپ نے کیا۔ وہ درست تھا۔ اور جو آپ نے کیا۔ وہ آپ کی شان کے لائق نہ تھا۔ کیونکہ وہ میری طرف آرہا تھا۔ لہٰذا اُسے مجھ تک ہی پہنچنا چاہیے تھا۔ کیونکہ والی کا حق زیادہ ہوتا ہے۔ اور پھر اس کی ذمہ داری ہے کہ وہ مستحقین میں تقسیم کرے۔ اگر آپ اس قافلہ کو چھوڑ دیتے۔ اور وہ میرے پاس پہنچ جاتا۔ تو میں یقیناً آپ کے حصہ میں بخل نہ کرتا لیکن مجھے گمان ہے۔ کہ اے بھتیجے! آپ کے ذہن شریف میں میری دوستی کا کوئی خیال نہیں ہے۔ اور مجھے تمہاری دوستی کا شدید خیال ہے۔ اس لیے میں آپ کی قدر و منزلت کے پیش نظر آپ کے اس فعل سے درگزر کرتا ہوں۔ کبھی اس پر شکوہ نہ کروں گا لیکن مجھے خدشہ ہے۔ کہ آپ کا واسطہ کہیں ایسے آدمی سے نہ پڑ جائے جو آپ کو اونٹنی کے تھنوں سے دودھ نکالنے تک کی مہلت بھی نہ دے گا۔ اس مضمون کے بعد جناب امیر معاویہ رضی اللہ عنہ نے اس واقعہ پر چند اشعار بھی تحریر فرمائے۔ جو درج ذیل ہیں۔

يَا حُسَيْنَ بْنَ عَلِيٍّ لَيْسَ مَا جِئْتَ بِالسَّائِغِ يَوْمًا فِي الْعَلَلْ
أَخْذُكَ الْمَالَ وَلَمْ تُؤْمَرْ بِهِ إِنَّ هٰذَا مِنْ حُسَيْنٍ لَعَجَلْ
قَدْ أَجَزْنَاهُمْ وَلَمْ نَغْضَبْ لَهَا وَاحْتَمَلْنَا مِنْ حُسَيْنٍ مَا فَعَلْ
يَا حُسَيْنَ بْنَ عَلِيٍّ ذَا الْأَمَلْ لَكَ بَعْدِي وَثْبَةٌ لَا تُحْتَمَلْ
وَبِوُدِّي أَنَّنِي شَاهِدُهَا وَإِلَيْهَا مِنْكَ بِالْخُلْقِ الْأَجَلْ
إِنَّنِي أَرْهَبُ أَنْ تُصْلَى بِمَنْ عِنْدَهُ قَدْ سَبَقَ السَّيْفُ الْعَذَلْ

marfat.com
Marfat.com

ترجمہ:

اے حسین بن علی! آپ ایسی شراب نہیں جس کو بار بار خوشی کے ساتھ گلے سے نیچے اتارا جا سکے۔

آپ کا مال کو قبضہ میں لے لینا۔ جبکہ آپ کو اس کا حکم نہ تھا یہ عجلت بازی ہے۔

میں اسے درگزر کرتا ہوں۔ ناراضگی ختم کرتا ہوں۔ اور جو کچھ آپ نے کیا ہم نے اُسے برداشت کیا۔

اے حسین بن علی! آپ پر اُمید ہیں۔ لیکن میرے بعد آپ کے طویل حملے کو کوئی برداشت نہ کرے گا۔

مجھے اپنی محبت کی قسم! میں اس حکومت کا والی ہوں۔ اور اس منصب کے لیے بڑے اخلاق کی ضرورت ہوتی ہے۔

آپ کے بارے میں فکرمند ہوں کہ آپ کا میرے بعد ایک ایسے آدمی سے واسطہ پڑے گا۔ جس کے لیے ذلت کی تلوار سبقت کر چکی ہے۔

ان واقعات سے درج ذیل باتیں ثابت ہوئی ہیں

۱۔ جناب امیر معاویہ رضی اللہ عنہ اس بات کے قائل تھے۔ کہ علی المرتضیٰ کے بہت سے فضائل ہیں۔

۲۔ طرماح کی بے تکی باتوں کے مقابلہ میں امیر معاویہ کی انتہا درجہ کی بردباری

marfat.com

Marfat.com

نظر آتی ہے۔
۳۔ آپ نے طرماخ کو اس پر بھی انعام دیا۔ کیونکہ اس نے حق بیان کیا تھا حالانکہ وہ ان کی توہین کر چکا تھا۔
۴۔ امام حسین نے یمنی قافلہ کو روک کر لاکھوں کا سامان قبضہ میں لے کر اپنوں میں تقسیم کر دیا۔ حالانکہ وہ امیر معاویہ کی طرف جا رہا تھا۔ اس پر بھی امیر معاویہ نے کوئی اعتراض نہ کیا۔ اور انہیں اس کی اجازت دے دی۔
۵۔ امیر معاویہ یہ بھی جانتے تھے۔ کہ جیسا بردباری کا میں نے امام حسین سے مظاہرہ کیا۔ شائد ہی کوئی دوسرا کرے۔
۶۔ امیر معاویہ نے امام حسین کی قدر و منزلت کا اقرار کیا۔ آخر وہ نواسۂ رسول تھے۔ اور اس سے امیر معاویہ کا احترام آل بیت ثابت ہوتا ہے۔

الحاصل:

حجر بن عدی رضی اللہ عنہ کے متعلق امیر معاویہ پر طعن کا خلاصہ یہ تھا۔ کہ امیر معاویہ نے اس جلیل القدر صحابی، صوم و صلوٰۃ کے پابند اور نہایت متقی اور پرہیزگاری شخص کو صرف اس لیے قتل کر دیا۔ کہ ان کے دل میں حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ سے محبت تھی۔ نہیں یہ ہرگز نہیں۔ بلکہ جہاں یہ حضرت علی المرتضیٰ سے اس قدر محبت رکھتے تھے۔ کہ ان کے سوا کسی کی روایت ذکر نہ کرتے۔ وہاں حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ کے قاتلوں سے قصاص کے زبردست حامی تھے۔ قاتلانِ عثمان پر خود حضرت علی المرتضیٰ بھی لعن طعن کرتے تھے۔ لیکن حالات ایسے بن چکے تھے۔ کہ ایک خاص طریقہ سے حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کو فوری قصاص نہ لینے کی وجہ سے

marfat.com
Marfat.com

لوگ قاتلانِ عثمان میں ان کو شمار کرتے تھے۔ پھر جب کوئی شخص قاتلانِ عثمان پر لعن طعن کرتا۔ تو سمجھا یہ جاتا۔ کہ ایسا کرنے والا اس طعن لعن میں حضرت علی المرتضی کو بھی شامل کر رہا ہے۔ اس لیے پھر اس کو جوابی لعن طعن کا سامنا کرنا پڑتا۔ شیعیانِ علی نے جب حجر بن عدی کو دیکھا۔ کہ یہ شخص مغیرہ بن شعبہ، زیاد اور وقت کے خلیفہ معاویہ کے خلاف ہے۔ اور علی المرتضے کا شیدائی ہے۔ تو انہوں نے اس کے ارد گرد جمع ہونا شروع کر دیا۔ اور انہیں اپنی ہر ممکن امداد کا یقین دلا کر انہیں معاذ آرائی کی طرف لے جانے کی کوشش کی۔ اور خود مسلح ہو کر ان کے ساتھ رہنا شروع کر دیا۔ مغیرہ اور زیاد گورنرانِ کوفہ کے ساتھ حجر بن عدی کا جھگڑا بھی ہوا۔ انہیں دوران خطبہ کنکریاں تک ماریں ان کے لوگوں سے ٹکر بھی لی۔ پھر نوبت یہاں تک پہنچا دی۔ کہ ان شیعیانِ علی نے حجر بن عدی کو اس بات پر تیار کر لیا۔ کہ آپ امیر معاویہ کی بیعت توڑ دیں۔ اور ان کی حکومت و امارت کا انکار کر دیں سب سے زیادہ آپ کا حق بنتا ہے اب انہوں نے زیاد کی بیعت توڑ دی۔ پھر جب گرفتاری کے لیے زیاد نے آدمی بھیجے۔ تو دونوں فریقوں میں پتھروں اور لاٹھیوں کا تبادلہ بھی ہوا۔ پھر ایسا وقت بھی آیا۔ کہ شیعیانِ علی دم دبا کر بھاگ نکلے۔ اور حجر بن عدی بمعہ چند اور ساتھیوں کے گرفتار کر لیے گئے۔ اور انہیں امیر معاویہ کے پاس بھیجا گیا۔ یہ شیعیانِ علی اور کوفی لوگوں کی پرانی ریت رہی ہے۔ کہ وقت آنے پر آنکھیں پھیر لیتے ہیں۔ امام مسلم ان کے خطوط پر کوفہ گئے۔ ہزاروں نے ان کی بیعت کی۔ پھر ابن زیاد کی دھمکی سے سب پھر گئے۔ اور بالآخر انہیں شہید کر دیا۔ انہوں نے امام حسین کو بیعت کے لیے بلوایا۔ اور پھر انہوں نے انہیں شہید کر دیا۔ قَدْ خَذَ لَتْنَا شِیْعَتُنَا،، امام حسین کے الفاظ

marfat.com
Marfat.com

صاف صاف ان کے کردار کی عکاسی کر رہے ہیں۔ اس کی پوری تفصیل عقائد جعفریہ جلد اول میں ملاحظہ فرمالیں۔

اسی طرح ان لوگوں نے حجر بن عدی کو امیر معاویہ کی بغاوت پر اکسایا حالانکہ امام حسن خود ان کے حق میں دستبردار ہو چکے تھے۔ اور ان کی بیعت بھی کر چکے تھے۔ امام حسین نے ان کی امارت و خلافت کو قبول کر لیا تھا۔ گویا شرق و غرب میں ان کی خلافت متفق علیہ تھی۔ اب بغاوت کو کچلنا خلیفہ وقت پر از روئے عقائد شیعہ بھی واجب ہو جاتا ہے۔ باغیوں کا قتال انتہائی ضروری ہو جاتا ہے۔ حجر بن عدی اور ان کے ساتھیوں کے خلاف خود ان کے ہم نواؤں نے نافرمانی اور بغاوت کی گواہیاں دیں۔ بردباری اور عفو کا مظاہرہ کرتے ہوئے ان میں سے بعض کو امیر معاویہ نے معاف بھی کر دیا تھا۔ اور اس سے سیدہ عائشہ صدیقہ کی سفارش پر حجر بن عدی کو بھی معاف کر دیا۔ لیکن اس پر عمل درآمد سے پہلے انہیں قتل کر دیا گیا تھا۔ اور اس سے قبل بھی ان کے چچازاد بھائی نے سفارش کی تھی۔ لیکن باغیوں کا سرغنہ ہونے کی وجہ سے اس وقت امیر معاویہ نے فرمایا کہ اس شخص کو چھوڑنا دراصل فتنہ و فساد کو پھیلانا ہے۔ یہ بہت نقصان دہ ہے۔ اس لیے اس کی معافی مشکل ہے۔ جب انہیں قتل کرنے کے لیے لایا گیا تو دوگانہ ادا کرنے کے بعد اللہ کے حضور دعا کی۔ اے اللہ! مجھے خود میرے شیعوں نے یہاں تک پہنچایا۔ اسی کی طرف امیر معاویہ نے بھی اشارہ فرمایا کہ میں نے حجر بن عدی کو قتل نہیں کیا۔ بلکہ اس کے گواہوں نے اسے مروایا ہے۔ اس واقعہ پر بہت سے صحابہ کرام کو دکھ ہوا۔ صدمہ ہوا۔ اور جان تک دے دی۔ خود امیر معاویہ بھی زندگی کے آخری لمحات میں اس کو محسوس کرتے رہے۔ لیکن تقدیر میں ایسا ہونا تھا۔ اس لیے اس واقعہ

marfat.com
Marfat.com

کا امیر معاویہ پر لعن کی بجائے شیعیانِ علی کے گھناؤنے کردار کا شاخسانہ قرار دینا چاہیئے اور حجر بن عدی کے لیے دعائے خیر کرنی چاہیئے۔ اللہ تعالیٰ ہمیں حضرات صحابہ کرام کی تعظیم و تکریم کی توفیق عطا فرمائے۔ اور خصوصاً حجر بن عدی جو شیعہ لوگوں کی بددیانتی کی وجہ سے شہید ہوئے اللہ تعالیٰ ان کے مراتب کو بلند و بالا فرمائے اور ہمیں ان کی تعظیم کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔

(فاعتبروا یا اولی الابصار)

marfat.com
Marfat.com

تتمۂ باب

سیرت امیر معاویہؓ کی ایک جھلک کتب شیعہ سے

گزشتہ روایات میں حضرت امیر معاویہ کے بارے میں جو فضائل و محامد آپ نے ملاحظہ کیے۔ وہ کتب اہل سنت سے تھے۔ اب چند حوالہ جات کتب اہل التشیع سے پیش کیے جا رہے ہیں تاکہ عند الشیعہ آپ کا جنتی ہونا ثابت کیا جاسکے۔

امیر معاویہ رضی اللہ عنہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی سچی پیش گوئی کی وجہ سے جنتی ہیں

ناسخ التواریخ

سی ویکم۔ انس بن مالک گوید۔ ام حرام بنت ملحان زوجۂ عبادہ بن ثابت خالہ رضاعی پیغمبر بود و آں حضرت در خانۂ او قیلولہ می کرد۔ یک روز از بہر مہمانی طعامی بساخت و رسول خدا بخورد و بخفت۔ چوں بیدار شد

marfat.com

Marfat.com

بخندید۔ ام حرام سبب خندہ پرسید۔ فرمود۔ مرا نمودند کہ جماعتی از امت من از بہر جنگ کفار در بحر و کشتی چناں باشند کہ پادشاہان بر تخت خویش۔ ام حرام گفت دعا کن تا من از ایشاں باشم۔ فرمود تو از ایشانی و دیگر بارہ بخفت و از خواب انگیختہ گشت و ہم بخندید۔ و با ام حرام پاسخ نخستیں بداد۔ عرض کرد۔ دعا کن من از ایشاں باشم۔ فرمود تو از گروہ نخستیں خواہی بود۔ در حکومت معاویہ چوں لشکر بجنگ روم می شد ام حرام باں لشکر بکشتی در رفت و چوں از بحر بکنار آمد بر شتر خویش سوار شد و در راہ از شتر بیفتاد و بمرد۔ و ہم در آں جا نجاش سپردند۔

(ناسخ التواریخ جلد پنجم ص ۴۹ در سیرت رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم۔ مطبوعہ تہران طبع جدید)

ترجمہ:

اکتیسواں معجزہ حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ کہتے ہیں۔ کہ ام حرام حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی رضاعی خالہ تھیں۔ اور عبادہ بن ثابت کے عقد میں تھیں۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم ام حرام کے گھر میں قیلولہ فرمایا کرتے تھے۔ ایک دن ام حرام نے آپ کی مہمانی کے لیے کچھ پکایا حضور نے وہ تناول فرمایا۔ اور سو گئے جب نیند سے اُٹھے تو ہنس دیئے۔ ام حرام نے پوچھا حضور! ہنسی کس وجہ سے آئی ہے؟ فرمایا۔ مجھے دکھایا گیا کہ میری امت کی ایک جماعت کفار کے ساتھ جنگ کے لیے دریا (سمندر) میں کشتیوں کے اندر ایسے بیٹھی ہوئی ہے۔ جیسا کہ بادشاہ تخت پر بیٹھے ہوں۔ ام حرام نے عرض کیا حضور! دعا فرمایئے کہ

marfat.com
Marfat.com

میں بھی اس جماعت میں ہو جاؤں۔ فرمایا۔ ہاں تو بھی اُن میں ہو گی۔ دوبارہ آپ پھر سو گئے۔ جب بیدار ہوئے۔ تو اب بھی ہنس رہے تھے۔ اور ام حرام کو پہلے والا جواب دیا۔ انہوں نے عرض کی میرے لیے بھی دعا فرمائیں۔ کہ میں بھی ان میں سے ہو جاؤں۔ فرمایا۔ تو پہلے گروہ کے اندر ہو گی۔ پھر حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کے دورِ گورنری میں جب مسلمان لشکر جنگ رُوم کے لیے جانے لگا۔ تو ام حرام بھی ان کے ساتھ ہولیں۔ پھر کشتی میں سوار ہوئیں۔ جب پانی سے باہر نکلیں۔ تو اپنے اونٹ پر سوار ہو گئیں۔ راستہ میں اونٹ سے گر کر انتقال کر گئیں۔ اور وہیں لوگوں نے انہیں دفن کر دیا۔

واقعہ کی مزید تفصیل

حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ام حرام کے گھر قیلولہ کے دوران جو واقعہ ملاحظہ فرمایا۔ اس میں بخاری شریف کی روایت کے مطابق یہ الفاظ ہیں۔ اَوَّلُ جَيْشٍ مِنْ اُمَّتِيْ يَغْزُوْنَ الْبَحْرَ قَدْ اَوْجَبُوْا۔ میری امت کا سب سے پہلا لشکر جو دریائی لڑائی لڑے گا۔ ان کے لیے جنت واجب ہو گئی ہے۔ پھر قَدْ اَوْجَبُوْا کی تشریح کرتے ہوئے صاحب فتح الباری، رقمطراز ہیں۔

ای فعلوا فعلا وجبت لھم بہ الجنۃ۔

ترجمہ:
یعنی ان لوگوں نے ایسا کام کر دکھایا جس کی وجہ سے وہ یقیناً

marfat.com
Marfat.com

جنت میں چلے گئے۔ یہ واقعہ اٹھائیس ہجری کا ہے۔ اس لیے صاحب ناسخ التواریخ کا اس کے متعلق یُوں کہنا "در حکومت معاویہ"، اس سے اگر یہ مراد ہے۔ کہ یہ واقعہ حضرت امیر معاویہ کے دور خلافت میں ہوا۔ تو درست نہیں۔ ہاں امیر معاویہ کی سرگزدگی میں ہوا۔ کیونکہ یہ لشکر دمشق سے روانہ ہوا تھا۔ اور اس صوبے کے حضرت امیر معاویہ گورنر تھے۔ لیکن صاحب ناسخ التواریخ نے امیر معاویہ کے دور کا یہ واقعہ تو لکھا۔ لیکن یہ نہیں لکھا۔ کہ خود امیر معاویہ اس میں شریک تھے یا نہ اگر امیر معاویہ اس میں شریک رہتے۔ تو قَدْ اَوْجَبُوْا کا مصداق وہ ہرگز نہیں گے۔ یا دوسرے الفاظ میں اس واقعہ سے امیر معاویہ کا جنتی ہونا اس وقت تک ثابت نہیں ہو سکتا جب تک آپ کی اس شمولیت ثابت نہ کی جائے۔ آئیے اس کا ثبوت ملاحظہ کریں

ناسخ التواریخ

معاویہ بن ابی سفیان بسوئے عثمان نامہ کرد۔ کہ ولایاتِ روم باشام چناں نزدیک است کہ بامداداں از دو سو بانگ خروساں و آواز مرغاں شنودہ شود۔ واینک آب دریا از موج بہماک باز نشستہ واز جنبش حائل ساکن گشتہ اگر رخصت اور بجانب جزیرہ قبرس رکفتی کنم۔ و آں محال راکہ از مال و مواشی آگندہ است فروگیرم۔ عثمان در پاسخ نوشت کہ عمر بن الخطاب ہرگز اجازت نمیکرد کہ مسلماناں آب دریا عبرہ کنند مرا نیز کراہت می آید۔ اگر تورا ایں کار موافق افتادہ و بسلامت ایں سفر واثق میباشی زن و فرزند خود را نیز با خویش درکشتی حمل میدہ تا صدق عقیدت تو مرا مکشوف افتد۔

چوں معاویہ ایں پاسخ بشنید۔ فتح قبرس را تصمیم عزم داد

marfat.com

Marfat.com

وعبداللہ بن قیس را با گروہے از لشکر فرمان کرد تا از پیش کشتی در
اب راندند۔ و بفرمود کشتیہا در عکہ فراہم آوردند۔ و لشکر را و جبیبہ
بداد و با زن و فرزند بعکہ آمد۔ در روز ورا نجا بود۔ و در سیم بعد از نماز
جمعہ بکشتی درافتند۔ اما عبداللہ بن قیس کہ از پیش در آب راندہ بود۔
از کشتی بساحل دریا بیروں شد۔ تا مگر از اراضی روم خبرے باز داند۔
زنے را نگریست با در یوزگی روزگار ارد۔ او را درمے چند عطا کرد آں
زن برفت بمیانِ دیہ و مردم را آگہی برد۔ کہ ایں مرد کہ با لشکر دریا می
نوردا اینک بکنار بحر ایستادہ گروہے بشتاب تاختن کردند۔
عبداللہ را مجال بدست نشد کہ بکشتی گریزد او را بگرفتند و بکشتند۔

ایں خبر را بمسلمانان بردند۔ معاویہ بداں نگریست۔ ہم چناں با زن
و فرزند و تمامت سپاہ با دو لیست و بیست کشتی را لختے نگاہ دار
کو مرا تاب و طاقت وزرق سطے طریق می کرد۔ ناگاہ بادِ مخالف
جنبش کرد۔ دریا مضطرب شد۔ زورقہا و کشتیہا از یکدیگر بدور افتاد۔
زنِ معاویہ سخت بترسید۔ و کلیا بلاج را بخواند و گفت اے
کلیا کشتی را لختے نگاہ دار کہ مرا تاب و طاقت رفتہ است۔ کلیا
بلاج را گفت اے زن دریا فرماں کس نبرد و خبر خدائے را
بدیں کار دست نباشد صبری کن۔ کہ خبر دل بصبوری نہادن چارہ
نیست۔ بالجملہ باد بالیست و موج بنشست۔ و مسلماناں بسلامت شدند
و دریں ہنگام زورقے چند پدیدار شد کہ فرماں گذار جزیرہ قبرس
بقسطنطین ہدیہ میفرستاد۔ معاویہ فرمود تا جملہ را بگرفتند و در
آں زورقہا کنیزکان پری چہرہ و جامہائے دیبا و نفائس اشیاء

marfat.com
Marfat.com

فراواں یافتند وازآنجا بجزیرہ قبرس درآمدند۔ وبے توانی دست بہ نہب و غارت کشودند۔ وبسیار از قریہ ہائے وآبادی ایں ہارا بزیرپے سپردند۔ وغلاماں وکنیزاں فراواں اسیر گرفتند۔ واموال و اثقال از نفائس اشیاء برہم نہادند۔ وایں جملہ رابکنارہ بحر آوردہ کشتیہارا بیاکندبر۔ فرمانگزار جزیرہ راچناں ہول وہراسی فروگرفتہ کہ خیال مدافعۃ درخاطرش عبور نداشت۔ تیغی نکشیدہ وخدنگی نکشاد۔ وکس بنزدیک معاویہ فرستادو خواستگار مصالحت گشت بشرط کہ ہر سال ہفت ہزار و دو لیست دینار ازمی فرستد۔ معاویہ مسئول اورا باجابت مقرون داشت۔ وبرایں جملہ وثیقتی نوشت ومراجعت نمود چوں از دریا بیروں شد۔ بفرمود تاغنائم رافراہم آوردند وطریت تلید برزبرہم نہادند۔ کنیزاں وغلاماں رابحساب گرفتند از دہ ہزار افزوں بشمار آمد ازجملہ ہفتصدتن دختراں دوشیزہ بود۔ معاویہ خمس غنائم رابیروں کردو بانامہ فتح بسوئے عثمان فرستادو دیگررا برلشکر بخش نمود۔

(ناسخ التواریخ۔ تاریخ الخلفاء جلد سوم
ص ۱۳۹ تا ۱۴۱ تذکرہ فتح جزیرہ قبرس الخ
مطبوعہ تہران طبع جدید)

ترجمہ:

حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ نے حضرت عثمان غنی کی طرف رقعہ لکھا۔ کہ ولائیت روم، شام سے اس قدر نزدیک ہے۔ کہ صبح کے وقت ایک دوسرے پرندوں کی آوازیں اور مرغ کی اذانیں

marfat.com
Marfat.com

سنائی دیتی ہیں۔ اور اس وقت دریا کا پانی خطرناک موجوں سے
خالی ہے۔ اور خطرناک سیلاب کا نام و نشان تک نہیں ہے۔ اگر
آپ اجازت دیں تو میں جزیرہ قبرص کی طرف چڑھائی کردوں۔ اور
ان مقامات کو جو کہ مال و مویشیوں سے بھرے پڑے ہیں ان
پر قبضہ کروں۔ حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ نے اس کے جواب میں
لکھا۔ کہ حضرت عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ نے اس بات کی ہرگز
اجازت نہیں دی۔ کہ مسلمانوں کی کوئی جماعت دریا کا پانی عبور
کرے۔ اور مجھے بھی ایسا کرنا اچھا نہیں لگتا۔ اگر تم اس کام کو آسانی
سے انجام دینا اور اپنے لیے موافق سمجھتے ہو۔ اور اس مہم کو بسلامت
طے کرنے کا یقین رکھتے ہو۔ تو پھر اپنے بال بچوں کو اپنے ساتھ
کشتی میں سوار کرلو۔ تاکہ تمہاری سچی عقیدت سامنے آسکے۔

جب امیر معاویہ رضی اللہ عنہ نے یہ جواب ملاحظہ کیا۔ تو
آپ نے قبرص کے فتح کرنے کے لیے پختہ ارادہ کر لیا۔ اور
عبداللہ بن قیس کو ایک لشکر دے کر فرمایا۔ کہ وہ پہلے کشتی کو
پانی میں اتاریں۔ اور حکم دیا۔ کہ بقیہ کشتیوں کو ساحل پر اکٹھا کیا
جائے۔ اور فوج کو ضروری احکام دیئے۔ خود اپنے اہل وعیال
کے ہمراہ ساحل پر آئے۔ دو دن وہاں قیام کرنے کے بعد
تیسرے دن نماز جمعہ سے فارغ ہو کر کشتی میں سوار ہو گئے۔ ادھر
عبداللہ بن قیس جو پہلے ہی دریا میں اتر گیا تھا۔ وہ اپنی کشتی
دریا سے ساحل پر لے آیا۔ تاکہ روم کی سرزمین کے بارے میں
کچھ معلومات حاصل کرے۔ ایک عورت کو دیکھا۔ کہ وہ دن بھر

marfat.com
Marfat.com

مانگ کر گزارہ کرتی ہے۔ اُسے چند درہم دیئے۔ وُہ عورت گاؤں میں گئی۔ اور لوگوں کو خبردار کیا۔ کہ جس آدمی نے دریا کے ساحل پر ڈیرا لگایا ہے۔ یہ ایک لشکر کے ہمراہ عنقریب تم پر حملہ کرنے والا ہے۔ عبداللہ بن قیس کو جلدی میں اُن لوگوں نے پکڑ کر قتل کر دیا۔ بھاگنے تک کا وقت نہ رہا۔

جب یہ خبر مسلمانوں تک پہنچی۔ امیر معاویہ نے اس کے متعلق غور و فکر کیا۔ پھر بال بچوں اور تمام سپاہیوں کو بائیس بڑی کشتیوں اور چھوٹی کشتیوں پر سوار کر کے سفر پر روانہ ہو گئے۔ اتفاقاً دورانِ سفر مخالف ہوا چلنا شروع ہو گئی۔ دریا میں ہل چل مچی۔ چھوٹی اور بڑی کشتیاں ایک دوسرے سے دُور ہو گئیں۔ امیر معاویہ کی بیوی سخت گھبرائی۔ اور کلیا نامی ملاح کو بُلا کر کہا۔ اے کلیا! کچھ دیر کے لیے کشتی کو ٹھہراؤ۔ کیونکہ اب مجھ میں قوتِ برداشت نہیں رہی۔ کلیا ہنس دیا۔ اور کہنے لگا۔ بی بی! دریا کسی کا حکم نہیں مانا کرتا۔ اللہ تعالےٰ کے بغیر کسی کو اس کام کا اختیار و قوت نہیں۔ صبر کرو۔ کیونکہ اس کے بغیر اور کوئی چارہ نہیں مختصر یہ کہ ہوا کچھ دیر بعد ٹھہر گئی۔ اور موجوں کو سکون آگیا۔ مسلمان سلامتی کے ساتھ کشتیوں میں بیٹھ گئے۔ اتنے میں دُور سے چند چھوٹی کشتیاں آتی دکھائی دیں ان میں قبرص کے حکمرانوں کی طرف سے قسطنطنیہ کے حاکم کے لیے تحفہ تحائف لدے ہوئے تھے۔ امیر معاویہ نے حکم دیا۔ کہ ان تمام کشتیوں کو پکڑ لیا جائے۔ ان کشتیوں میں چاند سی صورت والی کنیزیں، ریشمی کپڑے اور عمدہ اشیاء موجود تھیں۔ بھاری تعداد میں

marfat.com
Marfat.com

یہ چیزیں ہاتھ آئیں۔ اس کے بعد مسلمانوں کا یہ لشکر جزیرہ قبرص آیا۔ اور مسلمان بے تحاشا تباہی اور بربادی کا منظر پیش کر رہے تھے۔ اس طرف کے علاقہ جات سے کثیر تعداد میں غلام اور لونڈیاں ان کے ہاتھ آئیں۔ بہت سی قیمتی اشیاء بھی ان کے ہاتھ لگیں۔ ان تمام چیزوں کو دریا کے کنارے پر لاکر کشتیوں میں ڈال دیا۔ جزیرہ قبرص کے حاکم کو اس سے ایسی دہشت ہوئی۔ کہ اسے دفاع اور مقابلہ کرنے کا تصور تک نہ آیا۔ نہ تلوار اٹھائی۔ نہ تیر کمان پر چڑھایا۔ پھر ایک آدمی کو حضرت امیر معاویہ کے پاس امن کی بھیک کے لیے بھیجا۔ امیر معاویہ نے اسے قبول کر لیا۔ شرط یہ قرار پائی۔ کہ جزیرہ قبرص کا حاکم ہر سال ستر ہزار اور دو سو دینار دیا کرے گا۔ امیر معاویہ نے ان شرائط کو تحریر میں لایا۔ اور واپس لوٹ آئے۔

جب دریا سے باہر کنارے پر اترے تو فرمایا۔ تمام مالِ غنیمت کو اکٹھا کیا جائے۔ سپاہیوں نے اکٹھا کیا۔ اس وقت غلاموں اور لونڈیوں کی سرسری گنتی کی گئی۔ تو دو ہزار سے بھی زائد نکلے۔ ان تمام قیدیوں میں تقریباً سات سو ایسی لڑکیاں تھیں۔ جو ابھی کنواری تھیں۔ حضرت امیر معاویہ نے مالِ غنیمت کا پانچواں حصّہ علیحدہ کر دیا۔ اور فتح کی خوشخبری کا خط لکھ کر حضرت عثمان غنی کی خدمت میں ایک آدمی بھیج دیا۔ پانچواں حصّہ بھی ان کے ہمراہ حضرت عثمان رضی اللہ تعالےٰ عنہ کی خدمت میں بھیج دیا۔ اور بقیہ کو مجاہدین میں تقسیم کر دیا۔

marfat.com
Marfat.com

لمحہ فکریہ

اس طویل حوالہ سے ہم نہیں بلکہ ایک شیعہ مورخ کہہ رہا ہے۔ کہ حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ اس بحری لڑائی میں اپنے اہل وعیال سمیت شریک ہوئے تھے۔ اور کشتیوں پر سوار ہو کر دریائی سفر طے کیا۔ اور دشمنوں پر فتح حاصل کی۔ چونکہ اسی سفر میں ام حزام کا انتقال ہوتا ہے۔ اب ان دونوں کڑیوں کو ملائیں۔ تو بات یوں بنے گی۔ کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی امت کے ایک لشکر کو جنت کی بشارت دی تھی۔ جو کشتیوں پر سوار ہو کر دشمن سے لڑنے جائے گا۔ اور اس جنتی لشکر میں حضرت ام حزام نے شریک ہونے کے لیے حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے دعا کرائی۔ جو منظور ومقبول ہوئی۔ ام حزام بموجب دعائے حضور اور بہ تمنائے جنت کشتی میں سوار ہوئیں۔ اس لشکر میں حضرت امیر معاویہ ایک سپہ سالار کی صورت میں موجود تھے۔ لہٰذا نتیجہ یہ نکلا۔ کہ حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی پیش گوئی کے مطابق جنتی ہوئے۔ اس حقیقت کو مدنظر رکھ کر کوئی بدنصیب ہی ایسا ہوگا۔ جو امیر معاویہ کے جنتی ہونے کا اقرار نہ کرے اور پھر اگر اس ضمن میں یہ دیکھا جائے۔ کہ امیر معاویہ کو جنتی نہ ماننے والا دراصل حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی بات کو ٹھکرا رہا ہے۔ تو ایسے کم بخت کا سرے سے ایمان ہی جاتا رہے گا۔

قارئین کرام! حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کے بارے میں ہم اہل سنت کا یہ عقیدہ نہیں۔ کہ آپ ہر خطاء سے معصوم ہیں۔ ہاں حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے جلیل القدر صحابی مانتے ہیں۔ ام حبیبہ کا بھائی ہونے کی وجہ سے آپ کا سالا مانتے ہیں۔ مذکورہ پیش گوئی اور دیگر شواہد کی بنا پر ہم انہیں جنتی سمجھتے ہیں۔ حسنین کریمین نے ان کی بیعت کر لی تھی۔ اس لیے ہم آپ کو باغی کہنے کے لیے ہرگز تیار

marfat.com

Marfat.com

ہیں ہیں۔ ان دونوں نے امیر معاویہ سے وظائف قبول کیے۔ اس لیے ہم امیر معاویہ کو حسنین کا محسن بھی کہتے ہیں۔ اس لیے ان لوگوں سے ہماری گزارش ہے کہ جو ان کے بارے میں باغی اور کافر تک کے الفاظ کی رٹ لگاتے ہیں۔ وہ اپنے رویہ پر نظر ثانی کریں۔ اور اللہ ورسول کے غضب سے بچنے کے لیے اس عقیدہ سے توبہ کریں۔

گستاخ امیر معاویہ رضی اللہ عنہ ولی نہیں ہو سکتا

تحفہ جعفریہ جلد اول میں ہمارے مرشد و شیخ کامل پیر سید باقر علی شاہ کا ایک خواب آپ ملاحظہ کر چکے ہوں گے۔ جو مختصراً یہ ہے کہ آپ کو خیال آیا کہ امیر معاویہ نے حضرت علی المرتضٰے کے مقابلہ میں جنگ لڑی۔ بس اس خیال کی بنا پر حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت ہوئی۔ آپ کے ساتھ حضرت علی رضی اللہ عنہ اور امیر معاویہ رضی اللہ عنہ بھی تھے۔ حضرت علی المرتضٰی نے دوران خواب مرشدی قبلہ شاہ صاحب کو فرمایا "امیر معاویہ سے لڑائی میری ہوئی ہے یا تمہاری" بس اتنا ارشاد فرما کر وہ منظر آنکھوں سے اوجھل ہو گیا۔ اس خواب کے بعد میرے کاہر کا روحانی فیض مجھ سے منقطع ہو گیا۔ اپنے مذکورہ خیال پر ندامت کے بہت زیادہ آنسو بہائے۔ پھر کہیں جا کر حضرت علی المرتضٰے نے دوبارہ خواب میں چہرہ انور دکھایا۔ اور معاملہ درست ہو گیا۔ قبلہ مرشدی فرماتے ہیں۔ کہ میں نے حضرت امیر معاویہ کو نہایت حسن وجمال میں دیکھا۔ اور فرمایا۔ جو ان کا گستاخ ہے۔ اُسے درجہ ولایت ہرگز نہیں مل سکتا۔ اس لیے آخر میں ہم پھر درخواست کرتے ہیں۔ کہ امیر معاویہ اور علی المرتضٰے رضی اللہ عنہ کے باہم

marfat.com
Marfat.com

رُحماء ہونے کا عقیدہ رکھے بغیر نجات ناممکن ہے۔

لمحہ فکریہ: (فاعتبروا یا اولی الابصار)

ہم یہ کہتے ہیں۔کہ ناسخ التواریخ سے مذکورہ دو حوالہ جات کو اگر کوئی طالبِ حق سامنے رکھے گا۔ اور حضور ختمی مرتبت صلی اللہ علیہ وسلم سے عقیدت و محبت کا دم بھرنے والا ان کو دیکھے گا۔ تو وہ یقیناً سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کی ذات پر تبرا بازی کجا اس کے تصور سے بھی ڈرنے گا۔ اور ان کے حق میں بد گمانی کے وہم و خیال کو قریب پھٹکنے نہ دے گا۔ سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کا بار بار انا این غدا (میں کل کسی بیوی کے گھر میں ہوں گا) زبان اقدس پر لانا اس سے تمام ازواج مطہرات جان چکی تھیں۔کہ آپ کا ارشاد سیدہ عائشہ کی طرف ہے۔ اسی ارادے کو خاتون جنت بھانپ کر تمام امہات المومنین کے پاس باری باری تشریف لے گئیں۔ اور انہیں اس پر آمادہ کیا۔ کہ وہ سیدہ عائشہ صدیقہ کے ہاں حضور کے تشریف لے جانے کو بخوشی قبول فرمائیں۔ جس کا انہوں نے مثبت جواب دیا۔ اس طرح حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے آخری ایام کے لیے سیدہ عائشہ صدیقہ کے گھر کا انتخاب فرما کر ان کا مقام و مرتبہ واضح فرما دیا۔ اور پھر جب صحیح بخاری کی اس روایت پر نظر پڑتی ہے۔ تو سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کی شان اور دو بالا نظر آتی ہے۔ وہ یہ کہ خود فرماتی ہیں کہ جب سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم راہئ لقا ہوئے۔ تو آپ کا سر انور میری ٹھوڑی اور میرے سینے کے درمیان تھا۔ نور مجسم صلی اللہ علیہ وسلم سے بے پناہ محبت تھی۔ اس عقیدت و محبت کا مظاہرہ۔ اور جس جگہ آپ کا سرِ انور لگا رہا۔ اس مقام کا مرتبہ کون جان سکتا ہے۔؟

اُدھر سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کے قلب انور میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم

marfat.com

Marfat.com

سے بے پناہ محبت تھی۔ اس عقیدت و محبت کا مظاہرہ مذکورہ روایات میں اس واقعہ سے ملتا ہے۔ کہ جب صحابہ کرام کو وضوء کے لیے پانی میسر نہ آیا۔ اس وقت حضور زندہ ابی و امی سیدہ عائشہ کی گود میں سر رکھے آرام فرما رہے تھے۔ صحابہ کرام نے جب ابوبکر صدیق سے شکوہ کیا۔ کہ تمہاری بیٹی کی وجہ سے ہماری نماز قضا ہونے کا خطرہ ہے۔ تو صدیق اکبر نے اپنی بیٹی کی پسلی پر ہاتھ سے شدید ضربیں لگائیں۔ اور کہا۔ تمہیں نہیں معلوم کہ لوگ کیا کہہ رہے ہیں؟ لیکن اس شدید مار پر بھی سیدہ نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے آرام میں قطعاً خلل نہ پڑنے دیا۔ اس حقیقت کو غالی شیعہ مرزا محمد تقی صاحب ناسخ التواریخ بھی تسلیم کرتا ہے۔ ہم جب سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کی اس مثالی عقیدت و محبتِ مصطفےٰ کو دیکھتے ہیں۔ تو یقین آتا ہے۔ کہ سیدہ رضی اللہ عنہا ہر فکر آخرت سے بے فکر ہوں گی۔ آخر کیوں ایسا نہ ہو۔ جن کے درِ دولت پر حضور صلی اللہ علیہ وسلم اپنے آخری ایام بسر فرمانا پسند کریں۔ جن کے سینہ پر سر رکھے ہوئے آپ اس دارِ فانی کو چھوڑیں۔ اور جن کی وجہ سے اللہ تعالیٰ نے امتِ محمدیہ پر طرح طرح کے کرم فرمائے انہیں اخروی کامیابی و کامرانی نصیب نہ ہو تو پھر اور کسے ہو گی۔

ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے جب مذکورہ بالا واقعہ کے تحت سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کو ہاتھ سے مارا۔ تو اس واقعہ کے سبب اللہ تعالیٰ نے امت پر یہ کرم فرمایا۔ کہ وضوء کی جگہ تیمم کی اجازت عطا ہوئی۔ اسی لیے ایک صحابی حضرت اسید بن حضیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ اے آل ابی بکر! شریعت میں یہ نرمی اور سہولت تمہاری پہلی برکت نہیں۔ بلکہ اس سے پہلے کئی سہولتیں تمہاری بدولت اللہ تعالیٰ نے اس امت کو مرحمت فرمائیں۔ آپ حضرت اسید بن حضیر کے اس قول کو بار بار پڑھیں۔ صدیق اکبر اور حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا

marfat.com
Marfat.com

کی حضرات صحابہ کرام کس قدر عزت کیا کرتے تھے۔ اور وہ یہی جانتے تھے۔ کہ اللہ رب العزت کے محبوب صلی اللہ علیہ وسلم کے یہ دونوں محبوب ہیں۔ اس لیے ان کی وجہ سے اللہ تعالیٰ نے بہت سے آسانیاں امت کو عطا فرمائیں

ان روایات و واقعات سے روز روشن کی طرح ظاہر و باہر ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے اور سیدہ عائشہ کو حضور سے کس قدر محبت تھی۔ ان میں سے ہر ایک واقعہ دونوں حضرات کے مابین محبت کا لازوال رشتہ ثابت کرتا ہے۔ اور پھر سب سے اہم بات یہ کہ آپ وصال کے بعد بھی اسی حجرہ میں آرام فرما ہیں جو سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کا تھا۔ یہ حقیقت ہر دور میں اس امر کا زندہ ثبوت اور تابندہ دلیل ہے۔ کہ سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم اور سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کی باہم محبت بے مثل تھی۔

ایں سعادت بزور بازو نیست ۔۔۔ تا نہ بخشد خدائے بخشندہ

فاعتبروا یا اولی الابصار

marfat.com

Marfat.com

باب سوم

اہل تشیع کے مذکورہ مشہور مطاعن و

اعتراضات کے چند مزید

تحقیقی جوابات

marfat.com

Marfat.com

بابُ سوم

اہل تشیع کے مذکورہ مشہور مطاعن و اعتراضات کے چند مزید تحقیقی جوابات

اس باب میں چند فصول ہیں

فصل اوّل

ام کلثوم بنت سیدہ فاطمہؓ کے زوجہ عمر فاروق ہوتے پر غلام حسین نجفی کے اعتراض کا جواب

دوسری جلد تحفہ جعفریہ میں غلام حسین نجفی کی یہ تعلق گزر چکی ہے کہ اگر ام کلثوم بنت علی زوجہ عمر فاروق ہوتی تو پھر ام کلثوم بنت علی کربلا میں کیسے موجود ہوتی جبکہ تاریخ گواہ ہے کہ جو ام کلثوم زوجہ عمر فاروق تھی وہ حضرت علی کی زندگی میں فوت ہو گئی تھی۔ مختصر یہ کہ غلام حسین نجفی کا تعلق خود اس کے ہم مسلک شیعہ علماء کے خلاف ہے درجنوں حوالہ جات کے ذریعہ ہم کتب شیعہ سے یہ ثابت کر چکے ہیں۔ کہ حضرت علی المرتضٰے کی صاحبزادی سیدہ ام کلثوم رضی اللہ عنہا کا عقد حضرت عمر بن الخطاب سے برضا و رغبت ہوا تھا۔ علاوہ ازیں اسی نام کی ایک اور عورت

marfat.com
Marfat.com

ام کلثوم جو کربلا میں گئی تھی۔ اس کے بنت فاطمہ زہرا رضی اللہ عنہا نہ ہونے پر بھی کتب شیعہ سے تصریحات پیش ہوئی ہیں۔ مزید تسلی کی خاطر ایک بہت بڑے شیعہ امام کی عبارت ملاحظہ ہو۔

کربلا جانے والی ام کلثوم جس کی شادی امام مسلم سے ہوئی تھی۔ وہ خاتون جنت کی بیٹی نہیں تھی

اعیان الشیعہ

فی عمدۃ المطالب محمد بن عبد اللہ بن محمد بن عقیل بن ابی طالب امہ حمیدہ بنت مسلم بن عقیل امہا ام کلثوم بنت علی ابن ابی طالب انتہیٰ وَاُمّ كُلْثُوم هٰذِهِ الَّتِىْ هِيَ زَوْجَةُ مُسْلِمِ بْنِ عَقِيْلٍ غَيْرُ اُمِّ كُلْثُوْمِ الصُّغْرٰى الْاٰتِيَةِ الَّتِيْ كَانَتْ مُتَزَوِّجَةً بِاَحَدِ اَعْقَابِهٖ فَلَا يُمْكِنُ اَنْ تَكُوْنَ زَوْجَتُهٗ وَغَيْرُ الْكُبْرٰى الْاٰتِيَةِ اَيْضًا لِاَنَّهٗ لَمْ يَقُلْ اَحَدٌ اِنَّهَا كَانَتْ مُتَزَوِّجَةً بِمُسْلِمٍ ثُمَّ اِنَّ بَنَاتِ اَمِيْرِ الْمُؤْمِنِيْنَ عَلِيٍّ اللَّوَاتِيْ اِسْمُهُنَّ اَوْ كُنْيَتُهُنَّ اُمُّ كُلْثُوْمٍ هُنَّ ثَلٰثٌ اَوْ اَرْبَعٌ ثُمَّ اِنَّ اُمَّ كُلْثُوْمٍ بِنْتَ

marfat.com

Marfat.com

اَمِیْرِ الْمُؤْمِنِیْنَ الَّتِیْ کَانَتْ مَعَ اَخِیْهِ الْحُسَیْنِ بِکَرْبَلَا لَا یُدْرٰی اَیُّهُنَّ هِیَ فَیُمْکِنُ اَنْ تَکُوْنَ هِیَ زَوْجَةُ مُسْلِمِ بْنِ عَقِیْلٍ فَتَکُوْنُ قَدْ خَرَجَتْ مَعَ اَخِیْهَا الْحُسَیْنِ کَمَا خَرَجَتْ مَعَهٗ اُخْتُهَا زَیْنَبُ وَ زَوْجُهَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ جَعْفَرٍ حَتّٰی بِالْمَدِیْنَةِ فَخَرَجَتْ مَعَهٗ هِیَ وَوَلَدَاهَا عَوْنٌ وَ جَعْفَرٌ وَهٰذِهٖ کَانَ قَدْ خَرَجَ زَوْجُهَا مُسْلِمٌ اِلَی الْکُوْفَةِ وَ خَرَاجَ اَوْلَادُهٗ مَعَ الْحُسَیْنِ وَیُمْکِنُ اَنْ یَکُوْنَ فِیْهِمْ مَنْ هُوَ مِنْ اَوْلَادِهَا فَهِیَ اَحَقُّ بِالْخُرُوْجِ مَعَ اَخِیْهَا الْحُسَیْنِ مِنْ کُلِّ امْرَأَةٍ۔

(اعیان الشیعہ جلد سوم،

ص ۴۸۴ مطبوعہ بیروت طبع جدید

ذکر ام کلثوم بنت امیر المومنین الخ)

ترجمہ:

عمدۃ الطالب میں ہے۔ کہ محمد بن عبداللہ بن محمد بن عقیل بن ابی طالب نامی شخص کی والدہ کا نام حمیدہ بنت مسلم بن عقیل ہے۔ محمد بن عبداللہ مذکورہ کی والدہ حمیدہ کی والدہ کا نام ام کلثوم تھا۔ جو حضرت علی المرتضےٰ رضی اللہ عنہ کی صاحبزادی ہیں۔ (مسلم بن عقیل کی یہ بیوی ہیں۔ اور ان کا نام بھی ام کلثوم ہے) لیکن یہ ام کلثوم جو امام مسلم بن عقیل کی بیوی ہیں۔ یہ اور ہیں اور ام کلثوم صغریٰ جن کا ذکر آگے آرہا ہے وہ اور ہیں۔ اور یہ ام کلثوم صغریٰ اسلم بن عقیل کے دوسرے بیٹے

کی بیوی ہیں۔ لہذا یہ ناممکن ہے۔ کہ ام کلثوم صغریٰ مسلم بن عقیل کی بیوی ہوں۔ (کیونکہ یہ تو ان کے بیٹے کی بیوی ہونے کے ناطہ سے اِن کی بہو ہوئیں) اسی طرح ام کلثوم زوجۂ مسلم بن عقیل اور ام کلثوم کبرای دو الگ الگ عورتیں ہیں۔ کیونکہ ام کلثوم کبریٰ کو کسی مورخ نے یہ نہ لکھا۔ کہ یہ امام مسلم بن عقیل کی بیوی ہیں۔ پھر معلوم ہونا چاہیئے۔ کہ حضرت علی المرتضےٰ رضی اللہ عنہ کی بیٹیاں جن کے نام یا کنیت ام کلثوم تھی۔ وہ تعداد میں تین یا چار ہیں۔ پھر یہ بھی معلوم ہونا چاہیئے۔ کہ حضرت امیر المومنین علی المرتضےٰ کی صاحبزادی ام کلثوم جو اپنے بھائی امام حسین رضی اللہ عنہ کے ساتھ میدان کربلا تشریف لائی تھیں۔ ان کے بارے میں یہ معلوم نہیں ہو سکا۔ کہ وہ کون سی ام کلثوم تھیں۔ ممکن ہے۔ کہ ام کلثوم حضرت مسلم بن عقیل کی بیوی ہو تو جس طرح امام حسین کی ہمشیرہ سیدہ زینب کربلا میں آپ کے ساتھ تھیں۔ اسی طرح یہ ام کلثوم بھی ان کی معیت میں گئی ہوں۔ امام حسین کی ہمشیرہ سیدہ زینب کے خاوند عبداللہ بن جعفر مدینہ منورہ میں بقید حیات تھے۔ سو حضرت زینب اپنے دونوں بیٹوں عون وجعفر کے ہمراہ اپنے بھائی کے ساتھ کربلا تشریف لائیں۔ اور یہ ام کلثوم تو ان کے خاوند مسلم بن عقیل کوفہ چلے گئے تھے۔ اور ان کی اولاد امام حسین کے ساتھ کربلا کی طرف روانہ ہوئی۔ اور ممکن ہے کہ ان میں امام مسلم بن عقیل کی اولاد ہو جو ام کلثوم سے تھی۔ لہذا اس ام کلثوم کا اپنے بھائی کے ساتھ کربلا کی طرف نکلنا بہ نسبت دوسری عورتوں کے زیادہ حق تھا۔

marfat.com
Marfat.com

لمحہ فکریہ

روایت مذکورہ نے یہ بات واضح طور پر ثابت کر دی ہے۔ کہ ام کلثوم نامی عورت جو کربلا میں گئی تھی۔ وُہ امام مسلم بن عقیل کی بیوی تھی۔ اور یہ بھی واضح ہوا کہ حضرت علی المرتضٰے کی تین چار صاحبزادیوں کا نام ام کلثوم تھا۔

۱۔ ام کلثوم بنت علی المرتضٰے رضی اللہ عنہ جو امام مسلم بن عقیل کی بیوی ہیں۔

۲۔ ام کلثوم بنت امیر المومنین علی المرتضٰے جو حضرت عبد اللہ اصغر بن عقیل کی زوجہ ہیں۔ انہیں ام کلثوم صغریٰ کہا جاتا ہے۔

۳۔ ام کلثوم بنت علی المرتضٰے جو حضرت عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ کے عقد میں تھیں۔ یہ ام کلثوم کبریٰ کے نام سے مشہور ہیں۔ یہ کربلا نہیں گئیں۔ ان کا وصال ۵۴ھ سے قبل ہی ہو گیا تھا۔ اور واقعہ کربلا ۶۱ھ میں رونما ہوا تھا۔ اس لیے ان کا اس واقعہ میں شرکت کرنا ناممکن تھا۔

جو ام کلثوم بنت علی المرتضٰے رضی اللہ عنہ
حضرت عمر بن الخطاب کے عقد میں تھیں وُہ
سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا کے بطن سے تھیں

اعیان الشیعہ

اُمُّ كُلْثُوْم الكُبْرٰى ـ بِنْتُ اَمِيْرِ الْمُؤْمِنِيْنَ ـ

marfat.com
Marfat.com

عَلِيّ ابْنِ اَبِيْ طَالِبٍ زَوْجَةُ عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ تُوُفِّيَتْ بِالْمَدِيْنَةِ فِيْ سَلْطَنَةِ مُعَاوِيَةَ وَاَمَارَةِ سَعِيْدِ بْنِ الْعَاصِ عَلَى الْمَدِيْنَةِ وَذَالِكَ قَبْلَ ۵۴ھ وَهِيَ اُمُّ كُلْثُوْمِ الْكُبْرٰى كَمَا قُلْنَا فَقَدْ وَجَدْنَا فِيْ مُسَوَّدَةِ الْكِتَابِ كَمَا سَتَعْرِفُ اَنَّ اُمَّ كُلْثُوْمِ الْكُبْرٰى زَوْجَةُ عَوْنِ بْنِ جَعْفَرَ وَمَعْلُوْمٌ اَنَّ الَّتِيْ تَزَوَّجَهَا عَوْنٌ هِيَ الَّتِيْ كَانَتْ زَوْجَةَ عُمَرَ فَمَا فِيْ تَكْمِيْلَةِ الرِّجَالِ مِنَ الْجَزْمِ فَاِنَّ زَيْنَبَ الصُّغْرٰى الْمُكَنّٰى اُمَّ كُلْثُوْمٍ هِيَ زَوْجَةُ عُمَرَ فِيْ غَيْرِ مَحَلِّهٖ بَلْ هِيَ غَيْرُهَا وَفِيْ طَبَقَاتِ ابْنِ سَعْدٍ اُمُّ كُلْثُوْمِ الْكُبْرٰى اُمُّ كُلْثُوْمٍ بِنْتُ عَلِيِّ بْنِ اَبِيْ طَالِبٍ وَاُمُّهَا فَاطِمَةُ بِنْتُ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ تَزَوَّجَهَا عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ وَهِيَ جَارِيَةٌ لَمْ تَبْلُغْ فَلَمْ تَزَلْ عِنْدَهٗ اِلٰى اَنْ قُتِلَ وَوَلَدَتْ لَهٗ زَيْدَ بْنَ عُمَرَ وَرُقَيَّةَ بِنْتَ عُمَرَ۔

اعیان الشیعۃ جلد سوم

ص ۴۸۵ تذکرہ ام کلثوم الکبریٰ)

ترجمہ:

حضرت علی المرتضٰے رضی اللہ عنہ کی صاحبزادی ام کلثوم کبریٰ جو عمر بن الخطاب کی زوجہ تھیں۔ حضرت امیر معاویہ کے دور خلافت میں ۵۴ھ سے قبل مدینہ منورہ میں ان کا انتقال ہوا۔ ان دنوں

marfat.com

Marfat.com

مدینہ منورہ کے گورنر سعید بن العاص تھے۔ ام کلثوم کبریٰ یہی ہیں۔ ہم نے کتاب کے اصلی مسودہ میں دیکھا۔ جسے تم بھی عنقریب پہچان لوگے۔ کہ ام کلثوم کبریٰ کا عقد عون بن جعفر سے ہوا۔ اور یہ بھی جانی پہچانی بات ہے۔ کہ جس ام کلثوم نے عون بن جعفر سے شادی کی تھی یہ وہی ام کلثوم ہے جو عمر بن الخطاب کی بیوی تھیں۔ لہذا تکملۃ الرجال میں جو یہ بات یقین کے ساتھ لکھی گئی کہ زینب صغریٰ جن کی ام کلثوم کنیت تھی۔ یہ عمر بن الخطاب کی بیوی تھیں۔ یہ بات اپنی جگہ درست نہیں ہے۔ بلکہ یہ ام کلثوم کوئی اور ہے۔ طبقات ابن سعد میں مذکور ہے ام کلثوم بنت علی المرتضےٰ رضی اللہ عنہ جن کی والدہ کا نام فاطمۃ بنت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہے۔ ان کے ساتھ حضرت عمر بن الخطاب نے شادی کی۔ بوقت شادی یہ نابالغہ تھیں۔ حضرت عمر کے عقد میں یہ عمر فاروق کی شہادت تک رہیں۔ اور ان کے ہاں حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے دو بچے پیدا ہوئے۔ ایک کا نام زید بن عمر اور دوسرے کا نام رقیہ بنت عمر تھا۔

marfat.com
Marfat.com

فصل دوم

حضرت عمرؓ نے امّ کلثومؓ بنت علیؓ سے شادی کی تو چالیس ہزار درہم حق مہر مقرر کیا

المبسوط

رُوِیَ اَنَّ عُمَرَ تَزَوَّجَ اُمَّ کُلْثُوْمٍ بِنْتَ عَلِیٍّ عَلَیْہِ السَّلَامُ فَاَصْدَقَھَا اَرْبَعِیْنَ اَلْفِ دِرْھَمٍ وَاَنَسُ بْنُ مَالِکٍ تَزَوَّجَ اِمْرَاَۃً عَلٰی عَشَرَۃِ اَلْفٍ وَکَانَ ابْنُ عُمَرَ زَوَّجَ بَنَاتَ اَخِیْہِ عُبَیْدِاللّٰہِ کُلِّ وَاحِدَۃٍ عَلٰی عَشَرَۃِ اَلْفٍ وَتَزَوَّجَ الْحَسَنُ بْنُ عَلِیٍّ عَلَیْہِ السَّلَامُ اِمْرَاَۃً فَاَصْدَقَھَا مَائَۃَ جَارِیَۃٍ مَعَ کُلِّ جَارِیَۃٍ اَلْفُ دِرْھَمٍ وَتَزَوَّجَ مُصْعَبُ بْنُ زُبَیْرٍ عَائِشَۃَ بِنْتَ طَلْحَۃَ فَاَصْدَقَھَا مَائِۃَ اَلْفِ دِیْنَارٍ فَقُتِلَ عَنْھَا فَتَزَوَّجَھَا رَجُلٌ مِنْ بَنِیْ تَمِیْمٍ فَاَصْدَقَھَا مَائِۃَ اَلْفِ دِیْنَارٍ۔

المبسوط جلد ۵ ص ۲۷۲ کتاب الصداق ۔ مطبوعہ تہران طبع جدید)

ترجمہ:

مروی ہے۔ کہ حضرت عمر بن الخطاب نے حضرت علی المرتضیٰ

marfat.com
Marfat.com

کی صاحبزادی سیدہ ام کلثوم سے شادی کی تو چالیس ہزار درہم حق مہر مقرر کیا تھا۔ اور انس بن مالک نے ایک عورت کے ساتھ دس ہزار درہم حق مہر پر شادی کی۔ حضرت عبداللہ بن عمر نے اپنی بھتیجیوں (یعنی عبیداللہ کی بیٹیوں) کی شادی کرتے وقت ہر ایک کا دس ہزار درہم حق مہر مقرر کیا تھا۔ امام حسن بن علی نے ایک عورت سے شادی کرتے وقت حق مہر میں ایک سو لونڈیاں دینا منظور کیا۔ اور یہ بھی کہ ہر لونڈی کے ساتھ ایک ایک ہزار درہم بھی ہوگا۔ مصعب بن زبیر نے جناب طلحہ کی صاحبزادی عائشہ سے ایک لاکھ دینار حق مہر کے عوض شادی کی۔ پھر جب انہیں شہید کر دیا گیا تو ان کی بیوہ نے (عدت پوری کرنے کے بعد) بنو تمیم کے ایک مرد سے ایک لاکھ دینار حق مہر کے عوض میں شادی کی۔

توضیح

صاحب مبسوط علامہ طوسی اگرچہ حوالہ مذکورہ میں حق مہر کے کم و بیش ہونے کی بحث کر رہا ہے۔ اور چند ایک شادیاں بطور مثال پیش کر کے یہ ثابت کیا گیا۔ کہ حق مہر کی زیادہ سے زیادہ حد مقرر نہیں کی جا سکتی لیکن ان ہی شادیوں میں حضرت علی المرتضٰے کی صاحبزادی ام کلثوم کی شادی اور ان کے حق مہر کا تذکرہ کر کے یہ واضح ہو گیا۔ کہ حضرت عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ کے ساتھ ان کی شادی کسی جبر و اکراہ کے تحت نہیں ہوئی۔ بلکہ برضا و رغبت قرار پائی تھی۔

marfat.com

Marfat.com

وسائل الشیعہ

عَنْ عِیْسَی بْنِ عَبْدِ اللّٰہِ الْھَاشِمِیْ قَالَ خَطَبَ عُمَرُ بْنِ الْخَطَّابِ وَ ذَالِکَ قَبْلَ اَنْ یَتَزَوَّجَ اُمَّ کَلْثُوْمٍ بِیَوْمَیْنِ فَقَالَ اَیُّھَا النَّاسُ لَا تَغَالُوْا بِصَدُقَاتِ النِّسَاءِ فَاِنَّہٗ لَوْ کَانَ الْفَضْلُ فِیْھَا لَکَانَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ یَفْعَلُہٗ کَانَ بَیْنَکُمْ عَلَیْہِ السَّلَامُ یَصْدُقُ الْمَوَادَّۃَ مِنْ نِسَائِہِ الْمَحْشُوَۃِ وَفِرَاشِ اللَّطِیْفِ وَالْخَاتَمِ وَالْقَدَحِ الْکَثِیْفِ وَمَا اَشْبَہَ ثُمَّ نَزَلَ عَنِ الْمِنْبَرِ فَمَا اَقَامَ اِلَّا یَوْمَیْنِ اَوْ ثَلٰثَۃَ حَتّٰی اَرْسَلَ فِیْ صَدَاقِ بِنْتِ عَلِیٍّ بِاَدْ بَعِیْنَ اَلْفًا۔

(وسائل الشیعہ جلد ۱۵ ص نمبر ۲۰،
کتاب النکاح باب زیاد المھر الخ
مطبوعہ تہران طبع جدید)

ترجمہ:

عیسیٰ بن عبداللہ الہاشمی روایت کرتا ہے۔ کہ حضرت عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ نے ام کلثوم سے شادی کرنے سے دو یا تین دن قبل خطبہ دیتے ہوئے فرمایا۔ لوگو! عورتوں کے حق مہر میں بہت آگے مت جاؤ۔ کیونکہ اگر زیادہ حق مہر باندھنا کوئی فضیلت والا کام ہوتا۔ تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم اِسے ضرور کرتے

marfat.com
Marfat.com

حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے جیسا کہ تم سب جانتے ہو۔ اپنی بیویوں کے حق مہر میں بسترہ۔ طاق، انگوٹھی اور بڑا پیالہ دیا ہے۔ یہ خطبہ دے کر حضرت عمر بن الخطاب منبر سے اتر آئے۔ اس کے دو یا تین دن بعد جب انہوں نے حضرت ام کلثوم بنتِ علی المرتضےٰ سے شادی کی۔ تو حق مہر میں چالیس ہزار درہم مقرر کر کے ان کو ادا کر دیا۔

وضاحت

صاحب وسائل الشیعہ علامہ طوسی اگرچہ اپنی دیرینہ عادت کے مطابق یہ واقعہ اس لیے ذکر کر رہا ہے۔ کہ اس سے حضرت عمر بن الخطاب کے قول وفعل میں تضاد ثابت کر کے ان کی تنقیص شان کرے۔ لیکن جیسا کہ وہ نہ اس میں کامیاب ہو سکتا ہے نہ ہو سکا۔ اسی لیے عقل کا اندھا اپنے مسلک پر بھی پانی پھیر گیا۔ یہ دونوں باتیں اس طرح کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے خطبہ میں جو حق مہر کی کمی کا مشورہ دیا تھا۔ تو وہ بہتری پر مبنی تھا۔ یہ نہیں کہ آپ حکماً سب لوگوں کو کم سے کم حق مہر باندھنے پر پابند کرنا چاہتے تھے۔ اور بہتری سے کیا انکار۔ کیونکہ اپنی وسعت سے بڑھ کر اگر مرد حق مہر مقرر کرتا ہے۔ تو اس کی ادائیگی مشکل ہونے کی وجہ سے زوجین کے مابین تنازعہ کھڑا ہونے کے مواقع موجود ہوں گے۔ اور عین ممکن ہے۔ کہ معاملہ بگڑ کر طلاق تک نوبت آجائے۔ اس لیے آپ نے کم حق مہر باندھنے کو اَولیٰ قرار دیا۔ رہا یہ کہ آپ نے خود چالیس ہزار درہم حق مہر مقرر فرمایا۔ تو اس سلسلہ میں بات یہ ہے۔ کہ مرد کو اپنی مالی حیثیت

marfat.com
Marfat.com

کے پیشِ نظر حق مہر باندھنا پڑتا ہے۔ روایت مذکورہ یہ بتا رہی ہے۔ کہ آپ نے مقررہ حق مہر فوراً ادا کر دیا تھا۔ جب آپ کو اس کی استطاعت تھی۔ تو اس پر کیا اعتراض ہے۔

دوسری بات یہ ہے کہ اگر کوئی شان و عظمت والی عورت مل جائے تو اس کے لیے زیادہ حق مہر باندھنے میں کیا حرج ہے۔ گزشتہ حوالہ میں آپ نے ملاحظہ فرمایا۔ کہ امام حسن رضی اللہ عنہ نے اپنی زوجہ کو حق مہر میں ایک سو لونڈیاں دیں۔ اگر ایک لونڈی کی بیس ہزار درہم قیمت ہو۔ تو بیس لاکھ درہم ہوئے پھر ان میں سے ہر ایک کے ساتھ ایک ہزار درہم یعنی ایک لاکھ درہم بھی دیئے۔ لیکن اتنی بڑی پیشکش جس عورت کے لیے تھی۔ وہ عورت ہرگز حضرت علی المرتضٰی رضی اللہ عنہ کی صاحبزادی سیدہ ام کلثوم رضی اللہ عنہا کے مقام و مرتبہ کی نہیں ہو سکتی۔ اس عظیم مرتبہ والی شہزادی کا حق مہر اگر اور بھی زیادہ ہوتا تو بھی کم تھا۔ اس لیے حضرت فاروق اعظم رضی اللہ عنہ نے سیدہ کے حسب و نسب کے پیش نظر اپنی بساط کے مطابق حق مہر باندھا۔

بہر حال یہ تو تھا محقق طوسی کا خیال اور اس کی تردید۔ لیکن ہم نے یہ حوالہ جس بات کو ثابت کرنے کے لیے ذکر کیا ہے۔ وہ یہ ہے کہ سیدہ ام کلثوم رضی اللہ عنہا بنتِ علی المرتضٰی کرم اللہ وجہہ کی شادی حضرت عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ سے ہوئی۔ اور خوشی کے ساتھ یہ عقد ہوا۔ اس میں کوئی زبردستی اور دھوکہ دہی نہ تھی۔ سیدہ ام کلثوم کا حق مہر کو قبول کر لینا اس بات کی واضح دلیل ہے۔ ورنہ واپس کر دیتیں۔

فاعتبروا یا اولی الابصار

marfat.com
Marfat.com

امام حسن رضی اللہ عنہ نے ایک عورت سے نکاح کیا تو سو لونڈیاں اور ایک لاکھ درہم حق مہر مقرر کیا

مسالك الافهام

قَدْ رَوَى الشَّيْخُ فِي الْمَبْسُوطِ وَغَيْرِهِ اَنَّ عُمَرَ تَزَوَّجَ اُمَّ كُلْثُوْمٍ بِنْتَ عَلِيٍّ فَاَصْدَقَهَا اَرْبَعِيْنَ اَلْفَ دِرْهَمٍ وَعَنْ اَنَسِ بْنِ مَالِكٍ تَزَوَّجَ اِمْرَاَةً عَلٰى عَشَرَةِ الْاٰفٍ وَتَزَوَّجَ الْحَسَنُ عَلَيْهِ السَّلَام اِمْرَاَةً اَصْدَقَهَا مِائَةَ جَارِيَةٍ مَعَ كُلِّ جَارِيَةٍ اَلْفُ دِرْهَمٍ الخ

(مسالك الافهام جلد ۳ ص ۲۴۴
فی لوازم النکاح۔ مکتبہ مرتضویہ تہران)

ترجمہ:
شیخ نے مبسوط وغیرہ کتب میں ذکر کیا۔ کہ جب حضرت عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ نے حضرت علی المرتضٰی رضی اللہ عنہ کی صاحبزادی سیدہ ام کلثوم سے شادی کی۔ تو حق مہر کے طور پر چالیس ہزار درہم

marfat.com
Marfat.com

عطا کیے۔ حضرت انس بن مالک نے دس ہزار درہم حق مہر کے عوض ایک عورت سے شادی کی۔ امام حسن نے ایک عورت سے شادی کی۔ تو اس کو حق مہر میں ایک سو لونڈیاں دینے کا اقرار کیا ان میں سے ہر ایک لونڈی کے ساتھ ایک ہزار درہم بھی۔ شیخ طوسی وغیرہ علماء نے اس سے زیادہ حق مہر کا تذکرہ بھی کیا۔ اور اس قدر کثیر حق مہر حضرات صحابہ کرام کے دور شریف میں مقرر ہوئے۔ اور انہوں نے اس پر کوئی اعتراض نہ کیا۔

توضیح

حضرت فاروق اعظم رضی اللہ عنہ پر یہ اعتراض لغو اور فضول ہے۔ کہ آپ نے صحابہ کرام کی مخالفت کے باوجود حق مہر کم کرنے کا حکم دیا۔ اس کے لغو ہونے پر مسالک الافہام کی عبارت شاہد ہے۔ کہ کسی صحابی نے اس کا انکار نہیں فرمایا۔ ادھر امام حسن رضی اللہ عنہ کے عمل سے کثیر رقم بطور حق مہر مقرر کرنے کی بالفعل تائید ہو رہی ہے۔ گویا فاروق اعظم کا چالیس ہزار درہم حق مہر مقرر کرنا دراصل امام حسن رضی اللہ عنہ کے عمل کی اتباع میں ہے۔ اور دوسری بات یہ بھی واضح ہو گئی۔ کہ حضرت ام کلثوم بنت علی المرتضیٰ کی شادی کسی جبر و اکراہ کے بغیر ہوئی تھی۔ ان تمام حوالہ جات سے دو ٹوک انداز میں یہ بات ثابت ہوئی۔ کہ اہل تشیع نکاح ام کلثوم بنت علی المرتضیٰ کے بارے میں جو ادھر ادھر کی ہانکتے ہیں۔ ان کی کوئی حقیقت نہیں۔ ان حوالہ جات میں ان کے خیالات باطلہ کی واضح تردید موجود ہے۔ اور دنداں شکن جوابات درج ہیں

فاعتبروا یا اولی الابصار

marfat.com

Marfat.com

ام کلثوم بنت علی کے شکم سے حضرت عمر کی ایک لڑکی اور ایک لڑکا پیدا ہوئے

مزید تفصیل

اعیان الشیعہ

لَمَّا خَطَبَ عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ إِلَى عَلِيٍّ ابْنَتَهُ أُمَّ كُلْثُومٍ قَالَ يَا أَمِيرَ الْمُؤْمِنِينَ إِنَّهَا صَبِيَّةٌ فَقَالَ إِنَّكَ وَاللهِ مَا بِكَ ذَالِكَ وَ لَقَدْ عَلِمْنَا مَا بِكَ ثُمَّ ذَكَرَ أَنَّهُ أَمَرَ بِبُرْدٍ فَطُوِيَ وَأَرْسَلَهُ مَعَهَا وَأَرْسَلَ إِلَيْهِ إِنْ رَضِيتَ الْبُرْدَ فَأَمْسِكْهُ وَإِنْ سَخِطْتَهُ فَرُدَّهُ؛ فَقَالَ قَدْ رَضِينَا وَزَوَّجَهَا إِيَّاهُ فَوَلَدَتْ لَهُ زَيْدًا وَإِنَّ زَيْدًا وَأُمَّ كُلْثُومٍ مَاتَا فَصَلَّى عَلَيْهِ ابْنُ عُمَرَ فَجَعَلَ زَيْدًا إِمَّا يَلِيهِ وَأُمَّ كُلْثُومٍ مَا يَلِي الْقِبْلَةَ وَكَبَّرَ عَلَيْهِمَا أَرْبَعًا وَفِي رِوَايَةٍ صَلَّى عَلَيْهِمَا سَعِيدُ بْنُ الْعَاصِ وَكَانَ أَمِيرَ النَّاسِ يَوْمَئِذٍ انْتَهَى طَبَقَاتٍ وَقَدْ رُوِيَ مِنْ طُرُقِ أَصْحَابِنَا عَنِ الْقَدَّاحِ عَنْ أَبِيهِ عَلَيْهِمَا السَّلَامُ

marfat.com

Marfat.com

قَالَ مَاتَتْ اُمُّ كُلْثُوْمٍ بِنْتُ عَلِيٍّ وَ ابْنُهَا زَيْدُ بْنُ عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ فِيْ سَاعَةٍ وَاحِدَةٍ لَا يُدْرٰى اَيُّهُمَا مَاتَ قَبْلُ فَلَمْ يُوَرَّثْ اَحَدُهُمَا مِنَ الْاٰخِرِ وَصَلّٰى عَلَيْهِمَا جَمِيْعًا...... وَفِي الْاِسْتِيْعَابِ اُمُّ كُلْثُوْمٍ بِنْتُ عَلِيِّ بْنِ اَبِيْ طَالِبٍ وَلَدَتْ قَبْلَ وَفَاةِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اُمُّهَا فَاطِمَةُ بِنْتُ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ خَطَبَهَا عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ اِلٰى عَلِيِّ بْنِ اَبِيْ طَالِبٍ فَقَالَ اِنَّهَا صَغِيْرَةٌ فَقَالَ لَهٗ زَوِّجْنِيْهَا يَا اَبَا الْحَسَنِ فَاِنِّيْ اَرْصُدُ مِنْ كَرَامَتِهَا مَالَا يَرْصُدُهٗ اَحَدٌ فَقَالَ اِنَّهَا صَغِيْرَةٌ فَقَالَ لَهٗ عَلِيٌّ فَاَنَا اَبْعَثُهَا اِلَيْكَ فَاِنْ رَضِيْتَهَا فَقَدْ زَوَّجْتُكَهَا فَبَعَثَهَا اِلَيْهِ بِبُرْدٍ فَقَالَ لَهَا قُوْلِيْ لَهٗ هٰذَا الْبُرْدُ الَّذِيْ قُلْتُ لَكَ فَقَالَتْ ذَالِكَ لِعُمَرَ فَقَالَ قُوْلِيْ لَهٗ قَدْ رَضِيْتُ وَوَضَعَ يَدَهٗ عَلٰى سَاقِهَا فَكَشَفَهَا فَقَالَتْ اَتَفْعَلُ هٰذَا لَوْلَا اِنَّكَ اَمِيْرُ الْمُؤْمِنِيْنَ لَكَسَرْتُ اَنْفَكَ ثُمَّ خَرَجَتْ حَتّٰى جَاءَتْ اَبَاهَا فَاَخْبَرَتْهُ الْخَبَرَ وَقَالَتْ بَعَثْتَنِيْ اِلٰى شَيْخِ سُوْءٍ فَقَالَ يَا بُنَيَّةُ اِنَّهٗ زَوْجُكِ۔

(اعیان الشیعہ جلد سوم ص ۴۸۶

تذکرہ ام کلثوم کبریٰ بنت علی المرتضیٰ الخ)

marfat.com
Marfat.com

ترجمہ:

جب حضرت عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ نے حضرت علی المرتضٰی رضی اللہ عنہ سے اِن کی بیٹی ام کلثوم کا نکاح طلب کیا۔ تو حضرت علی المرتضٰی نے کہا۔ اے امیرالمومنین! یہ ابھی بچی ہے۔ بخدا! ہم تیرا مقام وعظمت بخوبی جانتے ہیں۔ لیکن وہ ابھی آپ کے لائق نہیں پھر راوی بیان کرتا ہے۔ کہ حضرت علی المرتضٰی رضی اللہ عنہ نے ایک چادر لپیٹ کر ام کلثوم کے ہمراہ عمر بن الخطاب کے ہاں بھیجی اور پیغام دیا۔ اگر تمہیں یہ چادر پسند ہو تو رکھ لینا ورنہ لوٹا دو۔ حضرت عمر بن الخطاب نے کہا۔ ہم راضی ہیں۔ اس کے بعد حضرت علی المرتضٰی نے اپنی بیٹی ام کلثوم کی شادی حضرت عمر بن الخطاب سے کر دی۔ پھر ان کے بطن سے زید نامی ایک لڑکا پیدا ہوا۔ اتفاقاً یہ لڑکا اپنی والدہ کے ساتھ دونوں انتقال کر گئے۔ ان کی نماز جنازہ حضرت عبداللہ بن عمر نے پڑھائی۔ زید کی میت عبداللہ بن عمر کے سامنے اور ان کی والدہ کی میت اِن سے آگے قبلہ کی طرف تھی۔ عبداللہ بن عمر نے ان کی نماز جنازہ چار تکبیر سے پڑھائی ایک روایت میں یہ بھی مذکور ہے۔ کہ ان دونوں ماں بیٹے کی نماز جنازہ سعید بن العاص نے پڑھائی۔ جو ان دنوں مدینہ کے گورنر تھے۔

قداح اپنے باپ سے روایت (بمذہب شیعہ) کرتا ہے۔ کہ سیدہ ام کلثوم بنت علی المرتضٰی اور ان کے صاحبزادے زید بن عمر دونوں کا ایک ہی وقت میں انتقال ہوا۔ کسی کو یہ معلوم

marfat.com
Marfat.com

نہ ہو سکا۔ کہ پہلے کس کی روح پرواز کی۔ اس لیے ان دونوں میں سے کوئی بھی ایک دوسرے کا وارث قرار نہ پایا۔ ان دونوں کی اکٹھی نماز جنازہ پڑھی گئی۔

«الاستیعاب»، میں ہے۔ کہ سیدہ ام کلثوم بنت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات سے قبل ہی سیدہ فاطمہ بنت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے گھر پیدا ہو چکی تھیں۔ ان سے حضرت عمر بن الخطاب نے نکاح کی درخواست بذریعہ علی المرتضیٰ کی حضرت علی المرتضیٰ نے فرمایا۔ ابھی وہ بچی ہے، عمر بن الخطاب بولے۔ اے ابوالحسن! اُسے میری زوجیت میں دے دو۔ پس علی المرتضیٰ نے ام کلثوم کو ایک چادر دے کر عمر بن الخطاب کے ہاں بھیجا۔ کیونکہ حضرت عمر نے کہا تھا۔ کہ میں اگرچہ جانتا ہوں کہ اتنی چھوٹی لڑکی سے شادی نہیں کرنی چاہیئے۔ لیکن اس کی بزرگی اور کرامت کی وجہ سے میں اسے اپنی بیوی بنانا چاہتا ہوں جب ام کلثوم حضرت عمر کے گھر پہنچیں۔ علی المرتضیٰ نے یہ پیغام دیا تھا۔ کہ اگر تمہیں پسند آ جائے تو پھر شادی ہو جائے گی۔ جب چادر دے کر ام کلثوم حضرت عمر کے گھر تشریف لے گئیں تو حضرت عمر سے کہا۔ کہ میرے ابا جان نے جس چادر کا کہا تھا وہ یہی چادر ہے۔ اس پر فاروق اعظم نے کہا۔ واپس جا کر ابا جان سے کہہ دینا کہ مجھے چادر پسند آ گئی ہے۔ یہ کہہ کر حضرت عمر نے ام کلثوم کی پنڈلی پر ہاتھ رکھ کر اس پر سے کپڑا ہٹایا۔ تو ام کلثوم بول اٹھیں۔ آپ یہ کیا کر رہے ہیں؟ اگر خلیفہ وقت نہ ہوتے تو

marfat.com
Marfat.com

میں تمہاری ناک توڑ دیتی۔ اس کے بعد ام کلثوم واپس اپنے گھر آگئیں۔ اور آتے ہی اپنے والد علی المرتضےٰ رضی اللہ عنہ سے عرض کیا۔ کہ وہاں میرے ساتھ یہ واقع ہوا ہے۔ آپ نے مجھے بڑے بوڑھے کے پاس بھیجا تھا؟ حضرت علی المرتضےٰ نے فرمایا پیاری بیٹی وہ تیرا خاوند ہے۔

دونوں حوالہ جات سے درج ذیل

امور ثابت ہوئے

۱۔ سیدہ ام کلثوم بنت علی المرتضےٰ رضی اللہ عنہا کا وصال ۵۴ھ کے لگ بھگ ہوا۔ یہ وہی صاحبزادی ہیں۔ جن کی والدہ حضرت خاتون جنت فاطمۃ الزہرا ہیں۔

۲۔ واقعہ کربلا ۶۱ھ میں ہوا۔ اس لیے چھ برس پہلے انتقال کرنے والی خاتون کا اس واقعہ میں میدان کربلا کے اندر جانا ناممکن ہے۔ کربلا میں جانے والی ام کلثوم کوئی اور ہوگی۔

۳۔ جو ام کلثوم کربلا میں گئی۔ وہ اگرچہ حضرت علی المرتضےٰ کی صاحبزادی ہی تھی۔ لیکن ان کے خاوند کا نام عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ نہیں بلکہ مسلم بن عقیل ہے۔

۴۔ ام کلثوم زوجہ مسلم بن عقیل کا کوفہ جانا قرین قیاس ایسے ہے۔ کہ ایک تو یہ حضرت امام حسین کی ہمشیرہ تھیں۔ اور دوسرا ان کے خاوند مسلم بن عقیل پہلے ہی کوفہ جا چکے تھے۔

marfat.com
Marfat.com

۵۔ حضرت عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ نے خود بخود حضرت علی المرتضٰے رضی اللہ عنہ سے ان کی بیٹی ام کلثوم کا رشتہ طلب کیا تھا۔

۶۔ طلب رشتہ کے وقت ام کلثوم نا بالغہ تھیں۔ لیکن ان کی کرامت اور بزرگی کے پیش نظر حضرت عمر نے اسی عمر میں ان کے ساتھ شادی کرنا منظور کی تھی۔

۷۔ حضرت علی المرتضٰے رضی اللہ عنہ نے بنفس نفیس ام کلثوم کو حضرت عمرؓ کے ہاں چادر دے کر بھیجا۔ اور رضامندی پر نکاح کر دیا۔

۸۔ حضرت عمر کے ہاں ام کلثوم سے دو بچے پیدا ہوئے۔ ان میں زید اور ام کلثوم یعنی ماں بیٹے دونوں کا انتقال ایک ہی وقت میں ہوا۔ تقدیم و تاخیر کا کوئی قول موجود نہیں۔

۹۔ ان کی نماز جنازہ عبداللہ بن عمر نے پڑھائی۔ یا بعض کے قول کے مطابق گورنر مدینہ سعید بن العاص نے پڑھائی۔

ان امور مذکورہ کی روشنی میں غلام حسین نجفی اور دوسرے شیعہ لوگوں کے سیدہ ام کلثوم بنت علی المرتضٰے رضی اللہ عنہ اور زوجۂ عمر فاروق رضی اللہ عنہ کے بارے میں اٹھائے گئے یا کیے گئے یہ اعتراضات از خود ساقط ہو جاتے ہیں۔ وہ یہ کہ۔

۱۔ حضرت عمر بن الخطاب کے نکاح میں آنے والی ام کلثوم حضرت علی المرتضٰی کی نہیں۔ بلکہ ابو بکر صدیق کی بیٹی تھیں۔

۲۔ یہ ایک جنیہ تھی۔ جسے حضرت علی المرتضٰی نے اپنی بیٹی ام کلثوم کی شکل میں متشکل کر دیا تھا۔

۳۔ حضرت علی المرتضٰی نے ام کلثوم کا رشتہ دینے سے صاف صاف انکار

marfat.com
Marfat.com

کردیا تھا۔ اس پر حضرت عمر بن الخطاب نے حضرت عباس کو کہا کہ تم اپنے بھتیجے سے اُس کی لڑکی کا رشتہ لے کر دو۔ اگر ایسا نہیں کرو گے۔ تو آب زم زم کی تمہاری تولیت ختم کر دوں گا۔ اس دھمکی کی بنا پر حضرت عباس نے یہ رشتہ لے کر دیا۔

مختصر یہ کہ حضرت علی المرتضےٰ رضی اللہ عنہ نے اپنی لختِ جگر سیدہ ام کلثوم رضی اللہ عنہا کا رشتہ خود بخود بغیر کسی ڈر و اکراہ کے حضرت عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ سے کر دیا تھا۔ اور ان ام کلثوم نامی صاحبزادی کو ام کلثوم کبریٰ بھی کہتے ہیں۔ ان کا انتقال واقعہ کربلا سے چھ سال پہلے ہو چکا تھا۔ اس لیے نجفی وغیرہ کی ذکر کردہ باتیں لغویات کا پلندہ ہیں۔ ان میں صداقت کا شائبہ تک نہیں۔

(فاعتبروا یا اولی الابصار)

marfat.com
Marfat.com

فصل سوم

اس میں درج ذیل مطاعن اور ان کے جوابات درج کیے گئے ہیں

طعن اوّل

سیدہ عائشہ صدیقہ رض حسنین رض کو اچھا نہ سمجھتی تھیں

دین حق نامی کتاب میں اس کے مصنف شرف الدین موسوی شیعی نے لکھا ہے کہ حسنؓ وحسینؓ سے حضرت عائشہ کا رویہ اچھا نہ تھا۔ اور یہ بات سب کو معلوم تھی (دین حق صـ۲۹۳)

جواب

یہ الزام شیعوں کی پرانی عادت کے مطابق ہے۔ ورنہ شیعہ کتب سے

marfat.com
Marfat.com

ہی اس الزام کی تردید مل جاتی ہے۔ ملاحظہ ہو۔

بحار الانوار

وَمِنْ كِتَابِ الْفِرْدَوْسِ عَنْ عَائِشَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ سَأَلَتِ الْفِرْدَوْسُ رَبَّهَا فَقَالَتْ أَيْ رَبِّ زَيِّنِّي فَإِنَّ أَصْحَابِي وَأَهْلِي أَتْقِيَاءٌ وَأَبْرَارٌ فَأَوْحَى اللهُ عَزَّ وَجَلَّ إِلَيْهَا أَلَمْ أُزَيِّنْكِ بِالْحَسَنِ وَالْحُسَيْنِ.

(بحار الانوار جلد نمبر ۴۳ ص ۳۰۶ ملاں باقر مجلسی
طبع جدید تہران)

ترجمہ

کتاب الفردوس میں ہے کہ سیدہ عائشہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتی ہیں کہ جنت نے اللہ سے سوال کیا کہ اے رب مجھے زینت عطا فرما۔ کیونکہ میرے ہاں تشریف لانے والے متقی اور نیک لوگ ہیں۔ اللہ نے فرمایا اے جنت کیا میں نے تجھے حسن و حسین کے ساتھ زینت نہیں دے دی؟

لمحہ فکریہ:

حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی زبان اقدس سے حسنین کریمین کے بارے تعریفی اور مدحی کلمات سن کر مائی صاحبہ رضی اللہ عنہا ان کی تبلیغ فرما رہی ہیں۔ یہ کیسے ہو سکتا ہے۔ کہ جن کے ساتھ انہیں عناد و بغض ہو۔ ان کی تعریف لوگوں کے

marfat.com
Marfat.com

سامنے کرتی پھرتیں۔ معلوم ہوا۔ کہ سیدہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کو حسنین کریمین کے ساتھ بہت انس تھا۔ اور انہیں جنت کی زینت سمجھتی تھیں۔ یہ تو تھا ان حضرات کے بارے میں مائی صاحبہ رضی اللہ عنہا کا عقیدہ اور محبت۔ اب حسنین کریمین کے دشمنوں کے بارے میں بھی ان کا ارشاد ملاحظہ ہو۔

ماثبت بالسنۃ:

عَنْ عَائِشَۃَ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہَا یَزِیْدُ لَا بَارَکَ اللّٰہُ فِیْ یَزِیْدِ الطَّعَّانِ اللَّعَّانِ اَمَا اَنَّہٗ بَغٰی اِلٰی حَبِیْبِیْ وَمُنْجِلِیْ حُسَیْنٍ اُتِیْتُ بِتُرْبَتِہٖ قَدْ اَرَیْتُ قَاتِلَہٗ اَمَا اَنَّہٗ یُقْتَلُ بَیْنَ ظَہْرَ اِنْیْ قَوْمٍ لَا یَنْصُرُوْہُ اِلَّا عَمَّہُمُ اللّٰہُ بِعِقَابٍ رَوَاہُ ابْنُ عَسَاکِرٍ۔

(ماثبت بالسنۃ ص ۱۹ مطبوعہ حمایت اسلام پریس لاہور)

ترجمہ:

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے مروی ہے۔ کہ قاتل و ملعون یزید کو اللہ برکت نہ دے۔ کیونکہ اس نے میرے پیارے بیٹے حسین کے ساتھ بغاوت کی۔ اور انہیں شہید کر دیا۔ حضرت حسین کی تربت کی مٹی میرے پاس لائی گئی۔ اور مجھے ان کا قاتل بھی دکھایا گیا۔ اور بتایا گیا کہ جن کے روبرو حسین قتل کیے جائیں گے وہ مدد نہ کریں گے۔ اور اسی سبب سے اللہ تعالیٰ نے ان پر عام عذاب مسلط کر دیا ہے۔ (اس حدیث کو ابن عساکر نے روایت کیا ہے۔

marfat.com
Marfat.com

ابن عساکر کی اس روایت میں مائی صاحبہ رضی اللہ عنہا کا حسنین کریمین کو اپنا بیٹا فرمانا اوران کے قاتلوں کو ملعون قرار دینا ثابت کرتا ہے۔ کہ جناب حسنین کریمین رضی اللہ عنہا کے ساتھ ان کو بیٹوں کی طرح محبت تھی۔ اوران کی تکلیف سُن کر بے تاب ہو جایا کرتی تھیں۔

مختصر یہ کہ ان دونوں حوالہ جات سے (ایک شیعہ کتاب اور دوسرا سنی کتاب سے) سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کا حسنین کریمین کے ساتھ پیار ومحبت کا رشتہ نظر آتا ہے۔ نہ کہ بغض وعناد کا جیسا کہ "دین حق"، کے مصنف بے دین وناحق نے ثابت کرنے کی کوشش کی۔

فاعتبروا یااولی الابصار

marfat.com
Marfat.com

طعن دوم

سیدہ عائشہ صدیقہؓ کو حضرت علیؓ سے بغض وعناد تھا

ترجمہ نہج البلاغہ

اس حقیقت سے انکار نہیں کیا جا سکتا۔ کہ حضرت عائشہ کا رویہ امیر المومنین سے ہمیشہ معاندانہ رہا۔ اور اکثر ان کے دل کی کدورت ان کے چہرے پر کھل جاتی، اور طرز عمل سے نفرت اور بیزاری جھلک اٹھتی تھی۔ یہاں تک کہ اگر کسی واقعہ کے سلسلہ میں حضرت کا نام آجاتا تو ان کی پیشانی پر بل پڑ جاتا۔ اور اس کا زبان پر لانا بھی گوارا نہ کرتی تھیں۔ چنانچہ عبید اللہ بن عبداللہ نے حضرت عائشہ کی اس روایت کا کہ پیغمبر عالت مرض میں فضل ابن عباس اور ایک دوسرے شخص کا سہارا لے کر ان کے ہاں چلے آئے۔ حضرت عبداللہ بن عباس سے ذکر کیا۔ تو انہوں نے فرمایا۔ هَلْ تَدْرِیْ مَنِ الرَّجُلُ قُلْتُ لَا قَالَ عَلِیُّ ابْنُ اَبِیْ طَالِبٍ وَلٰکِنَّهَا کَانَتْ لَا تَقْدِرُ

marfat.com
Marfat.com

عَلٰی اَنْ تَذْکُرَہٗ بِخَیْرٍ۔

(تاریخ طبری جلد دوم ص ۴۳۳)

ترجمہ:

کیا تمہیں معلوم ہے۔ کہ وہ دوسرا شخص کون تھا۔ اس نے کہا کہ نہیں۔ کہا کہ وہ علی ابن ابی طالب تھے مگر حضرت عائشہ کے بس کی یہ بات نہ تھی۔ کہ وہ علی کا کسی اچھائی کے ساتھ ذکر کریں۔

(ترجمہ نہج البلاغۃ مترجم مفتی جعفر حسین مطبوعہ امامیہ پبلیکیشنز ص ۱۷..... نور چیمبر گنپت روڈ لاہور)

جوابِ اوّل

حضرت علی المرتضٰی رضی اللہ عنہ کے ساتھ سیدہ صدیقہ کی عداوت وعناد کو بیان کرتے ہوئے اسے حقیقت ثابتہ کہہ کر مفتی جعفر حسین نے جو واقعہ اس امر پر شہادت کے طور پر پیش کیا۔ وہ تاریخ طبری کا آخری جملہ ہے (یعنی ولکنہا کانت لاتقدر علٰی ان تذکرہ بخیر) اسی جملے سے مفتی جعفر نے ”حقیقت“ کو ثابت کیا ہے۔ آئیے ذرا اس ”حقیقت“ کی بنیاد کے بارے میں دیکھیں۔ کتنی مضبوط ہے۔ قارئین کرام! بخاری شریف وغیرہ ہماری کتب احادیث میں یہ واقعہ اور حدیث موجود ہے۔ کہ جناب عبید اللہ بن عبد اللہ نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے مذکورہ حدیث روایت کی۔ لیکن اس میں تاریخ طبری کے آخری الفاظ موجود نہیں ہیں اور بخاری شریف میں ان زائد الفاظ کے بغیر جو روایت

marfat.com

Marfat.com

ہے۔ وہ صحیح سند کے ساتھ ہے۔ باقی حصہ تاریخ طبری میں موجود ہے عبداللہ بن عباس نے کہا کہ حضرت عائشہ کو حضرت علی کا ذکر خیر کرنے کی سعادت نہیں) یہ جملہ بعد میں کسی نے صحیح حدیث کے ساتھ جڑ دیا۔ ہم تبلائیں گے۔ کہ کس کی یہ شرارت تھی۔ لیکن اس مقام پر قیمتی روایت مرفوع، صحیح اور سند ہے۔ اس میں صرف اتنا مذکور ہے۔ کہ مائی صاحبہ رضی اللہ عنہا نے ایک آدمی کا نام تو بتلا دیا کہ وہ فضل ابن عباس تھے۔ لیکن دوسرے کا نام بتانے میں کیا رکاوٹ تھی۔ دوسرے کا نام چونکہ بقول حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما حضرت علی ابن ابی طالب تھا۔ تو مائی صاحبہ رضی اللہ عنہا کا ان کے نام کی صراحت نہ کرنا اس طرف اشارہ کرتا ہے۔ کہ دل میں کچھ ان سے مخالفت تھی۔ اور کدورت کی وجہ سے اس دوسرے کا نام نہ لیا۔ تو اس شبہ یا اشارہ کا امام نووی وغیرہ نے جواب ذکر کیا ہے۔ وہ یہ کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا ایک ہاتھ شریف تو آخری منزل تک جناب فضل ابن عباس نے تھامے رکھا۔ کسی دوسرے نے ان کی جگہ نہ لی۔ لیکن دوسرا ہاتھ شریف پکڑنے والے دو شخص تھے۔ کبھی اسے حضرت علی المرتضےٰ پکڑتے اور کبھی اسامہ بن زید تھامتے۔ لیکن یکے بعد دیگرے اس لیے اس دوسرے کا نام چونکہ ایک نہ تھا۔ کہ وہ تبلا دیا جاتا۔ بلکہ دو تھے۔ اب یا تو دونوں کا نام لیا جاتا۔ یا پھر دونوں کا نام نہ لیا جاتا۔ تو مائی صاحبہ رضی اللہ عنہا نے ان کے نام کی بجائے ان کے لیے "آخر" کا لفظ ذکر کیا۔ آپ تبلائیے۔ کہ اس میں مائی صاحبہ رضی اللہ عنہا نے حضرت علی المرتضےٰ رضی اللہ عنہ کی کون سی گستاخی کی۔ اور اس سے یہ کیسے ثابت ہوتا ہے۔ کہ حضرت عائشہ صدیقہ کا رویہ امیر المومنین سے ہمیشہ معاندانہ رہا۔

اب آیئے طبری کی روایت کے آخری حصہ کی طرف کہ جس پر اس (

"خفیفت" کی بنیاد رکھی گئی ہے۔ طبری میں روایت مذکورہ کی سند ملاحظہ ہو۔

حَدَّثَنَا ابْنُ حُمَیْدٍ قَالَ حَدَّثَنَا عَلِیُّ ابْنُ مُجَاہِدٍ قَالَ حَدَّثَنَا ابْنُ إِسْحَاقَ۔

ترجمہ:

یعنی ابن حمید کو یہ روایت سنانے والا "علی ابن مجاہد" ہے۔ اور علی بن مجاہد نے اسے "ابن اسحاق" سے سُنا۔ ان دونوں کا حال ملاحظہ ہو۔

علی بن مجاہد کا تعارف

تہذیب التہذیب

وَقَالَ صَالِحُ بْنُ مُحَمَّدٍ سَمِعْتُ یَحْیَی بْنَ مُعِیْنٍ سُئِلَ عَنْ عَلِیِّ ابْنِ مُجَاہِدٍ فَقَالَ کَانَ یَضَعُ الْحَدِیْثَ وَکَانَ صَنَّفَ کِتَابَ الْمَغَازِی فَکَانَ یَضَعُ لِلْکُلِّ اِسْنَادًا وَقَالَ یَحْیَی بْنُ الْمُغِیْرَۃِ الرَّازِیِّ سَمِعْتُ یَحْیَی بْنَ الْفُرَیْسِ یَقُوْلُ لَمْ یَسْمَعْ عَنْ عَلِیِّ بْنِ مُجَاہِدٍ مِنِ ابْنِ اِسْحَاقَ وَقَالَ اَبُوْ حَاتِمٍ سَمِعْتُ مُحَمَّدًا ابْنَ مَہْرَانَ یَقُوْلُ قَالَ یَحْیَی بْنُ الْفُرَیْسِ

marfat.com

Marfat.com

عَلِيُّ ابْنُ مُجَاهِدٍ كَذَّابٌ۔

(تہذیب التہذیب جلد ۷ ص ۳۸۷
مطبوعہ بیروت)

ترجمہ:

صالح بن محمد کہتے ہیں۔ کہ یحییٰ بن معین سے کسی نے پوچھا کہ علی ابن مجاہد کیسا ہے۔؟ تو میں نے بھی سنا۔ فرمایا۔ وہ حدیثیں گھڑ لیا کرتا تھا اس نے ایک کتاب المغازی تصنیف کی۔ اس میں اس نے ہر قسم کی اسناد ہر راوی کے لیے فرضی اور من گھڑت درج کیں یحییٰ بن مغیرہ کہتے ہیں۔ کہ میں نے یحییٰ بن الفریس کو یہ کہتے ہوئے سنا۔ کہ علی بن مجاہد نے ابن اسحاق سے حدیث کی سماعت ہی نہیں کی۔ ابو حاتم کا بیان ہے۔ کہ محمد بن مہران نے یحییٰ بن الفریس کی یہ بات ذکر کی۔ کہ علی بن مجاہد پرلے درجے کا جھوٹا راوی ہے۔

ابن اسحاق کا تعارف

میزان الاعتدال

وَقَالَ مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ نُمَيْرٍ رُمِيَ بِالْقَدْرِ وَكَانَ اَبْعَدَ النَّاسِ مِنْهُ وَقَالَ ابْنُ الْمَدِيْنِيِّ لَمْ اَجِدْ لَهٗ سِوٰى حَدِيْثَيْنِ مُنْكَرَيْنِ وَقَالَ اَبُوْدَاؤُدَ قَدَرِيٌّ مُعْتَزِلِيٌّ وَقَالَ سُلَيْمَانُ التَّيْمِيُّ كَذَّابٌ وَقَالَ وَهَيْبٌ سَمِعْتُ هِشَامَ بْنَ عُرْوَةَ

marfat.com
Marfat.com

يَقُوْلُ كَذَّابٌ وَقَالَ وَهِيْبٌ سَأَلْتُ مَالِكًا عَنِ ابْنِ إِسْحَاقَ فَاتَّهَمَهُ وَقَالَ عَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنُ مَهْدِيٍّ كَانَ يَحْيَى بْنُ اٰدَمَ حَدَّثَنَا ابْنُ إِدْرِيْسَ قَالَ كُنْتُ عِنْدَ مَالِكٍ فَقِيْلَ لَهُ إِنَّ ابْنَ إِسْحَاقَ يَقُوْلُ اعْرِضُوْا عَلَيَّ عِلْمَ مَالِكٍ فَإِنِّي بَيْطَارُهُ فَقَالَ مَالِكٌ انْظُرُوْا إِلَى دَجَّالٍ مِنَ الدَّجَاجِلَةِ وَقَالَ ابْنُ عُيَيْنَةَ رَأَيْتُ ابْنَ إِسْحَاقَ فِي مَسْجِدِ الْخَيْفِ فَاسْتَحْيَيْتُ أَنْ يَرَانِي مَعَهُ أَحَدٌ اتَّهَمُوْهُ بِالْقَدَرِ وَرَوَى أَبُوْ دَاوُدَ عَنْ حَمَّادِ ابْنِ سَلَمَةَ قَالَ مَا رَوَيْتُ عَنِ ابْنِ إِسْحَاقَ إِلَّا بِاضْطِرَارٍ .... وَقَالَ أَحْمَدُ هُوَ كَثِيْرُ التَّدْلِيْسِ جِدًّا .... وَقَالَ ابْنُ عَدِيٍّ كَانَ ابْنُ إِسْحَاقَ يَلْعَبُ بِالدُّيُوْكِ .... قَالَ يَحْيَى الْقَطَّانُ أَشْهَدُ أَنَّ مُحَمَّدَ ابْنُ إِسْحَاقَ كَذَّابٌ

(میزان الاعتدال جلد سوم حرف المیم ص ۲۲ مطبوعہ مصر طبع قدیم)

ترجمہ:

ابن نمیر نے ابن اسحاق پر قدری ہونے کا حکم لگایا ہے۔ اور وہ خود اس سے بہت بچ کر رہتا ہے۔ ابن المدینی کہتے ہیں۔ کہ مجھے ابن اسحاق سے صرف دو حدیثیں ملیں۔ اور وہ بھی منکر ہیں۔ ابوداؤد اسے قدری اور معتزلی کہتے ہیں۔ سلیمان التیمی اسے کذاب کہتے ہیں۔ وہیب کہتے ہیں۔ کہ میں نے امام مالک

marfat.com
Marfat.com

سے اس بارے میں پوچھا۔ تو انہوں نے اسے "متہم" قرار دیا۔ عبدالرحمن بن مہدی بروایت یحییٰ بن آدم ذکر کرتے ہیں۔ کہ امام مالک کے پاس ابن ادریس بھی بیٹھے ہوئے تھے۔ کہ کسی نے کہا۔ ابن اسحاق کہتا ہے کہ امام مالک کا علم میرے سامنے پیش کرو۔ میں اس کو تولوں گا۔ یہ سن کر امام مالک نے کہا۔ ابن اسحاق بھی دجالوں میں سے ایک بڑا دجال ہے۔ ابن عیینہ کا کہنا ہے۔ کہ میں نے ابن اسحاق کو مسجد الخیف میں دیکھا۔ (اور میں اس کے پاس گیا) لیکن مجھے یہ خطرہ تھا۔ کہ کوئی شخص مجھے اس کے پاس بیٹھا دیکھ نہ پائے۔ کیونکہ لوگ اسے قدریہ ہونے کی تہمت لگاتے تھے۔ حماد بن سلمہ سے ابوداؤد نے ذکر کیا۔ کہ میں ابن اسحاق سے مجبوری کے سوا کبھی روایت نہیں کرتا۔ امام احمد نے کہا۔ کہ بہت زیادہ تدلیس کرتا تھا۔ ابن علی نے اسے مرغوں کے ساتھ کھیلنے والا بتایا۔ یحییٰ قطان قسمیہ کہتے ہیں۔ کہ ابن اسحاق "کذاب" ہے۔

تہذیب التہذیب

وَقَالَ حَنْبَلُ ابْنُ اِسْحَاقَ سَمِعْتُ اَبَا عَبْدِ اللّٰهِ يَقُوْلُ ابْنُ اِسْحَاقَ لَيْسَ بِحُجَّةٍ ...... وَقَالَ الْمَيْمُوْنِيُّ عَنِ ابْنِ مُعِيْنٍ ضَعِيْفٌ وَقَالَ النِّسَائِيُّ لَيْسَ بِقَوِيٍّ۔

(تہذیب التہذیب جلد ۹ ص ۴۴ حرف المیم)

ترجمہ:

امام حنبل کہتے ہیں۔ کہ میں نے ابوعبد کو یہ کہتے ہوئے سنا کہ

marfat.com
Marfat.com

ابن اسحاق کی روایت حجت نہیں ہوسکتی میمونی نے ابن معین سے نقل کیا۔ کہ ابن اسحاق ضعیف ہے۔ اور امام نسائی نے اسے "لَیْسَ بِقَوِیٍّ" کہا ہے۔

چیلنج

طبری کی روایت کے آخری الفاظ جن سے مفتی جعفر حسین نے سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا اور حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کے مابین عناد اور بغض ثابت کیا ہے۔ ہماری طرف سے کھلا چیلنج ہے۔ کہ یہ الفاظ کسی صحیح سند اور مرفوع حدیث سے ثابت کر دکھاؤ۔ ہم بیس ہزار روپیہ نقد انعام دیں گے۔ علی بن مجاہد اور اس کے استاد و شیخ (جو بقول یحییٰ بن ضریس استاد و شیخ بنتا ہی نہیں) ابن اسحاق کے حالات ان دونوں کا مقام روایت آپ نے ملاحظہ کیا۔ ان حالات سے یہی پتہ چلتا ہے۔ کہ تاریخ طبری کے زائد الفاظ ان کی اختراع ہے کیونکہ یہ کذاب اور واضع الحدیث ہیں۔ اسی لیے یہ الفاظ کسی دوسری روایت میں جو صحیح سند اور مرفوع ہو۔ ہرگز نہیں ملتے۔ یہ تھی وہ "حقیقت" جس پر مفتی جعفر حسین نے اپنی تحریر کی کوٹھی کھڑی کی تھی۔ اور پھر ان مجتہدوں اور مفتیوں سے کوئی پوچھے۔ تمہیں الزام اور اعتراض کے لیے وہ شخصیت نظر آئی۔ جسے طیب وطاہر خود اللہ تعالیٰ نے فرمایا۔ اور پھر اس کو تمہارے ائمہ نے بھی تسلیم فرمایا۔

سورۃ النور کی آیت "اَلْخَبِیْثٰتُ لِلْخَبِیْثِیْنَ وَالْخَبِیْثُوْنَ

marfat.com
Marfat.com

لِلْخَبِيْثَاتِ الخ (القرآن) امام باقر اور امام جعفر رضی اللہ عنہما یوں فرماتے ہیں

جب حضور پاک ہیں تو آپ کی ازواج بھی پاک ہیں

منہج الصادقین

چوں سید دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم پاکیزہ ترین موجود است پس ازواج او البتہ پاک و پاکیزہ اند۔

(منہج الصادقین جلد ششم ص ۲۶۹
مطبوعہ تہران طبع جدید)

ترجمہ:

جب حضور سید دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم تمام موجودات سے بڑھ کر پاکیزہ ہیں۔ تو لازماً آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی تمام بیویاں پاک اور پاکیزہ ہی ہیں۔

ایسی پاکیزہ اور طاہر شخصیت کے بارے میں اِدھر اُدھر کی ہانکنے کی کسی مومن کو اس کا ایمان اجازت نہیں دیتا۔ قرآن کریم نے سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کو تمام ازواج مطہرات کی طرح "مومنوں کی ماں"، کا شرف و اعزاز عطا کیا ہے۔ ایسی شخصیت پر الزام تراشی کرتے وقت اپنی تفسیر کا مطالعہ ہی کر لیا ہوتا شاید اس کے بعد آخرت برباد کرنے سے یہ مجتہدِ مفتی باز آ جاتے۔

ﷺ

marfat.com
Marfat.com

منہج الصادقین:

یعنی ہر گاہ کسی گناہے کند۔ واز آں توبہ نماید توبہ او مقبول است مگر آں کسیکہ در امر عائشہ خوض کردہ و برا وانک کردہ۔

(منہج الصادقین جلد ششم ص ۲۸۹ مطبوعہ تہران طبع جدید)

ترجمہ:

جب بھی کوئی شخص گناہ کرتا ہے۔ اور پھر اس سے توبہ کرے تو اس کی توبہ قبول ہو جائے گی۔ مگر وہ شخص جو حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کے بارے میں غور و خوض کرتا ہے۔ اور ان پر الزام لگاتا ہے۔ اس کی توبہ ہرگز قبول نہ ہو گی۔

مفتی جعفر حسین کو اپنے ان بڑوں کے ارشادات سامنے رکھ کر مائی صاحبہ رضی اللہ عنہا کی ذات پر الزام تراشی نہیں کرنا چاہیئے تھی۔ کیونکہ جس شخصیت کو امام باقر و امام جعفر رضی اللہ عنہا تمام عورتوں سے پاکیزہ اور پاک فرمائیں اور حضرت عبد اللہ بن عباس کے بقول اِن پر تہمت لگانے والے کی بخشش نہیں ہو سکتی۔ ان ارشادات کے ہوتے ہوئے ایک صاحب ایمان ایسی جرأت ہرگز نہیں کر سکتا۔ اہل تشیع کو دعوت فکر ہے۔ کہ ایک طرف اہل بیت کے دو جلیل القدر امام اور عبد اللہ بن عباس صحابی رسول ہیں۔ جو سیدہ عائشہ کی تعریف کر رہے ہیں۔ اور دوسری طرف اہل بیت امام جعفر کو بدنام کرنے والا مفتی "جعفر" ہے۔ اگر تم "جعفری" اس نسبت سے ہو۔ کہ تمہارے قائد اور امام جناب امام جعفر صادق ہیں۔ تو ان کے بقول مائی صاحبہ رضی اللہ عنہا کو

marfat.com
Marfat.com

پاکیزہ اور پاک مانو۔ اور اگر مفتی جعفر حسین کے چیلے ہونے کی وجہ سے "جعفری" ہو تو پھر تمہیں "جعفریت" مبارک۔ لیکن ایمان سے اس کا کوئی تعلق نہیں۔

(فاعتبروا یا اولی الابصار)

جواب دوم:

سطور بالا سے ہم یہ ثابت کر چکے ہیں۔ کہ تاریخ طبری کا وہ جملہ جسے مفتی جعفر حسین نے بے کر حضرت ام المومنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا پر اعتراض کیا تھا۔ وہ من گھڑت ہے۔ اس کے گھڑنے والا علی بن مجاہد کذاب وضاع الحدیث ہے۔ اس کے بعد ہم یہ چاہتے ہیں۔ کہ اہل تشیع کے اس اعتراض اور اس بات پر ذرا تفصیل سے گفتگو ہو جائے۔ کہ کیا واقعی حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کو حضرت علی سے بغض و عناد تھا جس کی وجہ سے وہ ان کا زبان پر نام لانا بھی گوارا نہ کرتی تھیں؟ یا محض شیعوں کے کوڑھ باطنی کا شاخسانہ ہے۔ ان کو مرض ہے۔ کہ جب تک محبوبۂ محبوب رب العالمین کے حضور نازیبا الفاظ نہ کہہ لیں۔ ان کو آرام وصبر نہیں آتا۔ حالانکہ معتبر کتب شیعہ میں ایسے حوالہ جات موجود ہیں کہ جن میں واضح الفاظ میں موجود ہے کہ حضرت علی المرتضیٰ اور حسنین کریمین رضی اللہ عنہم کی شان میں ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایات موجود ہیں جن حضرت علی اور حسنین کریمین رضی اللہ عنہم اور حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کے درمیان والہانہ محبت کا ثبوت پایا جاتا ہے۔ اب معتبر کتب شیعہ سے حوالہ جات ملاحظہ فرمائیں۔

marfat.com
Marfat.com

حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کے بارے میں

سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کے خیالات

حوالہ ۱:

الامام الصادق

وَعَنِ الْعَوَامِ ابْنِ حَوْشَبَ عَنِ ابْنِ عَمٍّ لَهُ قَالَ دَخَلْتُ مَعَ اَبِيْ عَلَى اُمِّ الْمُؤْمِنِيْنَ عَائِشَةَ صِدِّيْقَةِ رَضِيَ اللهُ عَنْهَا فَسَاَلْتُهَا عَنْ عَلِيٍّ فَقَالَتْ تَسْاَلُنِيْ عَنْ رَجُلٍ كَانَ اَحَبَّ النَّاسِ اِلٰى رَسُوْلِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَكَانَتْ اِبْنَتُهُ تَحْتَهُ رَاَيْتُ رَسُوْلَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ دَعَا عَلِيًّا وَّ فَاطِمَةَ وَحَسَنًا وَّحُسَيْنًا فَاَلْقٰى عَلَيْهِمْ ثَوْبًا فَقَالَ اَللّٰهُمَّ هٰؤُلَاءِ اَهْلُ بَيْتِيْ فَاَذْهِبْ عَنْهُمُ الرِّجْسَ وَطَهِّرْهُمْ تَطْهِيْرًا قَالَتْ فَدَنَوْتُ مِنْهُمْ فَقُلْتُ يَا رَسُوْلَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَاَنَا مِنْ اَهْلِ بَيْتِكَ فَقَالَ تَنَحِّيْ اِنَّكِ عَلٰى خَيْرٍ۔

(الامام الصادق ص۸۸
زیر آیت التطہیر مطبوعہ
بیروت طبع جدید)

marfat.com
Marfat.com

ترجمہ:

عوام ابن حوشب اپنے چچا سے روایت کرتے ہیں۔ کہ میں (ان کا چچا) اپنے والد کے ہمراہ ام المومنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کے پاس حاضر ہوئے۔ میں نے مائی صاحبہ سے حضرت علی المرتضٰے کے بارے میں پوچھا۔ فرمانے لگیں۔ تو نے ایسے شخص کے متعلق پوچھا ہے جو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا محبوب ترین شخص ہے۔ آپ کی بیٹی اُن کے عقد میں تھی۔ میں نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو ایک مرتبہ دیکھا۔ آپ نے علی، فاطمہ، حسن اور حسین رضی اللہ عنہم کو بُلا کر ایک چادر کے نیچے سب کو لیا۔ اور اللہ سے دعا کی۔ اے اللہ! یہ میرے اہل بیت ہیں۔ تو ان سے ہر قسم کی نجاست دور فرما دے۔ اور انہیں خوب ستھرا اور پاکیزہ کر دے۔ مائی صاحبہ فرماتی ہیں۔ کہ میں نے ان کے قریب جا کر حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کی یا رسول اللہ! میں بھی تو آپ کی اہل بیت ہوں۔ فرمایا۔ ہٹ جاؤ۔ تم تو بھلائی پر ہو۔

سیدہ عائشہ ام المومنین نے فرمایا حضرت علی رضی اللہ عنہ نے میری حفاظت کرتے ہوئے مجھ پر کرم فرمایا

مروج الذہب

وَخَرَجَتْ عَائِشَةُ مِنَ الْبَصْرَةِ وَقَدْ بَعَثَ مَعَهَا

marfat.com
Marfat.com

علیؓ اخاها عبدالرحمن بن ابی بکر و ثلاثین رجلا وعشرین امرأة من ذوات الدین بن عبد القیس وهمدان وغیرهما السبهن العمائم وقدبن السیوف وقال لهن لا تعلمن عائشة انکن نسوة کا تکن رجال وکن اللاتی تین خدمتها وحملها فلما اتت المدینة قیل لها کیف رایت مسیرك قالت کنت بخیر والله لقد اعطی علی ابن ابی طالب فاکثر والکنه بعث معی رجالا انکرتهم فعرفنها النسوة امرهن فسجدت وقالت فازددت والله یا ابن ابی طالب الاکرما ووددت انی لم اخرج وان اصابتنی کیت وکیت من امور ذکرتها شاقة وانما قیل لی تخرجین فنصلحین بین الناس فکان ما کان۔

(مروج الذهب للمسعودی
جلد دوم ص ۳۷۰ خروج عائشہ
من البصرۃ مطبوعہ بیروت
طبع جدید)

ترجمہ:

جنگ جمل کے بعد بصرہ سے واپسی پر حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ نے عبدالرحمن بن ابی بکر جو عائشہ صدیقہ کے بھائی تھے۔ کو مائی صاحبہ کے ساتھ مدینہ منورہ روانہ کیا۔ اور ان کے ساتھ تیس سردار اور بیس عورتیں

marfat.com
Marfat.com

بھی تھیں۔ جو قبیلہ عبد القیس اور ہمدان سے تعلق رکھتی تھیں حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ نے ان عورتوں کو پگڑیاں پہنا کر تلواریں دیں۔ اور تاکید کی۔ کہ تمہاری حالت کا حضرت عائشہ صدیقہ کو علم نہ ہونے پائے۔ کہ تم عورتیں ہو۔ وہ تمہیں مرد ہی سمجھتی رہیں۔ اور دیکھو۔ ان کی خدمت اور سامان کے ادھر ادھر کرنے میں ان کی مدد کرنا۔ یہ قافلہ جب مدینہ منورہ پہنچا۔ تو مائی صاحبہ سے پوچھا گیا۔ آپ کا سفر کیسا گزرا کہنے لگیں۔ بخیر و عافیت۔ خدا کی قسم علی ابن ابی طالب نے میرے ساتھ بہت اچھا سلوک کیا۔ لیکن ایک بات غلط کی وہ یہ کہ میرے ساتھ حفاظت اور خدمت کے لیے ان جانے مردوں کو بھیجا حضرت عائشہ کے اس کہنے کے بعد ان عورتوں نے جو مرد بنی ہوئی تھیں۔ اپنا آپ ظاہر کرتے ہوئے بتلایا۔ کہ ہم عورتیں ہیں۔ یہ دیکھ کر مائی صاحبہ رضی اللہ عنہا نے سجدۂ شکر ادا کیا۔ اور فرمانے لگیں۔ خدا کی قسم! اے ابی طالب کے بیٹے! تو نے تو میرے ساتھ کرم ہی کرم کیا ہے۔ اور میری خواہش تو یہ تھی۔ کہ میں بصرہ کو نہ جاتی۔ اگرچہ مجھے بہت سی تکالیف برداشت کرنا پڑیں۔ لیکن مجھے کہا گیا۔ کہ تم ضرور جاؤ۔ اور جا کر دونوں دھڑوں کے درمیان صلح کراؤ۔ تو میں چل پڑی۔ اور پھر جو ہوا۔ سو ہوا۔

روضۃ الصفاء

آنحضرت فرمود کہ محمد بن ابی بکر دراں سفر موافقت کند۔ وجمع از عورات بصره را گفت کہ ملبس بلباس مرداں گشتہ مرداں راہ بخدمت

marfat.com
Marfat.com

صدیقہ قیام نمایند و خود بنفس نفیس بقوے سہ میل راہ عائشہ را متابعت فرمود بصرہ بازگشت و چوں آں نسواں مدد نزول وارتحال بمدد گاری می نمودند عائشہ ازیں معنی ملول و دل تنگ شدہ می گفت کہ علی خدمت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم رانگاہ داشتہ و مرا بملازمت ایں طائفہ مبتلا و محتاج می ساخت و چوں در مدینہ بلباس اصل خود درآمد صدیقہ از امیر المومنین علی راضی و زبان بحمدت و ثنا شاہ مرداں و شیر یزداں بکشاء۔

(تاریخ روضۃ الصفا، جلد دوم ص ۴۸۸ تا ۴۸۹ مطبوعہ نولکشور طبع قدیم)

ترجمہ:

حضرت علی المرتضیٰ نے فرمایا۔ کہ اس سفر میں محمد بن ابی بکر بھی اپنی ہمشیرہ عائشہ کے ساتھ رہیں۔ اور عورتوں کی ایک جماعت کو حکم دیا کہ وہ لباس مردانہ پہن لیں۔ اور راستہ میں صدیقہ کی خدمت بجا لائیں۔ اور ایک قول کے مطابق تقریباً تین میل تک خود حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ جناب صدیقہ کو الوداع کہنے آئے۔ پھر واپس بصرہ تشریف لے آئے۔ جب وہ عورتیں جو لباس مردانہ میں تھیں۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی سواری پر چڑھنے اور اترنے میں مدد کرتیں۔ تو اس سے جناب صدیقہ بہت پریشان ہوئیں اور دل تنگ ہو کر یہ کہتیں۔ کہ علی نے حضرت رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی حرمت اور عزت کا خیال تو رکھا۔ لیکن مجھے اس گروہ کے سپرد کر دیا۔ اور ان کا محتاج بنا دیا۔ پھر جب یہی عورتیں مدینہ منورہ پہنچ کر اپنے اصلی زنانہ لباس میں آئیں۔

marfat.com

Marfat.com

تو سیدہ صدیقہ رضی اللہ عنہا جناب امیر المومنین سے راضی ہو گئیں۔ اور زبان سے ان کی تعریف اور ثنا کہنے لگیں۔

سید عائشہ ام المومنین نے فرمایا حضرت علی رض شب بیدار بہت روزے رکھنے والے محبوب رسول علیہ السلام تھے

کشف الغمہ فی معرفۃ الائمہ:

وَنَدِمَتْ عَائِشَةُ مَا وَقَعَ بَيْنَهُمَا وَكَانَتْ
لَا تَذْكُرُ يَوْمَ الْجَمَلِ اِلَّا اَظْهَرَتْ اَسَفًا وَاَبْدَتْ
نَدَمًا وَبَكَتْ وَنُقِلَتْ مِنْ رَبِيعِ الْاَبْرَارِ لِلزَّمَخْشَرِيِّ
قَالَ جُمَيْعُ بْنُ عُمَيْرٍ دَخَلْتُ عَلٰى عَائِشَةَ فَقُلْتُ مَنْ
كَانَ اَحَبَّ النَّاسِ اِلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ
قَالَتْ فَاطِمَةُ صَلَوَاتُ اللّٰهِ عَلَيْهَا قُلْتُ لَهَا اِنَّمَا
اَسْئَلُكِ عَنِ الرِّجَالِ قَالَتْ زَوْجُهَا وَمَا يَمْنَعُهُ،
فَوَاللّٰهِ اِنَّهُ كَانَ لَصَوَّامًا قَوَّامًا وَلَقَدْ سَالَتْ
نَفْسُ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِيْ
يَدِهٖ فَرَدَّهَا اِلٰى فِيْهِ فَقُلْتُ فَمَا حَمَلَكِ عَلٰى مَا كَانَ
فَاَرْسَلَتْ خِمَارَهَا عَلٰى وَجْهِهَا وَبَكَتْ

marfat.com
Marfat.com

وَقَالَتْ اَمْرٌ قَضٰی عَلَیَّ۔

(کشف الغمہ جلد اول ص ۴۴۲ مطبوعہ تبریز طبع جدید)

ترجمہ:

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا اس واقعہ پر ندامت کیا کرتی تھیں جو ان کے اور حضرت علی کے مابین جنگ جمل کی صورت میں ہوا۔ آپ جب بھی اس جنگ کی بات کرتیں۔ تو بہت افسوس کرتیں۔ اور ندامت کا اظہار فرماتیں۔ اور رو پڑتیں۔ زمخشری سے منقول ہے۔ کہ جمیع بن عمیر نے ایک مرتبہ سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے پوچھا۔ کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو سب سے زیادہ محبوب کون تھا؟ فرمانے لگیں۔ آپ کی بیٹی فاطمہ رضی اللہ عنہا۔ سائل کہتا ہے۔ میں نے عرض کیا۔ کہ میرا سوال مردوں کے متعلق تھا۔ تو فرمایا۔ مردوں میں سے سیدہ فاطمہ کے خاوند حضرت علی المرتضیٰ سب سے زیادہ آپ کے محبوب تھے۔ اور اس میں نہ ماننے والی بات کون سی ہے وہ (علی المرتضیٰ) بہت زیادہ روزہ رکھنے والے اور شب بیدار تھے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا خون شریف ان کے ہاتھ پر گرا تو انہوں نے اسے چاٹ لیا۔ جمیع بن عمیر کہتے ہیں۔ کہ میں نے ایک اور سوال کیا۔ کہ اگر آپ حضرت علی المرتضیٰ کی اس قدر تعریف کا اقرار کرتی ہیں۔ تو پھر ان کے ساتھ لڑائی والا معاملہ کیوں ہوا۔ یہ سن کر مائی صاحبہ رضی اللہ عنہا نے اپنے چہرہ پر دوپٹہ ڈال کر رونا شروع کر دیا۔ اور فرمانے لگیں۔ تقدیر کے آگے کس کا بس

marfat.com

Marfat.com

چلتا ہے۔

ان چار عدد حوالہ جات سے آپ اس بات پر اندازہ کر سکتے ہیں۔ کہ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کا حضرت علی المرتضٰے رضی اللہ عنہ کے ساتھ کیسا سلوک تھا۔ ان کے بارے میں آپ کے کیا خیالات تھے۔ لہٰذا مفتی جعفر حسین کا یہ کہنا ہے کہ "حضرت عائشہ کے بس کی بات نہ تھی۔ کہ وہ علی کا کسی اچھائی کے ساتھ ذکر کریں" کہاں تک درست ہے۔ حضرت علی المرتضٰے رضی اللہ عنہ کو سرکار دوعالم صلی اللہ علیہ وسلم کا محبوب ترین کس نے کہا؟ بصرہ سے روانہ ہو کر مدینہ منورہ پہنچ کر وہ زبان بحمدت و ثنا شاہ مرداں و شیر یزداں بکشاد" کس کے بارے میں صاحب روضۃ الصفا نے لکھا؟ علی المرتضٰے رضی اللہ عنہ کے بارے میں شب بیدار اور بہت روزے رکھنے والا" کے تعریفی الفاظ کس نے کہے؟

؎ شرم تم کو مگر نہیں آتی۔

ابھی ایک حوالہ مروج الذہب کا گزر چکا ہے۔ جس میں حضرت علی المرتضٰے رضی اللہ عنہ نے سیدہ صدیقہ کا احترام و عزت خود کی اور ایک جماعت کو مستقل خادم بنا کران کے ساتھ روانہ کیا۔ اس سے حضرت علی المرتضٰی رضی اللہ عنہ کے دل میں مائی صاحبہ کے احترام و عقیدت کی موجودگی کا اظہار ہوتا ہے۔ اسی سلسلہ میں صرف ایک اور حوالہ پیش کر کے بحث ختم کرتے ہیں۔

ابن شہر آشوب:

قَالَ عَلِيُّ ابْنُ اَبِي طَالِبٍ اَفَتَسُبُّوْنَ اُمَّكُمْ عَائِشَةَ

marfat.com

Marfat.com

ثُمَّ تَسْتَحِلُّوْنَ مِنْهَا مَا يُسْتَحَلُّ مِنْ غَيْرِ هَا فَلَئِنْ فَعَلْتُمْ لَقَدْ كَفَرْتُمْ وَهِيَ اُمُّكُمْ وَاِنْ قُلْتُ لَيْسَتْ بِاُمِّنَا فَقَدْ كَذَّبْتُمْ بِقَوْلِهٖ وَاَزْوَاجُهٗٓ اُمَّهَاتُكُمْ۔

(ابن شہر اشوب جلد دوم

ص ۱۴ مطبوعہ تہران طبع جدید)

ترجمہ:

حضرت علی المرتضٰی رضی اللہ عنہ نے فرمایا۔ کیا تم اپنی ماں عائشہ رضی اللہ عنہا کو قیدی بناؤ گے۔ اور پھر ان کے بارے میں وہ کچھ کرنا حلال سمجھو گے۔ جو دوسری عام عورتوں سے قیدی ہونے کے بعد حلال سمجھا جاتا ہے۔ اگر تم نے ایسا کیا۔ تو تم کافر ہو جاؤ گے۔ کیونکہ وہ تمہاری ماں ہے۔ اور اگر تم انہیں اپنی ماں تسلیم کرنے سے انکاری ہو۔ تو پھر قرآن کریم کی آیت "وَاَزْوَاجُهٗٓ اُمَّهَاتُهُمْ" کو جھٹلانے والے ہو گے۔

نوٹ:

ابن شہر آشوب کی عبارت اُن گستاخ شیعوں کے لیے تازیانہ عبرت ہے۔ جو یہ بکتے ہیں۔ کہ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کو حضرت علی المرتضٰی رضی اللہ تعالیٰ عنہ مسلمان نہیں سمجھتے تھے۔ وہ اس طرح کہ کچھ بد نہاد لوگوں نے جنگ جمل کے اختتام پر سیدہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کو عام عورتوں کی طرح قید کر کے لونڈی بنانے کا سوچا تھا جس پر حضرت علی المرتضٰی رضی اللہ عنہ

marfat.com

Marfat.com

نے سخت الفاظ میں ان کو منع کیا۔ اور قرآن کریم کی آیت سے استدلال فرمایا۔
کہ یہ تمہاری ماں ہیں۔ ان کا ادب کرو۔ اس صراحت کے بعد بھی اگر دو مولا علی
کا ماننے والا، سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کے بارے میں بکواسات کرتا ہے
تو وہ یا تو کافر ہے۔ یا قرآن کی تکذیب کرنے والا۔

(فاعتبروا یا اولی الابصار)

marfat.com
Marfat.com

طعن سوم

سیدہ عائشہؓ حضرت علی رضی اللہ عنہ پر گالی گلوچ کیے جانے کو پسند کرتی تھیں

دین حق

امام احمد بن حنبل نے اپنی مسند جلد ششم ص ۱۱۳ پر جناب عائشہ کی ایک حدیث عطاء ابن یسار سے نقل کی ہے۔ عطاء بن یسار کہتے ہیں۔ کہ ایک شخص جناب عائشہ کی خدمت میں آیا۔ اور حضرت علی اور جناب عمار کو گالیاں دینے لگا۔ اس پر جناب عائشہ بولیں۔ علی کو گالیاں دینے سے میں منع نہیں کرتی۔ لیکن عمار کو گالیاں نہ دو۔ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو عمار کے متعلق کہتے سنا ہے کہ عمار وہ شخص ہیں۔ کہ اگر انہیں دو چیزوں کے درمیان اختیار دیا جائے تو وہ وہی اختیار کریں گے۔ جو زیادہ بہتر اور موجب اشکاری ہو۔

(دین حق ص ۲۸۵ مطبوعہ امامیہ مشن ٹرسٹ انار کلی لاہور)

marfat.com

Marfat.com

جواب

مفتی جعفر حسین نے مسند امام احمد بن حنبل کے ترجمہ میں تین مرتبہ "گالیاں" ذکر کیں۔ اس منت کے بُرے کوئی پوچھے کہ مسند میں کون سا عربی لفظ ہے جس کے معنی "گالیاں" بنتے ہیں۔ مسند امام احمد کی مذکورہ عبارت ہم درج کرتے ہیں۔ پھر اس پر مزید گفتگو ہو گی۔

مسند امام احمد بن حنبل

عَنْ عَطَاءِ بْنِ یَسَارٍ قَالَ جَاءَ رَجُلٌ فَوَقَعَ فِیْ عَلِیٍّ وَّفِیْ عَمَّارٍ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْھُمَا عِنْدَ عَائِشَۃَ فَقَالَتْ اَمَّا عَلِیٌّ فَلَسْتُ قَائِلَۃً لَکَ فِیْہِ شَیْئًا وَ اَمَّا عَمَّارٌ فَاِنِّیْ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ یَقُوْلُ لَا یُخَیَّرُ بَیْنَ اَمْرَیْنِ اِلَّا اخْتَارَ اَرْشَدَھُمَا۔

(مسند امام احمد بن حنبل جلد ۶ ص ۱۱۳ مطبوعہ بیروت طبع قدیم)

ترجمہ:

عطاء بن یسار کہتے ہیں۔ کہ ایک شخص حضرت عائشہ کے ہاں، حضرت علی اور عمار رضی اللہ عنہما کے بارے میں در وقیع، کا مرتکب ہوا۔ اس پر مائی صاحبہ نے فرمایا۔ بہر حال علی المرتضٰے تو ان کے بارے میں تجھے میں کچھ نہیں کہتی۔ لیکن عمار سو ان کے متعلق میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سن رکھا ہے۔ کہ جب کبھی عمار

marfat.com
Marfat.com

کو دو باتوں میں سے ایک کا اختیار دیا گیا۔ تو اس نے ہمیشہ ان دونوں میں سے "ارشد"، کو پسند کیا۔

حدیث مذکورہ میں "وَقَعَ فِی عَلِیٍّ وَّفِیْ عَمَّارٍ"، کے الفاظ ہیں۔ اور انہی کا معنی مفتی نے "گالیاں"، کیا ہے۔ یہ لفظ لغت عربی کے اعتبار سے کئی ایک معانی میں استعمال ہوتا ہے۔ دخل اندازی کرنا، جماع کرنا۔ اور گلہ شکوہ کرنا وغیرہ۔ اور قانون یہ ہے۔ کہ ایسے لفظ لغت عربی کے اعتبار سے سیاق وسباق اور محل ہی سے سمجھا جاتا ہے۔ اب ہم دیکھتے ہیں۔ کہ یہ گفتگو کب اور کس پس منظر میں ہوئی۔ جب اس کا پتہ چل جائے گا۔ تو پھر "وَقَعَ"، کا معنی بھی معلوم ہو جائے گا۔ واقعہ یہ تھا۔ کہ کچھ لوگ حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کو حضرت عثمان کی شہادت میں ملوث کر رہے تھے۔ اور یہ کہتے پھرتے تھے۔ کہ مالک بن اشتر وغیرہ جن لوگوں نے حضرت عثمان پر قاتلانہ حملہ کیا تھا۔ یہ لوگ حضرت علی المرتضیٰ کی بیعت کر چکے تھے۔ اسی ماحول میں ایک آدمی نے سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کے حضور حضرت علی اور عمار رضی اللہ عنہما کے بارے میں گلہ شکوہ کرنا شروع کر دیا۔ اب ایسے میں مائی صاحبہ رضی اللہ عنہا نے کمال دانائی سے حقانیت کو واضح بھی کر دیا۔ اور اس گلہ شکوہ کرنے والے کو خاموش بھی کر دیا۔ تو اس سے معلوم ہوا۔ کہ "وَقَعَ فِیْ عَلِیٍّ الخ"، کے الفاظ بمعنی گلہ شکوہ کے ہیں۔ نہ کہ "گالیوں"، کے۔

پس منظر:

حضرت عمار بن یاسر رضی اللہ عنہ وہ شخصیت ہیں۔ جنہیں حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ اپنا دایاں ہاتھ فرمایا کرتے تھے۔ اس

marfat.com
Marfat.com

ئی وجہ یہ تھی۔ کہ حضرت علی المرتضٰے اور حضرت امیر معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہما کے درمیان جو تنازعہ ہوا۔ اس میں حضرت عمار ابن یاسر رضی اللہ عنہ حضرت عمار ابن یاسر حضرت علی المرتضیٰ کی فوج میں تھے۔ اور ان کی طرف سے لڑتے لڑتے شہید ہو گئے تھے حضرت علی المرتضٰے رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ان کی شان میں بہت سے مرثیہ اشعار بھی فرمائے۔ جن کا تذکرہ "نہج البلاغہ" میں بھی موجود ہے۔ ان دونوں کا گلہ شکوہ کرنے والا معلوم ہوتا ہے۔ وہ حضرت علی المرتضٰے رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور حضرت عمار ابن یاسر رضی اللہ تعالیٰ عنہ وغیرہ کو غلطی پر سمجھتا تھا۔ اور امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کو حق پر سمجھتا تھا۔

جیسا کہ گزشتہ سطور میں گزر چکا ہے۔ کہ کچھ لوگ حضرت علی المرتضٰے رضی اللہ عنہ کو خونِ عثمان میں ملوث کرتے تھے۔ تو یہ شخص بھی ان میں سے ایک تھا۔ لہذا سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے کمال حکمت و دانائی سے فرمایا۔ کہ جو کچھ تمہیں حضرت علی المرتضٰے رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے بارے میں گلہ شکوہ ہے۔ اس کی میں تسلی نہیں کر سکتی۔ اور اسے تمہارے دل سے نکال نہیں سکتی لیکن اتنی بات ضرور کہتی ہوں۔ کہ عمار ابن یاسر نے کبھی غلط فیصلہ نہیں کیا۔ کیونکہ اس کے صحیح فیصلہ کرنے کی تصدیق سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمائی ہے۔

اب اس انداز سے اس گلہ شکوہ کرنے والے کو گویا سیدہ عائشہ نے یہ ارشاد فرمایا۔ کہ عمار ابن یاسر چونکہ صحیح بات پر تھے۔ اور صحیح بات پر ہوتے ہوئے وہ حضرت علی المرتضٰے رضی اللہ عنہ کے لشکر میں تھا۔ اس لیے حضرت علی المرتضٰے رضی اللہ تعالیٰ عنہ بھی حق پر تھے۔ اور عمار ابن یاسر کی طرح اُن کا گلہ شکوہ کرنا تمہارے لیے درست نہیں ہے۔ اس روایت سے ترمفتی اینڈ نجفی وغیرہ

marfat.com
Marfat.com

کو نتیجہ یہ نکالنا چاہیئے تھا۔ کہ مائی صاحبہ رضی اللہ عنہا نے اس بلیغ انداز سے حضرت علی المرتضٰی کا حق پر ہونا اور امیر معاویہ کا اجتہادی خطا پر ہونا ثابت فرمایا۔ لیکن حضرت عائشہ صدیقہ کی زبان سے حضرت علی المرتضٰی کی تعریف اہل تشیع کو سننا کب گوارا ہے جبکہ اُن کا عقیدہ ہے کہ "عائشہ کی زبان سے علی کے حق میں کلمہ خیر کی توقع ہی نہیں ہو سکتی،، کا عقیدہ ہے۔

(فاعتبروا یا اولی الابصار)

marfat.com
Marfat.com

طعن چہارم

سیدہ فاطمہ زہراءؓ کو اپنی سوتیلی ماؤں سے شکایت رہتی تھی

جاگیر فدک

"جناب زہراؑ نے بوقت وفات اپنی سوتیلی ماؤں کی شکایت کی ہے"
ثبوت ملاحظہ ہو۔ اہل سنت کی معتبر کتاب تاریخ یعقوبی ص ۱۰۵ جلد دوم مولف احمد بن ابی یعقوب المعروف بابن واضح۔

وَدَخَلُوْا عَلَيْهَا فِيْ مَرَضِهَا نِسَاءُ رَسُوْلِ اللّٰهِ وَغَيْرُهُنَّ مِنْ نِّسَاءِ قُرَيْشٍ فَقُلْنَا كَيْفَ اَنْتِ قَالَتْ اَجِدُنِيْ كَارِهَةً لِدُنْيَاكُنَّ مَسْرُوْرَةً لِفِرَاقِكُنَّ اَلْقَى اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ بِحَسَرَاتٍ مِّنْكُنَّ فَمَا حُفِظَ لِيَ الْحَقُّ وَلَا قُبِلَتِ الْوَصِيَّةُ۔

ترجمہ:
فاطمہ زہراؑ کے پاس بوقت وفات نبی کریم کی بیویاں دوسری

marfat.com
Marfat.com

قریش عورتوں سے مل کرائیں۔ اور احوال پرسی کی۔ سیدہ زہرا نے فرمایا میں تم اہل دنیا کو ناپسند کرتی ہوں۔ اور تم سے جدائی پر خوش ہوں۔ اللہ اور اس کے رسول کے پاس تمہاری شکایت لے کر جاؤں گی۔ میرے حق کی حفاظت نہیں ہوئی۔ میرے متعلق میرے بابا کی وصیت پر عمل نہیں ہوا۔

(جاگیر فدک تصنیف غلام حسین نجفی

صفحہ نمبر ۴۰۴ تا ۴۱۱)

اہل سنت کی معتبر کتاب تاریخ یعقوبی جلد دوم ص ۵۔ ذکر وفات رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم۔ جناب زہرہ کے پاس آخری مرض میں کچھ رسول اللہ کی بیویاں آئیں۔ اور عرض کی۔ اے بنت رسول! ہمیں اپنے غسل میں حاضر ہونے کا شرف عطا کیجئے۔ بی بی نے فرمایا۔ تم میرے متعلق وہی بات کہنے کا ارادہ رکھتی ہو۔ جو بات تم نے میری ماں کے متعلق کہی تھی۔ میرے غسل کے وقت تمہارے حاضر ہونے کی کوئی ضرورت نہیں۔ (جاگیر فدک ص ۴۵۸)

جواب اوّل

جن لوگوں کے عقیدہ میں یہ بات شامل ہو۔ کہ پانچ وقت کی نماز کے بعد سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا پر لعن طعن کیا جائے۔ ان بدعقیدہ اور بداصل لوگوں سے یہ توقع کب ہو سکتی ہے۔ کہ ام المومنین رضی اللہ عنہا کی تعریف کریں۔ انہیں تو اپنے عقیدہ کے مطابق ایسے حوالہ جات چاہئیں۔ جن سے مائی صاحبہ کی تنقیص شان ہوتی ہو۔ چاہے وہ کسی یہودی کی کتاب سے مل جائیں۔ آخر یہ بھی تو ان کی نسل میں سے ہی ہیں۔ عبداللہ بن سبا کی معنوی

marfat.com

Marfat.com

اولاد سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی ازواج مطہرات کی تعریف اجتماع ضدین کے قبیلہ میں سے ہے۔ اسی اعتراض کو دیکھئے۔ کہ نجفی نے کس ڈھٹائی سے تاریخ یعقوبی کو بقول اہل سنت کی کتاب اور پھر "معتبر کتاب"، کہا۔ اس کذاب کو حسد و بغض میں جلتے جلتے اپنی کتابوں اور اپنے گرڈوں کے قول بھی یاد نہ رہے۔ شیخ عباس قمی مجتہد شیعہ سے پوچھو۔ کہ تاریخ یعقوبی کا مصنف احمد بن ابی یعقوب کس گروہ کا آدمی ہے۔

جواب اول

جس تاریخ یعقوبی سے یہ طعن لیا گیا ہے وہ شیعوں کی اپنی معتبر کتاب ہے

کتاب الکنی والالقاب

احمد بن ابی یعقوب بن جعفر بن وہب بن واضح کاتب ونویسندہ عباسی وشیعہ امامی است۔ جدش از موالی وطرفداران منصور دوانیقی بود۔ واو مرد سیاحی بود کہ مسافرت را دوست میداشت ودر شرق وغرب بلادِ اسلامی گردش کردہ درسال ۲۶۰ وارد ارمینیہ شد۔ آنگاہ مسافرت بہند نمود وازآنجا برگشت بمصر وبلاد مغرب ودر سیاحتش کتاب بلدان را تالیف کرد تاریخی دارد بنام تاریخ یعقوبی وغیر اینہا درسال ۲۷۸ھ وفات نمود۔

(الکنی والالقاب جلد ۳ ص ۵۸ تذکرہ یعقوبی مطبوعہ تہران طبع قدیم)

marfat.com
Marfat.com

ترجمہ:

احمد بن ابی یعقوب بن جعفر منشی اور کاتب تھا۔ اور مذہبًا شیعہ امامی تھا۔ اس کا دادا منصور دوانیقی کے آزاد شدہ غلاموں اور اس کے طرفداروں میں سے ایک تھا۔ یہ شخص سیاح تھا۔ اور ہر وقت سفر میں رہتا تھا۔ مشرق و مغرب کے اسلامی ممالک کی سیر کی ۲۶۰ھ میں ارمینیہ آیا۔ پھر وہاں سے ہندوستان گیا۔ پھر وہاں سے مصر لوٹا اور مغربی ممالک کی سیر کی۔ سیاحت کے موضوع پر "کتاب بلدانی" تالیف کی۔ اور تاریخ کے موضوع پر "تاریخ یعقوبی" کے نام سے ایک کتاب لکھی۔ ۲۸۴ھ میں فوت ہوا۔

یہ ہے حال اس شخص کا اور اس کی کتاب کا جسے نجفی نے اہل سنت کی معتبر کتاب کے طور پر پیش کیا۔ اب آپ نے اندازہ لگا لیا ہوگا۔ کہ اپنے مکر و عزائم کی خاطر اگر گدھے کو باپ بنانا پڑے۔ تو نجفی اینڈ کمپنی اس سے بھی باز نہیں آئے گی۔ خواہ مخواہ اپنی جماعت کے ایک اچھے خاصے لکھاری لو کتے اور خنزیر کے ساتھ ملا دیا۔ وہ اس طرح کہ اہل تشیع کے نزدیک سنی،، کتے اور خنزیر سے بھی بدتر ہیں۔ بے چارہ مرگیا تھا۔ اب تو ان کے حال پر رحم کھاتے۔

٭

marfat.com
Marfat.com

جوابِ دوم

سیدہ فاطمہ رضؓ آخری وقت تک ازواج رسول سے نہایت خوش تھیں

شیعہ کتب

حضرت فاطمہ زہرا رضی اللہ عنہا کی ازواج مطہرات سے ناراضگی کے واقعہ کی حقیقت آپ نے معلوم کی۔ یہ محض شیعہ کی بڑ ہے۔ اس کا حقیقت سے کوئی تعلق نہیں۔ کیونکہ شیعہ ہو اور پھر حضرت عائشہ کی تعریف کرے۔ ناممکن ہے اس لیے تاریخ یعقوبی کے مصنف شیعہ امامی سے مائی صاحبہ رضی اللہ عنہا کی تعریف ناممکن ہے۔ اور اس کا حوالہ اس بارے میں قطعاً قابل قبول نہیں۔

اب اس کے مقابلہ میں ہم کتب شیعہ سے یہ ثابت کرتے ہیں۔ کہ سیدہ زہرا رضی اللہ عنہا نے آخری وقت ازواج مطہرات کو انعام سے نوازا یہ ناراضگی کی علامت نہیں بلکہ خوشنودی کی علامت ثابت ہوتی ہے۔ حوالہ ملاحظہ ہو۔

بحار الانوار

عَنْ اَبِي الْاِسْحَاقِ الْبَاقِرْجِي عَنْ فَلَايَجَةَ عَنْ اَبِيْ اَحْمَدَ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ بَغْدَادَ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ الصَّلْتِ عَنْ عَبْدِ اللهِ ابْنِ سَعِيْدٍ عَنْ اَبِيْ جُرَيْجٍ عَنْ جَعْفَرَ

marfat.com

Marfat.com

ابْنِ مُحَمَّدٍ عَنْ رَبِيعِهِ عَنْ فَاطِمَةَ عَلَيْهَا السَّلَامُ أَنَّهَا أَوْصَتْ لِأَزْوَاجِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لِكُلِّ وَاحِدَةٍ مِنْهُنَّ بِاثْنَتَيْ عَشْرَةَ أَوْقِيَةً۔

(۱۔ بحار الانوار جلد ۴۳ ص ۲۱۸
باب تاریخ سیدہ فاطمہ ۔
مطبوعہ تہران طبع جدید)
(۲۔ ناسخ التواریخ جلد اول
ص ۲۱۷ مطبوعہ تہران طبع جدید)

ترجمہ:

بحذف اسناد۔ سیدہ فاطمۃ الزہراء رضی اللہ عنہا نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی ازواج مطہرات میں سے ہر ایک کے لیے بارہ اوقیہ دینے کی وصیت کی۔

نوٹ

بارہ اوقیہ کا وزن ایک سو چالیس تولہ چاندی ہوتا ہے۔ ایک سو چالیس تولہ چاندی جب ہر ایک کو ملی تو ان میں سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالے عنہا بھی تھیں۔

جب سیدہ خاتون جنت نے انہیں اتنی مقدار میں چاندی دینے کا ارشاد فرمایا۔ تو اس سے یہی نتیجہ اخذ ہوتا ہے کہ سیدہ تادم آخریں ام المومنین سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے راضی تھیں۔ یہ حدیث صحیح مسند اور مرفوع ہے۔ اور اس کے مقابلہ میں تاریخ یعقوبی کا حوالہ کیا گیا ہے جس میں ...

marfat.com

Marfat.com

دیانت داری کا تقاضا تو یہ تھا۔ کہ نجفی مجتہد بحارالانوار کی روایت پیش کرتا۔ اور تاریخ یعقوبی پر تنقید کرتا۔ لیکن وہی باطنی کوڑھ مجبور کرتا ہے۔ کہ ایسی روایات تلاش کی جائیں۔ جن سے ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی شان میں کچھ نقص نظر آتا ہو۔

(فاعتبروا یا اولی الابصار)

marfat.com

Marfat.com

طعن پنجم

سیدہ عائشہ نے حضرت فاطمہ زہرا کی وفات پر اظہار افسوس تک نہ کیا

شرح ابن الحدید

سیدہ عائشہ نے کسی موقعہ پر بھی اپنی روش نہ بدلی۔ اور یہ تک گوارا نہ کیا۔ کہ سیدہ فاطمہ رض کے انتقال پُرملال پر افسوس کا اظہار کرتیں۔ چنانچہ ابن الحدید نے تحریر کیا ہے۔ کہ

ثُمَّ مَاتَتْ فَاطِمَةُ فَجَاءَ نِسَاءُ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كُلُّهُنَّ اِلٰى بَنِيْ هَاشِمٍ فِي الْعَزَاءِ اِلَّا عَائِشَةَ فَاِنَّهَا لَمْ تَاْتِ وَاَظْهَرَتْ مَرَضًا وَنُقِلَ اِلٰى عَلِيٍّ عَلَيْهِ السَّلَامُ عَنْهَا كَلَامٌ يَدُلُّ عَلَى السُّرُوْرِ۔

(شرح ابن الحدید جلد دوم ص ۴۵۹)

marfat.com

Marfat.com

ترجمہ:

جب حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا نے رحلت فرمائی۔ تو تمام ازواج پیغمبر بنی ہاشم کے ہاں تعزیت کے لیے پہنچ گئیں۔ سوائے عائشہ کے کہ وہ نہ آئیں۔ اور یہ ظاہر کیا کہ وہ مریض ہیں۔ اور حضرت علی تک ان کے ایسے الفاظ پہنچے۔ جن سے ان کی مسرت اور شادمانی کا پتہ چلتا تھا۔

جواب اول:

ابن ابی الحدید تو حضرت علی اور سیّدہ فاطمہ کو قصوروار ٹھہراتا ہے

مفتی جعفر حسین نے مائی صاحبہ رضی اللہ عنہا کی ذات پر اعتراض کے لیے جس کتاب کا نام لیا۔ وہ سرے سے اہل سنت کی کتب میں سے ہی نہیں ہے۔ بلکہ ایک معتزلی شیعی کی تصنیف ہے۔ "شرح ابن الحدید" کے متعلق اہل تشیع کی معتمد اور بنیادی کتاب جس میں ان کی اپنی کتب کا تذکرہ ہے۔ "الذریعہ فی تصانیف الشیعہ" ہے۔ اس میں "شرح ابن الحدید" کو اپنی کتاب کے طور پر درج کیا گیا ہے۔ لفظ "شرح" کے تحت اس کو ملاحظہ کر سکتے ہیں۔

علاوہ ازیں صاحب کشف الظنون نے نہج البلاغہ کے تحت بھی لکھا ہے۔

☆

marfat.com
Marfat.com

ابن ابی الحدید

فقد شرح عز الدین عبد الحمید بن هبۃ اللہ المدائنی الکاتب الشاعر الشیعی فی عشرین جلد الخ - شاہ عبدالعزیز صاحب نے بھی تحفہ اثنا عشریہ ابن ابی الحدید شارح نہج البلاغۃ کو تشیع را با اعتزال جمع نمودہ۔ نواب محسن الملک مولوی سید محمد مہدی علی خان نے "آیات بینات ص ۹ جلد ۲" پر لکھا ہے۔ اس قسم کے لوگوں میں ابن ابی الحدید معتزلی بھی ہے۔ کہ وہ اعتزال کے ساتھ تشیع کا بھی حامل تھا۔ اس نے ابن علقمی وزیر معتصم باللہ کے خوش کرنے اور اس کے کتب خانے کے واسطے شرح نہج البلاغۃ لکھی۔ اس میں گم نام کتابوں اور غیر محقق مصنفوں کی تصانیف سے وہ جھوٹی اور نامعتبر روایتیں چن چن کر جمع کیں۔ جس سے صحابہ کرام ملعون اور مورد الزام ٹھہریں۔ اور شیعوں کے اعتراضات وعقائد کو تقویت ہو۔ اس کے بارے میں مزید تفصیل تحفہ شیعہ جلد اول ص ۴ ۱۳ مطبوعہ دار العلوم جامعہ نعمانیہ لاہور ملاحظہ فرمائیں۔

ان حالات میں "شرح ابن الحدید" کا حوالہ اور پھر سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کی تنقیص کے بارے میں کب حجت ہو سکتا ہے۔ آخر ایک شیعہ مصنف سے اس کی توقع کون کرے گا۔ جسے شیعیت پر کام کرنے اور سنیت کو بدنام کرنے کے بے علمی نے ایک خطیر رقم دی۔ علاوہ ازیں مفتی جعفر حسین کو "ابن ابی الحدید" کا سیاق وسباق کو دیکھنے

marfat.com
Marfat.com

کا ضرور اتفاق ہوا ہوگا۔ کیونکہ وہ ان کے ہاں مطاعن پر ایک جامع اور مبسوط کتاب کا درجہ رکھتی ہے۔ آیئے ایک دو جگہ سے مذکورہ واقعہ کا پس منظر "ابن ابی الحدید" سے سنیئے۔

شرح ابن ابی الحدید

سب سے پہلے سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا اور سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا کے درمیان جو کشیدگی پیدا ہوئی۔ اس کی وجہ یہ تھی۔ کہ جب حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی زوجہ حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا کا انتقال ہوا۔ تو آپ نے اس کے بعد حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے شادی کر لی۔ اس طرح سیدہ عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا جناب فاطمہ زہرا کی سوتیلی ماں جناب فاطمہ زہرا کی سوتیلی ماں قرار پائیں۔ اور فطرت انسانی یہ ہے۔ کہ بچی اپنی سوتیلی ماں کو اور ماں اپنی سوتیلی بیٹی کو ایک آنکھ نہیں بھاتی۔ اور پھر جب اس شادی کے بعد حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا طبعی رجحان بھی حضرت عائشہ کی طرف زیادہ تھا۔ تو اس ناسوکی میں اور بھی اضافہ ہو گیا۔ جیسا کہ اگر حضور صلی اللہ علیہ وسلم سیدہ خدیجہ کی موجودگی سیدہ عائشہ سے نکاح کرتے۔ تو دونوں کے درمیان کدورت ہوتی۔ اسی طرح یہ کدورت اب جناب سیدہ فاطمہ زہرا کی طرف منتقل ہو گئی۔

(۲) ابن حدید کہتا ہے۔ کہ شادی ہو جانے کے بعد عورتیں آنا جانا شروع ہو گئیں۔ اِدھر کی اُدھر اور اُدھر کی اِدھر کہنا شروع کر دیں۔ یہ معاملہ پھر اور بڑھا۔ حضرت عائشہ نے عورتوں سنی سنائی باتیں اپنے والد

marfat.com
Marfat.com

حضرت ابوبکر اور سیدہ فاطمہ نے اپنے خاوند حضرت علی المرتضٰی کو بتانا شروع کر دیں۔ جس سے ان دونوں حضرات کے درمیان بھی رنجش پیدا ہو گئی۔ لہٰذا جب ابوبکر صدیق کا انتقال ہو گیا۔ تو حضرت علی المرتضٰے کی رنجش اب ان کی بیٹی عائشہ کی طرف مکمل طور پر منتقل ہو گئی۔ وَ مَنِ انْحَرَفَ عَنْ اِنْسَانٍ اِنْحَرَفَ عَنْ اَهْلِهٖ وَاَوْلَادِهٖ۔ جو شخص کسی سے ناراض ہوتا ہے۔ تو پھر اس کے اہل وعیال سے بھی ناراضگی ہو ہی جاتی ہے۔

(۳) سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کے متعلق واقعہ "افک" رونما ہونے پر حضرت علی المرتضٰے اور فاطمہ زہرا خوش ہوئے۔ پھر جب قرآن کریم نے حضرت عائشہ کی برأت کر دی۔ تو ان دونوں کو اس پر صدمہ ہوا اور رنجش میں پھر اور اضافہ ہو گیا۔

(۴) ماریہ قبطیہ پر الزام لگا۔ تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت علی المرتضٰی کو اس کی تحقیق پر مقرر فرمایا۔ اللہ تعالیٰ نے ماریہ قبطیہ کو لڑکا عطا کیا۔ اس پر حضرت علی اور فاطمہ رضی اللہ عنہا کو عطا کیا۔ اس پر حضرت علی اور فاطمہؓ کو اس لیے خوشی ہوئی۔ کہ اس سے حضرت عائشہ کو صدمہ ہوا۔ لیکن جب یہ لڑکا انتقال کر گیا۔ تو دونوں کی خوشی کا مقصود ختم ہو گیا لہٰذا وہ رنجیدہ ہو گئے۔

(۵) حضور صلی اللہ وسلم جب بیماری کی وجہ سے سفر آخرت پر روانہ ہونے والے تھے۔ تو حضرت علی اور فاطمہ کا خیال تھا۔ کہ آپ کے آخری ایام ہمارے پاس گزریں۔ لیکن اس کے خلاف حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا دل حضرت عائشہ کے گھر کی طرف زیادہ مائل تھا۔ لہٰذا آپ نے

marfat.com
Marfat.com

اسی کو ترجیح دی۔ اس سے بھی حضرت علی اور فاطمہ کو دُکھ دیا۔

(۶) (ابن حدید مزید لکھتا ہے۔) میں نے اپنے شیخ سے پوچھا۔ کہ تم یہ کہتے ہو۔ کہ ابوبکر صدیق کو ان کی بیٹی عائشہ نے مصلیٰ رسول پر کھڑا کیا؟ شیخ نے کہا۔ میں نہیں کہتا۔ بلکہ حضرت علی کا قول ہے۔ اور وہ اس وقت وہاں موجود تھے۔ میں تو حاضر نہ تھا۔ اور میرے پاس تو اخبار ہیں۔ جو کئی واسطوں سے مجھ تک پہنچیں۔ وہ یہی ہیں۔ کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے بنفسِ نفیس ابوبکر صدیق کو اپنے مصلی پر کھڑا کیا تھا۔ حضرت علی المرتضیٰ کے ہاں علم یا ظن غالب ہے۔ اس کے بعد سیدہ فاطمہ کا انتقال ہوا۔ تو تمام امہات المومنین تعزیت کی خاطر آئیں مگر عائشہ نہ آئیں۔ انہوں نے اپنا بیمار ہونا ظاہر کیا۔ لیکن حضرت علی المرتضیٰ کو کسی نے کہہ دیا۔ کہ سیدہ عائشہ اس لیے نہیں آئیں۔ کہ وہ فاطمہ کے انتقال پر خوش ہیں۔

(شرح ابن الحدید جلد دوم ص ۴۲۷ تا ۴۲۹)

شرح ابن الحدید کے یہ چھ اقتباسات جو در اصل وہ چھ اسباب ہیں۔ جو ابن الحدید کے نزدیک حضرت عائشہ صدیقہ اور سیدہ فاطمہ زہرا رضی اللہ عنہما کے درمیان کدورت اور رنجش کے اسباب تھے۔ ان میں سے ہر ایک سبب خود اس امر کی تردید بھی کر دیتا ہے۔ کہ سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کا اس رنجش میں قصور تھا۔ بلکہ ان سے رنجش کے اسباب، حضرت علی المرتضیٰ اور سیدہ خاتونِ جنت کی طرف پلٹتے ہیں۔ کیونکہ ابن ابی الحدید نے ان دونوں حضرات کی رنجش کے اسباب بیان کیے ہیں۔ ہم تو اس قدر بھی ماننے کے لیے تیار نہیں ہیں۔ کیونکہ قرآن کریم نے ان تمام حضرات کے بارے میں رُحَمَاءُ بَيْنَهُمْ

marfat.com
Marfat.com

فرما کر ان کی باہم محبت اور اخوت کی تصریح فرمادی ہے۔ بہرحال ان اسباب میں سے سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کی کوئی گستاخی یا بے ادبی نظر نہیں آتی۔ جس سے ان کے دل میں رنجش یا کدورت ثابت کی جا سکے۔ شارح ابن ابی الحدید سارا بوجھ حضرت علی المرتضٰے اور سیدہ زہرا پر ڈال رہا ہے پہلے سبب میں سوتیلی والدہ سے رنجش کا فطری مضمون بیان کیا گیا۔ اس میں حضرت عائشہ بالکل بری ہیں۔ انہوں نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی زوجیت اس لیے اختیار نہ فرمائی تھی۔ کہ اس سے جناب زہرا کو تکلیف پہنچے۔ اور پھر ان کے واسطے سے علی المرتضٰے ناراض ہوں۔ اس لیے جناب صدیقہ کا کوئی قصور نہیں۔ اور نہ ہی حضرت زہرا کی رنجش کا یہ سبب بن سکتا ہے۔ کیونکہ عورت کی فطرت ہی ٹھہری۔ کہ سوتیلی ماں اُسے اچھی نہیں لگتی۔ تو پھر جناب زہرا کا از خود یہ قصور اپنے اختیار سے نہ ہوا۔ اسی فطری ناراضگی کا ایک واقعہ ہم کئی کتب شیعہ سے نقل کر چکے ہیں۔ کہ جب حضرت جعفر طیار نے علی المرتضٰے کو ایک لونڈی دی۔ اس لونڈی کی گود میں سر رکھ کر علی المرتضٰے آرام فرماتے۔ یہ دیکھ کر حضرت فاطمہ زہرا سخت ناراض ہوئیں۔ اس ناراضگی سے حضرت علی پر جب کوئی اعتراض نہیں ہوتا۔ تو پھر سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا پر اعتراض کیوں۔

دوسرے سبب میں بھی حضرت عائشہ بے قصور ہیں۔ کیونکہ حضرت ابوبکر صدیق سے ناراضگی جو حضرت علی المرتضٰے کو تھی۔ جس کی وجہ عورتوں کا ادھر اُدھر کی لگانا تھا۔ ابوبکر صدیق کے وصال کے بعد اس ناراضگی کا رخ سیدہ عائشہ کی طرف ہو گیا۔ بظاہر قصور حضرت علی المرتضٰے کا ہے کہ انہوں نے ناراضگی ختم کیوں نہ کی۔ اسی طرح تیسرا سبب کہ جس میں منافقین نے حضرت عائشہ

marfat.com

Marfat.com

پر بہتان لگایا۔ حضرت علی اور فاطمہ زہرا کی طرف سے عجیب عجیب باتیں ان کو پہنچیں۔ پھر جب اللہ تعالیٰ نے حضرت عائشہ کی برأت فرمادی۔ تو دونوں کو افسوس ہوا۔ اور رنجش بڑھ گئی۔ اس میں بھی سیدہ عائشہ بے قصور ہیں۔ اسی طرح ماریہ قبطیہ کے ہاں بچے کا تولد اور پھر اس کا انتقال بھی سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا پر الزام ثابت نہیں کر سکتا۔ اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے آخری ایام میں اپنی صوابدید کے مطابق حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے گھر رہنا پسند فرمانا اس پر علی المرتضٰے اور فاطمہ زہرا کو ملال کرنے کی کیا ضرورت تھی۔ اور اس میں حضرت عائشہ کی ناراضگی کا پہلو کہاں سے نکلتا ہے۔ ہاں اگر حضرت عائشہ ماریہ قبطیہ کے بچے کے فوت ہونے کی خوشی منائیں۔ اور بددعا کرتیں۔ اور ادھر حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو زبردستی جناب فاطمہ کے گھر سے روکتیں۔ تو قصوروار ہوتیں۔ اسی طرح پانچویں سبب میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے مصلی پر ابوبکر صدیق کا کھڑا ہونا جب حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے ارشاد کے مطابق ہوا۔ تو حضرت عائشہ پھر بھی بری الذمہ ہیں۔ آخری اور چھٹا سبب کہ حضرت عائشہ صدیقہ نے اپنی بیماری کا بہانہ بنایا۔ اور سیدہ فاطمہ کی تعزیت کے لیے نہ گئیں۔ یہ بھی ابو یعقوب یوسف کی اختراع ہے۔ اور وہ چونکہ امامی شیعہ ہے۔ اس لیے اس کی بات ہمارے خلاف حجت نہیں ہو سکتی۔

نوٹ

"ابن ابی الحدید" کے ذکر کردہ چھ اسباب رنجش و کدورت وہی ہیں جو ابو یعقوب یوسف بن اسماعیل نے بیان کیے ہیں اس شخص کے بارے میں ابن الحدید خود کہتا ہے۔

وکان شدیدا فی الاعتزال الا انه فی التفضیل۔

marfat.com
Marfat.com

شیخ ابویعقوب کٹر اور متعصب معتزلی تھا۔ تفضیلی شیعہ یعنی جو بہر صورت حضرت علی المرتضٰے کی افضلیت کے درپے ہو۔ اور اس کے لیے اِدھر اُدھر کی ہانکنے سے بھی اجتناب نہ کرے۔ ایک طرف یہ دھن سوار اور دوسری طرف حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے بغض و حسد کی بھرمار۔ ایسے شخص سے یہ توقع کب ہوسکتی ہے۔ کہ وہ ام المومنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کے اوصاف اور ان کی تعریف میں کچھ لکھے گا۔ جیسا کہ ہم بیان کر چکے ہیں۔ کہ ان چھ اسباب میں سے اس نے حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کی حضرت علی المرتضٰے اور سیدہ فاطمہ سے رنجش ثابت کرنی کی کوشش کی۔ لیکن حقیقت یہ ہے۔ کہ یہ چھ اسباب حضرت علی المرتضٰے اور جناب فاطمہ زہرا کے ناراض ہونے کے اسباب ہیں۔ ان سے اِن دونوں کی ناراضگی تو ثابت ہو جاتی ہے۔ لیکن مائی صاحبہ رضی اللہ عنہا کی طرف سے ایک سببِ ناراضگی بھی ذکر نہیں کیا گیا۔

لہٰذا اس طرح ابویعقوب نے حسد و بغض کی آگ میں جلتے ہوئے بظاہر اپنا مطلب نکالا۔ لیکن درحقیقت ان امور سے اس نے حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی تعریف اور جناب فاطمہ و علی المرتضٰے کی کم ہمتی ثابت کر دکھائی۔

فاعتبروا یا اولی الابصار

٭

marfat.com
Marfat.com

جواب دوم

سیّدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کی روایات فضائل سیّدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا میں

مفتی جعفر حسین وغیرہ ابن ابی الحدید کے حوالے سے اس بات کا ڈھنڈورا پیٹتے ہیں کہ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا تعزیت کے لیے سیّدہ فاطمہ کے گھر اس لیے نہیں گئی تھیں۔ کہ یہ اُن سے ناراض تھیں۔ اور اسی بات پر اور حاشیہ آرائی کرتے ہوئے یہ بھی کہا جاتا ہے۔ کہ حضرت عائشہ کبھی بھی حضرت فاطمہ کا ذکر خیر اپنی زبان پر نہیں لائیں۔ بلکہ ان کے نام سے تیوری چڑھا لیا کرتی تھیں۔ یہ اور اس قسم کی بہت سی باتیں لغویات اور واہیات کے ضمن میں آتی ہیں۔ ہم گزشتہ اوراق میں ایک سو چالیس تولہ چاندی وصیت کرنے کی روایت ذکر کر چکے ہیں۔ اگر ناراضگی تھی۔ تو اس قدر خطیر رقم کوئی دشمنوں کو دینے کی وصیت کرتا ہے۔ حقیقت یہ ہے۔ کہ سیّدہ فاطمہ زہرا رضی اللہ عنہا کو جناب عائشہ رضی اللہ عنہا سے بے حد عقیدت تھی۔ وہ انہیں روحانی ماں سمجھتی تھیں۔ اُدھر جب بھی موقعہ ملا صدیقہ نے بھی ان کی تعریف کی۔ چند حوالہ جات کتب شیعہ سے ملاحظہ ہوں۔

marfat.com
Marfat.com

بحارالانوار

عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ دَخَلَتْ عَائِشَةُ عَلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَهُوَ يُقَبِّلُ فَاطِمَةَ فَقَالَتْ لَهٗ اَ تُحِبُّهَا يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ اَمَا وَاللّٰهِ لَوْعَلِمْتِ حُبِّيْ لَهَا لَاِزْدَدْتِ لَهَا حُبًّا۔

(بحارالانوار جلد ۴۳ ص ۵ مطبوعہ تہران طبع جدید)

ترجمہ:

ابن عباس فرماتے ہیں۔ کہ سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا ایک مرتبہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آئیں۔ آپ نے اس وقت حضرت فاطمہ کا بوسہ لیا۔ عائشہ نے آپ سے پوچھا۔ یارسول اللہ! آپ اس سے محبت کرتے ہیں۔ کہ سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کو جناب اگر تجھے میری محبت کا علم ہو جائے۔ تو تو بھی اس سے اور زیادہ محبت کرنے لگے۔

نوٹ

حدیث کے آخری الفاظ اس امر کی نشاندہی کرتے ہیں۔ کہ سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کو جناب فاطمہ سے پہلے سے ہی محبت تھی۔ اسی لیے حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ اگر میری محبت کا تجھے اندازہ ہو جائے۔ تو تیری محبت میں اور اضافہ ہو جائے۔ اور آپ نے یہ بات تسبیہ طور پر بیان فرمائی۔

marfat.com
Marfat.com

بحارالانوار

عَنْ مَسْرُوْقٍ عَنْ عَائِشَةُ قَالَتْ اَقْبَلَتْ فَاطِمَةُ عَلَيْهَا السَّلَامُ تَمْشِيْ لَا وَاللّٰهِ الَّذِيْ لَا اِلٰهَ اِلَّا هُوَ مَا شِيًا يُخْرِمُ مِنْ مَشْيَتِهٖ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَلَمَّا رَاٰهَا قَالَ مَرْحَبًا بِاِبْنَتِيْ مَرَّتَيْنِ قَالَتْ فَاطِمَةُ عَلَيْهَا السَّلَامُ فَقَالَ لِيْ اَمَا تَرْضَيْنَ اَنْ تَاْتِيَ يَوْمَ الْقِيَامَةِ سَيِّدَةَ نِسَاءِ الْمُؤْمِنِيْنَ اَوْ سَيِّدَةَ نِسَاءِ هٰذِهِ الْاُمَّةِ

(بحارالانوار جلد نمبر ۴۳ ص ۲۳)

ترجمہ:

جناب مسروق حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت کرتے ہیں۔ کہ ایک مرتبہ سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا تشریف لائیں۔ خدا کی قسم! ان کی چال سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی چال جیسی تھی۔ جب حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ان کو دیکھا۔ تو دو مرتبہ فرمایا۔ اے میری بیٹی مرحبا! جناب فاطمہ فرماتی ہیں۔ پھر مجھے حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کیا تو اس پر راضی نہیں کہ کل قیامت کو تجھے تمام مومن عورتوں کا سردار بنا کر لایا جائے۔ یا اس امت کی عورتوں کا سردار۔

نوٹ

لَا وَاللّٰهِ الَّذِيْ لَا اِلٰهَ اِلَّا هُوَ الخ سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کے وہ الفاظ جن کے ذریعہ انہوں نے حضرت فاطمہ زہرا کی چال بیان فرمائی ان

marfat.com

Marfat.com

میں کس قدر احترام وعقیدت کارفرما ہے۔ کس قدر ذوق ومحبت سے ان کی رفتار کا تذکرہ فرمایا۔ ایک طرف عقیدت کا یہ عالم اور دوسری طرف تاریخ یعقوبی وغیرہ کی خرافات کہ وہ فاطمہ زہرا کا ذکر خیر بھی سننا پسند نہ کرتی تھیں۔ ہذابہتان عظیم۔

بحار الانوار

عَنْ عَائِشَةَ بِنْتِ طَلْحَةَ عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ مَا رَأَيْتُ مِنَ النَّاسِ اَشْبَهَ كَلَامًا وَّ حَدِيْثًا بِرَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِنْ فَاطِمَةَ كَانَتْ اِذَا دَخَلَتْ عَلَيْهِ رَحَّبَ بِهَا وَقَبَّلَ يَدَهَا وَ اَجْلَسَهَا فِيْ مَجْلِسِهٖ فَاِذَا دَخَلَ عَلَيْهَا قَامَتْ اِلَيْهِ فَرَحَّبَتْ بِهٖ وَقَبَّلَتْ ثُمَّ سَارَّهَا فَضَحِكَتْ فَقُلْتُ كُنْتُ اَرٰى لِهٰذِهٖ فَضْلًا عَلَى النِّسَآءِ۔ فَاِذَا بِيَ امْرَاَةٌ مِّنَ النِّسَآءِ بَيْنَمَا هِيَ تَبْكِيْ اِذَا ضَحِكَتْ فَسَاَلْتُهَا فَقَالَتْ اِذًا اِنِّيْ لَبَذِرَةٌ فَلَمَّا تُوُفِّيَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ سَاَلْتُهَا فَقَالَتْ اِنَّهٗ اَخْبَرَنِيْ اَنَّهٗ يَمُوْتُ فَبَكَيْتُ ثُمَّ اَخْبَرَنِيْ اَنِّيْ اَوَّلُ اَهْلِهٖ لُحُوْقًا بِهٖ فَضَحِكْتُ۔

(بحار الانوار جلد ۴۳ ص ۲۵)

(ناسخ التواریخ زندگانی حضرت فاطمہ

جلد دوم ص ۲۵۷)

marfat.com

Marfat.com

ترجمہ:

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں۔ میں نے رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی گفتگو اور بات چیت کے اعتبار سے حضرت فاطمہ سے زیادہ کوئی مشابہت والا نہ دیکھا۔ آپ جب بھی حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے ہاں تشریف لاتیں۔ تو سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم انہیں مرحبا کہتے۔ اور ان کے ہاتھ چوم لیتے۔ اور اپنی جگہ پر بٹھاتے۔ اور جب کبھی حضور صلی اللہ علیہ وسلم ان کے ہاں تشریف لے جاتے۔ تو جناب زہرا بھی مرحبا کہتیں ان کا استقبال کرنے کے لیے کھڑی ہو جاتیں۔ اور ہاتھوں کو چوم لیتیں۔ جب جناب زہرا حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی مرض موت میں تشریف لائیں۔ تو آپ نے ان سے سرگوشی کی۔ یہ رو پڑیں۔ پھر سرگوشی فرمائی تو یہ ہنس دیں۔ سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں۔ کہ میں جناب زہرا کو تمام عورتوں سے افضل سمجھتی ہوں۔ لیکن اب میں نے دیکھا۔ کہ یہ عجیب عورت ہے۔ ہنستی بھی ہے۔ اور روتی بھی ہے میں نے پوچھا۔ ایسا کیوں کر رہی ہو؟ فرمانے لگیں۔ میں اس بات کو پوشیدہ رکھنے والی نہیں ہوں۔ پھر جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا انتقال ہو گیا۔ تو میں نے پھر پوچھا۔ کہ وہ کیا واقعہ تھا۔ تو جناب زہرا نے فرمایا حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے پہلی مرتبہ مجھ سے سرگوشی کرتے ہوئے فرمایا تھا۔ میں اب دنیا سے رخصت ہو رہا ہوں۔ یہ سن کر میں رو پڑی۔ اور پھر آپ نے دوسری مرتبہ سرگوشی کے عالم میں فرمایا۔ میرے تمام عزیز و اقارب میں سے تم سب سے پہلے مجھے ملو گی۔ یہ سن کر میں ہنس دی۔

marfat.com

Marfat.com

نوٹ:

"كُنْتُ اَرَى لِهٰذِهٖ فَضْلاً عَلَى النِّسَآءِ"، یہ الفاظ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا نے اپنے مافی الضمیر کو بیان فرماتے ہوئے کہے۔ یعنی آج تک اے فاطمہ! تیرے بارے میں میرا یہ نظریہ تھا۔ کہ تو تمام عورتوں سے افضل ہے۔ ان الفاظ سے کس قدر دو ٹوک انداز سے سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا اپنی عقیدت و محبت کا اظہار فرماتی ہیں۔ اور ایسا ہونا بھی چاہیئے تھا۔ کیونکہ جن کا استقبال کرنے والے رحمۃ للعالمین ہوں۔ جن کے ہاتھوں پر بوسہ دینے والے اللہ تعالیٰ کے محبوب ہوں۔ اور جن سے سرگوشیاں فرمانے والے حضور ختمی مرتبت ہوں۔ ایسی شخصیت سے کس کو پیار نہ ہوگا۔

یہی وجہ ہے۔ کہ سب صحابہ کرام کو سیدہ زہرا سے عقیدت تھی۔ اس کے بعد بھی "ابن ابی الحدید" اور "تاریخ یعقوبی" کے ہذیانات کی کوئی گنجائش رہ جاتی ہے۔

بحار الانوار

وَرَوَوْا عَنْ عَائِشَةَ اَنَّ فَاطِمَةَ كَانَتْ اِذَا دَخَلَتْ عَلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَاٰلِهٖ قَامَ لَهَا مِنْ مَجْلِسِهٖ وَقَبَّلَ رَاْسَهَا وَاَجْلَسَهَا مَجْلِسَهٗ وَاِذَا جَاءَ اِلَيْهَا لَقِيَتْهُ وَقَبَّلَ كُلُّ وَاحِدٍ مِّنْهُمَا صَاحِبَهٗ وَجَلَسَا مَعًا

(بحار الانوار جلد نمبر ۱ ص ۴۰)

marfat.com

Marfat.com

ترجمہ:

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت کرتے ہیں۔ کہ حضرت فاطمہ جب کبھی حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس تشریف لاتیں۔ تو آپ ان کے لیے کھڑے ہو جاتے۔ ان کے سر پر بوسہ دیتے۔ اور اپنی جگہ بٹھاتے۔ اور جب حضور صلی اللہ علیہ وسلم ان کی ملاقات کو جاتے۔ تو دونوں ایک دوسرے کو چومتے۔ اور اکٹھے بیٹھ جاتے۔

نوٹ

بحار الانوار کی ان احادیث کی ہم نے سندیں مکمل طور پر ذکر نہیں کیں۔ اس سے یہ نہ سمجھا جائے۔ کہ ان کی سندات ہی نہیں۔ یا ہیں لیکن مخدوش۔ محض طوالت کی خاطر ہم نے ان کو ذکر نہیں کیا۔ یہ تمام احادیث صحیح، مسند اور مرفوع ہیں۔ لہٰذا ان کے مقابلہ میں ابن ابی الحدید اور تاریخ یعقوبی کی روایات پیش نہیں کی جا سکتیں کیونکہ وہ اس درجہ کی قوی روایات نہیں ہیں

ناسخ التواریخ

قَالَتْ عَائِشَةُ لِفَاطِمَةَ اَلَا اُبَشِّرُكِ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ يَقُوْلُ لَسَيِّدَاتُ نِسَاءِ اَهْلِ الْجَنَّةِ اَرْبَعٌ مَرْيَمُ بِنْتُ عِمْرَانَ وَفَاطِمَةُ بِنْتُ مُحَمَّدٍ وَخَدِيْجَةُ بِنْتُ خُوَيْلِدٍ وَاٰسِيَةُ بِنْتُ مُزَاحِمٍ امْرَاَةُ فِرْعَوْنَ

(ناسخ التواریخ جلد دوم ص ۲۵۷)

(بحار الانوار جلد ۴۳ تاریخ فاطمہ زہرا۔ باب مناقبہا مطبوعہ تہران)

marfat.com

Marfat.com

ترجمہ:

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے سیدہ فاطمہ سے کہا۔ کیا میں تمہیں ایک اچھی خبر نہ سناؤں۔ میں نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے سُنا۔ کہ جنتی عورتوں کی چار عورتیں سردار ہیں عمران کی بیٹی مریم۔ محمد کی بیٹی فاطمہ۔ خویلد کی بیٹی خدیجہ اور مزاحم کی بیٹی آسیہ جو فرعون کی بیوی تھی۔

بحارالانوار

عَنْ جُمَيْعِ بْنِ عُمَيْرٍ عَنْ عَمَّتِهٖ قَالَتْ سَأَلْتُ عَائِشَةَ مَنْ كَانَ اَحَبَّ اِلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَتْ فَاطِمَةُ عَلَيْهَا السَّلَامُ قُلْتُ اِنَّمَا اَسْئَلُكِ عَنِ الرِّجَالِ قَالَتْ زَوْجُهَا وَمَا يَمْنَعُهُ فَوَاللّٰهِ اِنْ كَانَ مَا عَلِمْتُ صَوَّامًا قَوَّامًا جَدِيْرًا اَنْ يَقُوْلَ بِمَا يُحِبُّ اللّٰهُ وَيَرْضٰى۔

(بحارالانوار جلد ۴۳ ص ۵۲ مطبوعہ تہران
طبع جدید)

ترجمہ:

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے ایک سائلہ کے جواب میں فرمایا۔ کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو سب سے زیادہ محبوب شخصیت حضرت فاطمہ تھیں۔ سائلہ نے پوچھا میں مردوں میں سے محبوب ترین پوچھ رہی ہوں۔ فرمایا۔ فاطمہ کے خاوند (حضرت علی المرتضٰی) وہ واقعی اس

marfat.com
Marfat.com

منصب کے حق دار ہیں۔ کیونکہ خدا کی قسم! وہ بہت روزے رکھنے والے اور شب بیدار تھے۔ وہ وہی بات کہتے جو اللہ تعالیٰ کو پسند ہوتی تھی۔

بحار الانوار

عَنْ عَائِشَةَ وَذَكَرَتْ فَاطِمَةَ عَلَيْهَا السَّلَامُ مَا رَأَيْتُ اَصْدَقَ مِنْهَا اِلَّا اَبَاهَا۔

(بحار الانوار جلد ۴۳ ص ۵۳)

ترجمہ

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں، کہ میں نے سیدہ زہرا سے بڑھ کر سچا ان کے والد کے سوا اور کوئی نہیں دیکھا۔

لمحہ فکریہ

مذکورہ احادیث سے واضح طور پر ثابت ہوتا ہے۔ کہ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کو سیدہ زہرا رضی اللہ عنہا سے بے پناہ محبت تھی۔ اگر ایسا نہ ہوتا۔ تو ان کے فضائل و محامد کی احادیث ذکر نہ کرتیں۔ مائی صاحبہ جب یہ حدیث بیان کر رہی ہیں۔ کہ جناب زہرا ان چار عورتوں میں سے ایک ہیں۔ جو جنت میں تمام عورتوں کی سردار ہوں گی۔ تو اس کا لازمی فائدہ یہ ہے۔ کہ مائی صاحبہ رضی اللہ عنہا خود بھی یہی عقیدہ رکھتی ہوں گی۔ اور پھر حضرت علی المرتضیٰ کے بارے میں ان کا یہی روایت کرنا بھی اس امر کی نشاندہی کرتا ہے۔ کہ سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کو حضرت علی المرتضیٰ سے بھی عقیدت تھی

marfat.com

Marfat.com

آخر حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف سے جو انہیں تعریفی اور خوشخبری کے کلمات ملے۔ مائی صاحبہ رضی اللہ عنہا بھلا اُن سے رنجش و کدورت کس طرح روا رکھ سکتی تھیں۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد سب سے زیادہ سچا کس کو کہا جا رہا ہے؟ ایسے تعریفی الفاظ وہی کہا کرتا ہے۔ جس کو اُن کلمات کے مستحق کے ساتھ دلی عقیدت اور محبت ہو۔ ان حضرات کے مابین رنجش وغیرہ کے افسانہ جات یہودی لابی کے من گھڑت ہیں۔ اور بس۔

بحار الانوار

جب جناب زہرا کی شادی ہوئی۔ اور انہیں حضرت علی المرتضیٰ کے گھر لایا جا رہا تھا۔ اس وقت خاندانِ عبدالمطلب اور مہاجرین و انصار کی بہت سی عورتیں اس رخصتی تقریب میں ساتھ تھیں۔ یہ عورتیں تکبیر و تحمید کے علاوہ خوشی کے اشعار بھی پڑھتی جا رہی تھیں۔ حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ "دو الشہباء" نامی سواری پر سوار تھے۔ اس کی لگام سلمان فارسی کے ہاتھ میں تھی حضور صلی اللہ علیہ وسلم، حمزہ، عقیل اور جعفر وغیرہ اہل بیت پیچھے پیچھے۔ ان عورتوں میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی ازواج مطہرات بھی تھیں۔ ان امہات المومنین کے اشعار ملاحظہ ہوں جن میں سیدہ زہرا کی شان بیان کی گئی ہے۔

marfat.com
Marfat.com

سیدہ عائشہ کے شان زہرا میں

اشعار از کتب شیعہ

يَا نِسْوَةُ اسْتَتِرْنَ بِالْمَعَاجِرِ ؛
وَاذْكُرْنَ مَا يَحْسُنُ فِي الْمَحَاضِرِ !

وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ عَلٰى اَفْضَالِهِ   وَاذْكُرْنَ رَبَّ النَّاسِ قَدْ خَصَّنَا

وَالشُّكْرُ لِلّٰهِ الْعَزِيْزِ الْقَادِرِ   بِدِيْنِهٖ مَعَ كُلِّ عَبْدٍ شَاكِرِ

سِرْنَ بِهَا وَاللّٰهُ اَعْلٰى ذِكْرَهَا
وَخَصَّهَا مِنْهُ بِطُهْرٍ طَاهِرٍ

(۱) بحار الانوار جلد ۴۳ ص ۱۱۶ تاریخ ،
سیدۃ النساء فاطمہ الخ مطبوعہ تہران طبع جدید)
(۲) ناسخ التواریخ زندگانی حضرت
فاطمہ - جلد اول ص ۶۲ مطبوعہ تہران طبع جدید)

ترجمہ :

عورتو ! پردوں میں چھپ جاؤ - اور پسندیدہ باتوں کا محفلوں میں ذکر کرو - اس پروردگار کو یاد کرو کہ جس نے اپنے ہر عبد شاکر کے ساتھ ہمیں بھی اپنے دین کے ساتھ خاص فرمایا - اللہ تعالیٰ کو تمام تعریفیں اور اسی عزیز و قادر کا شکر ہے اس کی بخشش پر - فاطمہ رضی اللہ عنہا کے

marfat.com

Marfat.com

ساتھ چلو۔ اللہ تعالیٰ نے اس کا ذکر بلند کیا ہے۔ اور خوب طہارت کے ساتھ ان کو مخصوص فرمایا ہے۔

سیدہ حفصہ کے جناب زہرا کی شان میں اشعار از کتب شیعہ

فَاطِمَةُ خَيْرُ نِسَاءِ الْبَشَرِ
وَمَنْ لَهَا وَجْهٌ كَوَجْهِ الْقَمَرِ
فضلك الله على ذى الورى   زوجك الله فتى فاضلا
بفضل من خص بآى الزبر   اعنى عليا خير من فى الحضر
فسر جاراتى بما انها
كريمة بنت عظيم الخطر

ترجمہ:
تمام عورتوں سے فاطمہ رضی اللہ عنہا بہتر ہیں۔ اور ان کا چہرہ چاند کا سا چہرہ ہے۔ اے فاطمہ! تجھے اللہ تعالیٰ نے تمام مخلوق پر فضیلت عطا فرمائی۔ اس فضیلت کے ساتھ جو آیات قرآنیہ میں مذکور ہے۔ اللہ تعالیٰ نے تجھے ایسا خاوند عطا کیا۔ جو نوجوان اور صاحب فضل ہے۔ یعنی علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ جو تمام مقامی لوگوں سے افضل ہیں۔ میری ساتھیو! اس شہزادی کے ساتھ چلو جو صاحب کرم ہے۔ اور عظیم المرتبت باپ کی بیٹی ہے۔

marfat.com
Marfat.com

نوٹ

سیدہ عائشہ اور سیدہ حفصہ رضی اللہ عنہما کے اشعار ہم نے خصوصًا ذکر کیے۔ تاکہ قارئین کرام کو معلوم ہو جائے۔ کہ یہی وہ شخصیتیں ہیں۔ جن کے بارے میں اہل تشیع بے پر کی اڑاتے ہیں۔ اور سیدہ زہرا کے ساتھ ان کی دشمنی اور رنجش کے فرضی قصہ جات بیان کرتے ہیں۔ ان اشعار کے مضمون سے آپ بخوبی سمجھ سکتے ہیں کہ سیدہ زہرا کے ساتھ ان کی عقیدت و محبت کس درجہ کی تھی۔ کیا کوئی دشمنی کے متعلق ایسے تعریفی اشعار کہا کرتا ہے؟ ہم اہل سنت کا عقیدہ یہی ہے کہ یہ مستورات باہم پیار و محبت سے رہتی ہیں۔ اور یہی بات ان اشعار سے بھی ثابت ہو رہی ہے۔

اِن حوالہ جات سے ہمارا مقصد یہ تھا۔ کہ اہل تشیع کے ان الزامات پر کاری ضرب لگائیں۔ جن سے انہوں نے حضرت عائشہ صدیقہ اور سیدہ زہرا کے مابین رنجش کی دیوار ثابت کرنے کی کوشش کی تھی۔ اور عوام کو یہ باور کرانے کی کوشش کی گئی تھی۔ کہ سیدہ عائشہ کا اخلاق و کردار، خصوصًا اہل بیت کے بارے میں معاذ اللہ گرا ہوا تھا۔ اب چلتے چلتے، ایک حوالہ حسنین کریمین کے ساتھ مائی صاحبہ کے پیار و محبت کا بھی ملاحظہ فرما لیجئے۔

بحار الانوار

عَنْ عَائِشَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ
قَالَ سَأَلَتِ الْفِرْدَوْسُ رَبَّهَا فَقَالَتْ أَيْ رَبِّ زَيِّنِّي

marfat.com

Marfat.com

فَاِنَّ اَصْحَابِیْ وَ اَھْلِیْ اَتْقِیَاءُ وَ اَبْرَارٌ فَاَوْحَی اللّٰہُ عَزَّ وَجَلَّ اِلَیْھَا اَلَمْ اُزَیِّنْكِ بِالْحَسَنِ وَ الْحُسَیْنِ

(بحار الانوار جلد ۴۳ ص ۳۰۶)

ترجمہ:

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت فرماتی ہیں۔ کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے جنت الفردوس کے بارے میں فرمایا۔ اس نے اپنے رب سے سوال کیا۔ کہ مجھے خوبصورت بنادے۔ کیونکہ میرے پاس آنے والے پرہیزگار اور نیک لوگ ہیں۔ تو اللہ تعالیٰ نے اُسے کہا۔ کیا میں تجھے حسن و حسین کے ساتھ زینت نہیں دے چکا۔

ثابت ہوا کہ جنت الفردوس کی زینت حسنین کریمین ہیں اور ان کی یہ صفت و تعریف سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے حوالہ سے بیان فرما کر اپنی عقیدت کا اظہار فرما رہی ہیں۔ آخر میں ایک آدھ حوالہ اس موضوع پر بھی پیش کر دینا ہم ضروری سمجھتے ہیں۔ کہ اگر بقول اہل سنت سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کو حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ سے عقیدت تھی۔ اور اُن کو افضل ترین مرد سمجھتی تھیں۔ تو جنگ جمل میں اس عقیدت کو بالائے طاق کیوں رکھا گیا۔ حوالہ ملاحظہ ہو۔

marfat.com

Marfat.com

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کا واقعہ جمل پر ندامت کا اظہار

شرح ابن حدید

اَیضًا اَنَّهَا عقیبَ الجَمَلِ کَانَتْ تَبکِی حَتّٰی تَبُلَّ خِمَارَهَا وَاَنَّهَا اسْتَغْفَرَتِ اللّٰهَ وَانْدَمَتْ وَلٰکِن لَمْ یَبْلُغْ اَمِیرَالمُؤمِنِینَ عَلَیهِ السَّلَامُ حَدِیثُ تَوبَتِهَا عقیبَ الجَمَلِ بَلَاغًا یَقْطَعُ العُذْرَ وَیُثْبِتُ الحُجَّةَ وَالَّذِی شَاعَ عَنْهَا مِنْ اَمْرِ النَّدَمِ التَّوْبَةِ شَیًّا عًا مُسْتَفِیضًا اِنَّمَا کَانَ بَعْدَ قَتْلِهِ عَلَیهِ السَّلَامُ اِلٰی اَنْ مَاتَتْ وَهِیَ عَلٰی ذَالِكَ وَالتَّائِبُ مَغْفُورٌ لَهُ وَیَجِبُ قُبُولُ التَّوْبَةِ عِنْدَنَا فِی العَدْلِ وَقَدْ اَکَّدَ وُقُوعَ التَّوْبَةِ مِنْهَا مَارُوِیَ فِی الاَخْبَارِ المَشْهُورَةِ اِنَّهَا زَوجَةُ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیهِ وَسَلَّمَ فِی الآخِرَةِ کَمَا کَانَتْ زَوجَتُهُ فِی الدُّنیَا وَمِثْلُ هٰذَا الخَبَرِ اِذَا شَاعَ اَوجَبَ عَلَینَا اَنْ نَتَکَلَّفَ اِثْبَاتَ تَوبَتِهَا لَو لَمْ یُنْقَلْ فَکَیْفَ وَالنَّقْلُ لَهَا یَکَادُ اَنْ یَبْلُغَ حَدَّ التَّوَاتُرِ۔ (شرح ابن حدید جلد دوم ص ۳۰۴ ذکر فی کون عائشہ من اہل الجنۃ الخ مطبوعہ بیروت)

marfat.com
Marfat.com

ترجمہ:

ہمارے اصحاب یہ بھی کہتے ہیں۔ کہ سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا واقعہ جمل کے بعد رویا کرتی تھیں۔ حتیٰ کہ ان کی چادر اور دوپٹہ تک آنسوؤں سے تر ہو جاتا تھا۔ اور انہوں نے اللہ سے استغفار کی۔ اور اپنے کیے پر نادم ہوئیں۔ لیکن حضرت علی المرتضےٰ رضی اللہ عنہ کے پاس اس واقعہ کے بعد ان کی توبہ واستغفار کی خبر اس طرح مضبوطی سے نہ پہنچی۔ کہ آپ اس کی بنا پر انہیں معذور قرار دیتے۔ اور رجعت ثابت ہو جاتی۔ اور مائی صاحبہ رضی اللہ عنہا کی طرف سے توبہ کا معاملہ اور ندامت کا واقعہ حضرت علی المرتضےٰ رضی اللہ عنہ کی شہادت کے بعد اچھی طرح پھیلا۔ اسی توبہ وندامت پر مائی صاحبہ کا انتقال ہوا۔ اور توبہ کرنے والے کی مغفرت ہو جاتی ہے۔ اور ہمارے نزدیک عدل میں مائی صاحبہ کی توبہ کا مقبول ہونا واجب ہے۔ اور توبہ کی قبولیت اور اس کی تاکید کے لیے وہ روایت کافی ہے جس میں یہ مذکور ہے۔ کہ مائی صاحبہ رضی اللہ عنہا جس طرح اس دنیا میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی زوجہ تھیں۔ اسی طرح قیامت میں بھی آپ کی ہی زوجیت میں ہوں گی۔ یہ خبر مشہور ہے۔ اور اس قسم کی خبر جب خوب پھیل جاتی ہے۔ تو پھر ہم پر واجب ہو جاتا ہے کہ ہم ان کی توبہ کے اثبات کے مکلف قرار پائیں۔ اگرچہ ایسا منقول نہ ہوتا۔ سو جب آپ کی توبہ کا معاملہ منقول بھی ہے اور اس حد تک کہ درجہ تواتر کو پہنچتا ہے۔ تو پھر اس کے مقبول ہونے میں کونسا شک رہ جاتا ہے۔

marfat.com
Marfat.com

ناسخ التواریخ

امام حسن رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں۔ کہ سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کو ایک شخص نے واقعہ جمل پر تنبیہ کرتے ہوئے کچھ کہا۔ تو اس پر مائی صاحبہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا۔ اللہ کی تقدیر ہو کر رہی۔ اور تقدیر کی قلمیں خشک ہو چکی ہیں۔ اور فرمایا۔ خدا کی قسم! اگر میرے ہاں رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے بیس لڑکے مثل عبدالرحمن بن حارث کے ہوتے اور وہ سب مر جاتے۔ تو مجھے ان کی موت پر رونا آسان ہوتا۔ بہ نسبت اس کے جو مشکل مجھے حضرت علی المرتضےٰ رضی اللہ عنہ کے ساتھ جنگ کرنے میں آئی۔ اور جو مجھ سے (غلطی) ہوئی۔ اس کی فریاد اب اللہ تعالیٰ کے حضور ہی ہے۔

لمحہ فکریہ

"جنگ جمل" ایسا واقعہ ہے جسے اہل تشیع سیدہ عائشہ صدیقہ اور علی المرتضیٰ کے درمیان کدورت ورنجش کا ایک عظیم سبب قرار دیتے ہیں۔ اور اسی ضمن وہ سب کچھ کہہ جاتے ہیں۔ جو گزشتہ صفحات میں آپ پڑھ چکے ہیں۔ آپ نے اس حوالہ سے معلوم کر لیا۔ کہ سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا نے جو حضرت علی المرتضےٰ رضی اللہ عنہ کے خلاف خروج کیا۔ اس میں وہ اجتہادی خطا پر تھیں۔ اور اپنی خطا کا علم ہوتے پر انہوں نے توبہ کی۔ ندامت کے آنسو بہائے۔ حتیٰ کہ اوڑھنی شریف تر ہو جایا کرتی تھی۔ اور اسی ندامت و توبہ پر قائم رہتے ہوئے دنیا سے تشریف لے گئیں۔ اگر بروقت حضرت علی

اس کا علم ہو جاتا۔ تو آپ بھی انہیں معذور سمجھتے۔ شیعہ محقق نے اہل تشیع کا عقیدہ واجبہ ذکر کر دیا۔ کہ مائی صاحبہ رضی اللہ عنہا کے جنتی ہونے کا عقیدہ رکھنا ہر شیعہ پر واجب ہے۔ اب بھی جو شیعہ ان کے بارے میں بکواس و خرافات بکتے ہیں۔ انہیں اپنی آخرت کی فکر کرنی چاہیئے۔ خواہ مخواہ دوزخ کا ایندھن بننے کا شوق رہنے دیں۔ بلکہ توبہ کریں اور پچھلے خرافات کی معافی مانگیں۔

فاعتبروا یا اولی الابصار

marfat.com
Marfat.com

طعن ششم

سیدہ زہرا کے جنازہ پر آنے سے سیدہ عائشہ کو زبردستی روکا گیا۔ اور ابوبکر صدیق کی سفارش بھی ٹھکرا دی گئی

جاگیر فدک

ثبوت ملاحظہ ہو،

۱۔ اہل سنت کی معتبر کتاب الاستیعاب فی اسماء الاصحاب جلد ۴ ص ۳۶۷ ذکر فاطمہ بنت محمد صلی اللہ علیہ وسلم۔

۲۔ اہل سنت کی معتبر کتاب جذب القلوب الی دیار المحبوب ص ۲۱۹ ذکر قبر فاطمہ رضی اللہ عنہا بنت محمد صلی اللہ علیہ وسلم۔

۳۔ اہل سنت کی معتبر کتاب وفاء الوفاء باخبار دار المصطفیٰ جلد سوم ص ۹۰۴

۴۔ اہل سنت کی معتبر کتاب کنز العمال جلد ۷ ص ۱۱۴ کتاب الفضائل من قسم الافعال۔

۵۔ اہل سنت کی معتبر کتاب تاریخ خمیس جلد ۱ ص ۲۷۷ ذکر فاطمہ بنت محمد صلی اللہ علیہ وسلم

marfat.com
Marfat.com

۶۔ اہل سنت کی معتبر کتاب اسد الغابۃ فی معرفۃ الصحابہ حرف الفاء جلد ۷ ص ۲۲۶

۷۔ اہل سنت کی معتبر کتاب ذخائر العقبیٰ ص ۵۳ مطبع قاہرہ

الاستیعاب کی عبارت ملاحظہ ہو:

الاستیعاب

فَلَمَّا تُوُفِّيَتْ جَاءَتْ عَائِشَةُ عَلَيْهَا السَّلَامُ تَدْخُلُ فَقَالَتْ اَسْمَاءُ لَا تَدْخُلِي فَشَكَتْ اِلٰى اَبِي بَكْرٍ فَقَالَتْ اِنَّ هٰذِهِ الْخَثْعَمِيَّةَ تَحُولُ بَيْنَنَا وَ بَيْنَ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَقَدْ جَعَلَتْ لَهَا مِثْلَ هَوْدَجِ الْعُرُوسِ فَجَاءَ اَبُوْ بَكْرٍ فَوَقَفَ عَلَى الْبَابِ فَقَالَ يَا اَسْمَاءُ مَا حَمَلَكِ عَلٰى اَنْ مَنَعْتِ اَزْوَاجَ النَّبِيِّ اَنْ تَدْخُلْنَ عَلٰى بِنْتِ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ۔

(الاستیعاب جلد ۴ ص ۳۷۸-۳۷۹
حرف الفاء مطبوعہ بیروت طبع جدید)

ترجمہ:

سیدہ زہرا کی وفات کے بعد جناب عائشہ آئیں اور اندر آنے کا ارادہ کیا۔ لیکن اسماء نے سختی سے روک دیا۔ جناب عائشہ اپنے باپ کے پاس یعنی ابو بکر کے پاس شکایت لے گئیں۔ کہ یہ خثعمیہ مجھے، بنت رسول کے جنازے سے روکتی ہے۔ اور کوئی شی مثل ہودج

marfat.com
Marfat.com

کے بی بی کے لیے بنائی ہے۔ جناب ابوبکر خود آئے۔ اور دروازے پر ٹھہرے۔ اور پوچھا کہ اے اسماء تو ازواج نبی کو کیوں روکتی ہے۔ اسماء نے کہا۔ بی بی نے خود روکا تھا۔

(دباگیر فدک ص۔ ۴۶ تصنیف غلام حسین نجفی)

نوٹ

ہمارے مذکورہ بیان سے یہ بات روشن ہے۔ کہ جناب ابوبکر اور بی بی عائشہ ان دونوں پر جناب زہرا ناراض تھیں۔ اور جن لوگوں پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی بیٹی ناراض ہو۔ وہ محبوب رسول نہیں تھے۔

جواب اوّل

عبارت نقل کرنے میں خیانت

الاستیعاب کی عبارت نقل کرتے ہوئے نجفی نے فریب دینے کی کوشش کی۔ اور عوام کو یہ تاثر دینا چاہا۔ کہ سیدہ زہرا رضی اللہ عنہا صدیق اکبر اور ان کی بیٹی عائشہ سے ناراض تھیں۔

نوٹ

میں یہی خلاصہ ذکر کیا گیا ہے۔ الاستیعاب کی عبارت اگر مکمل ذکر کر دی جاتی تو مکر وفریب کا بھانڈا چوراہے میں پھوٹ جاتا۔ جنازے پر آنے سے منع کرنا" ہم اس بحث کو ما لہ وما علیہ کے ساتھ تحفہ جعفریہ جلد سوم میں درج کر

marfat.com
Marfat.com

چکے ہیں۔ یہاں صرف اس کا خلاصہ پیش خدمت ہے۔

الاستیعاب میں ام جعفر سے روایت ہے۔ کہ سیدہ زہرا رضی اللہ عنہا نے اسماء بنت عمیس سے فرمایا۔ اے اسماء! میں اس بات کو بہت ناپسند کرتی ہوں کہ عورت کے مرنے کے بعد اس کی لاش پر ایسا کپڑا ڈالا جائے۔ جس سے اس کا تمام جسم نظر آتا ہو۔ یہ سن کر اسماء نے عرض کی۔ سیدہ! میں حبشہ میں تھی۔ تو جو کچھ اس موقعہ پر وہاں میں نے دیکھا۔ وہ عرض کرتی ہوں۔ اگر پسند فرمائیں۔ تو اسی طریقہ پر یہاں بھی عمل کیا جائے۔ فرمایا۔ بتلاؤ۔ اسماء نے چند ٹہنیاں منگوائیں۔ انہیں دونوں طرف سے جھکا کر ڈولی کی شکل بنائی۔ اس پر کپڑا ڈالا۔ یہ دیکھ کر سیدہ نے فرمایا یہ طریقہ بہت اچھا ہے۔ پھر فرمایا۔ میرے انتقال کے بعد تو اور علی مجھے غسل دینا۔ اور میرے جنازہ پر (میرا منہ دیکھنے کے لیے) کوئی نہ آئے۔

(الاستیعاب جلد چہارم ص ۳۷۸ تا ۳۷۹
حرف الفاء۔ مطبوعہ بیروت طبع جدید)

سیدہ زہرا کی وصیت کے آخری الفاظ کہ "میرے جنازہ پر کوئی نہ آئے" ان کا مطلب اسماء سمجھ نہ پائیں۔ کیونکہ اگر یہی مراد لی جائے۔ تو پھر تمام بنی ہاشم جو آپ کے جنازہ پر آئے۔ ان کو اجازت دے کر اسماء نے وصیت کی خلاف ورزی کی۔ اس غلط فہمی کی بنا پر اسماء نے حضرت عائشہ کو روک دیا۔ آپ کی وصیت اس لیے تھی۔ تاکہ دورِ جاہلیت کی رسومات (جن سے میت کا پردہ اور ستر قائم نہ رہتا تھا) ان سے بچا جائے۔ اور اسی وجہ سے آپ نے یہ بھی فرمایا۔ کہ میری میت رات کے اندھیرے میں اٹھائی جائے۔ تو گویا روکا گیا تھا۔ ایک غلط فہمی کی بنا پر۔ لیکن نجفی اینڈ کمپنی نے اسے یہ رنگ دیا۔ کہ سیدہ بوقتِ وصال یہ وصیت کر گئیں۔ کہ عائشہ کو میرے جنازہ پر مت آنے دینا "وَلَا تُدْخِلِي عَلَيَّ اَحَدًا"

marfat.com
Marfat.com

کے الفاظ سے مذکورہ مطلب نکالنا نری حماقت ہے۔ ان الفاظ کا معنی یہ ہے ۔ لر میرے جنازہ پر کسی کو اندر مت آنے دینا۔ یہاں تو ہر ایک کو روکنے کا حکم ہے سیدہ عائشہ خاص کر کہاں سے آگئیں ؟

جواب دوم

شیعہ تضادات کی انتہا

مذکورہ اعتراض کے حوالہ جات میں نجفی نے تاریخ خمیس کا ذکر بھی کیا۔ تاریخ خمیس کے مذکورہ حوالہ کے متصل ایک روایت بھی مذکور ہے۔ جو اس پہلی روایت میں سیدہ فاطمہ کو غسل دینے والے حضرت علی المرتضے رضی اللہ عنہ بتائے گئے ہیں۔ اور پچھلی روایت میں اس کی نفی ہے ۔ ایک ہی شخصیت میں ایک ہی واقعہ کے متعلق ایسی دو متضاد باتیں نہیں ہو سکتیں۔

تاریخ خمیس

عن ام سلمۃ قالت اشتکت فاطمۃ بنت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فمرضنا ما فاصبحت یوما کا مثل ما رایناھا فی شکوا ھا فخرج علی بن ابی طالب لبعض حاجتہ فقالت فاطمۃ اسکبی لی یا امۃ غسلا فسکب لھا غسلا فاغتسلت کاحسن ما کنت اراھا تغتسل قالت ثم قالت

marfat.com

Marfat.com

یاامة ناولینی ثیابی الجدد قالت فناولتها ثم جاءت الی البیت الذی کانت فیه فقالت قدمی فراشی وسط البیت واضطجعت ووضعت یدها الیمنیٰ تحت خدها ثم قالت یاامة انی مقبوضة الآن فلا یکشفنی احد ولا یغسلنی قالت فقبضت مکانها قالت ودخل علیؓ فاخبرته بالذی قالت وبالذی امرتنی فقال علی واللہ لا یکشفها احد فاحتملها فدفنها بغسلها ذالك لا یکشفها ولا غسلها احد۔ اخرجه احمد فی المناقب والاولابی واللفظ له وھو متضاد لخبر اسماء المتقدم

(تاریخ خمیس جلد اص ۲۷۸،۲۷۷
ذکر وصیت فاطمہ آل اسماء۔ مطبوعہ
بیروت طبع جدید)

ترجمہ:

ام سلمہ رضی اللہ عنہا کہتی ہیں۔ کہ سیدہ فاطمہ بیمار ہوئیں۔ ہم ان کی عیادت کو گئے۔ ایک دن تو انتہائی سخت بیمار ہو گئیں حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ اپنے کسی کام کی خاطر گھر سے باہر تشریف لے گئے۔ تو مجھے سیدہ زہرا نے کہا۔ اے ماں! میرے لیے نہانے کا بندوبست کرو۔ میں نے پانی وغیرہ تیار کر دیا۔ پھر انہوں نے بہترین غسل کیا۔ پھر کہنے لگیں۔ اے ماں! مجھے نئے کپڑے دو۔ میں نے دیئے۔ پھر آپ اس گھر کی طرف

marfat.com
Marfat.com

تشریف لے آئیں۔ جہاں ان کا قیام تھا۔ پھر فرمایا۔ اچھا میرا بستر گھر کے درمیان لگا دو۔ (میں نے لگا دیا بستر پر تشریف فرما ہوئیں) اور لیٹ گئیں۔ اپنا دایاں ہاتھ رخسار کے نیچے رکھا۔ اور فرمانے لگیں۔ ماں اب دنیا سے جا رہی ہوں۔ لہذا میرے مرنے کے بعد نہ کوئی مجھے غسل دے۔ اور نہ کوئی مجھ سے کپڑا ہٹائے۔ یہ باتیں آپ نے قبلہ رُخ ہو کر فرمائیں۔ اس کے بعد ان کی روح قفس عنصری سے پرواز کر گئی۔ پھر بعد میں حضرت علی المرتضٰی گھر تشریف لائے میرے پاس آئے۔ تو میں نے انہیں وہ سب باتیں بتلا دیں جن کی سیدہ زہرا وصیت کر گئی تھیں۔ یہ سُن کر حضرت علی المرتضٰی نے فرمایا۔ خدا کی قسم! نہ کوئی اُسے غسل دے گا۔ اور نہ کوئی اُس کا چہرہ دیکھے گا۔ یہ کہہ کر جنازہ اٹھایا گیا۔ اور انہیں اسی غسل کے ساتھ دفن کر دیا گیا۔ نہ کسی نے مُنہ دیکھا۔ اور نہ کسی نے دوبارہ غسل دیا۔
.... یہ روایت امام احمد نے مناقب میں ذکر کی۔ اس کے الفاظ دولابی کے ہیں۔ لیکن یہ روایت پچھلی روایت کے متضاد ہے جو حضرت اسماء سے مروی ہوئی۔

اس روایت میں سیدہ زہرا کی جو وصیتیں مذکور ہیں۔ ان میں ایک غسل کا معاملہ ہے۔ جو پچھلی روایت کے برعکس ہے۔ کیونکہ وہاں مذکور ہے کہ حضرت علی المرتضٰی نے غسل دیا۔ دوسری یہ بات کہ پہلی روایت میں کسی کو داخل نہ ہونے دینا کی تاکید تھی۔ اس میں یہ وصیت مذکور نہیں۔ اور اگر داخل نہ ہونے کا مطلب یہ لیا جائے۔ کہ کوئی میرا منہ دیکھنے اندر نہ آئے۔ تو پھر کچھ مطابقت پائی جائے گی۔ اس صورت میں سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا

marfat.com
Marfat.com

کو منع کرنا غلط فہمی کی بنا پر ہوگا۔ جیسا کہ ہم پہلے تحریر کر چکے ہیں۔ جب تاریخ خمیس کی روایات میں تضاد ہے۔ تو پھر اس کو بطور حجت پیش کرنا نری حماقت ہے۔

الاستیعاب کے جس صفحہ سے مذکورہ روایت ذکر کی گئی۔ اسی صفحہ پر "الاصابہ" نے اس پر جرح بھی کی ہے۔ ملاحظہ ہو۔

الاصابة فی تمیز الصحابة

وَ نَقَلَ ابْنُ عُمَرَ فِیْ قِصَّةِ وَفَاتِهَا اَنَّ فَاطِمَةَ اَوْصَتْ عَلِیًّا اَنْ یَّغْسِلَهَا هُوَ وَاَسْمَاءُ بِنْتُ عُمَیْسٍ وَاسْتَبْعَدَهُ اِبْنُ فَتْحُوْنَ فَاِنَّ اَسْمَاءَ کَانَتْ حِیْنَئِذٍ زَوْجَ اَبِیْ بَکْرِ الصِّدِّیْقِ قَالَ فَکَیْفَ تَنْکَشِفُ بِحَضْرَةِ عَلِیٍّ فِیْ غُسْلِ فَاطِمَةَ وَهُوَ مَحَلُّ الْاِسْتِبْعَادِ وَقَدْ وَقَعَ عِنْدَ اَحْمَدَ اَنَّهَا اغْتَسَلَتْ قَبْلَ مَوْتِهَا بِقَلِیْلٍ وَاَوْصَتْ اَنْ لَّا تُکْشَفَ وَیُکْتَفٰی بِذَالِكَ فِیْ غُسْلِهَا وَاسْتَبْعَدَ هَا هٰذَا۔

(الاصابہ جلد ۴ ص ۳۷۸، ۹، ۱۳۷
مطبوعہ بیروت طبع جدید)

ترجمہ:
ابن عمر نے حضرت فاطمہ کے انتقال کے واقعہ میں یہ نقل کیا ہے۔ کہ سیدہ زہرا نے حضرت علی المرتضٰے کو وصیت کی۔ کہ میرا غسل تم اور اسماء بنت عمیس دینا۔ ابن فتحون نے اسے حقیقت سے دور قرار دیا ہے۔ کیونکہ اسماء مذکورہ ان دنوں ابوبکر صدیق کی بیوی تھیں۔ تو یہ کیونکر ہو سکتا ہے۔ کہ حضرت علی المرتضٰے کے ساتھ وہ

marfat.com

Marfat.com

سیدہ زہرا کے غسل دینے کے لیے موجود ہوتیں۔ یہی بات حقیقت سے دُور کرنے والی ہے۔ امام احمد نے اس معاملہ کو یوں بیان کیا ہے۔ کہ سیدہ زہرا نے یہ وصیت کی تھی۔ کہ مرنے کے بعد میرا کفن اتار کر کسی کو منہ نہ دکھایا جائے۔ اور جو غسل میں خود کر چکی ہوں اسی میں مجھے دفن کر دیا جائے۔ امام احمد سے مروی یہ روایت بھی پہلی کے دُور از حقیقت ہونے کی تائید کرتی ہے۔

نتیجہ

الاستیعاب کی روایت کے مقابلہ میں اور روایات موجود ہونے کی وجہ سے تعارض پیدا ہو گیا۔ لہذا "اذا تعارضا تساقطا" کے تحت دونوں روایات قابل حجت نہ رہیں۔ اس لیے ناقابل حجت روایات کے ذریعہ، سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا پر الزام دھرنا عقل ونقل کے خلاف ہے۔

لمحہ فکریہ

مفتی جعفر حسین شیعی کا زور اس بات پر خرچ ہوا۔ کہ سیدہ زہرا رضی اللہ عنہا چونکہ سیدہ عائشہ سے ناراض تھیں۔ اور سیدہ عائشہ بھی ان سے ناراض تھیں اس لیے جناب زہرا کے انتقال کے بعد سیدہ عائشہ تعزیت کے لیے بھی نہ آئیں۔ جبکہ بنی ہاشم کی دوسری عورتیں آئی تھیں۔ نہ آنے کے لیے سیدہ عائشہ نے بیماری کا بہانہ بنایا تھا۔

حجۃ الاسلام نجفی کا زور اس بات پر صرف ہوا۔ کہ سیدہ عائشہ گھر سے چل پڑیں! اور تعزیت کی خاطر جب سیدہ زہرا کے گھر داخل ہونے لگیں۔ تو اسماء بنت عمیس

marfat.com
Marfat.com

نے اندر آنے سے روک دیا۔ ان دونوں پہلوانوں کے زور آزمانے کو دیکھو ایک اپنی ہانک رہا ہے۔ اور دوسرا اپنی ڈیڑھ اینٹ کی مسجد الگ بنائے پھرتا ہے بھلے مانسو! جب بیماری کا بہانہ بنا کر سیدہ گھر سے ہی نہ نکلیں۔ تو جناب زہرا کے دروازہ پر کیسے پہنچ گئیں۔ اور یہاں پر پھر اندر جانے سے اسماء بنت عمیس نے کیسے روک دیا؟

ے خوب گزرے گی جو مل بیٹھیں گے دیوانے دو نجفی نے مفتی کی ٹانگ گھسیٹی۔ اور مفتی نے نجفی کو پٹخ دیا۔ لڑائی ان دونوں کی اور الزام سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا پر۔

پھر بڑے مزے لے کر یہ بیان کیا جاتا ہے۔ کہ حضرت علی المرتضیٰ کے دل میں سیدہ عائشہ سے کدورت تھی۔ ان کی وجہ سے یہ کدورت اور رنجش ابوبکر صدیق تک پہنچ گئی۔ یعنی حضرت علی المرتضیٰ اور سیدہ زہرا رضی اللہ عنہما دونوں ابوبکر صدیق اور ان کی بیٹی عائشہ سے ناراض تھے۔ یہ کیسی ناراضگی تھی۔ کہ سیدہ زہرا کی نماز جنازہ حضرت علی المرتضیٰ نے ابوبکر صدیق سے پڑھوائی۔ حوالہ ملاحظہ ہو

حضرت علی نے سیدہ فاطمہ کی نماز جنازہ حضرت ابوبکر صدیق سے پڑھوائی

تاریخ خمیس

عَنْ مَالِكِ بْنِ جَعْفَرِ بْنِ مُحَمَّدٍ عَنْ اَبِيْهِ عَنْ جَدِّهٖ
عَلِيِّ ابْنِ الْحُسَيْنِ قَالَ مَاتَتْ فَاطِمَةُ بَيْنَ الْمَغْرِبِ
وَالْعِشَاءِ فَحَضَرَهَا اَبُوْ بَكْرٍ وَعُمَرُ وَالزُّبَيْرُ

marfat.com
Marfat.com

عَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنُ عَوْفٍ فَلَمَّا وُضِعَتْ لِيُصَلّٰى عَلَيْهَا قَالَ عَلِيٌّ تَقَدَّمْ يَا اَبَا بَكْرٍ رض قَالَ وَاَنْتَ شَاهِدٌ يَا اَبَا الْحَسَنِ قَالَ نَعَمْ تَقَدَّمْ وَاللّٰهِ لَا يُصَلِّيْ عَلَيْهَا غَيْرُكَ فَصَلّٰى عَلَيْهَا اَبُوْ بَكْرٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمْ اَجْمَعِيْنَ۔

(تاریخ خمیس جلد اوّل ص ۲۷۸ طبع جدید

مطبوعہ بیروت)

ترجمہ:
علی بن حسین رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں۔ کہ جب سیدہ زہرا کا انتقال ہو گیا تو اس وقت مغرب اور عشاء کا درمیانی حصہ تھا۔ اس انتقال کی خبر سن کر ابوبکر، عمر، عثمان، زبیر اور عبدالرحمٰن بن عوف حاضر ہوئے پھر جب نماز جنازہ کے لیے اُن کی میت رکھی گئی تو حضرت علی المرتضٰے رض نے ابوبکر صدیق سے کہا۔ اے ابوبکر آگے ہو کر ان کی نماز جنازہ پڑھائیے راوی پوچھتا ہے۔ کہ اے ابوالحسن! آپ اس وقت موجود تھے۔ فرمایا ہاں۔ حضرت علی المرتضٰی نے کہا تھا۔ ابوبکر چلو نماز پڑھاؤ۔ خدا کی قسم! فاطمہ کی نماز جنازہ تمہارے بغیر کوئی نہیں پڑھائے گا۔ سو حضرت ابوبکر رض نے ان کی نماز جنازہ پڑھائی۔ اور پھر انہیں رات کے وقت سپرد خاک کر دیا گیا۔ اس روایت کو بصری نے ذکر کیا ہے۔

اس حوالہ نے نجفی اور مفتی سب کے اوپر آندھی چلا دی ایسے اڑ گئے کہ نام و نشان باقی نہ رہا۔ ہماری اس تحقیق سے یہ بات ثابت ہو گئی کہ ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ اور علی المرتضٰے رضی اللہ عنہ کے درمیان

marfat.com
Marfat.com

رنجش کے تمام واقعات خود ساختہ ہیں۔ اسی طرح سیدہ عائشہ اور جناب زہرا کے درمیان کدورت و بغض کی روایات شیعی سانچے میں گھڑی گئیں ہیں عقل و نقل انہیں تسلیم نہیں کرتے زندگی بھر حضرت علی المرتضٰے رضی اللہ عنہ فرضی نمازیں ابو بکر کی اقتداء میں پڑھتے رہے۔ اور ایسا کیوں نہ کرتے۔ انہیں بخوبی معلوم تھا کہ سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں اپنی زندگی میں مصلیٰ امامت پر کھڑا کر دیا تھا۔ جب پانچ وقت کی فرضی نمازیں ان کی اقتداء میں ادا کیں تو یہ کیونکر ہو سکتا تھا کہ سیدہ زہرا کے انتقال کے بعد ان کی نماز جنازہ بغیر صدیق اکبر کے کسی اور سے پڑھواتے۔ جو فرض کفایہ تھی

٭

marfat.com
Marfat.com

فصل چہارم

حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی صاحبزادیاں چار تھیں اس پر چند مزید تحقیقی حوالہ جات

حوالہ (۱) المبسوط

اَزْوَاجُ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اُمَّهَاتٌ فِيْ مَعْنَى الْعَقْدِ عَلَيْهِنَّ وَلَيْسَ اُمَّهَاتٌ حَتّٰى تُحَرَّمَ بَنَاتُهُنَّ وَاُمَّهَاتُهُنَّ لَيْسَتْ بِاُمَّهَاتٍ عَلَى الْحَقِيْقَةِ نَسَبًا اَوْرَضَاعًا فَتَكُوْنُ بَنَاتُهُنَّ اَخَوَاتٍ وَاُمَّهَاتُهُنَّ جَدَّاتٍ وَلَا يَتَجَاوَزُ تَحْرِيْمُ بِهِنَّ لِاَنَّهُ لَا دَلِيْلَ عَلَيْهِ السَّلَامُ زَوَّجَ بَنَاتَهُ زَوَّجَ فَاطِمَةَ عَلَيْهَا السَّلَامُ عَلِيًّا وَهُوَ اَمِيْرُ الْمُؤْمِنِيْنَ صَلَوَاتُ اللّٰهِ عَلَيْهِ وَسَلَامُهُ وَاُمُّهَا خَدِيْجَةُ اُمُّ الْمُؤْمِنِيْنَ وَزَوَّجَ بِنْتَيْهِ رُقَيَّةَ وَاُمَّ كُلْثُوْمٍ عُثْمَانَ لَمَّا مَاتَتِ الثَّانِيَةُ قَالَ لَوْ كَانَتِ

marfat.com

Marfat.com

لَوْ كَانَتِ الثَّالِثَةُ لَزَوَّجْنَاهَا اِيَّاهُ وَتَزَوَّجَ الزُّبَيْرُ اَسْمَاءَ بِنْتَ اَبِيْ بَكْرٍ وَهِيَ اُخْتُ عَائِشَةَ وَ تَزَوَّجَ طَلْحَةُ اُخْتَهَا الْاُخْرٰى۔

(المبسوط جلد چہارم ص ۵۸ کتاب النکاح الخ)

ترجمہ:

حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی ازواج مطہرات مومنوں کی مائیں اس معنی میں ہیں۔ کہ ان سے کوئی دوسرا عقد نہیں کر سکتا۔ ایسی مائیں نہیں ہیں کہ ان کی بیٹیاں اور ان کی مائیں حرام ہو جائیں۔ کیونکہ وہ (ازواج مطہرات) ازروئے نسب و رضاعت حقیقی مائیں نہیں اگر ایسا ہوتا تو پھر ان کی صاحبزادیاں مومنوں کی ہمشیرگان اور ان کی مائیں مومنوں کی نانیاں ہوتیں۔ (حالانکہ ایسا نہیں ہے۔ تو معلوم ہوا۔ کہ ازواج مطہرات کے ساتھ شادی بوجہ ماں ہونے کے صرف ان تک محدود رہے گی۔) ان کی بیٹیوں اور ماؤں کی طرف نہیں جائے گی۔ کیونکہ اس کی کوئی دلیل نہیں ہے۔ اور اس لیے بھی کہ خود رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی صاحبزادیوں کے عقد کیے۔ سیدہ فاطمہ زہرا رضی اللہ عنہا کی شادی امیر المؤمنین حضرت علی المرتضےٰ رضی اللہ عنہ کے ساتھ کی۔ حالانکہ ان کی والدہ سیدہ خدیجہ رضی اللہ عنہا مؤمنوں کی ماں ہیں۔ اسی طرح آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی دوسری دو صاحبزادیاں رقیہ اور ام کلثوم رضؓ یکے بعد دیگرے عثمان غنی کے عقد میں دیں۔ جب دوسری کا انتقال ہوا۔ تو آپ نے فرمایا۔ اگر تیسری ہوتی۔ تو اسے بھی عثمان

marfat.com
Marfat.com

کے عقد میں دے دیتا۔ حضرت زبیر نے ابوبکر صدیق کی ایک بیٹی "اسماء" سے شادی کی۔ حالانکہ یہ ام المومنین عائشہ صدیقہ کی ہمشیرہ ہیں۔ جناب طلحہ نے ان کی دوسری ہمشیر سے شادی کی۔

توضیح

صاحب مبسوط نے مذکورہ گفتگو قرآن کریم میں موجود وَاَزْوَاجُہٗ اُمَّھٰتُھُمْ کے بارے میں کی ہے۔ یعنی اللہ تعالیٰ نے ازواج مطہرات کو جو مسلمانوں کی مائیں کہا۔ ان کا ماں ہونا صرف ان تک ہی محدود رہے گا۔ ماں ہونے کا معنی یہ ہے کہ حقیقی ماں کی طرح ان سے کسی مومن کا شادی کرنا قطعاً جائز نہیں ہے۔ یہ حرمت ان کی ذات تک ہی ہے۔ ان کی ہمشیرگان مومنوں کی خالائیں، ان کی بیٹیاں مومنوں کی ہمشیرگان اور ان کی مائیں مومنوں کی نانیاں نہ ہوں گی۔ اور نہ ہی ان سے نکاح حرام ہوگا۔ اسی مسئلہ کی وضاحت کرتے ہوئے صاحب مبسوط نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی دو صاحبزادیوں رقیہ اور ام کلثوم کا ذکر کیا۔ اور ثابت کرنا چاہا۔ کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی زوجہ حضرت خدیجہ کی یہ دونوں صاحبزادیاں بھی حرام ہوتیں۔ اور عثمان غنی سے ان کا نکاح نہ ہوتا۔ اگر حرمت صرف ازواج مطہرات تک رہتی۔ کیونکہ پھر حضرت خدیجہ جب عثمان غنی کی ماں ہوئیں۔ تو رقیہ اور ام کلثوم ان کی ہمشیرہ ہوئیں۔ اور ہمشیر نسبی و رضاعی سے شادی نہیں ہوسکتی۔ اگر یہ دونوں صاحبزادیاں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی حقیقی صاحبزادیاں نہ تھیں۔ تو ان کو مثال میں کیوں پیش کیا گیا۔ اور پھر حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ فرمانا "اگر تیسری بھی ہوتی تو میں اس

marfat.com
Marfat.com

کی شادی عثمان سے کردیتا،، لاتعلق ہو جائے گا۔اس سے صاف صاف معلوم ہوا۔کہ صاحب مبسوط کے نزدیک حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی حقیقی صاحبزادی صرف ایک نہ تھی بلکہ رقیہ اور ام کلثوم بھی آپ کی صاحبزادیاں ہیں۔ اور ان کا نکاح یکے بعد دیگرے عثمان غنی سے آپ نے کیا ہے۔ آیت مذکورہ سے جہاں ازواج مطہرات کا مومنوں کی مائیں ہونا ثابت ہوتا ہے۔اسی طرح حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا تمام مومنوں کے لیے بمنزلہ باپ ہونا بھی ثابت ہوتا ہے وسائل الشیعہ میں ایک جگہ یہ روایت مذکور ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت علی المرتضٰے رضی اللہ عنہ کو

فرمایا۔ اے علی! جب کسی آدمی کا خلق اچھا ہو اور اس کی دینداری اچھی دیکھو تو اس سے اپنی بیٹی شادی کر دینا حضور صلی اللہ علیہ وسلم اس پر بطریقہ اولے پابند ہوں گے۔ لہذا حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ کو آپ کا یکے بعد دیگرے دو صاحبزادیاں عقد میں دینا اس امر کی واضح دلیل ہے۔کہ آپ کے نزدیک عثمان غنی کے اخلاق و کردار اور دینداری قابل اعتماد تھی۔اگر ان کا خلق اور دین بہتر نہ ہوتا تو آپ تیسری صاحبزادی کی شادی کی پیش کش نہ فرماتے۔

(فاعتبروا یا اولی الابصار)

حوالہ چہاردہ معصوم

محمد بن اسحاق می نویسد خدیجہ از پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم دارائے اولاد گردید۔

ا۔ قاسم کہ کنیت حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم با ابوالقاسم ازیں جہت بود۔ و از قبل از بعثت در مکہ در دو سالگی درگزشتہ

۲ - عبداللہ بنام طیب کہ او ہم قبل از اعلان نبوت فوت شد - ۳ - طاہر کہ
در آغاز اسلام متولد شد و لذا نام او را طاہر گذاشتند و بعد از بعثت فوت شد
۴ - زینب کہ او را با بو العاص بن ربیع تزویج کرد پسر دائی خدیجہ و از او ہم
پسر وجود آمد و در گزشتند - ۵ - رقیہ کہ او را بعتبہ بن ابی کثیر و یا عتبہ بن
ابی کثیر و یا عتبہ بن ابی لہب تزویج کرد و بعد عثمان گرفت و در سال دو
ہجرت وفات کرد - ۶ - ام کلثوم کہ او را عثمان پس از رقیہ گرفت و او ہم
سال چار ہجرت در گزشت - ۷ - فاطمہ کہ بعلی تزویج نمود -

(چہاردہ معصوم جلد اول چھاپ پنجم،
ص ۲۲۴ مطبوعہ تہران طبع جدید)

ترجمہ:

محمد بن اسحاق لکھتا ہے - کہ سیدہ خدیجہ رضی اللہ عنہا کے ہاں سات بچے بچیاں پیدا ہوئے - ۱ - قاسم حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی کنیت ابو القاسم ان کی طرف نسبت سے تھی بعثت سے دو سال قبل مکہ میں ان کا انتقال ہو گیا تھا - ۲ - عبداللہ جنہیں طیب بھی کہتے ہیں - ان کا انتقال اعلانِ نبوت سے قبل ہی ہو گیا تھا - ۳ - طاہر - اسلام کے ابتدائی دور میں پیدا ہوئے - اسی لیے ان کا نام طاہر ہوا - اور بعثت کے بعد فوت ہوئے - ۴ - زینب - ان کی شادی خدیجۃ الکبریٰ کی دائی کے بیٹے ابو العاص سے ہوئی تھی - ان سے ایک بیٹا پیدا ہوا تھا - دونوں کا انتقال ہو گیا - ۵ - رقیہ - ان کی شادی عتبہ سے ہوئی - اور پھر عثمان غنی کی زوجیت میں آئیں - چار ہجری میں ان کا انتقال ہوا - ۷ - فاطمہ - جو

marfat.com
Marfat.com

حضرت علی المرتضیٰ کے عقد میں تھیں۔

توضیح

روایت بالا میں اس امر کی تصریح کر دی گئی ہے۔ کہ حضرت خدیجۃ الکبریٰ رضی اللہ عنہا کے بطن سے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے سات بچے پیدا ہوئے۔ ان میں سے تین بیٹے اور چار بیٹیاں بمعہ نام تحریر ہیں۔ اس سے اُن اہل تشیع کے منہ پر طمانچہ پڑتا ہے۔ جو آپ کی تین بیٹیوں کو آپ کی حقیقی بیٹیاں نہیں کہتے اور "ربیبہ" کہتے ہیں۔ اگر جناب رقیہ، ام کلثوم اور زینب حضرت خدیجہ کے پہلے خاوند سے تھیں۔ تو ان کو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی اولاد کیسے شمار کیا گیا۔ ان اہل تشیع کے پیٹ میں درد قولنج اس لیے اٹھتا ہے کہ اگر انہیں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی حقیقی صاحبزادیاں تسلیم کر لیا جائے۔ تو عثمان غنی کو آپ کا داماد ماننا پڑے گا۔ اور ذوالنورین بھی تسلیم کرنا پڑے گا اور یہ تسلیم کرنا ان کے مقدر میں نہیں۔

حوالہ ۳ ناسخ التواریخ

دہشت تن از اصحاب کہ در غزوۂ بدر متقاعد و غائب بودند۔ بروایت عامہ از جملہ غازیان بدر شمردہ شوند و ایشاں را پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم از غنائم بدر بہرہ فرستادہ و ایں جماعت سہ تن از مہاجر بودند نخستیں عثمان بن عفان کہ بدست آویز نا تندرستی رقیہ دختر رسول خدا در سرائے اُو بود متقاعد گشت۔ و دیگر طلحہ و زبیر کہ بجاسوسئے ماموری شدند و در راہ باوہ گشتند۔

marfat.com

Marfat.com

(ناسخ التواریخ جلد اول ص ۱۴۶ وقائع سال دوم)

ترجمہ:

اور آٹھ اشخاص حضرات صحابہ کرام میں سے جو غزوۂ بدر میں شریک نہ ہوئے۔ روایت مشہورہ کے مطابق ان کا شمار بھی بدر کے غازیوں میں سے ہوتا ہے۔ اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ان حضرات کو بھی مالِ غنیمت سے حصہ عطا فرمایا۔ اس جماعت میں تین مہاجر تھے۔ ان میں سے پہلے حضرت عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ تھے۔ جو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی صاحبزادی کی ناساز طبیعت کی بنا پر شرکت نہ کر سکے۔ چونکہ وہ ان کی بیوی بھی تھیں۔ اس لیے ان کی تیمارداری کی بنا پر پیچھے رہ گئے۔ دوسرے حضرت طلحہ اور تیسرے جناب سعید تھے۔ یہ دونوں حضرات دشمنوں کی جاسوسی پر مقرر تھے۔ وہ راستہ میں اِدھر اُدھر پھرتے رہے۔

توضیح:

روایت بالا سے معلوم ہوا۔ کہ حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ کے عقد میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی صاحبزادی تھیں۔ اور ان کا نام سیدہ رقیہ تھا آپ بوجہ تیمارداری غزوۂ بدر میں شریک نہ ہو سکے۔ چونکہ یہ عذر دوسرے لوگوں کی طرح قابل قبول تھا۔ اور حقیقت پر مبنی تھا۔ اس لیے حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کو بھی مالِ غنیمت کا پورا حصہ عطا فرمایا۔ صاحب ناسخ التواریخ

marfat.com
Marfat.com

نے اس واقعہ کو ذکر کر کے اپنی کج باطنی کا مظاہرہ کیا اور لکھا کہ عثمان غنی نے محض یہ بہانہ بنایا تھا۔ سیدہ رقیہ کوئی بیمار نہ تھیں۔ بہر حال اس کور باطنی سے اس امر کا انکار نہ کر سکا۔ کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی صاحبزادی ان کے گھر میں تھی۔ اور جناب عثمان حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے داماد تھے۔ رہا یہ معاملہ کہ کیا حضرت عثمان کا یہ محض بہانہ تھا۔ تو اس سلسلہ میں شیعہ معتقدات کی روشنی میں ہم عرض کرتے ہیں۔ کہ جب ان کے ہاں ہر امام غیب اور شہادت کا جاننے والا ہوتا ہے تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم اس خوبی کے بطریقۂ اولیٰ مستحق ہوئے۔ اگر عثمان غنی نے بہانہ ہی بنایا تھا۔ تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے یہ کیسے مخفی رہ سکتا ہے۔ اور پھر آپ انہیں مال غنیمت سے حصّہ بھی نہ دیتے۔ صاحب ناسخ التواریخ تو اپنی بات پر خود بھی قائم نہیں رہا۔ یہاں تو حضرت عثمان کے پیچھے رہنے کا بہانہ نکال لیا۔ اور دوسری جگہ بدری حضرات میں ان کو شمار بھی کر گیا حوالہ ملاحظہ ہو۔

حوالہ ۴: **ناسخ التواریخ**

وشانزدہ تن از بنی عبد الشمس بودند۔ اول عثمان بن عفان بن ابی العاص العاص بن امیہ بن عبد الشمس واز جماعت بنی تیم بن مرۃ پنج تن بودند۔ اول ابوبکر واز جماعت عدی بن کعب چہاردہ تن بودند اول عمر بن الخطاب۔

(ناسخ التواریخ جلد اول ص ۱۴۸
تا ۹۴ وقائع سال دوم ہجرت)

ترجمہ: بنی عبد الشمس کے سولہ آدمی غزوۂ بدر کے غازیوں میں تھے

marfat.com
Marfat.com

ان میں سے پہلے حضرت عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ تھے۔ جماعت بنی تیم سے پانچ آدمی تھے۔ ان میں سے پہلے ابوبکر صدیق تھے۔ عدی بن کعب کی جماعت سے چودہ آدمی تھے۔ جن میں سب سے اول حضرت عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ تھے۔

بات واضح ہے۔ کہ اگر حضرت عثمان غنی نے سیدہ رقیہ کی بیماری کا بہانہ بنایا تھا۔ تو پھر یہ بدری غازیوں میں کس قانون کے تحت شمار کیے گئے صاحب ناسخ التواریخ کے برعکس کتب شیعہ میں درج ہے۔ کہ سرکار دوعالم صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت عثمان غنی کو اپنی طرف سے یہ حکم دیا تھا۔ کہ تم گھر پر رہ کر اپنی زوجہ کی دیکھ بھال کرو۔ اگر یہ بہانہ ہی ہوتا۔ تو تاریخ میں یہ حقیقت بھی درج نہ ہوتی۔ وہ یہ کہ جب بدر سے فراغت پر حضور صلی اللہ علیہ وسلم واپس تشریف لائے۔ تو سیدہ رقیہ کا انتقال ہو چکا تھا۔ تو معلوم ہوا۔ کہ ان کی بیماری ایک حقیقت ہے۔

حوالہ ۵: ناسخ التواریخ

ہماں در ہنگام ہجرت دو دختر پیغمبر در مکہ باز ماند کہ ایں ہر دو از ظہور اسلام در حیات خدیجہ شوی گرفتند یکے رقیہ نام داشت دو در سرائے عقبہ بن ابی لہب بود۔ چوں پیغمبر ہجرت فرمود۔ مردم بعقبہ گفتند ساکنوں پیوند تو با محمد پسندہ نباشد۔ دست از رقیہ بدار کہ از شہر ش بدر فرستیم تا دنبال پدر گیرد۔ آنکہ از اشراف قریش ہر کرا خواہی از بہر تو زن گیرم۔ عقبہ سخن ایشاں را بپذیرفت و رقیہ را طلاق گفت وا و بمدینہ آمد و پیغمبرش بعثمان بن عفان عقد بست و

marfat.com
Marfat.com

درسفر بدر وفات یافت چناں کہ مذکور گشت۔

(ناسخ التواریخ جلد اول ص ۲۶۹ وقائع
سال دوم از ہجرت) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم!

ترجمہ:

حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی دو صاحبزادیاں ہجرتِ مدینہ کے وقت مکہ میں ہی رہیں۔ کیونکہ ان دونوں نے ظہورِ اسلام سے پہلے سیدہ خدیجۃ الکبریٰ کی زندگی میں ہی شادی کرلی تھی۔ ان میں سے ایک کا نام رقیہ تھا جو عتبہ بن ابی لہب کے گھر میں تھیں۔ جب حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ہجرت فرمائی۔ تو لوگوں نے عتبہ کو کہا۔ اب تمہارا حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے رشتہ ہمیں پسند نہیں لگتا۔ رقیہ کو چھوڑ دے۔ ہم اسے شہر سے باہر نکال دیں گے۔ تاکہ اپنے باپ کے پیچھے چلی جائے پھر اگر تمہاری شادی کی خواہش ہوگی۔ تو جس قریشی کے گھر کہو گے ہم رشتہ کرادیں گے۔ اس پر عتبہ نے رقیہ بنت رسول کو طلاق دے دی۔ وہ مدینہ آگئیں۔ یہاں پر حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کی شادی حضرت عثمان بن عفان سے کردی۔ اور غزوۂ بدر کے سفر کے وقت ان کا انتقال ہوگیا۔ جیسا کہ گزر چکا ہے۔

توضیح

حوالہ مذکورہ سے واضح طور پر ثابت ہوا کہ بوقتِ ہجرت آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی دو صاحبزادیاں مکہ میں ہی رہ گئی تھیں۔ ان میں سے ایک رقیہ اور دوسری زینب ہیں۔ حوالہ میں انہیں "دو دختر پیغمبر" کہا گیا ہے

marfat.com
Marfat.com

لہذا ثابت ہوا۔ کہ سیدہ رقیہ اور زینب رضی اللہ عنہا حضور کی حقیقی صاحبزادیاں
ہے پالک یا اور قسم کی بیٹیاں نہیں۔ دوسری بات یہ بھی قابل توجہ ہے کہ رقیہ
کے خاوند عقبہ کو لوگوں نے جب یہ کہا۔ کہ اب رسول اللہ کے ساتھ تیری رشتہ داری
کا کوئی جواز نہیں۔ رقیہ کو لوگ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی حقیقی صاحبزادی ہی سمجھتے
تھے۔ تبھی یہ بات کہی گئی ورنہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ رشتہ داری کیسے ہو
سکتی تھی۔ تیسری تصریح یہ کہ لوگوں نے کہا۔ اسے چھوڑ دو۔ اپنے باپ کے پیچھے
چلی جائے۔ یعنی وہ بھی جانتے تھے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم ہی رقیہ کے حقیقی باپ
ہیں۔ پھر یہ واقعی اپنے والد کے پاس آئیں۔ اب یہی رقیہ ہیں۔ کہ جن کی شادی
حضرت عثمان سے ہوتی ہے۔ اور یہی ہیں وہ کہ جن کا غزوۂ بدر کے دوران
انتقال ہوا۔ تو معلوم ہوا۔ کہ سیدہ رقیہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی حقیقی صاحبزادی
تھیں۔ اس لیے حضرت عثمان غنی آپ کے داماد قرار پائے۔ اور یہ بھی کہ بوقتِ
غزوۂ بدر یہ بیمار تھیں۔ جن کی تیمارداری کے لیے حضرت عثمان پیچھے رہ گئے
تھے۔ یہ کوئی بہانہ نہ تھا۔

(فاعتبروا یا اولی الابصار)

حوالہ ۱۱: ناسخ التواریخ

از برائے من مفاخر چند است کہ از برائے تو نیست۔ در غزوۂ بدر
حاضر بودم و تو نبودی۔ و در بیعت الرضوان حاضر بودم و تو نبودی
و در غزوۂ احد من کار بصبر کردم و تو بگریختی۔ عثمان گفت روز بدر دختر
رسول خدا مریض بود و پیغمبر مرا بدو فرستاد و بشارت داد کہ با اجر
شما از ثواب و سہم شما از غنائم شریک باشم و در بیعت الرضوان پیغمبر

marfat.com
Marfat.com

مرا بسوئے قریش فرستادو. بجائے بیعت من دست راست خود را بردست چپ زد - اما فرار من در احد خدا وند از من عفو کرد و معلوم نیست گناہان تو معفو باشد -

(ناسخ التواریخ - تاریخ خلفاء جلد سوم
ص ۲۰۹ تذکرہ مخصومت انجامیدنی کار
عثمان بعبد الرحمٰن بن عوف مطبوعہ تہران
طبع جدید)

ترجمہ :

حضرت عبد الرحمٰن بن عوف نے کہا - اے عثمان! مجھ میں چند قابل فخر باتیں ہیں - جن سے تم محروم ہو - بیعت الرضوان کے وقت میں موجود تھا - اور تم غیر حاضر تھے - غزوۂ بدر میں تم موجود نہ تھے میں تھا - اور غزوۂ احد میں میں نے ثابت قدمی دکھائی - اور تم بھاگ گئے تھے - حضرت عثمان نے کہا - غزوۂ بدر میں میری عدم شرکت کی وجہ یہ تھی - کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی صاحبزادی رقیہ گھر میں بیمار تھی - اور آپ نے مجھے اس کی تیمارداری کے لیے پیچھے رہنے کو فرمایا - اور یہ بھی فرمایا کہ تمہارا ثواب اور مال غنیمت کا حصہ دوسروں کے برابر تمہیں ملے گا - اور بیعت الرضوان میں وجہ یہ تھی - کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے قریش کی طرف بھیجا ہوا تھا - اور بوقت بیعت آپ نے میری طرف سے اپنا دایاں ہاتھ بائیں ہاتھ پر رکھ کر میری بیعت فرمائی تھی - رہا غزوۂ احد میں میرا بھاگ جانا تو اللہ تعالیٰ نے مجھ سمیت بھاگنے والوں کی غلطیاں معاف

marfat.com

Marfat.com

کردی ہیں۔ اور تمہارے بارے میں معلوم نہیں۔ کہ تمہارے گناہ معاف کر دیئے گئے ہیں یا نہیں۔ ؟

توضیح

حوالہ مذکورہ میں بھی اس امر کی تصریح ہے۔ کہ حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ غزوۂ بدر میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے حکم شریف سے شریک نہ ہوئے تھے۔ اسی لیے آپ نے انہیں شرکت کرنے والوں کے برابر ثواب و مال غنیمت میں شریک فرمایا۔ اور یہ حکم اس لیے دیا گیا تھا۔ کہ "رقیہ دختر رسول مریض بود"، یعنی حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی صاحبزادی رقیہ بیمار تھیں۔ تو معلوم ہوا۔ کہ حضرت عثمان نے نہ بہانہ بنایا تھا۔ اور نہ ہی وہ پیچھے اپنی مرضی سے رہے۔ بلکہ یہ سب کچھ انہوں نے اتباعِ رسول میں کیا۔ نیز یہ بھی واضح ہوا۔ کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی صرف ایک صاحبزادی سیدہ فاطمہ کے سوا آپ کی دوسری صاحبزادیوں کا انکار کرنے والے گستاخانِ رسول ہیں۔

marfat.com
Marfat.com

نبی علیہ السلام کی چار بیٹیاں اور اُن کا سن وصال

حوالہ بحار الانوار

قَالَ فِی الْمُنْتَقٰی وَ لَدَتْ خَدِیْجَةُ لَهٗ صَلَّی اللّٰهُ
عَلَیْهِ وَسَلَّمَ زَیْنَبَ، رُقَیَّةَ وَاُمَّ کُلْثُوْمٍ وَ
فَاطِمَةَ وَالْقَاسِمَ ثُمَّ اُمَّ کُلْثُوْمٍ ثُمَّ فَاطِمَةَ
اَنَّ الذُّکُوْرَ مِنْ اَوْلَادِهٖ ثَلَاثَةٌ وَالْبَنَاتِ اَرْبَعٌ
اَوَّلُهُنَّ زَیْنَبُ ثُمَّ الْقَاسِمُ ثُمَّ اُمّ کُلْثُوْمٍ ثُمَّ فَاطِمَةَ
ثُمَّ رُقَیَّةُ ثُمَّ اُمّ کُلْثُوْمٍ ثُمَّ فَاطِمَةُ وَاَمَّا بَنَاتُهٗ
فَزَیْنَبُ کَانَتْ زَوْجَةَ اَبِی الْعَاصِ وَاِسْمُهُ الْقَاسِمُ
اَبْنُ رَبِیْعٍ وَکَانَ لَهَا مِنْهُ اِبْنَةٌ اِسْمُهَا اُمَامَةٌ
فَتَزَوَّجَهَا الْمُغِیْرَةُ بْنُ نَوْفَلٍ ثُمَّ فَارَقَهَا وَ
تَزَوَّجَهَا عَلِیٌّ عَلَیْهِ السَّلَامُ بَعْدَ وَفَاتِ فَاطِمَةَ
عَلَیْهَا السَّلَامُ وَکَانَتْ اَوْصَتْ بِذٰالِكَ قَبْلَ مَوْتِهَا
وَتُوُفِّیَتْ زَیْنَبُ سَنَةَ ثَمَانَ مِنَ الْهِجْرَةِ وَقِیْلَ
اِنَّهَا وَلَدَتْ عَنْ اَبِی الْعَاصِ اِبْنًا اِسْمُهٗ عَلِیٌّ وَمَاتَ
فِیْ وَلَایَةِ عُمَرَ وَمَاتَ اَبُوْ الْعَاصِ فِیْ وِلَایَةِ عُثْمَانَ
وَتُوُفِّیَتْ اُمَامَةَ سَنَةَ خَمْسِیْنَ۔ وَرُقَیَّةُ کَانَتْ

marfat.com

Marfat.com

زَوْجَةَ عُتْبَةَ بْنِ اَبِي لَهَبٍ وَطَلَّقَهَا قَبْلَ الدُّخُوْلِ بِاَمْرِ اَبِيْهِ وَ تَزَوَّجَهَا عُثْمَانُ فِي الْجَاهِلِيَّةِ فَوَلَدَتْ لَهُ اِبْنًا سَمَّاهُ عَبْدَ اللّٰهِ وَبِهٖ كَانَ يُكْنٰى وَهَاجَرَتْ مَعَ عُثْمَانَ اِلَى الْحَبْشَةِ ثُمَّ هَاجَرَتْ مَعَهُ اِلَى الْمَدِيْنَةِ وَتُوُفِّيَتْ رُقَيَّةُ سَنَةَ اِثْنَتَيْنِ مِنَ الْهِجْرَةِ وَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي غَزْوَةِ بَدْرٍ وَ تُوُفِّيَ اِبْنُهَا سَنَةَ اَرْبَعٍ وَلَهُ سِتُّ سِنِيْنَ وَيُقَالُ نَقَرَهُ دِيْكٌ عَلٰى عَيْنَيْهِ. فَمَاتَ وَاُمُّ كُلْثُوْمٍ تَزَوَّجَهَا عُتَيْبَةُ بْنُ اَبِي لَهَبٍ وَفَارَقَهَا قَبْلَ الدُّخُوْلِ وَ تَزَوَّجَهَا عُثْمَانُ بَعْدَ رُقَيَّةَ سَنَةَ ثَلَاثٍ وَتُوُفِّيَتْهَا فِي شَعْبَانَ سَنَةَ سَبْعٍ وَ فَاطِمَةُ صَلٰوةُ اللّٰهِ عَلَيْهَا تَزَوَّجَ عَلِيٌّ سَنَةَ اِثْنَيْنِ مِنَ الْهِجْرَةِ۔

(بحار الانوار جلد ۲۲ ص ۱۶۶-۱۶۷
باب عدد اولاده علیہ السلام الخ۔
مطبوعہ تہران طبع جدید)

ترجمہ:

المنتقی میں ہے۔ کہ حضرت خدیجہ الکبریٰ رضی اللہ عنہا کے بطن سے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے سات بچے پیدا ہوئے۔ زینب، رقیہ ام کلثوم، فاطمہ، القاسم جن کے نام کےساتھ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی کنیت تھی۔ الطاہر اور الطیب۔ تین لڑکے اور چار صاحبزادیاں

marfat.com
Marfat.com

تھیں۔ان صاحبزادیوں میں سے پہلی زینب ہیں۔ان سے چھوٹے
القاسم پھر ام کلثوم پھر فاطمہ پھر رقیہ پھر عبداللہ جو الطیب والطاہر بھی
کہلاتے ہیں پھر ابراہیم۔یہ بھی کہا گیا ہے۔کہ ان میں سے سب
سے پہلے پیدا ہونے والے القاسم تھے۔پھر زینب، پھر
عبداللہ، پھر رقیہ، پھر ام کلثوم اور آخر میں فاطمہ۔آپ کی صاحبزادی
سیدہ زینب یہ ابوالعاص کی بیوی تھیں۔جس کا نام قاسم ابن ربیع
تھا۔ان کے ہاں اس کی ایک بچی پیدا ہوئی۔جس کا نام امامہ تھا
اس کی شادی منیرہ بن نوفل سے ہوئی۔پھر دونوں میں جدائی
ہونے پر حضرت علی المرتضیٰ کے عقد میں آئیں۔یہ نکاح حضرت
فاطمہ رضی اللہ عنہا کے انتقال کے بعد بموجب ان کی وصیت
کے ہوا تھا۔سیدہ زینب کا انتقال آٹھ ہجری میں ہوا تھا۔
کہا گیا ہے۔کہ ان کے ہاں ابوالعاص سے ایک بچہ مسمّٰی علی
بھی پیدا ہوا تھا۔جو حضرت عمر کی خلافت میں فوت ہوا۔ابوالعاص
کی موت خلافتِ عثمان میں ہوگئی تھی۔امامہ کا انتقال پچاس ۵۰
ہجری میں ہوا تھا۔دوسری صاحبزادی رقیہ عتبہ بن ابی لہب
کی زوجیت میں تھیں۔دخول سے قبل اپنے باپ کے کہنے
پر اس نے انہیں طلاق دے دی تھی۔اور جاہلیت میں اُن
کی شادی پھر عثمان غنی سے ہوگئی۔ان کا ایک بیٹا پیدا ہوا
جس کا نام عبداللہ تھا۔اور عثمان اسی کی نسبت سے اپنی کنیت
رکھتے ہیں۔رقیہ نے عثمان کے ساتھ حبشہ کی طرف ہجرت کی۔
پھر مدینہ بھی دونوں اکٹھے ہی آئے۔رقیہ کا انتقال دو ہجری ہے

marfat.com
Marfat.com

یہ اس وقت ہوا۔ جب حضور صلی اللہ علیہ وسلم غزوۂ بدر میں مصروف تھے۔ ان کے بیٹے کا انتقال سات سال کی عمر میں سن چار ہجری میں ہوا۔ یہ بھی کہا گیا ہے۔ کہ ایک مرغ نے اُن کی آنکھوں میں چونک ماری تھی۔ جس سے ان کا انتقال ہوا تھا۔ تیسری صاحبزادی ام کلثوم ہیں۔ ان کی شادی عتیبہ بن ابی لہب سے ہوئی اور دخول سے قبل ہی طلاق ہو گئی تھی۔ پھر حضرت عثمان سے رقیہ کے انتقال کے بعد ان کی شادی ہوئی۔ سن سات ہجری میں شعبان کے مہینہ میں ان کا انتقال ہوا۔ چوتھی صاحبزادی حضرت فاطمہ ہیں۔ جو حضرت علی المرتضیٰ کے عقد میں تھیں ان کا نکاح دو ہجری میں ہوا تھا۔

حوالہ مذکورہ سے تین امور ثابت ہوئے

۱۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے تین صاحبزادے اور چار صاحبزادیاں تھیں ان میں سے جناب ابراہیم کو چھوڑ کر بقیہ چھ حضرت خدیجۃ الکبریٰ کے بطن سے پیدا ہوئے۔ آپ کی صاحبزادیوں کے نام یہ ہیں۔ زینب، رقیہ، ام کلثوم اور فاطمہ)

۲۔ حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ نے سیدہ خاتون جنت کے انتقال کے بعد ان کی وصیت پر عمل کرتے ہوئے ان کی بھانجی سے شادی کی تھی۔ جن کی والدہ کا نام زینب تھا۔ اور بھانجی کا نام اُمامہ تھا۔

سیدہ زینب کا انتقال آٹھ ہجری، رقیہ کا دو ہجری اور

marfat.com
Marfat.com

ام کلثوم کا سات ہجری میں ہوا۔

قابل غور

شیعہ برادری کے بہت بڑے مجتہد نے المنتقیٰ سے اولادِ رسول کی تعداد اور ان کی ترتیب پیدائش ذکر کی۔ اولادِ رسول میں سے چار صاحبزادیوں کے نام اور اُن کا سنِ وصال وغیرہ ذکر کیا۔ اس سے ایک بات جو ہمارا موضوع ہے۔ وہ کھلے الفاظ سے ثابت ہوئی۔ کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی صاحبزادیاں چار تھیں۔ اب "آل رسول" کے جھوٹے محب اور نام نہاد محبانِ علی جو یہ کہتے پھرتے ہیں۔ کہ آپ کی صرف ایک صاحبزادی تھی۔ کون سا منہ کل قیامت کو حضور کو دکھائیں گے۔ اللہ تعالیٰ نے آپ کو چار صاحبزادیاں عطا فرمائیں اور یہ بغض و حسد کے یہودی پودے تین کا انکار کر کے کس کا دل دکھا رہے ہیں؟

آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی تین صاحبزادیوں زینب، ام کلثوم اور رقیہ کے سنِ وصال جو بالترتیب آٹھ، سات اور دو ہجری ہیں۔ سے اہل تشیع کا ایک پرانا اور دقیانوسی سوال خود بخود حل ہو جاتا ہے۔ وہ یہ کہ اگر حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی واقعی چار صاحبزادیاں تھیں۔ تو نجران کے عیسائیوں سے مباہلہ کے وقت صرف ایک یعنی حضرت فاطمہ کو کیوں لیا گیا۔ دوسری تین کو چھوڑنا اس امر کی دلیل ہے۔ کہ وہ آپ کی حقیقی صاحبزادیاں نہ تھیں۔ جن لوگوں کو تاریخ و سیرت کی کتب سے تعلق ہے۔ وہ سب جانتے ہیں۔ کہ واقعہ مباہلہ ۹ یا ۱۰ ہجری میں رونما ہوا تھا۔ اب جو صاحبزادیاں اس سے کہیں پہلے انتقال کر چکی تھیں۔ اُن کو مباہلہ میں شریک کرنے کا کیا طریقہ ہو سکتا تھا۔

marfat.com

Marfat.com

اسی حوالہ سے یہ بھی ثابت ہوا۔ کہ حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ کو دو مرتبہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی دامادی کا شرف عطا ہوا۔ سیدہ رقیہ اور اور سیدہ ام کلثوم یکے بعد دیگرے حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کی زوجیت میں دیں۔

نبی علیہ السلام کی چار بیٹیاں اور ان سب کا اسلام قبول کرنا

حوالہ ۴: اعیان الشیعہ

و فی مجمع المجرمین کان لرسول اللہ صلی اللہ علیہ و سلم من خدیجۃ اربع بنات کلھن ادرکن الاسلام و ھاجرن و ھن زینب وفاطمۃ ورقیۃ وام کلثوم و قال الطبرسی فی اعلام الورٰی وغیرہ ان ام کلثوم بنت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تزوجھا عثمان بعد اختھا رقیۃ و توفیت عندہٗ و مثلہ عن ربیع الشیعۃ لا بن طاؤس و فی الطبقات الکبیر لا بن سعد ام کلثوم بنت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم و امھا خدیجۃ بنت خویلد بن اسد بن عبد العزی بن قصی تزوجھا عتیبۃ بن ابی لھب بن عبد المطلب

marfat.com

Marfat.com

قبل النبوة فلمّا بعث رسول الله صلى الله
عليه وسلم وانزل الله تبت يدا ابي لهب
قال له ابوه ابو لهب لرأسي من رأسك حرام
ان لم يطلق ابنته وفارقها ولم يكن دخل
بها فلم تزل بمكة مع رسول الله صلى الله
عليه وسلم واسلمت حين اسلمت امها
وبايعت رسول الله صلى الله عليه وسلم
مع اخواتها حين بايعه النساء وهاجرت
الى المدينة حين هاجر رسول الله صلى الله
عليه وسلم وخرجت مع عيال رسول الله
صلى الله عليه وسلم الى المدينة فلم
تزل بها فلمّا توفيت رقية بنت رسول الله
صلى الله عليه وسلم خلف عثمان بن عفان
على ام كلثوم بنت رسول الله صلى الله عليه وسلم
وكانت بكرا وذالك في شهر ربيع الاول سنة
ثلاث من الهجرة وادخلت عليه في هذه السنة
في جمادى الاخرة فلم تزل عنده الى ان ماتت
ولم تلد له شيئًا .... ثم ان الروايات
من الفريقين متفقة على ان عثمان زوج
ام كلثوم بعد رقية ولكن في تكملة الرجال
عن قرب الاسناد بعبد الله بن جعفر الحميري

marfat.com
Marfat.com

عن هارون بن مسلم عن مسعدة بن صدقه قال حدثنی جعفر بن محمد عن ابیه قال ولد لرسول الله صلی الله علیه وسلم من خدیجة القاسم والطاهر وامّ کلثوم ورقیّة وفاطمة وزینب۔ فزوّج علیًا فاطمة وتزوّج ابو العاص ابن ربیع وھو من بنی امیة زینب وتزوّج عثمان بن عفان ام کلثوم ولم یدخل بھا حتی ھلکت وزوّجه مکانھا رقیّة۔

(اعیان الشیعہ جلد سوم ص ۴۸۷
"تذکرہ ام کلثوم بنت محمد صلی اللہ علیہ وسلم
مطبوعہ بیروت طبع جدید)

ترجمہ:
مجمع البحرین میں لکھا ہے۔ کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی حضرت خدیجہ کے بطن سے چار بیٹیاں تھیں۔ ان چاروں نے اسلام قبول کیا۔ اور ہجرت بھی کی۔ ان کے نام یہ ہیں۔ زینب، فاطمہ، رقیہ اور ام کلثوم۔ اعلام الورا وغیرہ میں طبرسی نے لکھا ہے۔ کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی صاحبزادی ام کلثوم سے حضرت عثمان نے شادی کی جبکہ ان کی ہمشیرہ رقیہ کا انتقال ہو گیا تھا ان کا عثمان غنی کے ہاں ہی انتقال ہو۔ تھا۔ اسی طرح کی، روایت ابن طاؤس سے رجع الشیعہ نے بھی ذکر کی۔

marfat.com
Marfat.com

طبقات ابن سعد میں ہے۔ کہ حضرت خدیجہ کے ہاں پیدا ہونے والی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی صاحبزادی ام کلثوم کی اعلان نبوت سے قبل ابولہب کے بیٹے عتیبہ سے شادی ہوئی تھی جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی بعثت مبارکہ ہوئی۔ اور اللہ تعالیٰ نے "تبت ید ا ابی لھب"، سورہ نازل فرمائی۔ تو ابولہب نے اپنے بیٹے سے کہا۔ اگر تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی صاحبزادی کو طلاق نہیں دے گا۔ تو میرا تیرا کوئی رشتہ نہیں رہے گا۔ باپ کے کہنے پر عتیبہ نے ام کلثوم کو طلاق دے دی۔ اور یہ طلاق دخول سے قبل ہی ہو گئی۔ طلاق ملنے کے بعد ام کلثوم مکہ میں ہی رہیں۔ اور اپنی والدہ کے اسلام لانے کے ساتھ یہ بھی اسلام لے آئیں۔ اور اپنی بہنوں کے ساتھ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی اس وقت بیعت کی جب عورتوں نے بیعت کی تھی۔ اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جب مدینہ کی طرف ہجرت فرمائی۔ تو ام کلثوم نے بھی ہجرت کی۔ اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے کنبہ کے ساتھ یہ بھی روانہ ہو گئیں۔ مدینہ میں ٹھہری رہیں جب ان کی ہمشیرہ رقیہ کا انتقال ہوا۔ جو حضرت عثمان کی زوجیت میں تھیں۔ تو اس کے بعد حضرت عثمان نے ان سے شادی کر لی تھی۔ یہ بھی کنواری تھیں۔ سن تین ہجری ماہ ربیع الاوّل میں شادی ہوئی۔ اور اسی سال جمادی الاخرہ میں ان سے صحبت ہوئی۔ ام کلثوم اب حضرت عثمان کی بیوی بن کر زندگی بسر کرنے لگیں۔ حتیٰ کہ ان کی موت اسی حالت میں ہو گئی۔ اور کوئی اولاد نہ ہوئی۔

marfat.com
Marfat.com

پھر دونوں طرف کی روایات اس پر متفق ہیں۔ کہ حضرت عثمان غنی نے رقیہ کے انتقال کے بعد ام کلثوم سے شادی کی لیکن تکملۃ الرجال اسناد کے ساتھ امام باقر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ہاں حضرت خدیجہ سے قاسم، طاہر، ام کلثوم، رقیہ، فاطمہ اور زینب نامی بچے پیدا ہوئے حضرت علی المرتضیٰ نے سیدہ فاطمہ سے شادی کی۔ ابوالعاص بن ربیع جو بنی تیم میں سے تھا۔ اس نے زینب سے نکاح کیا۔ اور عثمان بن عفان نے ام کلثوم سے عقد کیا لیکن وطی سے قبل ہی ان کا انتقال ہوگیا۔ پھر ان کی جگہ ان کی ہمشیرہ رقیہ سے آپ نے شادی کی۔

حاصل کلام

اعیان الشیعہ جو اہل تشیع کی مایۂ ناز کتب میں شمار ہوتی ہے جس کی بڑی بڑی دس مجلدات ہیں۔ اور اس کے علاوہ دیگر مستند اور معتبر کتب اہل تشیع سے ہم نے درجنوں حوالہ جات سے یہ ثابت کر دیا ہے۔ کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی صرف ایک صاحبزادی نہ تھی۔ بلکہ چار تھیں۔ اور اعیان الشیعہ کے بقول شیعہ سنی دونوں فریق اس پر متفق ہیں۔ کہ ان چار صاحبزادیوں میں سے دو کا حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ سے عقد ہوا تھا۔ صرف ایک تکملۃ الرجال میں کچھ غلط فہمی تحریر میں آئی۔ وہ بھی اس بارے میں کہ ان دونوں صاحبزادیوں میں سے کس سے پہلے نکاح ہوا۔ تو صاحب تکملہ نے انہیں ام کلثوم لکھا۔ اور ان کے انتقال کے بعد رقیہ سے شادی کرنا لکھی۔ لیکن صاحب اعیان الشیعہ نے اسے دونوں مکتبۂ فکر کے نزدیک غیر متفقہ بات کہا۔ صاحب تکملہ کا

marfat.com

Marfat.com

اوّل وثانی عقد میں اختلاف ہے۔ لیکن دونوں صاحبزادیوں کے بارے میں یہ اختلاف نہیں۔ کہ وہ حضور کی صاحبزادیاں تھیں۔ یا ان سے عثمان غنی کا نکاح ہوا تھا۔ ان دونوں باتوں کو وہ بھی تسلیم کرتا ہے۔ اب جبکہ درجنوں حوالہ جات سے یہ امر متحقق ہو گیا، کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی چار صاحبزادیاں ہیں۔ تو پھر صرف ایک کے صاحبزادی ہونے پر اصرار اور تین کا انکار کس بنا پر؟ معلوم یہ ہوتا ہے۔ بلکہ حقیقت بھی یہی ہے۔ کہ سیدہ رقیہ اور ام کلثوم کا بنتِ رسول صلی اللہ علیہ وسلم ہونا تو شاید ظالموں کو گوارا ہوتا۔ لیکن ان کی شادی کی وجہ سے ان کے خاوند حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ کا دامادِ رسول تسلیم کرنا کڑوا گھونٹ ہے۔ جو شیعہ برادری کے گلے سے نیچے نہیں اترتا۔ اور ذوالنورین کا لقب انہیں ڈستا ہے۔ کیونکہ اس میں عثمان غنی کی فضیلت ہے اور فضیلت عثمان غنی انہیں ایک آنکھ نہیں بھاتی۔ اور کسی امتی کے نکاح میں نبی کی دو صاحبزادیاں یکے بعد دیگرے آئی ہوں۔ یہ شرف صرف اور صرف حضرت عثمان غنی ذوالنورین کو حاصل ہے اور اس سے بڑھ کر ان کے لیے اعزاز اور کیا ہو گا۔ کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی دوسری صاحبزادی کے انتقال کے بعد فرمایا تھا۔ اگر میری تیسری صاحبزادی ہوتی۔ تو وہ بھی میں آج عثمان کے عقد میں دے دیتا۔ آخر میں ہم اہل تشیع کو قبولِ حق کی دعوت دیتے ہیں۔ اور وہ بھی ان کی کتب کے حوالہ جات سے۔ اللہ تعالیٰ حق بین عقل عطا فرمائے۔ اور پھر اسے قبول کرنے کی توفیق بھی عطا فرمائے

واللہ یھدی من یشاء الی صراط مستقیم

☆

marfat.com

Marfat.com

بسم اللہ الرحمن الرحیم

تحقیقی بیان

شیخ الاسلام والمسلمین حجۃ العلماء والمحققین

حضرت مولانا فضل الرحمن صاحب خلف الرشید شیخ العرب والعجم قبلہ مولانا ضیاء الدین صاحب رحمۃ اللہ علیہ مدفون جنت البقیع (مدینہ منورہ) خلیفہ مجاز امام اہل سنت اعلیٰ حضرت مولانا احمد رضا خان صاحب فاضل بریلوی رحمۃ اللہ علیہ

نَحْمَدُہٗ وَ نُصَلِّیْ عَلٰی رَسُوْلِہِ الْکَرِیْمِ۔ اَمَّا بَعْدُ

حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہ کرام کے فضائل و مناقب میں بہت سی آیات قرآن کریم میں وارد ہوئیں۔ انہیں علی الاطلاق جنتی کہا گیا، "رضی اللہ عنہم و رضوا عنہ،، سے اُن کے مقام و مرتبہ کو بیان کیا گیا۔ ان حضرات میں سے سیدنا امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کی شخصیت کسی تعارف کی محتاج نہیں۔ لیکن بد قسمتی سے اہل تشیع کی نظر میں آپ مسلمان تک نہیں۔ صرف آپ ہی نہیں بلکہ ان کے عقیدۂ فاسدہ باطلہ کے مطابق سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے وصال شریف کے بعد صرف تین صحابی اسلام پر قائم رہے۔ ان کے سواء باقی تمام (معاذ اللہ) مرتد ہو گئے۔ (رجال کشی صفحہ ۱۲) گزشتہ ادوار میں

marfat.com
Marfat.com

امیر معاویہ کے متعلق اس نظریہ پران اہل تشیع کی کسی نے تائید نہ کی لیکن اس دور میں کچھ دیوبندی اور بعض سنی نمامولوی اور پیر بھی ان کی ہاں میں ہاں ملا رہے ہیں۔ اور حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کی شان میں گستاخی کرتے ہوئے اہل تشیع کو بھی پیچھے چھوڑ گئے ہیں۔ بایں وجہ میرے ایمان نے اس کو گوارا نہ کرتے ہوئے مجھے اس پر ابھارا۔ کہ کتب اہل سنت سے حضرات صحابہ کرام کا مقام و مرتبہ واضح کروں۔ اور اس کے ساتھ ساتھ ان سے بغض وحسد اور عداوت رکھنے والے کا حشر بھی سپرد قلم کروں۔ اور پھر کتب سے چند ایسے حوالہ جات بھی درج کروں۔ جو اس بات کو واضح کرتے ہوں۔ کہ حسنین کریمین رضی اللہ عنہما کے ساتھ حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کے تعلقات کیسے تھے اور امیر معاویہ نے ان حضرات کی خدمت کرنے میں کیا رویہ اپنایا۔؟ تاکہ شیعہ لوگ امیر معاویہ کی ذات پر لعن طعن کرنے سے باز رہیں۔

اہل سنت وجماعت کا شروع سے ہی یہ عقیدہ چلا آرہا ہے۔ کہ اہل بیت نبی صلی اللہ علیہ وسلم ہماری آنکھوں کا نور اور دل کا سرور ہیں۔ اور سیدنا امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کو کاتب وحی، سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے ہوتے ہوئے صحابیٔ رسول سمجھتے ہیں۔ ان کے کامل الایمان ہونے کے جہاں اور بہت سے شواہد ہیں۔ وہاں ان کی حقیقی ہمشیرہ ام حبیبہ رضی اللہ عنہا کا حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی زوجیت میں اکرام المومنین کا منصب جلیل حاصل کرنا بھی ہے۔ امیر معاویہ رضی اللہ عنہ اور حضرات حسنین کریمین کے مابین عداوت و مخاصمت کے فرضی قصہ جات کے سہارے جو شخص حضرت امیر معاویہ پر لعن طعن کرتا ہے۔ وہ شخص ہمارے معتقدات کے پیش نظر

marfat.com
Marfat.com

دائرۂ اسلام سے خارج ہے۔ اہل سنت کی مشہور و معروف کتب میں فضائل و مناقب امیر معاویہ پر کئی دفتر لکھے گئے ہیں۔ اور حسنین کریمین کے ساتھ ان کے خوشگوار تعلقات کے بیسیوں مستند واقعات درج ہیں۔ جب امیر معاویہ رضی اللہ عنہ نے عنانِ خلافت سنبھالی۔ توانہی خوشگوار تعلقات کی بنا پر حسنین کریمین نے اِن کی بلاخوف واکراہ بیعت کی تھی۔ اور تازندگی اس بات پر قائم رہے یہ حقیقت ان لوگوں کی کتابوں میں موجود ہے۔ جو رات دِن امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کے نقائص اور حسنین کریمین کے ساتھ ان کی دشمنی کا ڈھنڈورا پیٹتے ہیں۔ حوالہ ملاحظہ ہو۔

رجال کشی

محمد بن راشد قَالَ سَمِعْتُ اَبَا عَبْدِاللّٰہِ عَلَيْهِ السَّلَامُ يَقُوْلُ اِنَّ مُعَاوِيَةَ كَتَبَ اِلَى الْحَسَنِ بْنِ عَلِيٍّ صَلَوَاتُ اللّٰهِ عَلَيْهِمَا اَنِ اقْدِمْ اَنْتَ وَالْحُسَيْنُ وَاَصْحَابُ عَلِيٍّ فَخَرَجَ مَعَهُمْ قَيْسُ بْنُ سَعْدِ ابْنِ عُبَادَةَ الْاَنْصَارِيُّ وَقَدِمُوا الشَّامَ فَاَذِنَ لَهُمْ مُعَاوِيَةُ وَاَعَدَّ لَهُمُ الْخُطَبَاءَ فَقَالَ يَاحَسَنُ قُمْ فَبَايِعْ فَقَامَ فَبَايَعَ ثُمَّ قَالَ لِلْحُسَيْنِ قُمْ فَبَايِعْ فَقَامَ فَبَايَعَ ثُمَّ قَالَ يَا قَيْسُ قُمْ فَبَايِعْ فَالْتَفَتَ اِلَى الْحُسَيْنِ يَنْظُرُ مَا يَاْمُرُهٗ فَقَالَ يَاقَيْسُ اِنَّهٗ اِمَامِيْ يَعْنِي الْحَسَنَ عَلَيْهِ السَّلَامُ۔

(رجال کشی ص ۱۰۲ تذکرہ قیس بن سعد بن عبادہ مطبوعہ کربلا طبع جدید)

marfat.com

Marfat.com

ترجمہ:

محمد بن راشد کہتا ہے۔ کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق کو یہ فرماتے سُنا۔ کہ امیر معاویہؓ نے امام حسنؓ کی طرف رقعہ لکھا۔ کہ تم اور تمہارا بھائی بمعہ اصحاب علی میرے پاس آؤ۔ جب یہ چلے تو ان کے ساتھ قیس بن سعد بن عبادہ انصاری بھی ہو لیے۔ جب یہ حضرات شام پہنچے۔ تو امیر معاویہ رضی اللہ عنہ انہیں ملاقات کی اجازت دی۔ اور ان کے لیے خطیب بھی مقرر کیے۔ امیر معاویہ نے امام حسن سے کہا اٹھیئے اور میری بیعت کیجئے۔ یہ اُٹھے اور بیعت کر لی۔ پھر امیر معاویہ نے امام حسین کو بیعت کرنے کا کہا۔ انہوں نے بھی بیعت کر لی پھر قیس بن سعد انصاری کو کہا۔ تم بھی اٹھو اور میری بیعت کرو۔ یہ سُن کر انہوں نے امام حسین کی طرف دیکھنا شروع کر دیا۔ تاکہ ان کا حکم ارادہ معلوم کر سکیں۔ اس پر امام حسین نے فرمایا۔ اے قیس! امام حسن رضی اللہ عنہ ہمارے امام ہیں۔ لہذا جب انہوں نے بیعت کر لی ہے۔ تو پھر شش و پنج کیوں کر رہے ہو؟)

کچھ شر پسندوں نے حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ تک یہ خبر پہنچائی۔ کہ امام حسین آپ سے متنفر ہیں۔ اور وہ چاہتے ہیں۔ کہ بیعت توڑ ڈالیں۔ یہ سن کر امیر معاویہ رضی اللہ عنہ نے اس کی تحقیق کی خاطر آپ کی طرف سے جواب پوچھا۔ امام موصوف نے فرمایا۔

مقتل ابی مخنف

كَتَبَ الْحُسَيْنُ كِتَابًا يَقُوْلُ فِيْهِ بِسْمِ اللهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

marfat.com

Marfat.com

اَمَّا بَعْدُ فَقَدْ وَ صَلَنِیْ کِتَابُكَ وَفَهِمْتُ مَاذَكَرْتَ وَ مَعَاذَ اللّٰهِ اَنْ اَنْقُضَ عَهْدًا عَهِدَهُ اِلَیْكَ اَخِی الْحَسَنُ وَ اَمَّا مَا ذَكَرْتَ مِنَ الْكَلَامِ فَاِنَّهُ اَوْصَلَهُ اِلَیْكَ اَنُوْشَاتُ الْمَلِكُوْنَ بِالنَّمَا هُمُ الْمُفَرِّقُوْنَ بَیْنَ الْجَمَاعَاتِ فَاِنَّهُمْ وَ اللّٰهِ یَكْذِبُوْنَ فَلَمَّا وَصَلَ الْكِتَابُ اِلٰی مُعَاوِیَۃَ بْنِ اَبِیْ سُفْیَانَ اَمْسَكَ عَنْهُ وَلَمْ یُجِبْهُ وَاَوْصَلَهُ وَلَمْ یَقْطَعْ صِلَتَهُ

(مقتل ابی مخنف ص ۶ مقدمہ)

ترجمہ:

امام حسین رضی اللہ عنہ نے حضرت امیر معاویہ کے جواب میں لکھا۔ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ۔ اما بعد۔ مجھے آپ کا مکتوب ملا۔ اور اس کی تحریر سمجھی۔ خدا کی پناہ! میں وہ عہد توڑوں جو میرے بھائی حسن نے آپ سے کر رکھا ہے؟ باقی جو باتیں آپ نے ذکر فرمائیں۔ انہیں آپ کی طرف پہنچانے والے چغل خور ہیں۔ غیبت کے خوگر ہیں۔ اور مسلمانوں کی جمعیت کے ٹکڑے کرنے کے خواہاں ہیں۔ خدا کی قسم! وہ جھوٹ بکتے ہیں۔ یہ رقعہ جب امیر معاویہ کے پاس پہنچا۔ تو انہوں نے اس پر اطمینان کا اظہار کیا۔ اور مزید کوئی خط نہ لکھا۔ اور نہ ہی امام حسین رضی اللہ عنہ کے ساتھ حسنِ سلوک اور صلہ رحمی میں کوئی فرق آنے دیا۔

marfat.com
Marfat.com

اسی طرح موقعہ پرست اور مسلمانوں کے افتراق کے خواہاں شرپسندوں نے ایک مرتبہ حجر بن عدی کے ساتھ مل کر امام حسین رضی اللہ عنہ سے جب یہ خواہش ظاہر کی۔ کہ امیر معاویہ اور امام حسن کے مابین طے پایا جانے والا معاہدہ آپ چھوڑ دیں۔ اور دستبرداری کا اعلان فرما دیں۔ ہم تمام شیعیانِ کوفہ کو ساتھ لے کر امیر معاویہ کا مقابلہ کریں گے۔ اس انگیخت پر جو امام حسین رضی اللہ عنہ کا جواب تھا۔ وہ بھی خود ان لوگوں کی کتابوں سے سنیئے۔

الاخبار الطوال

فَقَالَ الْحُسَيْنُ اِنَّ قَدْ بَايَعْنَا وَعَاهَدْنَا وَ لَا سَبِيْلَ اِلٰى نَقْضِ بَيْعَتِنَا۔

(الاخبار الطوال ص ۲۲۰ مطبوعہ بغداد)

ترجمہ:

امام عالی مقام نے ان سے کہا۔ ہم نے یقیناً امیر معاویہ کی بیعت کی ہے۔ اور ان سے عہد و پیمان کیا ہوا ہے، ہماری بیعت توڑنے کا سوال ہی پیدا نہیں ہوتا۔

"رجال کشی" کے حوالہ سے صاف عیاں ہے کہ حسنین کریمین رضی اللہ عنہما نے امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کی بیعت بخوشی کی۔ اور مدینہ منورہ سے ان کی شام روانگی بھی اپنی صوابدید کے مطابق تھی۔ انہیں جبراً نہ منگوایا گیا۔ اور نہ ہی جبراً ان سے بیعت لی گئی۔ یہی وجہ ہے۔ کہ جب ان کے ساتھی قیس بن سعد نے امام حسین رضی اللہ عنہ کی طرف اس خیال سے دیکھا۔ کہ شاید اشارہ کنایۃً وہ بیعت کرنے سے منع کر دیں۔ تو اس کی بجائے

marfat.com

Marfat.com

انہوں نے امام حسن کی امامت کی اقتداء کرنے کا حکم دیا۔ یہی بیعت قائم رہی۔ حتیٰ کہ کچھ لوگوں نے اِدھر اُدھر کی لگا کر اس یکجہتی کو ختم کرنے کی کوشش کی۔ اور اپنی بھرپور معاونت کا یقین بھی دلایا۔ لیکن پھر بھی امام عالی مقام نے ان کی ایک بھی نہ سُنی۔ اگر بطور تقیہ یا جبر و اکراہ کی صورت میں بیعت ہوئی ہوتی۔ تو ایسے لوگوں کو وہ جواب نہ دیا جاتا۔ جو بحوالہ مقتل اور اخبار الطوال ذکر ہوا۔ ایک طرف ان حضرات کی امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کے ساتھ قلبی یگانگت اور دوسری طرف امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کا ان کا تہِ دل سے خیال رکھنا اس کا شاہد ہے۔ کہ ان حضرات کے مابین مخاصمت و عداوت کے قصے جات فرضی اور من گھڑت ہیں۔ بھلا کوئی دشمنوں کی مالی مدد کیا کرتا ہے۔

مقتل ابی مخنف

وَكَانَ يَبْعَثُ اِلَيْهِ فِيْ كُلِّ سَنَةٍ اَلْفَ اَلْفِ دِيْنَارٍ سِوَى الْهَدَايَا مِنْ كُلِّ صِنْفٍ۔

(مقتل ابی مخنف ص، مقدمہ مطبوعہ مطبع حیدریہ نجف اشرف)

ترجمہ:

حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ ہر سال امام حسن رضی اللہ عنہ کی طرف دس لاکھ دینار بھیجا کرتے تھے۔ یہ خطیر رقم ان مختلف تحفہ جات کے علاوہ ہوتی۔ جو امام موصوف کو امیر معاویہ کی طرف سے ہر قسم کی اجناس سے ملا کرتے تھے۔

marfat.com
Marfat.com

جلاء العیون

صادق علیہ السلام سے روایت ہے۔ کہ ایک روز امام حسن نے امام حسین وعبداللہ بن جعفر سے فرمایا۔ خرچ معاویہ کی جانب سے تم کو پہلی تاریخ کو پہنچے گا۔ جب پہلی تاریخ ہوئی۔ حضرت نے جس طرح فرمایا تھا اسی طرح خرچ پہنچا۔ اور امام حسن بہت قرض دار تھے۔ جو کچھ حضرت کے لیے اس نے بھیجا۔ اس سے اپنا قرض ادا کیا۔ اور باقی اہل بیت اور اپنے شیعوں پر تقسیم کر دیا۔ اور امام حسین نے بھی اپنا قرض ادا کیا اور جو کچھ باقی رہا اس کے تین حصے کیے ایک حصہ اپنے اہل بیت کو اور شیعوں کو دیا۔ اور دو حصے اپنے عیال کے لیے بھیجے اور عبداللہ بن جعفر نے بھی اپنا قرض ادا کیا اور جو کچھ بچا وہ معاویہ کے ملازم کو بطور انعام دیا اور جب یہ خبر معاویہ کو پہنچی اس نے عبداللہ بن جعفر کے لیے بہت سا مال انعام بھیجا۔

(جلاء العیون مترجم جلد اول ص ۲۹۸
تذکرہ معجزہ ذخیرہ موافق ارشاد مطبوعہ لاہور)

ان دونوں حوالہ جات سے واضح طور پر ثابت ہوا۔ کہ حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ ہر سال مختلف تحفہ جات کے علاوہ اس قدر خطیر رقم حسنین کریمین رضی اللہ عنہما کو بھیجا کرتے تھے۔ جس کے یقینی ملنے پر یہ حضرات دوران سال قرضہ بھی بنا پڑے تو لے لیا کرتے تھے۔ کیونکہ امیر معاویہ رضی اللہ عنہ سے قطع رحمی کا انہیں کوئی خطرہ نہ تھا۔ اس حسن سلوک کو یہودی ذہن ایک آنکھ نہ دیکھ

marfat.com
Marfat.com

سکتا تھا۔ لہٰذا اس نے ہر موقعہ سے فائدہ اٹھانے کی کوشش کی۔ لیکن ہر بار اسے منہ کی کھانی پڑی۔ جب حسنین کریمین رضی اللہ عنہما نے اپنی زندگی میں ایسے لوگوں کو ڈانٹ پلائی۔ اور ان کی باتوں میں پڑ کر بیعت توڑنے اور عہد شکنی کو خاندان نبوت پر ایک بدنما داغ سمجھا۔ تو اب اگر کوئی شخص ان حضرات کے مابین حسن معاشرت و اعلیٰ سلوک سے قطع نظر امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کی شان میں ادھر اُدھر ہانکتا پھرے۔ تو وہ خود ہی اپنے گریبان میں منہ ڈال کر دیکھے اور سوچے کر کیا اس کے اس طور طریقہ کو حسنین کریمین رضی اللہ عنہما پسند کریں گے؟ حقیقت یہی ہے۔ کہ جس طرح یہ شاہزادے اپنے دور میں شاطر لوگوں سے ناخوش تھے۔ اسی طرح آج کے اُن نام نہاد "محبانِ اہلبیت" اور "سُنیت کا لیبل لگانے والے لوگوں سے بھی وہ بری ہیں۔ جو ان کے محسن اور خیر خواہ، جناب امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کی ذات کو طعن و تشنیع کا نشانہ بناتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ حق و باطل کے مابین امتیاز کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین۔

سنی نما مولویوں اور پیروں کو سمجھ لینا چاہیئے۔ کہ سیدنا امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کی شخصیت وہ ہے۔ کہ ان کے صحابی ہونے میں متقدمین و متاخرین میں سے کسی نے قطعاً اختلاف نہیں کیا۔ آپ بالاتفاق صحابیٔ رسول ہیں۔ اور صحابی وہ خوش قسمت شخص ہے۔ جسے نورِ ایمان کے ہوتے ہوئے حضور ختمی مرتبت صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت حاصل ہوئی ہو۔ اور اسی کیفیت پر اُس کا دنیا سے رخصت ہونا نصیب ہو۔ حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ مشرف باسلام ہوئے۔ اس پر سب کا اتفاق ہے۔ ہاں وہ وقت کون سا تھا جب آپ نے دائرہ ایمان میں قدم رکھا؟ اس میں اقوال مختلف ہیں۔

marfat.com
Marfat.com

کچھ حضرات فتح مکہ کے وقت ان کے ایمان لانے کا وقت تبلاتے ہیں۔ اور بعض عمرۃ القضاء میں ان کا ایمان لانا بیان کرتے ہیں۔ بہر حال وقت کوئی بھی ہو۔ آپ اسلام لائے۔ اور صحابیٔ رسول ہونے کا اعزاز پایا۔

سرکار دوعالم صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرات صحابہ کرام کے بدخواہوں کے بارے میں ارشاد فرمایا۔

شفا شریف

وَمَنْ اٰذَاھُمْ فَقَدْ اٰذَانِیْ وَمَنْ اٰذَانِیْ فَقَدْ اٰذَا اللّٰہَ وَمَنْ اٰذَا اللّٰہَ یُوْشَكُ اَنْ یَّاْخُذَہٗ۔

(شفا شریف ص ۲۶۶ مطبوعہ مصر طبع قدیم

ترجمہ:

حضرات صحابہ کرام کو اذیت پہنچانے والے نے مجھ محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو اذیت پہنچائی۔ اور مجھے اذیت دینا دراصل اللہ تعالیٰ کو اذیت دینا ہے۔ اور اللہ تعالیٰ کو ایذاء پہنچانے والا، قریب ہے کہ اُسے اللہ تعالیٰ اپنی گرفت میں لے لے

شفا شریف

قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ لَا تَسُبُّوْا اَصْحَابِیْ فَمَنْ سَبَّھُمْ فَعَلَیْہِ لَعْنَۃُ اللّٰہِ وَالْمَلٰئِکَۃِ وَالنَّاسِ اَجْمَعِیْنَ لَا یَقْبَلُ اللّٰہُ مِنْہُ صَرْفًا وَلَا عَدْلًا..... قَالَ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ

marfat.com
Marfat.com

لَا تَسُبُّوْا اَصْحَابِیْ فَاِنَّهٗ یَجِیْئُ قَوْمٌ فِیْ اٰخِرِ الزَّمَانِ یَسُبُّوْنَهُمْ فَلَا تُصَلُّوْا عَلَیْهِمْ وَلَا تُصَلُّوْا مَعَهُمْ وَلَا تَنَاكِحُوْهُمْ وَلَا تَجَالِسُوْهُمْ وَاِنْ مَرِضُوْا فَلَا تَعُوْدُوْهُمْ۔

(شفا شریف ص ۲۶۶ مطبوعہ مصر،
طبع قدیم)

ترجمہ:
حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے۔ میرے صحابہ کو برا بھلا مت کہو۔ جس نے انہیں گالیاں دیں اس پر اللہ اس کے فرشتوں اور تمام لوگوں کی لعنتیں۔ اللہ تعالیٰ اس کے فرض و نفل کوئی عبادت قبول نہیں کرے گا۔ آپ نے فرمایا۔ میرے صحابہ کو گالی مت دو یقیناً آخری زمانہ میں ایک قوم ایسی بھی آئے گی۔ جو صحابہ کرام کی شان میں بکے گی۔ لہذا تم نہ ان کی نماز جنازہ پڑھنا، نہ ان کے ساتھ نماز باجماعت میں کھڑے ہونا نہ ان سے بیاہ شادی کرنا نہ ان کے ساتھ نشست و برخاست رکھنا اور اگر بیمار ہو جائیں تو ان کی عیادت بھی نہ کرنا۔

خلاصہ یہ ہے کہ حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کی صحابیت اجماعی ہے۔ اور سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے ارشاد گرامی کے مطابق کسی صحابی پر طعن و تشنیع دراصل اللہ اور اس کے رسول پر طعن و تشنیع کے مترادف ہے۔ ایسا شخص ملعون ہے اس کا ہر طرح بائیکاٹ کیا جانا چاہیئے۔ ایک طرف ایسے شخص کے لیے اس قدر وعیدات ہوں۔ اور

marfat.com
Marfat.com

دوسری طرف وہ اپنے تئیں "اہلِ بیت کا سچا عاشق" کہتا پھرے۔ اس کی مانی جائے گی یا محبوب خدا صلی اللہ علیہ وسلم کی۔ تو معلوم ہوا۔ کہ اہلِ بیت کا خادم اور غلام وہی ہوگا۔ جو ان کے نانا حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ارشادات واحکامات پر عمل پیرا ہوگا۔ اور جسے حسنین کریمین رضی عنہما کے نانا جان، پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم ملعون کہیں۔ اور ان ائمہ کے نزدیک بھی ملعون ہی ہے۔ وہ ان کا دشمن تو یقیناً ہوگا۔ لیکن ان کی محبت اور دوستی تو وہ اس کے قریب تک نہ پھٹک سکا۔ اللہ تعالیٰ اپنی، اپنے محبوب صلی اللہ علیہ وسلم اور اپنے نیک بندوں کی محبّت والفت میں قائم رکھے۔ اسی پر خاتمہ فرمائے۔ اور اپنے محبوبوں کے ساتھ حشر ونشر فرمائے۔ آمین۔

وآخر دعوانا ان الحمد للہ رب العالمین والصلوٰة والسلام علی حبیبہ وعلیٰ آلہ واصحابہ اجمعین والسلام علیکم ورحمة اللہ وبرکاتہ

marfat.com
Marfat.com

آقائی سیدی و مرشدی قبلہ حضرت خواجہ

سید محمد باقر علی شاہ صاحب

مدظلہ العالی زیب سجادہ آستانہ عالیہ حضرت کیلیانوالہ شریف (گوجرانوالہ)

خلیفہ مجاز شہنشاہ ولایت قبلہ سید نور الحسن شاہ صاحب علیہ الرحمۃ

کا

ایک نورانی، ایمانی اور محققانہ بیان

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

نحمدہ و نصلی علی رسولہ الکریم

اللہ تعالیٰ نے حضرات صحابہ کرام اور اہل بیت رسول صلی اللہ علیہ وسلم کو جو فضائل و مناقب عطا فرمائے۔ ان کا احاطہ کرنا ناممکن ہے۔ اور ان میں جو باہم محبت و دوستی پیدا فرمائی اس کا ادراک حقیقت ہم سے نہیں ہو سکتا۔ لیکن کچھ عقل و بصیرت سے اندھوں نے ان حضرات کے مابین ایسے فرضی واقعات تراشے۔ جن سے یہ ثابت کرنے کوشش کی گئی۔ کہ ان میں محبت کی بجائے عداوت تھی۔ اور اس موضوع پر زیادہ تر واقعات سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا اور علی المرتضےٰ رضی اللہ عنہ کی باہم دشمنی

marfat.com
Marfat.com

ثابت کرنے کے لیے گھڑے گئے۔ اور مائی صاحبہ اور حضرت خاتونِ جنت وحسنین کریمین رضی اللہ عنہم کے درمیان بغض وعداوت کی موضوع روایات وِمن گھڑت احادیث کا سہارا لے کر اپنے مذموم مقاصد کو پورا کرنے کی کوشش کی گئی۔ حضرت سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کے متعلق ہمارا یہ عقیدہ ہے۔ کہ آپ سرکارِ دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی محبوبہ ہیں۔ اس لیے مائی صاحبہ رضی اللہ عنہا کو ناراض کرنا دراصل محبوبِ خدا صلی اللہ علیہ وسلم کو ناراض کرنا ہے۔ اور ان کی خوشی رسولِ خدا کی خوشی ہے۔ سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کی ذات پر تبرا بازی اور گستاخانہ رویہ اس قدر شدید گناہ ہے۔ کہ اہل تشیع کے نزدیک بھی ایسے شخص کی توبہ ہرگز قبول نہیں ہوتی۔ حوالہ ملاحظہ ہو۔

ہرگاہ کسے گناہے کند واز آں توبہ نماید توبۂ او مقبول است مگر آں کسیکہ در امرِ عائشہ خوض کردہ وبرا وانک کردہ۔

ترجمہ:

جب بھی کوئی شخص کوئی گناہ کرتا ہے اور اُس سے توبہ کر لیتا ہے تو اس کی توبہ مقبول ہے۔ مگر وہ شخص جو حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کے بارے میں غور وخوض کرتا ہے اور اُن پر تہمت لگاتا ہے۔ (اس کی توبہ قبول نہیں ہوتی)

سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کے بارے میں دریدہ دہنی کرنے اور اس کے جواز کے لیے ایسے فرضی واقعات پیش کیے جاتے ہیں۔ جن میں یہ مذکور

marfat.com

Marfat.com

ہوتا ہے۔ کہ مائی صاحبہ رضی اللہ عنہا کو حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ، حسنین کریمین اور سیدہ خاتون جنت رضی اللہ عنہم کے ساتھ دوستانہ سلوک نہ تھا۔ بلکہ ان کو اپنا دشمن سمجھتی تھیں۔ لہٰذا ان پاکیزہ شخصیات کے بارے میں جس کے دل میں کدورت و عداوت ہو۔ اس پر لعن طعن کرنا چاہیئے۔

ان فرضی واقعات کا سہارا لے کر اپنی دینا و آخرت برباد کرنا کوئی دانشمندی نہیں۔ قرآن کریم نے اجمالی طور پر تمام صحابہ کرام کا باہم شیر و شکر ہونا اور ایک دوسرے پر مہربان و متفق ہونا بالتصریح ذکر فرمایا۔ (رُحَمَآءُ بَيْنَهُمْ) اس کی تفصیل اور تائید میں سینکڑوں واقعات مذکور ہیں۔ احادیث مقدسہ اور کتب تاریخ ان کے باہم پیار و محبت کے مثالی رشتہ کو بیان کرتی ہیں۔ اور اس پر مزید یہ کہ ان فرضی واقعات کا سہارا لینے والے بھی اپنی کتب میں ان حضرات کے مابین سچی اور سُچی محبت کے بہت سے واقعات درج کر چکے ہیں۔ اہلسنت کی کتب سے اس کی تفصیل اور تائید کے لیے اگر حوالہ جات لکھنے شروع کر دیں۔ تو کئی مجلدات تیار ہو جائیں۔ لیکن بایں وجہ گستاخانِ سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کو ان کتب کے حوالہ جات سے کوئی اثر نہیں ہوگا۔ اور نہ ہی انہیں پڑھ کر لوگ۔ اپنی روش تبدیل کرنے پر آمادہ ہوں گے۔ فقیر نے چند حوالہ جات ان کی مشہور و معروف کتابوں سے درج کر دینا مناسب سمجھا۔

کشف الغمہ:

لِلزمخشرِيِّ قَالَ جَمِيعُ بْنُ عُمَيْرٍ دَخَلْتُ عَلَى عَائِشَةَ فَقُلْتُ مَنْ كَانَ اَحَبَّ النَّاسِ اِلَى رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَالَتْ فَاطِمَةُ صَلَوَاتُ اللّٰهِ

marfat.com
Marfat.com

عَلَيْهَا قُلْتُ لَهَا اِنَّمَا اَسْئَلُكِ عَنِ الرِّجَالِ قَالَتْ زَوْجُهَا وَمَا يَصْنَعُهُ فَوَاللّٰهِ اِنَّهُ كَانَ لَصَوَّامًا قَوَّامًا وَلَقَدْ سَالَتْ نَفْسُ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِيْ يَدِهٖ فَرَدَّهَا اِلٰى فِيْهِ۔

(کشف الغمہ جلد اول ص ۴۴۴ مطبوعہ تہران)

ترجمہ:

زمخشری سے منقول ہے۔ کہ جمیع بن عمیر رضی اللہ عنہ ایک مرتبہ سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کے ہاں گئے۔ فرماتے ہیں۔ کہ میں نے مائی صاحبہ سے پوچھا۔ کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو تمام لوگوں سے زیادہ پیارا کون تھا؟ فرمایا۔ سیدہ فاطمۃ الزہرا رضی اللہ عنہا۔ میں نے عرض کیا۔ میں مردوں میں سے آپ کا محبوب ترین پوچھ رہا ہوں۔ فرمانے لگیں۔ وہ فاطمہ زہرا کے خاوند حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ ہیں۔ اور اس میں نہ ماننے والی اور تعجب والی بات کونسی ہے۔ خدا کی قسم! حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ بہت زیا دروزہ رکھنے والے اور شب بیدار تھے۔ اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا خونِ اقدس ان کے ہاتھ پر گرا۔ تو انہوں نے اُسے نوش فرمایا تھا۔

اس حوالہ کی روشنی میں سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کا حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کے بارے میں محبت بھرا عقیدہ چھلک رہا ہے۔ آپ مولائے کائنات کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا محبوب ترین شخص سمجھتی ہیں۔ ان کی یہ عقیدت اور اُدھر حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کے دل میں جو ان کا احترام تھا وہ بھی سن لیجئے۔

marfat.com

Marfat.com

ابن شہر آشوب

قَالَ عَلِیُّ ابْنُ اَبِیْ طَالِبٍ اَفَتَسْبُوْنَ اُمَّكُمْ عَائِشَةَ ثُمَّ تَسْتَحِلُّوْنَ مِنْهَا مَا يُسْتَحَلُّ مِنْ غَيْرِهَا فَلَئِنْ فَعَلْتُمْ لَقَدْ كَفَرْتُمْ وَهِيَ اُمُّكُمْ وَاِنْ قُلْتُمْ لَيْسَتْ بِاُمِّنَا فَقَدْ كَذَّبْتُمْ بِقَوْلِهٖ وَاَزْوَاجُهٗ اُمَّهَاتُكُمْ۔

(ابن شہر آشوب جلد دوم صفحہ نمبر ۱۴)

ترجمہ:

حضرت علی المرتضے رضی اللہ عنہ نے فرمایا۔ کیا تم اپنی ماں عائشہ صدیقہ کو قیدی بنانا چاہتے ہو۔ اور پھر ان کے ساتھ ہر وہ سلوک کرنا جائز گردانتے ہو۔ جو ان کے غیروں کے ساتھ روا ہوتا ہے۔ سنو! اگر تم نے اپنے ارادہ پر عمل کر لیا۔ تو تم یقیناً کافر ہو جاؤ گے۔ کیونکہ وہ تمہاری ماں ہیں اور اگر تم یہ کہدو کہ وہ ہماری ماں نہیں۔ تو پھر تم اللہ تعالیٰ کے اس ارشاد کی تکذیب کر دو گے۔ "حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی بیویاں تم مسلمانوں کی مائیں ہیں"

سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا اور حضرت علی المرتضے رضی اللہ عنہ کے درمیان محبت اور عقیدت کا ثبوت مذکور ہوا۔ اسی طرح حضرت فاطمۃ الزہرا رضی اللہ عنہا کے ساتھ بھی ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کو محبت و شفقت تھی۔ ایک شیعہ کے قلم سے ثبوت ملاحظہ ہو۔

بحار الانوار:

عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ دَخَلَتْ عَائِشَةُ عَلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ

marfat.com
Marfat.com

صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ وَھُوَ یُقَبِّلُ فَاطِمَۃَ فَقَالَتْ لَہٗ اَتُحِبُّھَا یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ قَالَ اَمَا وَاللّٰہِ لَوْ عَلِمْتِ حُبِّیْ لَھَا لَازْدَدْتِ لَھَا حُبًّا۔

(بحار الانوار جلد ۴۳ ص ۵)

ترجمہ:

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں۔ کہ ایک مرتبہ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی بارگاہ میں حاضر ہوئیں۔ تو کیا دیکھتی ہیں۔ کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم سیدہ فاطمۃ الزہرا کو چوم رہے ہیں۔ یہ دیکھ کر سیدہ عائشہ بولیں۔ یا رسول اللہ! آپ انہیں محبت کرتے ہیں؟ فرمایا۔ خدا کی قسم! اگر فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے متعلق جو میرے دل میں محبت ہے تجھے معلوم ہو جائے۔ تو تو بھی اس سے زیادہ محبت کرنے لگے۔

"لَازْدَدْتِ لَھَا حُبًّا" اس بات کی طرف واضح اشارہ کر رہے ہیں۔ کہ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کے دل میں پہلے سے ہی حضرت خاتون جنت سے محبت تھی۔ اور اس میں اضافہ کی بات ہو رہی ہے۔ اور یہ الفاظ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی زبان اقدس سے نکلے۔ اس لیے یہ ماننا پڑے گا۔ کہ سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا اور سیدہ فاطمۃ الزہرا رضی اللہ عنہا کے مابین دوستانہ اور محبت بھرے تعلقات تھے۔ سیدہ عائشہ انہیں اپنی بیٹی سمجھتی بلکہ کہتی تھیں۔ اور سیدہ فاطمہ انہیں اپنی ماں کی حیثیت دیتی تھیں۔ اسی تعلق کو ایک شیعہ نے یوں بیان کیا ہے۔

marfat.com

Marfat.com

بحار الانوار:

عَنْ مَسْرُوْقٍ عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ اَقْبَلَتْ فَاطِمَةُ عَلَيْهَا السَّلَامُ تَمْشِىْ لَا وَاللّٰهِ الَّذِىْ لَا اِلٰهَ اِلَّا هُوَ مَا تَشِيْيَا يَخْرِمُ مِنْ مِشْيَةِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَلَمَّا رَاٰهَا قَالَ مَرْحَبًا بِابْنَتِىْ مَرَّتَيْنِ قَالَتْ فَاطِمَةُ عَلَيْهَا السَّلَامُ فَقَالَ لِىْ اَمَا تَرْضَيْنَ اَنْ تَاْتِىَ يَوْمَ الْقِيَامَةِ سَيِّدَةَ نِسَاءِ الْمُؤْمِنِيْنَ اَوْ سَيِّدَةَ نِسَاءِ هٰذِهِ الْاُمَّةِ۔

(بحار الانوار جلد ۴۳ ص ۳۳)

ترجمہ:

حضرت مسروق رضی اللہ عنہ سیدہ عائشہ صدیقہ سے روایت کرتے ہیں۔ کہ مائی صاحبہ نے فرمایا۔ ایک مرتبہ سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے ملنے تشریف لائیں۔ اس خدا کی قسم جو معبود برحق ہے! ان کی چال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی چال کے مشابہ تھی جب حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی ان پر نظر پڑی تو دو مرتبہ یہ الفاظ فرمائے۔ خوش آمدید میری بیٹی! سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں۔ کہ مجھے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ کیا تو اس پر راضی نہیں کہ قیامت کو تو تمام مومن عورتوں یا اس امت کی تمام عورتوں کی سردار بن کر آئے۔
سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا قسم اٹھا کر سیدہ خاتون جنت رضی اللہ عنہ کی چال بیان کریں۔ اور پھر حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی چال جیسی کہیں۔ کیا

marfat.com
Marfat.com

یہ اُن کی اِن سے محبت کی دلیل نہیں۔ اگر بغض ہوتا۔ تو معاملہ کچھ اور ہی ہوتا۔ اور اُدھر خاتونِ جنت رضی اللہ عنہا اپنے بارے میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد سیدہ عائشہ کو سُنا رہی ہیں۔ اور ام المومنین عائشہ اُسے آگے بیان کر رہی ہیں۔ یہ دونوں طرف سے محبت اور پیار کا زندہ ثبوت ہے۔

سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کو جس قدر حضرت خاتونِ جنت سے محبت تھی۔ وہ اُن کے اِن اشعار میں ٹپک رہی ہے۔ یہ اشعار سیدہ عائشہ صدیقہ نے اس وقت کہے۔ جب خاتونِ جنت رضی اللہ عنہا کی شادی ہوگئی۔ اور آپ کو علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کے گھر لے جایا جا رہا تھا۔

یانسوۃ استترن بالمعاجز　　والحمد للہ علی افضا لہ
(۱) وذکرن مایحسن فی المحاضر (۲) والشکر للہ العزیز القادر
وذکرن رب الناس قد خصنا　　سرن بہا واللہ اعلیٰ ذکرھا
(۳) بدینہ مع کل عبد شاکر (۴) وخص منہ بطہر طاہر

(۱۔ بحار الانوار جلد ۴۳ ص ۱۱۶)

(۲۔ ناسخ التواریخ جلد اول ص ۶۲)

ترجمہ:

اے عورتو! پردوں کے اندر پوشیدہ ہو جاؤ اور محفلوں میں ان باتوں کا تذکرہ کرو جو پسندیدہ ہوں۔ اللہ تعالیٰ کے لیے تمام تعریفیں اور غالب قدرتوں والے کا ہی شکر اس بات پر ہے کہ اس نے اپنی بخشش سے نوازا ہے۔ اس پروردگار کا ذکر کرو جس نے اپنے شاکر بندوں کے ساتھ ہمیں بھی اپنے دین کے لیے مخصوص فرمایا۔ سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا کے ساتھ چلو۔ اللہ تعالیٰ

marfat.com
Marfat.com

نے اس کا چرچا اور غلغلہ بلند کیا اور بہترین پاکیزگی کے ساتھ انہیں مخصوص فرمایا ہے۔

آخر میں ایک حوالہ ذکر کرکے میں اپنے مضمون کو ختم کرتا ہوں۔ اس حوالہ میں سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا اور حسنین کریمین کے مابین رشتۂ مودّت اور ان صاحبزادوں کا مقام و مرتبہ مذکور ہے۔ اور وہ بھی سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کی زبانی۔

بحار الانوار

عَنْ عَائِشَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ سَأَلَتِ الْفِرْدَوْسُ رَبَّهَا فَقَالَتْ اَیْ رَبِّ زَیِّنِّیْ فَاِنَّ اَصْحَابِیْ وَاَهْلِیْ اَتْقِیَاءُ وَاَبْرَارٌ فَاَوْحَی اللّٰهُ عَزَّوَجَلَّ اِلَیْهَا اَلَمْ اُزَیِّنْكِ بِالْحَسَنِ وَالْحُسَیْنِ

(بحار الانوار جلد ۴۳ ص ۳۰۶)

ترجمہ:

سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا۔ فردوس (جنت) نے اللہ تعالیٰ سے عرض کیا۔ یا اللہ! میرے ہاں تشریف لانے والے تمام متقی اور نیک لوگ ہیں۔ ان کے آنے سے پہلے مجھے خوبصورت کر دے۔ اور سجا دے۔ اللہ تعالیٰ نے اس کی طرف پیغام بھیجا۔ کیا حسن و حسین کے ساتھ تجھے میں زینت نہیں دے چکا۔

جنت الفردوس کی زینت حسنین کریمین ہیں۔ اور سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا

marfat.com

Marfat.com

ان کی یہ خوبی اور صفت رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے حوالہ سے بیان فرما رہی ہیں اگر سیدہ عائشہ کو ان صاحبزادوں کے ساتھ الفت نہ تھی۔ تو ان کی خوبیاں اور ان کی بڑائیاں کیوں ذکر کیں؟

بروایتِ حضرت سیدہ عائشہ ام المومنین رضی اللہ عنہا نقل کیے ہیں۔ اور یہ مسلّمہ قانون ہے کہ روایتِ صحیحہ کے لیے یہ شرط ہے کہ اس کا راوی عادل متقی اور پرہیزگار ہو۔ اور اس کا ضبط بھی تام ہو۔ ورنہ وہ روایت صحیح نہیں ہو گی۔ تو میں پوچھتا ہوں کہ سیدہ عائشہ ام المومنین رضی اللہ عنہا میں یہ صفات موجود تھیں یا نہیں؟ اگر ہیں تو پھر ان کی ذات پر لعن طعن اور تبرّا بازی کی وجہ سے اپنی عاقبت کیوں خراب کرتے ہو۔ اور اگر ان میں یہ صفات موجود نہیں تو پھر حسنین کریمین، سیدہ فاطمہ اور حضرت علی کے فضائل و مناقب ایسی غیر صحیحہ روایات کے ساتھ بیان کرنے میں لوگوں کو کیوں دھوکہ دیتے ہو۔ حقیقت یہ ہے کہ یہ روایات سب صحیحہ ہیں اور جو سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا نے ان حضرات کے مناقب و فضائل بیان کیے ہیں۔ یہ بھی بالکل صحیح ہیں۔ جس سے نتیجتاً یہ ثابت ہوا کہ سیدہ عائشہ صدیقہ بنتِ صدیق رضی اللہ عنہا اعلیٰ درجہ کی عادلہ عارفہ اور محبوبۂ رسولِ کریم صلی اللہ علیہ وسلم ہیں۔ حضرت علی، سیدہ فاطمہ اور حسنین کریمین رضی اللہ عنہم کے ساتھ ان کا انتہائی محبت و پیار کا رشتہ ہے۔ جس کی بنا پر انہوں نے مذکورہ روایات میں ان کی تعریف کی ہے۔

مختصر یہ کہ تمام صحابہ کرام اور حضرات اہل بیت مع ازواج مطہرات رضی اللہ عنہم باہم پیار و محبت اور عقیدت و احترام سے رہتے تھے کسی سے کسی کو کسی قسم کی عداوت اور مخاصمت نہ تھی۔ بلکہ ان کے دل ایک دوسرے کی محبت

marfat.com
Marfat.com

سے بر بر تھے۔ کیونکہ اس پر نص قطعی رحماء بینھم کی مہر ثبت ہو چکی ہے۔
لہٰذا ان حقائق اور واقعات کے پیش نظر ہم اہل سنت وجماعت اس پر فخر کرنے میں حق بجانب ہیں۔ کہ اللہ تعالیٰ نے ہمیں جہاں محبت صحابہ کرام سے نوازا۔ وہاں حضرات اہل بیت کی حقیقی دوستی بھی ہمیں عطا فرمائی۔ آخر میں میں اپنے تمام متوسلین ومریدین کو تنبیہ کرتا ہوں۔ اور واشگاف الفاظ میں یہ کہتا ہوں کہ جو شخص سیدہ عائشہ صدیقہ بنت صدیق رضی اللہ عنہما اور علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کے مابین دشمنی کا عقیدہ رکھتا ہو۔ یا ام المومنین سیدہ عائشہ اور خاتون جنت وحسنین کریمین کے مابین اخوت ومحبت کا منکر ہو۔ میرا اور میرے خانوادے کا اس سے کوئی تعلق نہیں۔ اور نہ ہی تمہیں ایسے شخص سے کوئی تعلق رکھنا چاہیئے۔ امید ہے کہ میری گزارشات پڑھ سن کر ذریعہ نجات بنیں گی۔ اور حق وہدایت کے متلاشی کے لیے زادِ راہ کا کام دیں گی۔ شیخ سعدی علیہ الرحمۃ کی دعا پر اختتام کرتا ہوں۔

الٰہی بحق بنی فاطمہ — کہ بر قول ایمان کنی خاتمہ
اگر دعوتم رد کنی ور قبول — من و دست و دامان آل رسول

واخر دعوانا ان الحمد للہ رب العالمین

اللھم تقبل مناواعطماسالناك بجاہ حبیبك
وحبیبة حبیبك واولیائك وصلى اللہ على
نبیہ ورسولہ وعلى آلہ واصحابہ اجمعین

سید محمد باقر علی شاہ

سجادہ نشین آستانہ عالیہ حضرت کیلیانوالہ شریف۔ ضلع گوجرانوالہ

marfat.com
Marfat.com

ردِ شیعہ میں ہماری مطبوعات کا مختصر تعارف

پہلی کتاب

تحفہ جعفریہ — ۵ جلدیں

شیخ الحدیث مناظر اسلام علامہ مولانا محمد علی مدظلہ

اس کتاب کے تمام تر مضامین صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی ذوات کے گرد گھومتے ہیں

مضامین جلد اول

مقدمہ ۔ اس بارہ میں کہ معتبر شیعہ مؤرخین کا اعتراف ہے کہ شیعہ مذہب کا بانی عبداللہ بن سبا یہودی ہے۔ باب اول (مسئلہ خلافت) اس باب میں اولاً شیعوں کے وہ دلائل پیش کیے ہیں جو وہ حضرت علی رضی اللہ عنہ کی خلافتِ بلافصل پر قائم کرتے ہیں اور ساتھ ساتھ شیعہ کتب کی روشنی میں ان کا نہایت ٹھوس اور محققانہ رد کیا گیا ہے۔ اس کے بعد خلفاء راشدین کی خلافتِ حقہ پر قرآن مجید اور شیعہ کتب سے وزنی دلائل درج کیے گئے ہیں۔ ہر دلیل اپنی جگہ ایک تحقیقی مقالہ ہے۔ باب دوم۔ اس میں دو فصلیں ہیں پہلی فصل میں شیعوں کے اس دعوے کی تردید کی گئی ہے کہ حضرت علی سے دست صدیق اکبر پر جبراً بیعت لی گئی تھی۔ اور فصل دوم میں شیعہ کی تضاد بیانی واضح کی گئی ہے۔ کہ ایک طرف شیعہ حضرت علی کی طاقت و قوت خدا تک پہنچاتے ہیں اور دوسری طرف انہیں بہت بڑا بزدل ثابت کرتے ہیں۔ باب سوم۔

marfat.com

Marfat.com

اس میں صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے کامل الایمان اور جنتی ہونے پر قرآن کریم اور کتب شیعہ سے نو عدد فولادی دلائل ہیں۔ باب چہارم۔ یہ باب فضائل صحابہ کرام رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین سے متعلق ہے (فصل اول) میں فضائل جملہ صحابہ کرام از کتب شیعہ (فصل دوم) میں کتب شیعہ سے خلفاء ثلاثہ کے مشترکہ فضائل (فصل سوم) میں ابوبکر صدیق۔ عمر فاروق اور عثمان غنی رضی اللہ عنہم تینوں صحابہ کے علیحدہ علیحدہ مناقب بیان کیے گئے ہیں جو کہ کل طور پر کتب شیعہ سے لیے گئے ہیں۔ کوئی انصاف پسند انہیں پڑھ کر شیعہ نہیں رہ سکتا۔

مضامین جلد دوم

باب اول۔ خلفاء ثلاثہ کے نبی و آل نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے خاندانی اور نسبی تعلقات کے بارہ میں ہے (فصل اول) اس میں ابوبکر صدیق اور ان کے اہل بیت کے نبی و آل نبی سات رشتہ داریاں کتب شیعہ سے ثابت کی گئی ہیں۔ (فصل دوم) عمر فاروق رضی اللہ عنہ کی نبی و آل نبی سے رشتہ داریاں اس ضمن میں نکاح ام کلثوم کے بارے میں چار طویل و عریض تحقیقی ابحاث ہیں۔ (فصل سوم) عثمان غنی رضی اللہ عنہ کی نبی و آل نبی سے اٹھ رشتہ داریاں از کتب شیعہ۔ اس ضمن میں مسئلہ بنات رسول پر کتب شیعہ کی روشنی میں بے مثل تحقیق لائی گئی ہے جو اس موضوع پر شیعوں کو عاجز کر دینے کے لیے کافی ہے۔ باب دوم نبی علیہ السلام علی المرتضیٰ اور اہل بیت رسول سے خلفاء ثلاثہ کے خوشگوار تعلقات۔ یہ بات تین فصلوں پر مشتمل ہے۔ باب سوم۔ امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کے فضائل اور بنو امیہ کے اہل بیت رسول سے مذہبی تعلقات فصل اول۔ شان امیر معاویہ کتب اہل سنت و اہل تشیع سے فصل دوم

امیر معاویہ اور ان کے خاندان کے نبی علیہ السلام اور بنو ہاشم سے نسبی و خاندانی تعلقات۔ فصل سوم۔ دستِ امیر معاویہ پر حسنین کریمین کی بیعت کا ثبوت از کتب شیعہ۔ باب چہارم۔ فضائل امہات المومنین ازواجِ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم۔ فصل اول۔ قرآن کی روشنی میں ازواج رسول آپ کی اہلبیت میں داخل ہیں۔ فصل دوم۔ فضائل جملہ ازواج از قرآن و کتب شیعہ فصل سوم۔ فضائل سیدہ عائشہ و حفصہ رضی اللہ عنہما۔

مضامین جلد سوم

باب اول۔ (بحث فدک) اس میں آٹھ فصلیں ہیں۔ فصل اول۔ باغ فدک کی تحقیقی بحث جغرافیائی حدود۔ فصل دوم۔ شمولِ فدک در مال فئی اور فئی کا حکم از قرآن کتب شیعہ۔ فصل سوم۔ سیدہ فاطمہ کی ابوبکر صدیق سے ناراضگی کی تحقیق۔ فصل چہارم۔ بنتِ رسول کی ناراضگی استحقاقِ خلافت پر اثر انداز نہیں۔ فصل پنجم۔ ہبہ فدک کی سنی روایات کی جرح۔ فصل ششم۔ انبیاء کی مالی میراث نہیں ہوتی۔ ثبوت از کتب شیعہ۔ فصل ہفتم سیدہ فاطمہ رض صدیق اکبر سے راضی تھیں۔ ثبوت از کتب شیعہ۔ فصل ہشتم جنازہ سیدہ فاطمہ میں صدیق و فاروق کی عدم شمولیت کے طعن کا جواب۔ باب دوم۔ سے باب ہفتم تک ابوبکر صدیق عمر فاروق عثمان غنی سیدہ عائشہ اور امیر معاویہ رضی اللہ عنہم پر شیعوں کے بعض اعتراضات کا نہایت ٹھوس اور منہ توڑ جواب ہے

مضامین جلد چہارم

جلد سوم کی طرح یہ بھی منقبتِ صحابہ پر کیے گئے اعتراضات کے جواب

marfat.com
Marfat.com

میں ہے ۔ جلد سوم اور جلد چہارم میں درج شدہ بعض اعتراضات یہ ہیں ۔ ۱؎ صحابہ میدان احد سے بھاگ گئے ۔ ۲؎ ابوبکر صدیق سے سورہ براءت کے اعلان کی ذمہ داری نبی علیہ السلام نے واپس لے کر علی المرتضٰی کو دے دی تھی ۔ ۳؎ حدیث قرطاس ۔ ۴؎ عمر فاروق نے سیدہ فاطمہ کو زندہ جلا دینے کی دھمکی دی ۔ ۵؎ اور سیدہ فاطمہ کے بطن پر دروازہ گرا کر حمل ضائع کر دیا ۔ ۶؎ حضرت عمر فاروق کو حدیبیہ میں نبی کی رسالت میں شدید شک ہو گیا تھا ۔ عثمان غنی رضی اللہ عنہ پر کیے گئے اعتراضات کی منہ توڑ تردید ۔ بعض اعتراضات یہ ہیں ۱؎ مروان کو نبی علیہ السلام نے مدینہ سے نکالا اور عثمان نے واپس بلایا ۔ ۲؎ عثمان نے بنت رسول ام کلثوم رض کو قتل کیا ۔ اور اس کی لاش سے جماع کیا ۔ (معاذاللہ) ۳؎ ابوذر غفاری رض جیسے جلیل القدر صحابی کو جلاوطن کر دیا ۔ ۴؎ عبداللہ بن مسعود کا وظیفہ بند کر دیا ۔ ۵؎ مقتدر صحابہ کو معزول کر کے اپنے رشتہ داروں کو گورنریاں دے دیں ۔ اس ضمن میں عثمانی گورنروں اور عمال کی فتوحات اور کارنامے شیعہ کتب سے مفصل پیش کیے گئے ہیں ۔ ۶؎ اپنے رشتہ داروں کو بڑے بڑے عطیات دیے ۔ ۷؎ نتیجۃً لوگ مخالف ہو گئے اور عثمان غنی کو قتل ہونا پڑا ۔ ۸؎ تین دن تک لاش کوڑے کرکٹ پر پڑی رہی ۔ اسی طرح سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا پر اعتراضات کا جواب بھی قابل دید ہے ۔ بعض یہ ہیں ۱؎ پردہ کے احکامات کی مخالفت کی ۲؎ خلیفہ برحق سے بغاوت کی ۳؎ امام حسن کو روضہ رسول میں دفن نہ ہونے دیا اور لاش پر تیر پھینکے ۔ اس ضمن میں جنگ جمل اور جنگ صفین کا پس منظر اور بعض شہادت کا قابل مطالعہ ازالہ جلد سوم میں ملاحظہ فرمائیں ۔

٭

marfat.com
Marfat.com

فقہ جعفریہ کی جلد اوّل کا تعارف

جلد اوّل میں مختلف موضوعات پر گفتگو کی گئی ہے۔ طہارت، نماز، روزہ، زکوۃ، حج، نکاح و طلاق اور حلال و حرام کے مسائل کا تذکرہ کیا گیا ہے۔ ان موضوعات میں بہت سے مسائل اہل تشیع نے ایسے درج کر دیئے ہیں۔ جو ان کے خانہ ساز ہیں۔ جس سے یہ ثابت ہوتا ہے۔ کہ "فقہ جعفریہ" ان کی گھڑی ہوئی فقہ ہے۔ اجمالی طور پر ہم نے ان مسائل کے تعارف کے لیے تین فصول باندھیں جن کی تفصیل یہ ہے۔

فصل اوّل

"فقہ جعفریہ" کی بنیاد اور ماخذ چار کتابیں ہیں۔ اصول کافی، تہذیب الاحکام، من لایحضرہ الفقیہ اور الاستبصار۔ صاحب استبصار اور حضرت امام جعفر صادق رضی اللہ عنہ (جن کی طرف نسبت کی وجہ سے فقہ جعفریہ کہلاتی ہے) کے مابین تقریباً تین صدیوں کا فاصلہ ہے۔ امام جعفر صادق اور ان کے والد گرامی سے جن لوگوں نے روایات بیان کی ہیں۔ وہ ان ائمہ کی زبانی ملعون اور مردود لوگ ہیں۔ ان لوگوں کی روایت کردہ احادیث سند کے اعتبار سے ناقابل اعتبار ہیں۔ کیونکہ حضرات ائمہ اہل بیت سے ان [illegible] کے واسطے صحیح نہیں ہیں۔ یہ بات "فقہ جعفریہ" کے خود ساختہ ہونے

[illegible]

marfat.com

Marfat.com

فصل دوم

اس میں اہل تشیع کے ایسے عقائد زیر بحث لائے گئے ہیں۔ جو توحید کے خلاف ہیں۔ اور مشرکانہ نظریات ہیں۔

فصل سوم

یہ فصل حضرات ائمہ اہل بیت کے اُن ارشادات میں ہے۔ جن میں انہوں نے "دین چھپانے" کی تاکید کی۔ اور اس پر نہ عمل کرنے والے کو اپنا قاتل قرار دیا ہے

مسائلِ طہارت کے ضمن میں درج ذیل ابحاث مذکور ہوئیں

فصل اوّل

(۱) پانی سے بھرے ہوئے ایک بڑے مٹکے میں خواہ کتنی ہی نجاست گر پڑے، وہ ناپاک نہیں ہوتا۔

(۲) استنجاء کے لیے جو پانی استعمال کیا گیا۔ وہ پاک ہے۔ اور اگر اس میں کوئی کپڑا وغیرہ گر پڑے تو وہ ناپاک نہیں ہوتا۔

(۳) گدھے اور خچر کا پیشاب، ودی اور مذی اور غسل جنابت کے لیے استعمال کیا گیا پانی پاک ہے۔

(۴) ہوا خارج ہونے سے وضو میں کوئی خلل نہیں پڑتا۔

marfat.com
Marfat.com

(۵) پردہ صرف قبل اور دُبر کا ہے۔ ان میں سے دُبر خود جوتڑوں میں چھپی ہونے کی وجہ سے پردہ میں ہے۔ اور اگلی شرمگاہ پر اگر ہاتھ رکھ لیا جائے۔ یا بیری کا ہاتھ رکھے تو پردہ ہو جاتا ہے۔ بلکہ اس پر کوئی چیز لیپ دی جائے تو بھی پردہ ہو جاتا ہے۔ دُبر میں وطی کرنے سے عورت کا نہ روزہ ٹوٹتا ہے۔ اور نہ ہی اُسے نہانے کی ضرورت ہے۔

(۶) بول و براز پھرتے وقت قرآن کریم پڑھنا جائز ہے۔

(۷) کُتا یا چوہا اگر گھی یا ہنڈیا میں گر جائے تو اس سے طہارت میں کوئی فرق نہیں آتا۔

(۸) سور اور کتا، زندہ یا مردہ دونوں حالتوں میں پاک ہے۔

فصل دوم

(۱) تیمم میں مُنہ میں سے صرف ماتھے کا مسح اور ہاتھوں میں سے صرف ہتھیلی کا مسح کرنا کافی ہے۔

(۲) وضو میں پاؤں دھونے کی بجائے ان پر مسح کرنے کا شیعی عقیدہ اور اس کی تردید۔ پاؤں دھونے پر ہر دور کے علماء کا اتفاق رہا۔ نیز وضو میں ترتیب جو حضور صلی اللہ علیہ وسلم اور حضرت علی المرتضٰی نے اختیار فرمائی اسی پر اہل سنت کا عمل ہے۔

فصل سوم

اس میں اذان کے مسائل میں سے پہلے اس مسئلہ پر روشنی ڈالی گئی ہے کہ اذان میں "علی ولی اللہ" بڑھانے والا ملعون، گنہگار اور بدعتی ہے۔ نیز جنبی کے اذان کے جواز پر حوالہ جات مذکور ہیں

marfat.com

Marfat.com

کتاب الصلوۃ

اس موضوع کے ضمن چند مسائل بطور خاص یہ ہیں

فصل اوّل

۱- دوران نماز بچے کو دودھ پلانے سے ماں کی نماز نہیں ٹوٹتی۔

۲- لونڈی اور بیوی کو اگر نمازی دوران نماز چھاتی سے لگالے۔ تو نماز بدستور قائم رہتی ہے اسی طرح آلہ تناسل سے کھیلنے میں کوئی حرج نہیں ہے۔

۳- پلید ٹوپی پہن کر نماز پڑھنا جائز ہے۔

۴- دوران نماز لعنت بھیجنا سنتِ ائمہ ہے۔

فصل دوم

۱- بے نماز کی سزا ستر دفعہ حقیقی ماں سے زنا کرنا، ستر پیغمبروں کو شہید کردینا ستر قرآن جلادینا اور سات دفعہ بیت المعمور کو گرانا، نماز نہ پڑھنے سے چھوٹے جُرم ہیں۔

۲- بے نماز کتے۔ خنزیر اور کافر سے بدتر ہے۔ اس کی تجہیز و تکفین نہیں کرنی چاہیئے۔

۳- ہاتھ باندھ کر نماز پڑھنے کا ثبوت

۴- حضرت علی المرتضٰی رضی اللہ عنہ کے ہاتھ باندھ کر نماز ادا کرنے کا ثبوت۔

چیلنج: حضرت علی المرتضٰی رضی اللہ عنہ نے جو نمازیں سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کی اقتداء میں ادا کیں۔ اگر کوئی شیعہ یہ ثابت کردکھائے کہ آپ نے وہ نمازیں

marfat.com
Marfat.com

ہاتھ کھلے چھوڑ کر ادا کیں۔ تو اسے دس ہزار روپیہ انعام دیا جائے گا۔ نیز اتنا ہی انعام اس شخص کو دیا جائے گا۔ جو یہ ثابت کر دے۔ کہ حضرت علی المرتضیٰ نے ان نمازوں کو دوبارہ پڑھا۔ جو ابو بکر صدیق کی اقتدار میں آپ نے ادا فرمائیں۔

فصل سوم

"التحیات للہ و الصلوٰت و الطیبات"، کے الفاظ کا ثبوت کتب شیعہ سے۔

نماز تراویح شیعہ لوگوں کے نزدیک اگر بدعتِ عمری ہے۔ تو حضرت علی نے اپنے دورِ خلافت میں اسے ختم کیوں نہ کیا۔ حضرت علی ہمیشہ اس کی تعریف کرتے رہے۔ ائمہ اہل بیت ہمیشہ نماز تراویح ادا کرتے رہے۔

فصل چہارم

۱۔ میت کو غسل دیتے وقت اس کے پاؤں قبلہ کی طرف ہونے چاہیں۔
۲۔ مرنے کے فوراً بعد مرنے والے (شیعہ) کے منہ یا آنکھ وغیرہ سے منی نکلتی ہے۔
۳۔ جو بھی میت کو ہاتھ لگا دے۔ اس پر غسل واجب ہے۔
۴۔ غسل دیتے وقت میت کی بغلوں میں لکڑی رکھی جائے اور اس کی ٹانگیں مضبوط باندھ لی جائیں۔
۵۔ جنبی نماز جنازہ پڑھ سکتا ہے۔ نماز جنازہ پڑھنے کے لیے شرمگاہ ڈھانپنا شرط نہیں ہے۔
۶۔ نماز جنازہ میں پانچ تکبیریں اور رفع یدین کی تردید)

marfat.com
Marfat.com

۷۔ قبر کو چوکور شکل بنانا خلاف شرع ہے۔

کتاب الزکوۃ

۱۔ مروجہ سکہ کے بغیر سونے چاندی پر زکوۃ نہیں۔

کتاب الصوم

۱۔ بیوی یا بیٹی کا تھوک نگلنے سے روزہ نہیں ٹوٹتا
۲۔ اللہ اور اس کے رسول پر جھوٹ بولنے سے روزہ ٹوٹ جاتا ہے

کتاب الحج

۱۔ جس کا ختنہ نہ ہو۔ اس کا حج باطل ہے۔
۲۔ عورت کو حج کرنے کے لیے محرم کا ساتھ ہونا ضروری نہیں۔

کتاب النکاح

۱۔ عورت کی شرمگاہ۔ کا بوسہ لینا، اس میں انگلی پھیرنا، اس کی دُبر میں وطی کرنا سب جائز ہیں۔
۲۔ خوبصورت سے بلغم ختم ہو جاتی ہے۔
۳۔ معصوم اگر مسجد میں وطی کرے تو جائز ہے۔
۴۔ پیغمبروں کی خصوصیات مرغ میں بھی پائی جاتی ہیں۔
۵۔ ریشمی کپڑا آلۂ تناسل پر لپیٹ کر محرم عورتوں سے بھی وطی جائز ہے۔
۶۔ ماں، بیٹی اور بہن وغیرہ محارم سے وطی کرنا ایک طرح جائز اور دوسری

marfat.com
Marfat.com

طرح ناجائز ہے۔

۷۔ باپ بیٹا ایک دوسرے کی بیوی سے وطی کر بیں تو اس سے حُرمت نہیں آتی۔

۸۔ سیدزادی کے ساتھ جوہڑے چمار تک کا نکاح جائز ہے۔

۹۔ کتب شیعہ میں نکاح کے لیے شہادت شرط نہیں۔

۱۰۔ اہل سنت کے ساتھ اہل تشیع نکاح کو حرام سمجھتے ہیں۔ شیعہ لوگوں کے نزدیک اہل سنت، یہود و نصاریٰ، حرام زادے اور کتے سے بھی بدتر ہیں۔ لہٰذا سنیوں کو بھی شیعوں سے رشتہ ناطہ ہرگز نہیں کرنا چاہیئے۔

کتاب الحدود

۱۔ رضامندی سے زنا پر کوئی حد نہیں لگ سکتی۔

۲۔ بھول کر نکاح چھوڑ دینے کی صورت میں بھول کر وطی کر لینے سے بھی کوئی حد نہیں لگے گی۔

۳۔ چوری کی حد میں صرف ہاتھ کی انگلیاں کاٹی جائیں گی۔

"فقہ جعفریہ" — جلد دوم

"فقہ حنفی" پر لگائے گئے اعتراضات، امام اعظم کی شخصیت پر دھرے گئے الزامات کا تفصیلی تذکرہ، خاص کر غلام حسین نجفی شیعی کی کتاب "حقیقتِ فقہ حنفیہ" کا ترکی بہ ترکی جواب اس جلد کی مخصوص بحثیں ہیں۔

ان اعتراضات والزامات کا ایک اجمالی خاکہ ملاحظہ ہو۔

۱۔ فقہ حنفی کے ماخذ ثانی یعنی احادیث کے راوی مجروح ہونے کی بنا پر

marfat.com

Marfat.com

یہ فقہ بے اصل ہے

۲ - تاریخ بغداد میں ابو حنیفہ کو کافر لکھا گیا۔ اور ان کا ایمان و اسلام کو سب سے زیادہ نقصان پہنچانا۔

۳ - ابو حنیفہ کا فتنہ ابلیس اور دجال کے فتنے سے بھی بڑا ہے۔ اس فقہ نے اسلامی مضبوطی کو ختم کر دیا۔

۴ - حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ابو حنیفہ کی باتوں پر عمل کرنے سے منع کیا ہے

۵ - ان کی کتاب "کتاب الحیل" نے حرام کو حلال اور حلال کو حرام کر دکھایا۔

۶ - ابو حنیفہ کی مجلس درود و سلام سے خالی ہوتی تھی۔ اور ان کے فتاویٰ حق کے خلاف ہیں۔

۷ - ابو بکر صدیق کی گواہی کہ ابو حنیفہ نے دین کو بدل ڈالا ہے۔

۸ - امام اعظم کے جنازے پر پادریوں کا اجتماع

۹ - اگر حضور صلی اللہ علیہ وسلم زندہ ہوتے تو میری پیروی کرتے (ابو حنیفہ)

۱۰ - باپ کا قاتل اور ماں سے نکاح کرنے والا مومن ہے۔

۱۱ - ایمانِ ابو بکر صدیق اور ایمانِ ابلیس ایک ہی ہے۔ (معاذ اللہ)

ان اعتراضات والزامات کے علاوہ پچاس کے قریب ایسے ہی لغویات کا جواب اس حصہ میں مذکور ہے۔ اور "تاریخ بغداد" کے حوالہ جات سے امام اعظم رضی اللہ عنہ کی عظمتِ شان، اور کتب شیعہ سے ابو حنیفہ رضی اللہ عنہ کی منزلت بیان کی گئی ہے

فقہ جعفریہ جلد سوم

بحث ماتم کو شرح و بسط کے ساتھ اس جلد میں ذکر کیا گیا جس کا اجمالی خاکہ اس طرح ہے۔

marfat.com

Marfat.com

فصل اول

اہل سنت کے نزدیک حضرات اہل بیت کی تعزیت کا مسنون طریقہ کیا ہے

فصل دوم

مروجہ ماتم کے ثبوت پر اہل تشیع کے گیارہ دلائل کا مسکت جواب۔

فصل سوم

قرآن وحدیث اور اقوال ائمہ اہل بیت سے مروجہ ماتم کی بیخ کنی۔

فصل چہارم

ماتم کس کی ایجاد ہے؟ اس کا فقہی حکم اور انجام کیا ہے؟ مروجہ ماتم پر شیخ قمی کی بحث اور مروجہ ماتم کی تردید۔

فصل پنجم

ماتم کرنے والوں کی نشانیاں۔ (داڑھی چٹ، مونچھیں لمبی، لباس سیاہ اور لوہے کے کڑے) ان علامات کی کتب شیعہ سے تردید۔

فصل ششم

تعزیہ نکالنے کی تاریخ۔ اس کی شرعی حیثیت اور ذوالجناح برآمد کرنے اور اس کی حقیقت کی تفصیلی بحث۔

marfat.com
Marfat.com

نوٹ:

غلام حسین نجفی شیعی نے ثبوت ماتم پر ایک کتاب بنام "ماتم اور صحابہ" لکھی جس میں اس نے کمال عیاری اور مکاری سے گندی زبان کا سہارا لے کر مروجہ ماتم کو ثابت کرنے کی کوشش کی تقریباً ستاسی ۸۷ بدبیات ذکر کیے۔ ہم نے اُن کا پورا محاکمہ کیا۔ اس تفصیلی بحث کے بعد "جواز ماتم" کا قول بالکل بیگانہ بات نظر آئے گی۔

فقہ جعفریہ جلد چہارم — متعہ کی بحث

بحثِ متعہ کو کمال خوبی کے ساتھ درج ذیل فصول میں مکمل کیا گیا ہے

فصل اول: متعہ کا رواج زمانۂ جاہلیت سے تھا۔

فصل دوم: کتب اہل سنت سے متعہ کی حقیقت۔

فصل سوم: تعارف متعہ از کتب شیعہ

فصل چہارم: متعہ کے جواز پر اہل تشیع کے چار دلائل اور ان کا دندان شکن جواب

فصل پنجم:
متعہ کے حرام ہونے پر قرآن کریم اور کتب شیعہ سے آٹھ دلائل قاہرہ۔

فصل ششم: اہل تشیع کے ہاں بے حیائی کے عجیب و غریب طریقے۔

فصل ہفتم:
"جواز متعہ" نامی کتاب میں پچیس کے قریب مذکور اُن مغالطوں اور دھوکہ بازیوں کا بے مثل جواب۔ جو جواز متعہ پر دیے گئے جن کے مطالعہ کے بعد حرمت میں ہر وہم از خود ختم ہو جاتا ہے

marfat.com

Marfat.com

تحفہ جعفریہ جلد پنجم: اس جلد میں دو باب ہیں

باب ۱: باب اول میں امیر معاویہ رضی اللہ عنہ پر کیے گئے مطاعن کے دندان شکن جوابات

طعن ۱: حضرت امیر معاویہؓ نے اپنے دور خلافت میں خطیب حضرات کو حکم دے رکھا تھا کہ وہ حضرت علی رضی اللہ عنہ پر لعنت کیا کریں (معاذ اللہ)

طعن ۲: حضرت امیر معاویہؓ نے عہد شکنی کی۔ اور حضرت امام حسنؓ کی بجائے یزید کو ولی عہد بنایا

طعن ۳: حضرت امیر معاویہؓ نے اس شرط کی مخالفت کی کہ اپنے بعد مسئلہ خلافت شوریٰ پر چھوڑ دیں گے

طعن چہارم: حضرت امیر معاویہؓ نے امام حسن رضی اللہ عنہ کو زہر دلا کر شہید کر دیا۔

طعن پنجم: حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ سیدہ عائشہ ام المومنین رضی اللہ عنہا کے قاتل ہیں

طعن ششم: حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ نے اپنی زندگی میں یزید کو ولی عہد بنا کر مسلمانوں کی خون ریزی کی بنیاد رکھی۔

طعن ہفتم: حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ نے صحابی رسول جناب حجر بن عدیؓ کو بلاوجہ قتل کیا۔

باب دوم: اہل تشیع کے مشہور مطاعن واعتراضات کے چند اور تحقیقی جوابات کے ساتھ ساتھ حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کی سیرت کی ایک اور جھلک اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم وسیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کی باہم الفت کا تذکرہ اس باب میں بھی چند فصول ہیں۔

فصل ۱: کربلائے معلیٰ میں جانے والی ام کلثوم جو امام مسلم کی زوجہ تھیں۔ وہ سیدہ فاطمۃ الزہرا رضی اللہ عنہا کے صاحبزادی نہیں اور وہ ام کلثوم جو حضرت فاروق اعظم کی زوجہ تھیں۔ وہ خاتون جنت کے بطن اقدس سے تھیں۔

فصل ۲: ام کلثوم بنت علی کا عقد عمر فاروق سے باہمی رضامندی سے ہوا

فصل ۳: اس میں درج ذیل مطاعن اور ان کے جوابات درج کیے گئے ہیں۔

طعن ۱: سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا حسنینؓ کو اچھا نہ سمجھتی تھیں۔

طعن ۲: سیدہ عائشہ رضؓ کو حضرت علی رضؓ سے بغض وعناد تھا۔

marfat.com
Marfat.com

طعن سوم: سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا حضرت علی پر گالی گلوچ کیسے جانے کو پسند کرتی تھیں۔
طعن چہارم: سیدہ فاطمہ از براہ کرا اپنی سوتیلی ماؤں سے شکایت رہتی تھی۔
طعن پنجم: سیدہ عائشہ نے حضرت فاطمہ زہرا کی وفات پر اظہار افسوس تک نہ کیا
طعن ششم: سیدہ زہرا کے جنازہ پر آنے سے سیدہ عائشہ کو زبردستی روکا گیا۔ اور ابوبکر صدیق کی سفارش بھی ٹھکرا دی گئی۔
طعن ہفتم: حضرت عثمان غنی کے قتل میں جناب طلحہ اور زبیر کے علاوہ ام المومنین سیدہ عائشہ بھی ملوث تھیں۔
طعن ہشتم: سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا نے قتل عثمان کی کوشش کی۔
طعن نہم: حضرت طلحہ اور زبیر رضی اللہ عنہما ہی حضرت عثمان کے قاتل ہیں۔
طعن دہم: حضرت عائشہ صدیقہ کا گھر فتنوں کی جگہ تھا۔
طعن یازدہم: حضرت طلحہ نے یہ تمنا کی کہ میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے وصال کے ہے کہ شیعہ فرقہ ہی امام حسین و آل نبی کا قاتل ہے۔

آگے فصل نہم سے سیزدہم تک امام زین العابدین سے لے کر امام مہدی تک اپنے مقرر کردہ اماموں کی شان میں شیعوں کی بے ادبیاں اور گستاخیاں درج کی گئی ہیں۔

باب سوم ائمہ اہل بیت کی شیعوں سے بیزاری اور ان کے حق میں ان کی بد دعاؤں کا مفصل تذکرہ۔ جو تعجب خیز بھی ہے اور عبرت انگیز بھی
باب سوم (بحث بنات رسول صلی اللہ علیہ وسلم) فصل اول نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی چار حقیقی صاحبزادیاں تھیں۔ قرآن کریم اور کتب شیعہ سے ٹھوس دلائل (فصل دوم) چار عدد بنات رسول والی بعض شیعہ روایات کے راویوں پر شیعہ مولویوں کی نا جائز تنقید کا حجز کن محاسبہ۔ فصل سوم: نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی بیٹیوں کو ربیبہ

marfat.com
Marfat.com

بعدان کی زوجہ عائشہ صدیقہ سے شادی کروں گا۔

طعن دوازدھم: عکرمہ صحابی نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی زوجہ سے نکاح کیا تھا

فصل چھارم: حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی صاحبزادیاں چار تھیں اس پر چند تحقیقی حوالہ جات

فصل پنجم: حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کی سیرت کی کتب شیعہ سے مزید جھلکیاں۔

فصل ششم: سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم اور ام المومنین سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کے مابین مثالی محبت و الفت۔

دوسری کتاب

عقائد جعفریہ ۳ جلدیں

شیخ الحدیث مناظر اسلام علامہ مولانا محمد علی مدظلہ

یہ کتاب شیعہ فرقہ کے عقائد کا حقیقت نما آئینہ ہے

مضامین جلد اول:

باب اول۔ شیعہ فرقہ کے گستاخانہ عقائد۔ (فصل اول) اللہ کی شان میں شیعوں کی گستاخیاں۔ (فصل دوم) شانِ جملہ انبیاء میں گستاخیاں (فصل سوم) شانِ سید الانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم میں بے ادبیاں (فصل چہارم) شانِ امہات المومنین رضی اللہ عنہن میں شیعوں کی جسارتیں (فصل پنجم) شان حضرت علی رضی اللہ عنہ میں شیعوں کی گستاخیاں (فصل ششم) سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا کی عظمت میں بے باکیاں (فصل ہفتم۔ شان امام حسن میں گستاخیاں (فصل ہشتم) امام حسین رضی اللہ عنہ کی شان میں گستاخیاں۔ اس ضمن میں کتبِ شیعہ سے بڑی شرح وبسط کے ساتھ ثابت کیا گیا۔

marfat.com

Marfat.com

یعنی محض پروردہ بیٹیاں ثابت کرنے پر شیعوں کے دلائل کا سخت ترین علمی محاسبہ۔

مضامین جلد دوم

باب اوّل۔ (بحث امامت) فصل اول مسئلہ امامت کے متعلق سنی عقائد کا خلاصہ۔ اور شیعوں کا یہ عقیدہ کہ بارہ اماموں میں سے کسی کی امامت کا منکر یا ان کے مقابلہ میں دعویٰ امامت کرنے والا یا اسے امام ماننے والا کافر و مرتد ہے۔ یہ بارہ امام اللہ کی طرف سے منصوص ہیں فصل دوم شیعوں کے ہاں امامت کی شرط اول منصوص من اللہ ہونے کی تردید پر مفصل دلیل۔ (دلیل اول۔) آل رسول میں سے متعدد شخصیات نے ائمہ اہل بیت کے مقابلہ میں امامت کا دعویٰ کیا۔

چنانچہ اس دلیل میں ثابت کیا گیا کہ امام زین العابدین کے مقابلہ میں محمد بن حنفیہ فرزند علی المرتضیٰ نے دعویٰ امامت کیا۔ امام باقر کے مقابلہ میں حضرت زید بن امام زین العابدین نے۔ امام جعفر کے مقابلہ میں نفس زکیہ آلِ امام حسن نے اور اسی طرح دیگر ائمہ کی امامت کا انکار کرتے ہوئے ان کے مقابلہ میں آل رسول کی بزرگ تر شخصیات دعویٰ امامت کرتی رہیں۔ دلیل دوم۔ کسی خاص شخص کے لیے امامت و خلافت کے منصوص ہونے سے اللہ تعالیٰ نبی صلی اللہ علیہ وسلم حضرت اور دیگر ائمہ اہل بیت کا انکار از کتب شیعہ فصل سوم شیعوں کے نزدیک امامت و خلافت کی دوسری شرط امام کے معصوم ہونے کی تردید اقوالِ ائمہ اہل بیت کی روشنی میں۔

باب دوم شیعوں کی طرف سے اہل سنت پر امامت و خلافت سے متعلق بعض اعتراضات کا جواب

باب سوم۔ اس میں یزید کو اہل سنت کا امام قرار دینے پر شیعوں کے دلائل و اعتراضات۔ اور اہل سنت کے ہاں یزید کی پست ترین حیثیت کا بیان ہے۔ نیز اس ضمن میں شیعہ کتب سے ثابت کیا گیا ہے کہ یزید نے

marfat.com
Marfat.com

قتل حسین پر منہ پیٹا۔ سب سے پہلے ماتم کیا۔ اور یزید سے بڑا محب، اہل بیت کا کوئی نہ تھا۔

مضامین جلد سوم: اس جلد میں تین امور پر بحث کی گئی ہے۔

۱۔ کلمۂ اسلام کیا اور کتنا ہے۔ اور لفظ علی ولی اللہ کلمہ کا جزو بنانا جائز ہے یا نہیں

۲۔ تحریف قرآن کی طویل بحث۔ اس بحث میں شیعہ کتب سے شمار سے زائد نہایت وزنی دلائل سے ثابت کیا گیا ہے۔ کہ شیعہ فرقہ کا موجودہ قرآن پر ایمان نہیں ہے۔

۳۔ بحث تقیہ۔ تقیہ کیا ہے شیعوں کے ہاں اس کی کیا فضیلت ہے؟ اور اس کے بطلان کے دلائل۔

عقائد جعفریہ .... جلد چہارم

یہ جلد چار ابواب پر مشتمل ہے۔

باب اول:

حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے جنازہ اور اس بارے میں چار مطاعن کا جواب اس باب میں مذکور ہوئے۔

طعن اول: صحابہ کرام نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا جنازہ نہیں پڑھا۔

طعن دوم:

اگر صحابہ کرام میں محبت رسول تھی۔ تو آپ کی تدفین سے قبل خلافت کے لیے دوڑ دھوپ کیوں کی؟

طعن سوم:

صحابہ کی عدم موجودگی کی وجہ سے جنازۂ رسول میں تاخیر ہوئی۔

طعن چہارم:

ابوبکر، عمر اس وقت لوٹے جب آپ کی تجہیز و تکفین ہو چکی تھی۔

ان مطاعن کے علاوہ ایک الزامی چیلنج کہ کوئی شیعہ کسی مسند مرفوع اور صحیح حدیث سے یہ ثابت کر دکھائے۔ کہ تین ہی شیعہ حضرت علی المرتضیٰ کی نماز جنازہ

marfat.com

Marfat.com

یں موجود تھے۔ نمونہ مانگا انعام پائیے

باب دوم فضائل اہلبیت میں

اس باب میں بارہ ائمہ اہل بیت کے فضائل و مناقب کتب اہلسنت سے پیش کیے گئے ہیں۔ تاکہ یہ ثابت ہو جائے کہ اہل بیت کے حقیقی محب اہل سنت و جماعت ہی ہیں۔

باب سوم

بحث تقیہ۔ اس بحث کو چند فصول میں بیان کیا گیا۔

فصل اول: تقیہ کے متعلق شیعہ سنی نظریات۔

فصل دوم

اثباتِ تقیہ پر شیعہ دلائل اور ان کے جوابات۔

فصل سوم

اہل تشیع کے ہاں تقیہ کے فضائل اور اس کے ترک پر وعیدات۔

فصل چہارم

وسعتِ تقیہ۔

فصل پنجم:

تردید تقیہ میں قرآن کریم اور کتب شیعہ سے دلائل

فصل ششم:

دعا اور بخشش طلب کرنے وقت لعنت۔

فصل ہفتم:

تقیہ کی شکل میں ائمہ اہل بیت پر لعنت جائز ہے۔

marfat.com
Marfat.com

باب چہارم: لفظ شیعہ اور سنی کی بحث۔ مذہب شیعہ کے حق ہونے کے تین ارکان اور ان کا جواب۔

رکن اوّل: لفظ شیعہ قرآن مجید میں مذکور ہے۔ لیکن لفظ سنی نہیں۔

رکن دوم: ابراہیم علیہ السلام شیعہ تھے۔

رکن سوم: کتب اہل سنت کہتی ہے کہ شیعہ جنت میں جائیں گے۔

جلد پنجم عقائد جعفریہ بمعہ ضمیمہ

یہ جلد دو ابواب اور چند فصول پر مشتمل ہے

باب اول:

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے والدین کریمین کے متعلق گفتگو۔

اس میں چند فصول درج ذیل ہیں

فصل اوّل: حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے آباؤ اجداد کی ہر دور میں افضلیت

فصل دوم: آپ ان لوگوں پر منتقل ہوتے رہے۔ جو ساجدین، تھے۔

فصل سوم: آپ کے آباؤ اجداد از روئے فطرت میں صاحبان ایمان اور توحید کے معتقد تھے

فصل چہارم: مودودی محدث ہزاروی وغیرہ سنی نما مولویوں پیروں کے امیر معاویہ کی ذات پر اعتراضات کے دندان شکن جوابات

فصل پنجم: امیر معاویہ کے بارہ میں اکابرین امت کے عقائد۔

marfat.com

Marfat.com

فصل چہارم: آپ نے اپنے والدین کریمین کو دوبارہ زندہ کیا۔ اور اپنا کلمہ پڑھوایا۔

فصل پنجم: ان احادیث و روایات کے جوابات جن میں آپ کے والدین کا دوزخی ہونا آیا ہے

فصل ششم: امام اعظم کے متعلق یہ کہنا کہ انہوں نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے والدین کو کافر کہا اس کی تردید۔ اور ملا علی قاری کی توبہ۔

باب دوم

ان کتب کا تذکرہ جو اہل تشیع دھوکہ دینے کے لیے ہم اہل سنت کی معتبر کتاب، کے عنوان پیش کرتے ہیں

مثلاً۔ ۱۔ شرح ابن ابی حدید۔ ۲۔ روضۃ الاحباب۔ ۳۔ حبیب السیر۔ ۴۔ تاریخ یعقوبی ۵۔ الصفوۃ الصفوۃ ۶۔ مروج الذہب ۷۔ تذکرۃ الخواص ۸۔ ینابیع المودۃ ۹۔ فرائد السمطین ۱۰۔ مقتل ابن ابی مخنف ۱۱۔ حلیۃ الاولیاء ۱۲۔ اخبار الطوال ۱۳۔ روضۃ الشہداء ۱۴۔ مقاتل الطالبین۔ ۱۵۔ مودۃ القربیٰ ۱۶۔ الملل والنحل، ۱۷۔ العقد الفرید ۱۸۔ تاریخ طبری ۱۹۔ الامامۃ والسیاسۃ۔ ۲۰۔ خصائص نسائی ۲۱۔ معارج النبوۃ۔ ۲۲۔ کتاب الفتوح اعثم کوفی۔ ۲۳۔ روضۃ الصفاء ۲۴۔ تاریخ ابو الفداء ۲۵۔ مستدرک حاکم۔ وغیرہ

باب دوم:

اس باب میں ایک تحقیقی بحث ہے یعنی جب شیعہ لوگ اہل سنت وجماعت پر کوئی الزام قائم کرتے ہیں۔ یا اپنے مسلک کی توثیق پیش کرتے ہیں۔ تو لکھتے ہیں۔ کہ اہل سنت وجماعت کی فلاں فلاں معتبر کتاب میں یہ لکھا ہے۔ تو اس باب میں اس بات کی وضاحت کر دی گئی ہے۔ کہ یہ مذکورہ کتب

marfat.com
Marfat.com

کیا اہل سنت کی ہیں یا اہل تشیع کی ؟
اگر اہل سنت کی ہیں تو کیا معتبر ہیں یا نہیں۔

عقائد جعفریہ جلد ششم

امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کی ذات پر لعن طعن کرنے والے سنی نما دیوبندوں مودودیوں، بریلویوں اور پیروں کا معتبر کتب اہل سنت سے محاسبہ۔

اس جلد میں ایک باب اور چند مندرجہ ذیل فصول ہیں۔

فصل اوّل: شان صحابہ: **فصل دوم**: صحابہ کرام پر لعن طعن کرنے والوں کا انجام

فصل سوم: امیر معاویہ کے صحابی ہونے پر مدلل ثبوت

فصل چہارم: امیر معاویہ کے فضائل و مناقب

فصل پنجم: امیر معاویہ پر لعن طعن کرنے والے کس زمرہ میں۔

marfat.com
Marfat.com

ماخذ و مراجع (کتب اہلِ سنّت)

برائے تحفہ جعفریہ جلد پنجم

نام کتاب	نام مصنف و سن وصال	مطبوعہ و سن طباعت
تاریخ طبری (فی تشیع)	محمد ابن جریر طبری سنہ ۳۱۰ھ	مصر
میزان الاعتدال	محمد ابن احمد ذہبی سنہ ۷۴۸ھ	مصر قدیم سنہ ۱۳۲۵ھ
تاریخ خمیس	حسین بن محمد بن حسن الدیار بکری ۹۸۲ھ	بیروت طبع جدید
الریاض النضرہ	محب الدین طبری	بیروت سنہ ۱۴۰۵ھ سنہ ۱۹۸۴ء
طبقات ابن سعد	محمد ابن سعد سنہ ۲۳۰ھ	بیروت سنہ ۱۳۷۶ھ سنہ ۱۹۵۷ء
تہذیب التہذیب	علامہ ابن حجر عسقلانیؒ سنہ ۷۵۲ھ	دکن حیدر آباد سنہ ۱۳۲۵ھ
عقد الفرید (فی تشیع)	احمد ابن محمد ابن عبد ربہ سنہ ۳۲۸ھ	بیروت طبع جدید۔
بخاری شریف	حضرت امام محمد بن اسماعیلؒ	اصح المطابع کراچی
الامامۃ والسیاسۃ (فی تشیع)	لابی قتیبہ ابو محمد عبد اللہ بن مسلم بن قتیبہ سنہ ۲۷۶ھ	مصر سنہ ۱۳۸۸ھ سنہ ۱۹۶۹ء
لسان المیزان	علامہ ابن حجر ابی الفضل احمد بن علی سنہ ۸۵۲ھ	دکن حیدر آباد سنہ ۱۳۲۹ھ
الاستیعاب فی معرفۃ الاصحاب	ابی عبد البر اندلسی مع اصابہ سنہ ۴۶۳ھ	بیروت سنہ ۱۳۲۸ھ
اسد الغابہ فی معرفۃ الصحابہ	عز الدین ابی الحسن علی بن ابی الکرم شیبانی سنہ ۶۳۰ھ ۱۲۳۲ء	بیروت۔ طبع جدید سنہ ۱۳۹۹ھ سنہ ۱۹۷۹ء

marfat.com
Marfat.com

نام کتاب	نام مصنف و سن وصال	مطبوعہ و سن طباعت
تفسیر قرطبی	ابو عبداللہ محمد بن عبداللہ احمد الانصاری القرطبی سنہ ۶۷۱ھ	مصر سنہ ۱۳۸۷ھ ۱۹۶۷ء
البدایہ والنہایہ	لابن کثیر عماد الدین ابو الفداء الدمشقی ۷۷۴ھ	بیروت۔ سنہ ۱۹۶۶ء
الکامل فی ضعفاء الرجال	عبداللہ ابن عدی اکبر جانی سنہ ۳۶۵ھ	بیروت طبع جدید سنہ ۱۴۰۴ھ
الکامل ابن اثیر	عز الدین ابو الحسن علی بن ابو الکرم شیبانی سنہ ۱۶۰ھ ۱۲۳۲ھ	بیروت طبع جدید سنہ ۱۳۹۹ھ ۱۹۷۹ء
لسان العرب	جمال الدین محمد بن مکرم (افی تشنیع) ۷۱۱ھ	بیروت طبع جدید سنہ ۱۳۸۸ھ ۱۹۶۸ء
ارشاد الساری	شہاب الدین احمد بن محمد سنہ ۹۲۳ھ	بیروت
عمدۃ القاری	بدر الدین عینی سنہ ۸۵۵ھ	بیروت۔ طبع جدید
مؤطا امام مالک رح	امام مالک رح سنہ ۱۸۹ھ	اصح المطابع کراچی طبع جدید
الاصابۃ فی تمیز الصحابہ	احمد بن علی ابن حجر عسقلانی رح سنہ ۸۵۲ھ	مصر سنہ ۱۳۲۸ھ
تاریخ ابن خلدون	عبدالرحمٰن بن محمد بن خلدون حضرمی سنہ ۸۰۸ھ ۱۴۰۶ء	بیروت سنہ ۱۴۰۱ھ ۱۹۸۱ء
زرقانی	محمد بن عبدالباقی الزرقانی مالکی سنہ ۱۱۲۲ھ	بیروت۔ طبع قدیم سنہ ۱۳۹۳ھ ۱۹۷۳ء
حلیۃ الاولیاء (فی تشیع)	لابی نعیم (احمد بن عبداللہ اصفہانی) سنہ ۴۳۰ھ	بیروت سنہ ۱۳۸۷ھ ۱۹۶۷ء
نبراس شرح عقائد	عبدالعزیز پرہاروی سنہ ۱۲۳۹ھ	ملک دین محمد اینڈ سنز لاہور سنہ ۱۳۱۹ھ
ماثبت بالسنۃ	شیخ عبدالحق محدث دہلی سنہ ۱۰۵۲ھ	حمایت الاسلام پریس لاہور
مسند امام احمد بن حنبل رح	امام احمد بن حنبل رح سنہ ۲۴۱ھ	بیروت سنہ ۱۳۹۸ھ ۱۹۷۸ء
شفا شریف	قاضی عیاض رح سنہ ۵۴۴ھ	بیروت سنہ ۱۳۶۹ھ ۱۹۵۰ء

marfat.com

Marfat.com

ماخذ و مراجع (شیعہ کتب) برائے تحفہ جعفریہ جلد پنجم

نام کتاب	نام مصنف و سن وفات	مطبوعہ و سن طباعت
تنقیح المقال	شیخ عبداللہ المامقانی سنہ ۱۳۲۳ھ	تہران۔ طبع قدیم سنہ ۱۳۴۹ھ
نہج البلاغہ	سید شریف ابوالحسن محمد رضی بن الحسن سنہ ۴۰۶ھ	بیروت طبع جدید سنہ ۱۹۸۰ء
الذریعہ الی التصانیف شیعہ	شیخ آقا بزرگ طہرانی سنہ ۱۳۱۲ھ	بیروت طبع جدید سنہ ۱۴۰۳ھ / ۱۹۸۳ء
ناسخ التواریخ	مرزا محمد تقی سپہر لسان الملک سنہ ۱۲۹۷ھ	تہران سنہ ۱۳۶۳ھ
تفسیر منہج الصادقین	ملا فتح اللہ کاشانی	تہران سنہ ۱۳۳۳ھ
مسالک الافہام الی آیات الاحکام	جواد ابن سعد اللہ سنہ ۱۰۴۴ھ	
قرب الاسناد	ابوالعباس عبداللہ بن جعفر حمیری قمی سنہ ۳۰۰ھ	تہران۔ طبع قدیم
الامالی شیخ طوسی	ابوجعفر محمد بن حسن طوسی سنہ ۴۶۰ھ	قم۔ ایران
شرح ابن ابی حدید	ابوالحامد عبدالحمید سنہ ۶۵۶ھ	بیروت۔ طبع جدید
الکنیٰ والالقاب	الشیخ عباس قمی سنہ ۱۳۵۹ھ	تہران۔ طبع جدید سنہ ۱۳۹۷ھ
جاگیر فدک	غلام حسین نجفی	لاہور سنہ
تاریخ یعقوبی	احمد بن ابو یعقوب سنہ ۲۸۴ھ	بیروت۔ طبع جدید
تہذیب المتین	سید مظہر حسین سہارنپوری	دہلی طبع قدیم سنہ ۱۳۲۹ھ
مروج الذہب	ابوالحسن علی بن حسین بن علی مسعودی ۳۴۶ھ	بیروت سنہ ۱۹۶۵ء / ۱۳۸۵ھ
منتخب التواریخ	حاجی محمد ہاشم بن محمد علی خراسانی	تہران۔ طبع جدید سنہ ۱۳۴۷ھ
کتاب الصفین	ابن مزاحم	بیروت طبع قدیم سنہ ۱۳۴۰ھ / ۱۹۲۱ء
امالی شیخ صدوق	الصدوق محمد بن علی سنہ ۳۸۱ھ	قم ایران طبع قدیم سنہ ۱۲۷۳ھ
فروع کافی	محمد بن یعقوب کلینی سنہ ۳۲۹ھ	تہران طبع جدید سنہ ۱۳ھ

marfat.com

Marfat.com

نام کتاب	نام مصنف وسن وفات	مطبوعہ وسن طباعت
تحفۃ العوام	مفتی سید احمد علی	لکھنو طبع قدیم سنہ ۱۹۴۵ء
بحار الانوار	ملا باقر مجلسی سنہ ۱۱۱۱ھ	تہران طبع جدید سنہ ۱۳۸۵ھ
چودہ ستارے	نجم الحسن کراروی	کتب خانہ امامیہ لاہور سنہ ۱۳۹۳ھ
کشف الغمہ فی معرفۃ الائمہ	ابوالحسن علی بن عیسیٰ بن ابی الفتح اربلی سنہ ۶۸۷ھ	تبریز سنہ ۱۳۸۱ھ
الاخبار الطوال	احمد بن داؤد الدینوری سنہ ۲۸۲ھ	بیروت طبع جدید
روضۃ الصفاء	محمد بن خاوند شاہ سنہ ۹۰۳ھ	بمبئی۔ طبع قدیم سنہ ۱۲۷۱ھ
مقتل ابی مخنف	لوط بن یحییٰ	نجف اشرف سنہ ۱۳۷۵ھ سنہ ۱۹۵۴ء
مناقب آل ابی طالب	محمد بن علی بن شہر آشوب مازندرانی سنہ ۵۸۸ھ	قم ایران سنہ ھ
احتجاج طبرسی	شیخ ابو منصور احمد بن علی طبرسی سنہ ۵۴۸ھ	نجف اشرف طبع قدیم سنہ ۱۳۸۶ھ
تاریخ ائمہ	سید علی حیدر نقوی	موچی دروازہ لاہور
امیر معاویہ تاریخ کے آئینہ میں	سید ذوالقرنین زیدی شیعی	
تاریخ احمدی	احمد حسین	لاہور
اعیان الشیعہ	الامام السید محسن الامین	بیروت طبع جدید سنہ ۱۹۸۳ء
جلاء العیون	ملا باقر مجلسی سنہ ۱۱۱۱ھ	تہران طبع قدیم سنہ ۱۳۹۸ھ
المبسوط	شیخ ابو جعفر محمد بن حسن الطوسی سنہ ۴۶۰ھ	تہران۔ طبع جدید۔
وسائل الشیعہ	محمد بن حسن الحر العاملی سنہ ۱۱۰۴ھ	" " " سنہ ۱۳۹۶ھ
دین حق	شرف الدین موسوی شیعی	بیروت طبع جدید
الامام الصادق	اسد حیدر	" " سنہ ۱۳۹۰ھ سنہ ۱۹۶۹ء
چہاردہ معصوم	عماد زادہ	تہران۔ سنہ ۱۳۸۰ھ
رجال کشی	محمد بن عمر الکشی (قرن رابع)	کربلا۔

marfat.com

Marfat.com

تمام مسلمانوں کے لئے عظیم خوشخبری

تفسیر بینات القرآن

علامہ قاری محمد طیب نقشبندی

ناظم جامعہ رسولیہ اسلامک سنٹر ٥ مانچسٹر ٥ انگلینڈ

پہلی جلد شائع ہوگئی۔ دوسری اور تیسری عنقریب زیور طباعت سے مزین ہوگی۔ ہر جلد تین پاروں پر مشتمل

خصوصیات:

☆ ہر آیت کے تحت رواں ترجمہ، مختصر تفسیر، تحقیقی ابحاث اور تفسیری فوائد بعنوان بینات القرآن

☆ اسلام پر اہل مغرب کی موجودہ فکری یلغار کا بھرپور جواب

☆ مغربی تہذیب کے مقابلہ میں اسلامی وقرآنی آداب واخلاق کی حسین تفصیل

☆ قرآن کی روشنی میں عقائد اہل سنت اور فقہ حنفی کی محققانہ تائید

☆ کلام اللہ کی روشنی میں سیکولرزام، مرزائیت، شیعیت، جملہ مذاہب باطلہ اور دیگر اعتقادی فتنوں کی تردید پر بیش بہا علمی خانہ

☆ محبت رسول ﷺ میں ڈوب کر لکھی جانے والی تفسیر قرآن

☆ علماء، خطباء، اہل قانون عصری اور عوام المسلمین کے لئے یکساں مفید تفسیر قرآن

☆ زبان انتہائی سادہ کہ ہر اردو پڑھنے والا سمجھ سکے۔

☆ ہر گھر اور ہر فرد کی ضرورت، ہر لائبریری کی زینت

☆ خوبصورت کمپوزنگ، قیمتی کاغذ، اعلیٰ جلد بندی، دیدہ زیب ٹائٹل اور مناسب قیمت، طلباء اور تاجروں کے لئے خصوصی رعایت

ہر قریبی بک سٹال پر دستیاب